راجستھان میں چند اہم ادبی انجمنوں کی خدمات

تحقیقی مقالہ

برائے پی ایچ۔ڈی۔ڈگری

یونیورسٹی آف کوٹہ، کوٹہ (راجستھان)

فیکلٹی آف آرٹس

رسرچ اسکالر

محمد اشفاق منصوری

زیرِ نگراں

ڈاکٹر قمر جہاں بیگم

ریٹائیرڈ وائس پرنسپل

گورنمنٹ پی.جی.گرلس کالج

جھالاواڑ (راجستھان)

شعبۂ اردو

یونیورسٹی آف کوٹہ، کوٹہ (راجستھان)

2018

CERTIFICATE

I feel great pleasure in certifying that the thesis entitled

"Rajasthan Mein Chand Aham Adabi Anjumano Ki Khidmaat"

embodies a record of the result of investigation carried out by

Mr. MO. ASHAFAQUE MANSURI under my guidance.

He has completed the following requirements as per Ph.D Regulation of the University.

(a) Course work as per the university rules.
(b) Residential requirements of the university (200 days)
(c) Regularly submitted annual progress report.
(d) Presented his work in the departmental committee.
(e) Published/accepted minimum of one research paper in a referred research journal,

I recommend the submission of thesis.

Date.:

Dr. Quamar Jahan Begum
Retired Vice Principal
Govt. P.G. Girls College Jhalawar
(Rajasthan)

تلخیص

تحقیقی مقالہ : راجستھان میں چند اہم ادبی انجمنوں کی خدمات

مقالہ نگار : محمد اشفاق منصوری

نگراں : ڈاکٹر قمر جہاں بیگم

رٹائرڈ وائس پرنسپل

گورنمنٹ گرلس پی۔جی۔کالج، جھالاواڑ (راجستھان)

’’راجستھان میں چند اہم ادبی انجمنوں کی خدمات‘‘

یہ تحقیقی مقالہ چھ ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول۔ راجستھان کا ادبی پس منظر

باب دوم۔ آزادی سے قبل ریاست وار اور تشکیل راجستھان کے بعد ضلع وار اہم ادبی انجمنوں کا تعارف

باب سوم۔ ادبی انجمنوں کی اہمیت وافادیت

باب چہارم۔ آزادی سے قبل انجمنوں کی ادبی و علمی خدمات

باب پنجم۔ تشکیل راجستھان کے بعد انجمنوں کی ادبی و علمی خدمات

باب ششم۔ ماحصل

باب۔اول

راجستھان کا ادبی پس منظر

مقالے کے اس باب کے تحت راجستھان کی ادبی تاریخ اور اردو شعر و ادب کے پس منظر پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے کہ راجستھان میں اردو شعر و ادب کے نقوش انیسویں صدی کے تقریباً نصف آخر زمانے سے ابھرنے لگے تھے اور ۱۸۵۷ء آتے آتے واضح طور پر نظر آنے لگے۔خصوصاً ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد جب دہلی اور دوسرے مقامات کے پریشان حال اربابِ علم و کمال اور اصحابِ شعر و سخن فکر معاش، حفظ جان اور تلاشِ سکون کے لئے اس خطہ میں پہنچنے لگے تو جہاں جہاں انہوں نے سکونت اختیار کی وہ مقامات شعر و سخن کے گہوارے اور علم و ادب کے مرکز بنتے گئے۔خاص طور پر ان ریاستوں میں جہاں کے حکمرانوں نے خود اردو شعر و سخن اور علم و ادب سے دلچسپی لی اور وہاں اردو ادب کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔دیکھتے ہی دیکھتے راجپوتانہ کا ریگستان علم و ادب کا نخلستان بن گیا جہاں دہلی و لکھنو اور دوسرے مقامات کے ارباب علم و ادب نے پہنچ کر و ادب کے چراغ روشن کئے اور بعض دیسی ریاستوں میں ادبی گہوارے قائم ہو گئے۔مثال کے طور پر ریاست ٹونک کے قطع نظر جہاں ایک مسلم ریاست تھی، جے پور میں دہلی سے آئے ہوئے اربابِ علم و فن نے شعر و ادب کو اتنا فروغ دیا تھا کہ بقول مولوی عبدالحق ''جے پور کو لوگ دوسری دہلی کہنے لگے تھے'' حتیٰ کہ الور جیسی غیر مسلم ریاست میں بھی ۱۸۵۷ء کے بعد اردو زبان و ادب کو اتنا فروغ حاصل ہوا چکا تھا کہ وہاں کے مہاراجا شیودان سنگھ (۱۸۷۴ء-۱۸۵۷ء) کے عہدِ حکومت میں مقامی شاعر ہیرالال شہرت نے کہا تھا کہ ؎

''شور ہے شعر و سخن کا ہر طرف

ان دنوں الور جہاں آباد ہے''

اسی طرح دوسری ریاستوں میں بھی اردو شعر و ادب کو فروغ حاصل ہوتا رہا۔ان میں خاص طور پر بھرت پور، جودھپور، بیکانیر، کوٹہ، اور جھالاواڑ جیسی چھوٹی ریاست میں تو اردو کو اتنا فروغ حاصل ہو چکا تھا کہ وہاں کے حکمراں کی سرپرستی میں شاہی محل میں ماہانہ مشاعرے منعقد ہوئے۔اسی سلسلہ میں اجمیر کا نام بھی قابلِ ذکر ہے۔

جہاں انگریزی حکومت کی علمداری تھی۔

اس طرح اس باب میں راجپوتانہ کے مختلف علاقوں میں ۱۸۵۷ء سے قبل و بعد اردو زبان وادب کے ارتقاء اور اس کے فروغ کا جائزہ لیا گیا ہے۔جس سے اندازہ ہو سکے کہ راجستھان کی اہم ریاستوں میں ادب نواز والیان کی سرپرستی میں اردو زبان وادب نے کس طرح ترویج کا سلسلہ قائم کیا۔ذیل میں راجستھان کے اہم ادبی مراکز کا مختصر جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

جے پور ریاست

آمیر کے راجہ جے سنگھ دوم نے اپنے نام پر شہر جے پور آباد کیا تھا۔اور اپنی راجدھانی بنایا تھا۔اس سے قبل یہ ریاست آمیر کے نام سے موسوم تھی۔اسی ریاست کے حکمراں خاندان کے فرزند مرزا منوہر توسنؔی کو 'ہندوستان میں فارسی زبان کا اولین مسلم شاعر ہونے کا شرف حاصل ہے۔راجا سوائی جے سنگھ نے فارسی زبان میں علم نحو کی ایک کتاب ''زیچ شاہی'' کے نام سے تصنیف کروائی۔اس کے اٹھارویں صدی کے وسط میں ریاست آمیر کے قصبہ کھنڈیلہ کے قریب مہدویہ فرقہ کے ایک بزرگ محمد جی میاں غریب نے ۱۷۴۹ء سے ۱۷۵۲ء کے دوران نظم کی صورت میں 'تاریخِ غریبی' کے نام سے ایک ضخیم کتاب مرتب کی۔جسے عثمانی صاحب نے اپنی تصنیف ''راجستھان میں اردو زبان وادب ۱۸۵۷ء تک'' میں راجستھان کی قدیم ترین اردو تصنیف قرار دیا ہے۔اس کے بعد مہاراجا پرتاب سنگھ جو برج ندھؔی کے نام سے شعر کہتے تھے۔ریختہ اور ہندی کی ملی جلی زبان میں ان کا کلام ''برج گرنتھاولی'' کے نام سے مرتب ہوا۔

بیسویں صدی کے ابتدائی حصہ میں جے پور میں دمیر تقی میرؔ کے ایک گمنام شاگرد مرزا علی بیگ گلؔ کا سراغ ملتا ہے۔جن کو مولانا شاغلؔ نے ''تذکرائے شعرائے جے پور'' میں جے پور کا اولین شاعر تسلیم کیا ہے۔اس کے علاوہ اکبر علی گلؔ کو عثمانی صاحب نے اپنی تصنیف ''راجستھان میں اردو زبان وادب ۱۸۵۷ءتک'' میں راجستھان میں اردو زبان کا اولین صاحبِ دیوان شاعر قرار دیا ہے۔اسی سلسلہ میں عظمت اللہ نیازؔ دہلوی جے پور میں قیام کرتے ہوئے ۱۸۱۱ء میں ''قصہّ رنگین'' کے نام سے ایک مختصر داستان تصنیف کی تھی۔۱۸۵۷ء کے آشوب ناک ہنگامۂ غدر کے باعث اہلِ کمال دہلی اور لکھنؤ اور دوسرے مقامات سے جے پور پہنچنے لگے جن کے زیر

اثر وہاں ادبی ماحول قائم ہوا کہ ۱۸۷۲ء میں وہاں بزمِ ادب بھی قائم ہوئی اور جے پور شعر وادب کا گہوارہ بن گیا۔ تقسیم ملک کے بعد بہت سے شعراء ترک وطن پر آمادہ ہوگئے اور وقتی طور جے پور کی فضاء پر تاریکی چھا گئی۔شعرو ادب کی محفلیں خاموش سی ہوگئیں لیکن ۱۹۵۳ء میں مولانا شاغلؔ نے انجمن ترقی اردو قائم کر کے جے پور میں پھر سے اردو شعر وادب کے چراغ روشن کئے جو موجودہ دور میں یہاں کی محفلوں کو روشن کررہے ہیں۔

ٹونک ریاست

ریاست کا قیام امیر الدولہ نواب محمد امیر خاں بہادر اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے مابین ۱۸۱۷ء میں ایک سیاسی عہد و پیمان کے بعد عمل میں آیا۔عہد و پیمان کے مطابق امیر الدولہ کے مقبوضہ قصبات نمبا ہیڑھ، پڑاوں، چھبڑا اور سرونج وغیرہ کو ریاست میں شامل کیا گیا اور شہر ٹونک کو دارالحکومت بنایا گیا۔نواب امیر خاں کی فوج میں فقیر محمد گویاؔ ملیح آبادی مترجم ''دبستان حکمت'' شامل تھے جو صاحبِ دیوان شاعر تھے۔گویاؔ کے علاوہ امیر الدولہ کے عہد میں بساون لال شاداںؔ جنہوں نے اس عہد کی یادگار تصنیف ''امیر نامہ'' تصنیف کی۔امیر الدولہ کے بعد ان کے فرزند وزیر الدولہ کے عہد میں ٹونک میں اردو شعر وادب کو فروغ حاصل ہوا۔آپ کی تصنیف ''نصائح وزیری'' اس کا ثبوت ہے۔الٰہی بخش نازشؔ اس دور کے نمایاں شاعر تھے۔انہوں نے مثنوی ''گلزار خلیل'' تصنیف کی۔نواب وزیر الدولہ کے بعد ان کے صاحبزادے محمد علی خاں دور حکومت میں ٹونک علم وادب کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔اس دور کے سب سے اہم شخصیت مولانا نجف علی ہے۔ان کی اہم کتابوں میں ''فتوحاتِ عجم''، ''فتوحاتِ عراق''، ''شرح مقاماتِ حریری'' وغیرہ ہیں۔نواب محمد علی خاں کے بعد ان کے فرزند ابراہیم علی خاں خود بھی شاعر تھے۔ان کے اردو کلام کے تین مجموعے ہیں ان میں ''خیابانِ خلیلؔ، زیورِ طبع سے آراستہ ہوا۔اسی عہد میں حکیم سعید احمد اسعدؔ نے ''امیر نامہ'' اردو میں ترجمہ کیا۔اصغر علی آبروؔ نے ''تاریخِ ٹونک'' کلامی نے شاہنامہ کی طرز پر فتوح الاسلام، اردو میں لکھی۔اس کے علاوہ اس عہدِ ابراہیم کی سب سے زندہ جاوید شخصیت پروفیسر حافظ محمد شیرانی ہیں۔جن کی تصنیف ''پنجاب میں اردو'' اردو تحقیق کے لئے مشعلِ راہ ہے اور تنقید شعر العجم لازوال کارنامہ ہے۔اسی دور میں سید محمد مرتضیٰ نظرؔ نے سیر شاہی اور آثارِ مالوہ'' تصنیف کیں۔اس دور کی سب سے اہم حصولیابی نواب صاحب کے شاہی محل میں ٹونک کا سب سے بڑا مشاعرہ منعقد ہوا۔جس کی مکمل روداد شعراء کے حالات اور کلام آبراؔ نے ''بزم خلیل'' کے نام سے مرتب کیا۔نواب ابراہیم کے جانشین نواب سعادت علی خاں تھے اور وسعیدؔ تخلص سے شاعری کرتے تھے۔ٹونک کی

ادبی تاریخ میں ان دور میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے کیوں کہ اس دور میں پہلی بار ٹونک میں آل انڈیا مشاعرہ ہوا جو سعادت لٹریری سوسائٹی کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ ان کے عہد میں متعدد کتابیں تصنیف کی گئیں جن میں دین محمد کی ''مسند نشین ٹونک'' صاحبزادہ عبدالتواب خاں نے تذکرۂ ٹوک، ''بہانے سفرنامہ سعادت'' وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ سعادت علی خاں کے بعد فاروق علی خاں اور اسماعیل علی خاں مسند نشین ہوئے اس دور میں تحریکِ آزادی پوری ہو چکی تھی۔ تشکیل راجستھان کے بعد ٹونک کو بھی ایک ضلع کی حیثیت سے اس صوبے میں شامل کر لیا گیا اور اس ریاست کی خود مختاری ختم ہو گئی۔ ٹونک کے کئی اہلِ کمال ترکِ وطن کر گئے ا۔ حالات ساز گار ہونے کے بعد نئی ادبی محفلیں آراستہ ہوئیں آج بھی راجستھان میں ٹونک میں اردو شعر و ادب ایک اہم و عظیم مرکز تسلیم کیا جاتا ہے۔

ریاست الور

شاہ عالم نے ریاست کے بانی مہاراجہ پرتاپ سنگھ کو اس ریاست کا خود مختار حکمراں تسلیم کرتے ہوئے خطاب اور منصب سے نوازا تھا۔ پرتاپ سنگھ اور ان کے جانشین مہاراجا بختاور سنگھ نے علوم و فنون کی سرپرستی کر کے اپنی ریاست کو ادبی مرکز بنا دیا۔ بختاور سنگھ کے جانشین مہاراجا بنے سنگھ کے دورِ حکومت میں علماء فضلاء کا ایسا اچھا مجمع ہو گیا تھا کہ بقول عبدالحق ''لوگ الور کو دوسری دہلی کہا کرتے تھے۔'' مہاراجا شودان سنگھ کے عہد میں بھی بہت سے اہلِ علم و فن الور میں سکونت پذیر ہوئے۔ اس کے بعد الور کے مہاراجا منگل سنگھ کے جانشین مہاراجا جے سنگھ خود شاعر تھے اور وحشتؔ ان کا تخلص تھا۔ ان کے کلام کا مجموعہ ۱۹۰۴ء میں انجمن وحشت کے نام سے شائع ہوا۔ حصول آزادی کے بعد آہستہ آہستہ ادبی ماحول ختم ہوتا گیا اور تشکیل راجستھان کے بعد تو اردو کے نام و نشان بھی نہیں رہا۔

ریاست بھرت پور

مہاراجا سورج مل نے ۱۷۳۳ء میں بھرت پور فتح کر کے ایک باقاعدہ ریاست بنائی۔ ریاست کے قیام کے بعد وہاں سرکاری دفاتیر میں ایسے حضرات ملازم رہے جو نہ فارسی بلکہ اردو شعر و ادب سے بھی خوب تعلق رکھتے تھے اور خاص طور پر بھرت پور کے راجا رنجیت سنگھ نے جب ۱۸۰۵ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ سیاسی معاہدہ کیا تو فطری طور پر ریاست کے دفاتر میں ابتداً فارسی اثرات پڑے۔ مہاراجا بلونت سنگھ کے عہد میں جانی بہاری لال راضیؔ نے ایک تصنیف ''گاڈ خدا'' کے نام سے اردو سے انگریزی سکھانے کی ایک منظوم کتاب تصنیف کی۔ اس

کے علاوہ بھرت پور میں ہی ۱۸۵۱ء میں ایک مطبع منشی صفدر علی نے قائم کیا تھا اور اس مطبع سے ایک ''اخبار مظہر السرور'' کے نام سے جاری کیا۔ جسے راجستھان کا اولین اخبار تسلیم کیا جاتا ہے۔گردھاری لال نے مہاراجا بلونت سنگھ کے زمانے میں رنتھمبور کی تاریخ ''محاصرہ رنتھمبور'' کے نام سے لکھی تھی۔اس کے علاوہ جوالا سہائے نے اردو میں ''وقائع راجپوتانہ کے نام سے راجستھان کی ایک ضخیم تاریخ لکھی یہ کتاب راجستھان کی تمام ریاستوں کی مکمل تاریخ ہے۔لیکن تشکیل راجستھان کے بعد یہ علاقہ اردو شعروادب کے فروغ میں برائے نام رہا۔

ریاست جودھپور

ریاست جودھپور ابتدا میں ریاست مارواڑ کے نام سے مشہور تھی۔راجستھان کی قدیم بڑی ریاستوں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔وہاں کے راجا جودھا نے ۱۴۵۹ء میں اپنے نام پر جودھپور آباد کیا اور اسے اپنی راجدھانی بنایا۔ جودھپور کے قریب ایک قصبہ ناگور واقع تھا۔جو تشکیل راجستھان کے بعد ضلع کی حیثیت رکھتا ہے۔وہاں بہت پہلے صوفیا نے کرام اور فارسی کے علماء وفضلاء اور شعراء کی آمدورفت کا سلسلہ شروع ہوا۔ان میں شیخ حمیدالدین ناگوری جو''سلطان التارکن'' کے نام سے مشہور ہوئے آپ کے تفصیلی حالات اور آپ کی تصانیف کا تفصیلی ذکر احسان الحق فاروق نے اپنی کتاب ''سلطان التارکین'' میں کیا ہے۔شیخ حمیدالدین ناگوری کے صاحبزادے قاضی احمد ظہیر الدین بھی یہاں سکونت پذیر ہوئے اور آپ کی تصنیف ''روضۃ الصوفیہ'' کو جودھپور کی اولیں فارسی تصنیف کہا جاتا ہے۔ ناگور میں شیخ مبارک ابن، شیخ خضر یمنی جیسے عالم پید ہوئے۔انہیں شیخ مبارک کے بیٹے ابوالفضل اور فیضی جیسے عالم وفاضل تھے جو اکبرِ اعظم کے دربار کے نورتنوں میں شامل تھے۔مغلیہ سلطنت سے تعلق کی وجہ سے جودھپور میں فارسی زبان کو فروغ حاصل ہوا۔فارسی کی مشہور کتاب ''انشاء مادھورام'' کا کو منشی مادھورام نے جودھپور میں رہ کر مرتب کی۔انگریزوں سے معائدے کے بعد جوھپور اور اس کے شہر وقصبات میں اردو کو فروغ حاصل ہوا۔ سرکاری دفاتر میں اردو استعمال ہونے لگی۔ یہاں تک کہ مہاراجا تخت سنگھ کے زمانے میں ۱۸۷۰ء میں 'مارواڑ گزٹ' کے نام سے ریاست کا سرکاری گزٹ اردو میں چھپنے لگا۔ اس کے بعد مہاراجا جسونت سنگھ کے عہد میں ریاست جودھپور کے سرکاری قوانین ''دستورالعمل''اردو اور دیوناگری رسم الخط میں منشی ہردیال سنگھ نے مرتب کی اور شائع بھی ہوا اس زمانے میں ریاست ایک ادبی مرکز بن گئی تھی۔اس کے بعد قسیم بیگ چغتائی جودھپور میں ڈپٹی کلکٹر ہو کر پہنچے۔ان کے بیٹے عظیم بیگ چغتائی مزاحیہ اور طنزیہ افسانہ نگار رہے اور ان کی بہن عصمت چغتائی جو اردو

کی مشہور افسانہ نگار جن کی زندگی کا کچھ حصہ یہیں گزرا۔غرض انیسویں صدی کے اختتام تک جودھپور میں اچھا ادبی ماحول قائم ہو گیا تھا۔اس کے اثرات بیسویں صدی تک قائم رہے۔لیکن تحریک آزادی کے دوران شعروسخن کے ادبی ماحول میں زوال کے آثار نمایاں ہونے لگے اور آہستہ آہستہ ادبی ماحول ۱۹۴۷ء تک تاریخ میں غرق ہو گیا۔ آزادی کے بعد ۱۹۵۶ء مولانا شاغلؔ کی ایماء پر وحیداللہ نے انجمن ترقی اردو قائم کی اور جس کے زیر اثر جودھپور میں پھر ادبی وشعری ماحول قائم ہو گیا۔

ریاست جھالاواڑ

ریاست جھالاواڑ کا قیام ۱۸۳۸ء میں عمل میں آیا تھا۔اسی زمانے میں فارسی کو سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہوا۔پرتھوی راج سنگھ کے عہد میں فارسی کے ساتھ اردو کا استعمال بھی ہونے لگا۔ ۱۸۶۸ء میں وہاں ایک سرکاری اردو پریس جیل پریس جھالاواڑ کے نام سے قائم ہوا تھا۔مہاراجا ظالم سنگھ کے عہد سے اردو کا فروغ شروع ہوا اور اس زمانے میں خان بخش فوج جھالاواڑ نے چہار چمن کے نام سے ریاست جھالاواڑ کی تاریخ لکھی۔مہاراجا بھوانی سنگھ نے عبدالوحید نیرنگؔ کاکوری کو مہاراجا نے افتخار الشعراء کے خطاب سے نوازا۔نیرنگؔ کے بعد اس عہد میں نامور شاعر شمبھو دیال دانشؔ نام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔جسے مہاراجا بھوانی سنگھ نے 'ملک الشعراء' کے خطاب سے نوازا تھا۔ان کے بعد مہاراجا راجندر سنگھ مخمورؔ (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۴ء) جھالاواڑ کے رئیس بنے وہ خود شاعر تھے ان کی سرپرستی میں ''انجمن راجندر'' قائم ہوئی۔مہاراجا راجندر کے جانشیں مہاراجا ہریش چندر کا زمانہ آتے آتے سیاسی مصلحتوں کی بنا پر سرکاری دفاتر میں اردو کی جگہ ہندی نے لے لی۔اور تشکیل راجستھان کے بعد ادبی ماحول پر تاریکی چھا گئی۔

ریاست کوٹہ

کوٹہ ریاست کا قیام شاہجہاں کے زمانے میں ۱۶۳۲ء کو عمل میں آیا تھا۔ریاست کے حکمراں ۱۸۱۷ء تک سلاطینِ مغلیہ سے وابستہ رہے۔ ۱۸۱۷ء میں مہاراجا امر سنگھ نے انگریزوں سے معاہدہ کر لیا۔ریاست کوٹہ میں وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہوئے نواب ممتاز الدولہ فیض علی خاں بہادر کے زمانے میں سرکاری دفاتر میں اردو زبان میں کام ہونے لگا۔ان کے بعد اصحاب علم وفضل سرکاری ملازمتوں سے وابستہ ہونے لگے۔ان میں افضل حسین خاں ثابتؔ لکھنوی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔جنہوں نے ''حیات دبیر'' تصنیف کی۔ان کے علاوہ

چودھری مول چند نے ریاست کوٹہ کی تاریخ اردو میں لکھی۔ اور رام بابو سکسینہ نے اپنی تصنیف ''یورپین اینڈ یورو ییَن پوئٹس آف اردو اینڈ پرشین'' کوٹہ میں ہی رہ کر مرتب کی۔ اس کے علاوہ یہاں کے مقامی شعراء میں مفتوںؔ کوٹوی کا نام خاص اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے اپنے ایک مضمون ''راجستھان میں اردو کے سو سال'' میں کوٹہ میں شعر وادب کے ارتقاء پر روشنی ڈالی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۴۷ء تک یہاں اردو کا رواج عام ہو گیا تھا۔ تشکیل راجستھان کے بعد کوٹہ میں چند شعراء پہنچے جن میں للتا پرشاد شادؔ خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ انہوں نے ۱۹۵۸ء میں ''دل شاد'' نامی ایک پندرہ روزہ اخبار جاری کیا۔ اس کے علاوہ مختلف انجمنوں کے قائم ہونے سے یہاں اردو شعر وادب کو تقویت حاصل ہوتی رہی۔

ریاست اودے پور

اودے پور راجپوتانہ کی ایک قدیم خوبصورت ریاست تھی جس کا تعلق جہانگیر کے عہد میں سلاطینِ مغلیہ سے تھا۔ اودے پور کے مہارانا پرتاب سنگھ نے انتہائی پریشانی کے باوجود اکبر اعظم کی اطاعت قبول نہیں کی۔ لیکن ان کے جانشیں امر سنگھ نے جہانگیر کی اطاعت قبول کی۔ تقریباً اسی زمانے میں وہاں فارسی کے اثرات نظر آنے لگتے ہیں۔ مگر فارسی علم وادب کو فروغ نہیں مل سکا۔ مہارانا شمبھو سنگھ کے دور حکومت میں ۱۸۶۲ء میں اودے پور کے سرکاری اسکول میں اردو تعلیم کے آغاز کا ذکر کیا ہے۔ عبداللہ فرحتیؔ، مولانا عبدالغنی اور مولانا عبدالطیف کی اودے پور میں آمد کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ''تحفۂ راجستھان کے نام سے مولوی فرحتی نے راجستھان کی تاریخ مرتب کی تھی جو اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں شائع ہوئی تھی''۔ مہارانا سجن سنگھ کی سرپرستی میں کرنل ڈاٹ کی تاریخ راجستھان کا ترجمہ ۱۸۷۷ء میں نول کشور پریس میں شائع ہوا۔ ان کے بعد ۱۸۸۴ء مہارانا فتح سنگھ نے مولانا عبداللہ وحشیؔ سے تاریخ میواڑ اردو میں تصنیف کروائی اور مولانا نجم الغنی نے وقائع راجستھان تصنیف کی۔ اودے پور میں راجپوتانہ کی دوسری ریاستوں کی طرح ادبی مرکز قائم نہ ہو سکا۔ تشکیل راجستھان کے بعد اودے پور میں ۱۹۵۸ء میں راجستھان ساہتیہ اکادمی قائم ہونے سے اردو زبان وادب کے لئے بہترین خدمات انجام دی گئیں۔

ریاست بیکانیر

۱۴۸۹ء میں جودھپور کے راجا جودھا کے بیٹے راؤ بیکا نے اس خط کو فتح کر کے اپنے نام پر شہر بیکانیر بسایا اور

سولھویں صدی میں بیکانیر کے راجا کلیان مل نے اکبرِ اعظم کی اطاعت قبول کی۔اسی زمانے سے وہاں فارسی زبان وادب کے اثرات پہنچنے لگے تھے۔مہاراجا سردار سنگھ کے عہد میں غالبؔ کے شاگرد محمد اقبال حسین عاشقؔ دہلوی بیکانیر پہنچے اور یہیں رہ کر انہوں نے اپنے دیوان 'افکارِ عاشق' اور 'دیوانِ عاشق' مرتب کیے۔مہاراجا سردار سنگھ کے بعد ان کے بیٹے مہاراجا ڈونگر سنگھ بیکانیر کے مدرسہ میں اردو تعلیم کا انتظام کیا۔ڈونگر سنگھ کے جانشین مہاراجا گنگا سنگھ کے عہد سے بیکانیر دفاتیر میں اردو کا استعمال ہونے لگا۔ ۱۸۸۸ء میں اردو کا پریس قائم ہوا۔اسی پریس میں ۱۸۹۶ء میں ریاست بیکانیر کا دستور العمل ریاست بیکانیر'' شائع ہوا۔اس کے اس کے علاوہ منشی موہن لال بھٹنا گر نے ریاست کی تاریخ اردو میں ''تاریخ راجیہ بیکانیر'' کے نام سے مرتب کر کے جیل پریس سے ۱۸۹۰ء میں شائع کروائی۔کچھ عرصہ تک یہاں کا شعر وادب پر سکوت طاری ہے۔لیکن جب امتیاز الشعراء افتخار الملک حضرت وجہ الدین خاں بیخودؔ دہلی سے بیکانیر تشریف لائے تو یہاں شعر وادب کی سونی محفل میں چھل پہل شروع ہوگئی۔بعض مقامی شعراء نے ان کی شاگردی اختیار کر کے ان سے فیض حاصل کیا۔جس سے یہاں شعر وادب کا نیا ماحول قائم کیا گیا۔ان میں شیخ محمد ابراہیم آزاد کا نعتیہ کلام ''ثنائے محبوب خالق''، مولانا بیدلؔ کا دیوان 'باغ فردوس' خاص سے قابل ذکر ہیں۔تشکیل راجستھان کے بعد کئی شعراء ترک وطن کر گئے بعض فوت ہو گئے لیکن جو رہے انہوں نے شعر وادب کی محفلیں کو سجائے رکھا۔

اجمیر کمشنری

اجمیر کو راجا اَجے نے اپنے انے نام پر آباد کیا تھا۔اور مختلف حکمراں کے قبضہ میں رہا۔بالآخر ۱۸۱۸ء میں انگریزوں کا اقتدار قائم ہوگیا۔تاریخی حوالوں سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتیؒ کی تشریف آوری کے زمانے میں اس خطہ میں فارسی زبان وادب کے اثرات ظاہر ہونے لگے۔صوفیوں، تاجروں اور فوجیوں، عقیدت مندوں اور مغلیہ سلطنت سے وابستہ ملازمین کی آمد ورفت کا سلسلہ بھی بڑھنے لگا۔افارسی شعر وادب رواج پاتا رہا۔ساتھ ہی ساتھ بول چال میں اردو زبان فروغ پاتی رہی۔خواجہ صاحب کی شان میں مقامی زبان میں کچھ ایسے اشعار نظر آتے ہیں جو اجمیر میں اردو کی ترویج کی نشان دہی کرتے ہیں، ان میں اردو کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔انیسویں صدی تک اجمیر میں فارسی زبان کا رواج رہا اور فارسی نثر میں کالی رام کائستھ نے ۱۷۹۴ء میں ''نسب انساب'' تصنیف کی۔اجمیر پر انگریزوں کا اقتدار قائم ہونے کے بعد یہاں کے سرکاری

دفاتر میں اردو کا استعمال ہونے لگا۔ خاص طور پر جب فخر الشعراء میر نظام الدین ممنونؔ اور ان کے صاحبزادہ عبد الکریم خاں شرقؔ کی اجمیر میں آمد سے اردو شعر وادب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد کے شعراء میں امام الدین آثرؔ کا نام بھی قابلِ ذکر ہیں۔ ''معین الاولیاءؔ'' اور دیوان ''چراغِ چشت'' ان کی اہم تصانیف ہیں۔ بیسویں صدی میں اجمیر شعر وادب کا گہواہ بن گیا تھا۔ مولانا عبدالباری معنیؔ اور مولا عرشؔ اجمیری کو اجمیر میں اساتذۂ سخن کی حیثیت حاصل تھی۔ تقسیم ہند کے بعد بہت سے شعراء ترک وطن کر گئے لیکن پھر بھی آج بھی شعر وسخن کا سلسلہ جاری رہا۔ ساغرؔ اجمیری، فضل متین، بھگوتی پرشاد، عاجزؔ اور پی پی شریواستو رندؔ، آسمانِ ادب پر چھائے رہے۔

باب۔ دوم

آزادی سے قبل ریاست وار اور تشکیل راجستھان کے بعد ضلع وار ادبی انجمنوں کا تعارف

اس باب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جس کے پہلے حصہ میں آزادی سے قبل راجستھان میں قائم ہونے والی انجمنوں کا ریاست وار تعارف پیش کیا گیا ہے۔

ریاست جے پور:۔ راجستھان کی پہلی ادبی انجمن 'بزمِ ادب' کے نام سے ۱۹۲۷ء میں مولانا سلیم الدین تسلیمؔ کی صدارت میں ریاستِ جے پور میں قائم ہوئی۔ بزمِ ادب سے پہلے 'سوشل سائینسی کانگریس' نام سے مہاراجا جے پور کی سر پرستی میں ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۶ء میں قائم ہوئی تھی۔ اس کے مقاصد میں علوم وفنون کی ترویج بھی شامل تھی اور ان مقاصد کے لئے ادبی تقریبات اور مشاعرے وغیرہ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک خالص ادبی سوسائٹی نہیں تھی اس کے دیگر مقاصد بھی تھے لیکن پھر بھی اس زمانے میں اس سوسائٹی نے جے پور میں شعر وادب کی سرگرمیوں کو فروغ دینے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ بزمِ ادب کے بعد جے پور ریاست میں قائم ہونے والی انجمنوں میں مرزا غالبؔ سوسائٹی بھی خاص طور سے قابل ذکر ہے جس کا قیام مرزا غالبؔ کی یومِ پیدائش کے موقع پر دسمبر ۱۹۳۶ء میں مرزا نصیر بیگ رضاؔ کی سرپرستی میں عمل میں آیا۔ اس کے علاوہ ہنڈون قصبہ جو جے پور ریاست کا صدر مقام تھا۔ جہاں ۱۹۳۴ء میں مولانا رفیق عزیزی کے سرپرستی میں بزمِ ادب ہنڈون قیام عمل میں آیا۔

ریاست ٹونک:۔ نواب ابراہیم خاں خلیلؔ کی سرپرستی میں ۱۸۹۴ء میں ٹونک میں پہلی ادبی انجمن بزمِ خلیلؔ کے نام سے قائم ہوئی۔ اس کے بعد ٹونک میں انجمنوں کے قیام کا سلسلہ عام ہو گیا اور اس طرح ٹونک کی

دوسری اہم ادبی انجمن سعادت لٹریری سوسائٹی کے نام سے نواب ابراہیم علی خاں خلیلؔ کے فرزند نواب سعادت علی خاں سعیدؔ کی سرپرستی میں ۱۹۳۸ء میں قائم ہوئی۔اس کے بعد ۱۹۴۶ء میں طلبہ کی ایک انجمن ریحان الملت کے نام سے دارالعلوم خلیلیہ نظامیہ میں قائم ہوئی۔اس کے قیام کا مقصد طلبہ میں تحریری اور تقریری صلاحیت پیدا کرنا اور ان میں پوشیدہ علمی وادبی ذوق وشوق بحال کرنا تھا۔

ریاست کوٹہ:۔ ریاست کوٹہ کی اولین انجمن تنظیم المومنین کا قیام ۱۹۲۷ء میں عمل میں آیا۔اس کے بعد کوٹہ میں کئی انجمنیں قائم ہوئیں جن میں بھارت بندو سمیتی قائم شدہ ۱۹۳۹ء انجمن ہلالِ احمد قائم شدہ ۱۹۳۱ء ، بزمِ ادب کوٹہ جس کا قیام ۱۹۳۳ء میں مولوی افضل حسین ثابتؔ لکھنوی کی سرپرستی میں عمل میں آیا۔ابتداء میں یہ انجمن بزمِ خیال پھر بزمِ سخن اور انجام کار بزم ادب کے نام سے قائم ہوئی۔ان کے علاوہ اردو ہندی پوئٹس ایسوسیشن ہربٹ کالج کوٹہ قائم شدہ ۱۹۳۴ء، پریم منڈل قیام شدہ ۱۹۳۵ء، بزمِ افکار قائم شدہ ۱۹۴۵ء وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

ریاست جھالاواڑ:۔ مہاراجا بھوانی سنگھ کی سرپرستی میں ۱۹۱۸ء میں ’’انجمنِ سخن شعراء‘‘ قائم کی گئی۔اس کے علاوہ شیکسپیئر ڈرامٹک سوسائٹی کا قیام بھی عمل میں آیا۔جس کے تحت انگریزی ڈراموں بالخصوص شکسپیئر کے ڈراموں کا اردو میں ترجمہ کیا گیا۔اس کے بعد مہاراجا راجندر سنگھ مخمورؔ کی سرپرستی میں انجمن راجندر کے نام سے ایک بزمِ ادب قائم ہوئی۔

ریاست جودھپور:۔ ریاست جودھپور میں آزادی سے پہلے کی انجمنوں میں ’بزمِ ادب‘ کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔جسے ’’تذکرۂ بہارِ سخن‘ کے کے خالق شرف الدین ایکتاؔ نے قائم کی۔

ریاست بیکانیر:۔ مولوی بادشاہ حسین خاں رضاؔ کی سپرستی میں یہاں ایک ادبی انجمن ’بزمِ ادب‘ کے نام سے ۱۹۳۵ء میں قائم ہوئی۔

فتح پور شیخاوٹی:۔ فتح پور کی پہلی ادبی انجمن ’’انجمن شمع اردو‘‘ کے نام سے محلّہ بیوپاران میں ۱۹۴۵ء قائم کی گئی تھی۔

اجمیر کمشنری:۔ سطورِ بالا تحریر ریاستوں کے علاوہ اجمیر کمشنری جو اجمیر میرواڑہ کے نام سے منسوب تھی اور جہاں انگریزی حکومت کی عمل داری تھی۔ یہاں بھی اردو زبان وادب کو فروغ حاصل ہوا۔اجمیر میں خواجہ معین

الدین چشتیؒ کی تشریف آوری کے زمانے سے اس خطہ میں فارسی کے اثرات ظاہر ہونے لگے تھے ان کی آمد سے یہاں مسلمانوں ،صوفیوں ،تاجروں اور فوجیوں کی آمد ورفت کا سلسلہ بھی بڑھنے لگا۔جس کا اثر لازمی طور پر یہاں کی بول چال پر بھی ہوا اور ایک نئی زبان جو آگے چل کر اردو کہلائی ،آہستہ آہستہ وجود میں آنے لگیں۔اس کے علاوہ غدر کے متاثر شعراء نے اجمیر کا رُخ کیا۔ان نو وارد شعراء وادباء کے ساتھ مل کر مقامی باشندوں نے علم وادب کی محفلیں قائم کیں۔اور مشاعروں کا سلسلہ شروع ہوگیا جس کے زیرِ اثر ادبی انجمنیں قائم ہونے لگیں۔اجمیر میں قائم ہونے والی انجمنوں میں بزمِ نونہال، ''انجمن معین الدین''، ''بزم مشتاق'' اور اجمیر کے قادالکلام شاعر مولانا عبدالباری معنؔی کے یاد میں قائم انجمن ''بزمِ معنیٰ'' خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔

اسی طرح اس باب کے دوسرے حصہ میں آزادی کے بعد اور خاص طور پر تشکیل راجستھان کے بعد قائم ہونے والی انجمنون کا ضلع وار تعارف پیش کیا گیا ہے۔

جے پور:۔ ہندوستان کی آزادی اور خاص طور پر تشکیل راجستھان کے بعد اردو کی بقاء وتحفظ ترقی وترویج اور اردو تعلیم کے فروغ کے لئے جو اقدام اٹھائے گئے ان میں سب سے اہم اور پہلا قدم جے پور میں انجمن اردو ہند کی شاخ کا قیام ہے جو ۱۹۵۳ء میں عمل میں آیا۔اور اس کے بعد ۱۹۵۶ء میں انجمن ترقی اردو راجستھان کی ریاستی شاخ کی تشکیل عمل میں آئی۔جے پور میں تشکیل راجستھان کے بعد اور بھی انجمنیں قائم ہوتی رہیں ان میں سے چند انجمنیں فعال بھی ہیں۔جن کے ذریعہ جے پور کی ادبی فضا کو تقویت ملتی رہی۔ان میں مرزا غالب سوسائٹی جو پہلے سے ہی قائم تھی، اس کے علاوہ مولانا محمد ایوب خاں صاحب قمر واحدؔی کے شاگردوں نے مولانا موصوف کی صدارت میں ۱۴ راگست ۱۹۷۲ء میں قائم کی۔اس کے بعد ۱۹۸۷ء کو میں 'انجمن فروغ اردو' کے نام سے ایک تنظیم قائم کی گئی۔اسی سلسلہ میں راجستھان اردو اکادمی بھی کاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔جو حکومتِ راجستھان کے جانب سے ۱۹۷۸ء میں قائم ہوئی اور جس کے ذریعہ اس خطہ میں اردو زبان وادب کے روغ کی راہیں کھلنے لگیں۔جے پور کی موجودہ ادبی انجمنوں کے سلسلہ میں راجپوتانہ اردو ریسرچ اکیڈمی خاص اہمیت رکھتی ہے۔جس کا قیام ۲۰۱۱ء میں عمل میں آیا۔

ٹونک:۔ حصولِ آزادی اور تشکیلِ راجستھان کے بعد ٹونک میں قائم ہونے والی پہلی انجمن تاج اکادمی تسلیم ہے۔ جسے نواب محمد اسماعیل خاں تاجؔ نے اپنے نام پر قائم کی۔انجمن ترقی اردو ہند کی ضلع سطح کی شاخ

تقسیم ملک سے پہلے ہی ٹونک میں قائم تھی اور آزادی بعد موجودہ دور میں بھی سرگرم عمل ہے۔اس کے بعد آزاد ادبی سوسائٹی کا قیام ۱۹۵۹ء میں عمل میں آیا۔ان کے علاوہ بہت سی ادبی انجمنیں قائم ہوئیں جو اپنے ماضی میں تو روشن رہیں۔لیکن فی الحال وہ انجمنیں تاریخ کا حصہ بن کر رہ گئیں جن میں سیماب لٹریری سوسائٹی، دبستانِ کیف، انجمن فروغِ اردو، بزمِ احباب، بزمِ سخن بزمِ تعمیرِ اردو، حبیب میموریل کمیٹی، انجمنِ امدادِ باہمی قائم شدہ ۱۹۶۲ء ، بزمِ تاریخ وتحقیق جس کی بنیاد ۱۵؍فروری ۱۹۷۴ء کو ڈالی گئی، محمد خاں شیرانی اکیڈمی جو ٹونک کے عظیم شاعر محمد خاں شیرانی کے نام سے منسوب ۱۹۸۲ء قائم ہوئی،، انجمن محبانِ اردو قائم شدہ ۱۹۸۷ء وغیرہ خاص طور قابلِ ذکر ہیں۔ اسی سلسلہ میں اردو تحقیق، تخلیق، تنقید اور جدید رجحانات پر مبنی ۲۱؍نومبر ۱۹۹۱ء میں ٹونک ادبی سوسائٹی کی تشکیل کی گئی۔

مذکورہ انجمنوں کے علاوہ ٹونک کی ادبی انجمنوں کے سلسلے میں ٹونک کالج کی ’’بزمِ ادب‘‘ اور مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک کا تعارف بھی یہاں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔

۱۹۷۷ء میں جب ٹونک گورنمنٹ کالج میں ایم۔اے۔اردو کا پوسٹ گریجویٹ شعبہ قائم ہوا تو بزمِ ادب کی سرگرمیوں اور کارکردگیوں میں اور اضافہ ہوگیا۔اردو طلباء اور طالبات کی اس انجمن کا مقصد تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی پوشیدہ صلاحیتوں اور ادبی ذوق کو منظرِ عام پر لانا تھا۔اور اسی سلسلہ میں بین الاقوامی شہرت یافتہ تحقیقی ادارہ ’’مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک‘‘ (المعروف اے۔پی۔آر۔آئی ٹونک) جسے قصرِ علم کے نام سے بھی نوازا جاتا ہے۔ابتداً ۱۹۶۶ء میں راجستھان اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ جودھپور کی ایک ضلعی شاخ ٹونک میں قائم ہوئی تھی اور اس میں ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک کے تمام مخطوطات منتقل کر دئے گئے تھے۔ حکومت راجستھان کے حکم سے قدیم ریاستوں کے نادر و نایاب مخطوطات جو سرکاری کتب خانوں میں فراہم تھے، وہ اس ادارے میں منتقل ہوئے۔اس کے علاوہ اہلِ علم کے ذاتی ادبی ذخائر ادارے میں عطیات کی شکل میں شامل کئے جانے لگے۔ایسے عطیات میں سب سے بڑا علمی و ادبی ذخیرہ شاغلؔ کلکشن کے نام سے ادارے کی زینت ہے، جو راجستھان میں ادبی تحقیق کا ایک بڑا ماخذ ہے۔

بیکانیر:۔ بیکانیر کے مرحوم شاعر دین محمد مستان کی یاد میں ان کے چند شاگردوں نے مل کر ’’مستان اکاڈمی‘‘ کے عنوان سے ۱۹۵۵ء میں ایک ادبی تنظیم قائم کی۔اس کے بعد بیکانیر میں کئی انجمنیں وجود میں آئیں۔جن میں

حلقۂ ادب، جامؔ اردو اکادمی، انجمن ادب قائم شدہ ۱۹۹۶ء رفیق اکیڈمی قائم شدہ ۲۰۰۱ء محفلِ ادب قائم شدہ ۲۰۰۶ء اور کمیٹی جشنِ عید میلاد النبی وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

جودھپور:۔ انجمن ترقی اردو راجستھان کے سکریٹری جناب احترام الدین احمد شاغلؔ کے مشورے پر ۱۹۵۶ء میں وحید الدین وحیدؔ کی سرپرستی میں جودھپور میں بھی انجمن ترقی اردو کی تشکیل کی گئی۔ جودھپور کی ادبی فضا کو متحرک کرنے والوں میں صرف مسلم شعراء نے ہی اہم کردار ادا نہیں کیا بلکہ غیر مسلم حضرات نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان میں روی بھاردواج کا نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔ جنہوں نے ۱۹۵۵ء میں بزمِ چکبستؔ قائم کی۔ اس کے بعد 'بزمِ اردو جودھپور' کا قیام ۱۹۸۰ء میں مشہور و معروف شاعر جناب شینؔ۔ کاف۔ نظام کی سرپرستی عمل میں آیا۔ اور اس طرح جودھپور میں انجمنوں کے قیام کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جن میں اہم خوش دلانِ جودھپور جس کا قیام ۱۹۸۵ء میں اردو کے مشہور شاعر و ادیب پروفیسر پریم شنکر شریواستو شنکر نے کیا۔ اس کے بعد جودھپور میں ادبی ماحول کو پھر سے بنانے اور بزرگوں کی روایت کو زندہ کرنے کی کوششوں ۲۰۰۷ء میں ''تہذیب'' کے نام سے ایک ادبی تنظیم کی تشکیل کی گئی۔

کوٹہ:۔ بزمِ ادب کوٹہ حالانکہ آزادی سے پہلے ہی قائم ہو چکی تھی۔ اور مختلف ناموں سے اس تنظیم نے اپنی گراں قدر خدمات انجام دی تھیں۔ اور آزادی کے بعد بھی یہ انجمن سرگرمِ عمل ہے۔ اس کے بعد میٹرک تک کے طالب علموں نے اپنے شعری ذوق کی تسکین کے لئے ''بزمِ سخن' ۱۹۵۷ء میں قائم کی۔ ان کے علاوہ بزمِ شعور قائم شدہ ۱۹۶۰-۶۱ء، اور ادبی سبھا خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ کوٹہ شہر کی موجودہ دور کی ادبی انجمنوں میں 'وکلپ' قائم شدہ ۱۹۸۲ء اور انجمن شعر و ادب قائم شدہ ۱۹۸۵ء خاص اہمیت کی حامل ہیں۔

اودے پور:۔ تشکیلِ راجستھان کے بعد حکومتِ راجستھان کے جانب سے ۱۹۵۸ء میں اودے پور میں ''راجستھان ساہتیہ اکادمی کی تشکیل وجود میں آئی۔ اس اکادمی نے ہندی، سنکرت اور راجستھانی زبانوں کی ترقی کے علاوہ اردو زبان کے فروغ کے لئے بھی بہترین خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد اودے پور میں اردو زبان و ادب کو فروغ دینے کے لئے متعدد انجمن اور ادبی تنظیمیں قائم ہوئیں اور اپنی ایک جھلک دکھا کر گمنامی ک پردے میں چھپ گئیں ان میں ''حلقۂ ادب''، ''ریشنل فورم''، ''بزمِ سخن''، ''دارالادب'' ''مسلم کلب'' وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔ حلقۂ ادب، بزمِ سخن اور اپشام ایسے ادارے ہیں جن کے ذریعہ ایک مدّت تک ادبی نشستیں،

سمینارراورمشاعرے ہوتے رہے ہیں۔اورموجودہ دور کی انجمنوں میں تعمیر سوسائٹی قائم شدہ ۱۹۸۹ء اہم ہے۔

اجمیر:۔ تشکیل راجستھان کے بعد شعرائے اجمیر کے بکھرے ہوئے ماحول کو یکجا کر کے ادبی فضا کو خوشگوار بنانے کی غرض سے تمام شعراپر مشتمل ادبی ادارے ''تنظیم الشعراء'' تشکیل میں آئی جس کے چار صدر ساؔغر، عرشؔی، زاہؔد، اعجاؔز، ایک سکریٹری سید فضل المتین اور نائب سکریٹری میکشؔ اجمیری منتخب ہوئے۔آگے چل کر اس تنظیم نے ایسے ایسے ادبی پروگرام منعقد کرائے جو ہمیشہ ادبی تاریخ اجمیر میں شاہکار تسلیم کیے جاتے رہیں گے۔موجودہ دور میں 'سب سے سرگرم عمل انجمن 'بزم راہیؔ' ہے۔جس کی تشکیل ۲۰۰۶ء کو ہوئی۔اس کے علاوہ اجمیر ضلع میں واقع بیاور میں ۲۰۱۰ء کو ''بزمِ غنی بیاور'' کا قیام عمل میں آیا۔ جسے عبدالجبار خلجی نے اپنے دادا مرحوم ماسٹر عبدالغنی اردو شاعر، ہندی اور راجستھانی لوک کوی، ہیڈ مولوی مشن ہائی اسکول اور میونسپل کونسل بیاور ضلع اجمیر کی یاد میں قائم کیا۔اسے ماسٹر عبدالغنی میموریل ساہتیہ وشودھ سنستھان کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

فتح پور شیخاوٹی (سیکر):۔ تشکیلِ راجستھان کے بعد فتح پور شیخاوٹی میں قائم ہونے والی پہلی انجمن مرحوم شاعر شاہؔد رتلامی کے شاگردوں نے اپنے استادِ محترم کی یاد کو زندہ رکھنے کی غرض سے ۱۹۹۰ء کے آس پاس 'بزمِ شاہد' کے نام سے قائم کی۔اس کے بعد شعرائے فتح پور کی کوشش وسعی اور باہم اتحاد واتفاق سے ایک بزم کی ۲۰۰۰ء میں قائم کی گئی۔جس کا نام ''بزم احساسِ ادب'' رکھا گیا۔

جھونجھنوں:۔اردو شعروادب کے ماحول کو پھر سے زندہ کرنے کی غرض سے مئی ۱۹۵۴ء میں ''بزمِ ادب جھونجھنوں'' کا قیام عمل میں آیا۔

چورو:۔ چورو میں اردو زبان وادب کی ترقی اور ترویج کے لئے ۱۹۶۴ء میں انجمن ترقی اردو (ہند) کی شاخ کا قیام عمل میں آیا تھا۔زبان وادب کے فروغ اور بقا کے لئے اس ادبی انجمن نے گراں قدر کردار ادا کیا اور اپنے قیام سے لے کر دورِ حاضر تک اس کی ادبی سرگرمیاں جاری ہیں۔

جالور:۔ اردو زبان وادب کے فروغ کے لئے جالور شہر کے کچھ ہندو اور مسلم نوجوانوں اور باشندوں نے مل کر ۱۹۹۸ء کو بزمِ اردو ادب کے نام سے موسوم ادبی ادارے کو تشکیل دیا گیا۔

پالی:۔ ۱۹۸۰ء میں جب رتلام سے ساحؔر رتلامی پالی تشریف لئے تو ان کی زیرِ نگرانی میں یہاں بزمِ ادب کا قیام عمل میں آیا۔

ڈونگر پور:۔ جدید رجحانات سے تعلق رکھنے والوں نے ایک انجمن ''بزم ادب'' کے نام سے تشکیل دی۔اس کے علاوہ ۱۹۷۳ء میں 'مرکز ادب' کا قیام بھی عمل میں آیا۔

باراں:۔ 'باراں میں 'بزم احباب' کا قیام ۱۹۵۷ء کو عمل میں آیا جب مفتونؔ کوٹوی صاحب ۱۹۵۲ء کو باراں میں بہ سلسلہ ملازمت تعنات ہوئے اور بزم احباب کے قیام سے اردو مشاعروں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

جھالاواڑ:۔ آزادی کے بعد یہاں کے ادبی ماحول پر تاریکی چھاگئی تھی۔البتہ جھالاواڑ کی شعری وادبی روایت کو چند بزرگوں شعراء کے علاوہ ان کے شاگردوں نے قائم رکھا۔ چنانچہ ۱۹۶۰ء میں نیرنگؔ کاکوری کے شاگردوں نے اپنے استاد کے نام پر ''بزمِ نیرنگ'' قائم کی۔

نمباہیڑہ ضلع چتوڑگڑھ:۔ نمباہیڑہ کے استاد شاعر میکشؔ اجمیری نے اپنے والد مرحوم ساغرؔ اجمیری کی یاد میں ۱۹رنومبر ۱۹۷۷ء کو 'بزمِ ساغرؔ' کی بنیاد ڈالی۔

باب۔سوم

ادبی انجمنوں کی اہمیت اورافادیت

قدیم زمانے کا ماحول بھی کیا خوب تھا۔ جہاں ہر شخص اپنی ذات میں ایک انجمن تھا۔اس وقت انجمنوں کا کوئی وجود نہیں تھا کیوں کہ ہر ادبی شخص ایک انجمن کی حیثیت رکھتا تھا۔ مثلاً امیر خسرؔو، ولیؔ، قلی قطب شاہ، میرؔ، غالبؔ، فیضؔ اور اقبالؔ وغیرہ۔فن کے معیاروں نے ان کی خدمات کو انجمن کے کام کے برابر مانا اور ان کی ذات کو ایک انجمن تسلیم کیا۔ دہلی میں میرؔ وسوداؔ کے عہد میں انجمنوں کو ''مراختہ'' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ان کے زیرِ اہتمام شعری نشستیں اور مشاعرے منعقد ہوتے تھے لیکن اس دور میں ان انجمنوں کا نہ کوئی منشور تھا نہ کوئی اصول وضوابط اور نا ہی کوئی غرض وغایت ہوا کرتے تھے۔ان کا طریقہ کار غیر منظّم تھا اور نہ ہی کوئی مجلس منظمہ تھی۔ یہ صرف مشاعروں تک محدود تھیں۔ اردو زبان وادب میں جدید طرز کی ادبی انجمنوں کا آغاز دہلی میں ۱۸۲۲ء ماسٹر رام چندر اور مولانا صہبائی کی ''لٹریری سوسائٹی'' کے قیام سے مانا جاتا ہے۔جس کے زیرِ اہتمام قدیم فن پاروں کا تراجم کر کے انکا تحفظ کیا تا کہ آئیندہ نسل کی رہنمائی ممکن ہو سکے۔اسی طرح حالیؔ اور آزادؔ کی ''انجمن پنجاب لاہور'' نے شاعری کی ہیئت میں نئے تجربوں کا آغاز کر کے جدید نظم کو ادب میں مستقل مقام عطا کیا۔سر سید کی اصلاحی تحریک میں ان کے رفقاء کی انجمن کی کوششوں سے ادب میں سادگی، سلاست، جدت اور زندہ زبان کے شعور پیدا ہوئے

اورمولوی نذیر احمد کی ناول نگاری مقصدیت کے زیور سے آراستہ ہوئی۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق نے 'انجمن ترقی اردو' اور مولوی شبلی نعمانی نے 'دارالمصنفین' قائم کر کے اردو زبانو ادب کی جو خدمات انجام دیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ۱۹۳٦ء میں لکھنؤ میں پریم چند کی صدارت میں انجمن ترقی پسند مصنفین کی داغ بیل ڈالی گئی جو ترقی پسند تحریک کی شکل میں آج بھی ہمارے سامنے موجود ہے۔ یہ تمام کارنامے واحد فرد کے نہیں بلکہ ایک جماعت کے کارنامے ہیں جو اپنے اپنے عہد میں ایک انجمن کی شکل میں ابھرے اور جس سے زندگی کا ہر گوشہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

مذکورہ بالا اقتباس سے ادبی انجمنوں اور اداروں نے نہ صرف تحریکات ہی کو جنم نہیں دیا بلکہ اپنی اجتماعی کوششوں سے شعروادب کے ماحول کو گرما کر دادبی فضا قائم کی۔ ادبی انجمنوں کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی وضاحت ضروری ہے کہ ہندوستان میں مشاعروں کی روایت کتنی پرانی رہی ہے۔ کیوں کہ مشاعرے کسی ایک فرد کا کام نہیں بلکہ شعری ذوق رکھنے والے افراد کا گہوارہ ہے۔ ایک ادبی مرکز ہے جسے ہم انجمن کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ اردو شعروادب کے ابتدائی دور میں انجمنوں کا کوئی تصور نہیں تھا۔ یہی ادبی گھوارے یا چند ادبی افراد کی جماعت اپنے ذوقِ شاعری کی تسکین کے لئے مشاعرے منعقد کرتے تھے۔ لہٰذا انجمنوں کی روایت اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ مشاعروں کی روایت ہے۔ عربی اور ایرانی ادب کے سوائے دنیا کے کسی بھی ادب میں مشاعروں کی تاریخ نہیں ملتی۔ انگریزی شعراء کو اپنی بات سنانا ہوتی تو وہ کسی پارک میں اونچی بینچ پر کھڑے ہو جاتے اور چیخ چیخ کر اپنی بات سناتے اور اپنا غبار نکالتے یا پھر کسی ہوٹل میں اپنے دو چار دوستوں کو اکٹھا کر کے اپنا کلام سناتے۔ بہت کوششوں کے بعد "Society of poets" قائم ہوئی اور اب لوگ اس سوسائٹی میں اجتماع کرتے ہیں اور اپنے کلام سناتے ہیں۔ اس طرح دنیا میں صرف اردو کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں کثیر تعداد میں شعراء کے کلام سننے کے لئے سامعین بڑی دلچسپی سے شرکت کرتے ہیں اور شعراء کی حوصلہ افزائی مناسب داد دے کر بھی کرتے ہیں۔ اردو دنیا میں مشاعروں کی روایت اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ خود اردو زبان۔ جہاں ایک طرف ہمارے مشاعرے اردو رسم الخط سے ناواقف باذوق حضرات میں بھی اردو شعروادب سے دلچسپی کا باعث بنتے ہیں۔ عوام میں ذوقِ سخن کو پروان چڑھاتے ہیں اور زبان وادب کی ترویج واشاعت میں مدد کرتے ہیں اور دوسری طرف جن انجمنوں کے زیرِ اہتمام یہ مشاعرے منعقد ہوتے ہیں۔ ان انجمنوں کے ذریعہ ہم آہنگی، سماجی شعور بیدار کر کے اسے پختگی بخشنے میں ادبی ذوق کے سامان فراہم کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ مشاعروں میں پڑھا جانے والا کلام روداد کی شکل میں مرتب ہوکر منظرِ عام پر آتا ہے۔انہیں رودادوں کے ذریعہ ادبی انجمنوں کی کارکردگی ظاہر ہوتی ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اردو کے فروغ میں شخصیات ہی نہیں بلکہ اجتماعی کوششیں بھی شامل رہی ہیں۔اور وہ اجتماعی کوششیں انہیں ادبی انجمنوں ذریعہ ہوتی رہی ہیں۔ اس طرح ادبی انجمنوں کی سرگرمیوں سے نہ صرف اربابِ شعروادب کے زوقِ سخن کی تسکین کے مواقع فراہم ہوتے ہیں، بلکہ مقامی طور پر شعری وادبی فضا بھی گرماتی ہے اور شعروادب کی ترویج کو ان سے تقویت بھی ملتی ہے۔اس کے اعلاوہ ان کے ذریعہ مقانی تاریخ،شعروادب کی ربیت اور تدوین کے لئے عصرادب بھی جمع ہوتا ہے۔اس طرح انجمنوں کی جانب سے مطبوعہ رودادوں میں متعلقہ انجمنوں کی ادبی خدمات پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ رودادیں نہ صرف ان ادبی تقاریب کے انعقاد کی عکاس ہیں بلکہ علمی وادبی تحقیق کے لئے بھی مشعلِ راہ ہے۔اس کے علاوہ ادبی انجمنوں کی اہمیت وافادیت اس بات سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ انجمنوں نے تحریکِ آزادی میں بھی حصہ لیا اور غیر منظّم طریقے پر ہی سہی لیکن ان انجمنوں نے جدّ وجہدِ آزادی میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔اس طرح ادبی انجمنوں کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے آخر میں یہ بات بھی خاص طور سے قابلِ ذکر ہے کہ ادبی انجمنیں مختلف نظریات کے حامل، مگر ایک ہی نصب العین رکھنے والے افراد کی مجمع ہوتی ہیں یہ ادبی گوشہ نشیں نہیں بلکہ سماجی افادیت کی مظہر ہیں۔ یہاں ذاتی اصول نہیں بلکہ ادبی مشن ہے۔ یہاں فرد کے سامنے شمع نہیں، تہذیب کا آئینہ خانہ ہے۔فرد انجمن کو اور انجمن فرد کو آگے بڑھاتی ہیں۔ یہ ادب کی خلاء کو پرُ کرتی ہیں اور ادیبوں کا اجتماع کرتی ہے۔ یہاں انفرادیت نہیں بلکہ جامعیت ہے۔اس کے علاوہ ادبی انجمنیں مشترکہ تہذیب کی امین بھی ہوتی ہیں اور مجلسِ آداب واسالیب بھی،اور غزل کے مانند بھی۔جس کا ہر شعر اپنے اندر ایک مکمل دنیائے تفسیر رکھتا ہے اور جس کے دامن میں حسن وعشق،تصوف،فلسفہ،اخلاقیات وغیرہ کے صدرنگی نقوش ہوتے ہیں۔ یہاں چراغ سے چراغ جلتا ہے اور شمعِ دل کی لَو روشن ہوتی ہے۔

باب۔چہارم

آزادی سے قبل ریاست وار انجمنوں کی خدمات

اس باب کے تحت آزادی سے قبل راجستھان کی مختلف ریاستوں میں قائم ہونے والی انجمنوں کی شعری وادبی خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

ریاست جے پور:۔ سطور بالا تحریر کیا جا چکا ہے کہ راجستھان کی اولین بزمِ ادب جے پور میں ۱۸۷۷ء میں قائم

ہوئی تھی۔ بزمِ ادب کے مشاعروں میں شرکت کرنے والے شعراء میں سب سے نمایاں نام کندر لال منشی کا ہے جنہوں نے بزمِ ادب کے زیرِ اہتمام منعقدہ مشاعروں میں شرکت کی اور ۱۸۷۲ء تا ۱۸۷۴ء کے مشاعروں کا ایک مجموعہ ''فرحت الشعراء'' کے نام سے مرتبہ کیا تھا۔فرحت الشعراء میں بزمِ ادب جے پور کے زیرِ اہتمام ۱۸۷۲ء سے ۱۸۷۴ء تک منعقدہ ۲۶؍مشاعروں کی ۱۹۵؍غزلیات شامل ہیں۔

اسی طرح مرزا غالبؔ سوسائٹی کی تشکیل کے موقع اس کے زیرِ اہتمام پہلا مشاعرہ منعقد کیا گیا۔اس کے بعد سوسائٹی کے زیرِ اہتمام مشاعروں اور ادبی تقریبات کا سلسلہ چلتا رہا۔بالخصوص ہر سال مشاعرے کی شکل میں ماہ دسمبر میں جشنِ غالب کا اہتمام کیا جانے لگا اور اس کے علاوہ ماہ جون میں مرزا غالب کے پسندیدہ پھل آم کی نسبت سے تقریب آم منعقد کی جاتی تھی۔اس کے علاوہ ہنڈون قصبہ جے پور ریاست کا صدر مقام تھا۔وہاں ''بزمِ ادب ہنڈون'' نے اپنے قیام کے زمانے سے ہی متعدد مشاعروں کا انعقاد کیا جن میں سب سے اہم مہاراجا سوائی مان سنگھ والیٔ جے پور کی سالگرہ کے موقع پر منعقد انعامی مشاعرہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔اس مشاعرے کی روداد ''نگارِ سخن'' کے نام سے ساجد علی اسدی ساجد نے مرتب کی جو بیگم پریس ہوا محل جے پور سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آئی۔

ریاست ٹونک:۔ ٹونک ریاست کی اولین انجمن بزمِ خلیلؔ جس کے زیرِ اہتمام طرحی اور غیر طرحی مشاعرے منعقد کئے جاتے تھے۔ان میں سب سے اہم مشاعرہ ۲۷؍جولائی ۱۸۹۶ء کو منعقد ہوا۔جس کا طرحی مصرع یہ ہے

''نہیں منظور لبِ یار کو صحبت میری''

مذکورہ مشاعرے کی روداد ''حدیقہ راجستھان'' (تاریخِ ٹونک) کے نام سے اصغر علی آبروؔ نے مرتب کی جس میں مشاعروں میں شرکت کرنے والے شعراء کے طرحی اور غیر طرحی کلام موجود ہے۔اس کے علاوہ شرکت کرنے والے شعراء کے مختصر حالاتِ زندگی بھی درج کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ٹونک کی دیگر انجمن سعادت لٹریری سوسائٹی کے زیرِ اہتمام متعدد کل ہند مشاعرے منعقد ہوئے جن میں مقامی شعراء کے علاوہ بیرونی اور عالمی سطح پر بیشتر شعراء شریک ہوئے تھے۔ان مشاعروں میں سب سب اہم تاریخی مشاعرہ ۱۹۳۸ء کا تسلیم کیا جاتا ہے۔ان کے علاوہ ٹونک کے دارالعلوم خلیلیہ نظامیہ کے طلباء کی قائم کردہ انجمن ریحان الملت کے زیرِ اہتمام ہر سال اسلامی جلسہ منعقد ہوتا تھا۔جس میں طلباء کے درمیان مختلف قسم کے مقابلے منعقد ہوتے تھے اور ان میں مقامی و بیرون مدارس، دارالعلوم کے طلباء حصہ لیا کرتے تھے۔علمی و ادبی نوعیت کے ان مقابلوں میں جیتنے والے طلباء کو اسناد و انعامات سے نوازا جاتا تھا۔

ریاست کوٹہ:۔ بھارت بندو سمیتی کے زیرِ اہتمام اس کے ممتاز کارکن مولوی ثابت صاحب کے مشورے سے بسنت کی اس خصوصی موقع پر طرحی مشاعرے کا انعقاد کیا جاتا تھا اور ثابتؔ لکھنوی مصرع طرح مقرر کرتے تھے۔اسی طرح انجمن ہلال احمد کے زیرِ اہتمام ہفتہ وار شعری نشستوں اہتمام کیا گیا ان کے علاوہ اس انجمن کے تحت مختلف عنوانات پر مضامین لکھے جاتے۔اسی سلسلہ میں بزمِ ادب کوٹہ جس کا نصب العین مشاعروں کا انعقاد رہا ہے۔۱۱راگست ۱۹۳۵ء سے ''بزمِ ادب'' کوٹہ کا طرحی مشاعرہ شروع ہوا۔جس کا پہلا طرحی مصرع تھا۔

''فردوس سمجھے ہم تو در یار دیکھ کر''

ریاست جھالاواڑ:۔ انجمن سخنِ شعراء کے تحت پندرہ روزہ مشاعروں کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔انجمن کی نگرانی میں ''شاعری کی کایا پلٹ'' کے نام سے ایک سہ ماہی رسالہ بھی جاری کیا گیا تھا جس میں علمی،ادبی،اصلاحی اور اخلاقی نظموں کو انتخاب شائع ہوتا تھا۔انجمن کے اراکین اس رسالے میں اشاعت کے لئے شعراء کے کلام کا انتخاب کرتے تھے۔۳۲صفحات مشتمل یہ رسالہ جیل پریس جھالاواڑ میں چھپتا تھا۔

مہاراجا بھوانی سنگھ شیکسپیر ڈرامک سوسائٹی قائم کی جس کے تحت پرشوتم داس دوج شادؔ نے شیکسپیر کے ڈراموں کے اردو ترجمے کئے۔اس کے علاوہ مہاراجا راجندر سنگھ مخمورؔ کی سرپرستی میں قائم بزمِ راجندر کے زیرِ اہتمام ماہانہ طرحی مشاعرے منعقد کئے جاتے تھے۔مہاراجا کو اس بزم سے اس قدر دلچسپی تھی کہ جب آپ اپنی اہلیہ کے علاج کے لئے ولایت گئے تو وہاں سے بھی طرحی غزل بھیجتے رہے۔

ریاست جودھپور:۔ ریاست جودھپور کے قادرالکلام شاعر شرف الدین ایکتاؔ کی سرپرستی میں قائم 'بزمِ ادب' کے تحت ادبی نشستوں کا اہتمام کیا جاتا تھا۔جس میں مقامی شعراء اپنا کلام پیش کرتے تھے۔اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر مقالات بھی پڑھے جاتے تھے۔اس طرح یہ انجمن شعروشاعری کے ساتھ ساتھ نثری خدمات بھی انجام دے رہی تھی۔

ریاست بیکانیر:۔ مولوی بادشاہ حسین خاں رضاؔ کی قائم کردہ 'بزم ادب کے زیرِ اہتمام ادبی نشستوں کا انعقاد کیا جاتا تھا۔

فتح پور شیخاوٹی:۔ فتح پور شیخاوٹی کی پہلی ادبی انجمن'' انجمنِ شمع اردو'' زیرِ اہتمام مشاعرے کا انعقاد تو کبھی عمل میں نہیں آیا۔البتہ عیدین کے موقع پر جلسے منعقد کئے جاتے تھے۔جن میں مذہبی امور پر تقاریر ہوتی تھیں۔

باب۔پنجم

تشکیل راجستھان کے بعد انجمنوں کی علمی وادبی خدمات

اس باب کے تحت آزادی کے بعد راجستھان میں قائم شدہ انجمنوں کی علمی وادبی خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

جے پور:۔ انجمن ترقی اردو کے زیرِ اہتمام پہلا مشاعرہ یومِ آزادی کے موقع پر ۲۵/اگست ۱۹۵۴ء کو منعقد کیا گیا۔اس کے بعد انجمن کا پہلا اجلاس ۱۷/اپریل ۱۹۵۴ء کو منعقد ہوا۔اس موقع پر طرحی مشاعرہ کی ایک محفل بھی آراستہ کی گئی۔اسی طرح دوسرا اجلاس ۱۷/دسمبر ۱۹۵۵ء کو منعقد کیا۔اور اسی دوران انجمن ترقی اردو ہند کے سیکریٹری مولانا احترالدین شاغلؔ نے شعرائے جے پور کا ایک تذکرہ بھی ترتیب کیا۔جو حقیقی طور پر جے پور کی ادبی تاریخ کا ایک اہم دستاویز ہے۔اور تیسرے اجلاس کے موقع پر پہلا کل راجستھان اردو کنونیشن ۲۹/تا۳۱/مارچ ۱۹۶۵ء کو انعقاد کیا گیا۔جس میں 'اتحاد قومی اور ہندوستان کی جنگ آزادی میں اردو کا حصہ' 'ترقی اردو میں اہلِ راجستھان کا حصہ' 'ترقی اردو میں موجودہ مشکلات اور ان کا حل' اور 'ہندوستان کی مسلمہ زبانوں میں مقابلتاً ترقی اردو کی رفتار ماضی،حال اور مستقل کی توقعات' جیسے حسبِ عنوانات پر مقالات پیش کئے گئے۔

اس کے علاوہ ایک آل انڈیا مشاعرہ کا بھی انعقاد کیا گیا تھا جو تین نشستوں پر مشتمل تھا۔اس کا مصرع طرح یہ تھا۔

''ہم کو جینا ہی نہیں بندۂ احساں ہو کر''

اس مشاعرے میں نہ صرف راجستھان کے شعرا نے حصہ لیا بلکہ ہندوستان کے مختلف صوبوں کے شعراء اور پاکستان سے آئے ہوئے اطہر یا پوڑی نے بھی شرکت کی۔اسی طرح دوسری کل راجستھان اردو سمپوزیم ۱۵/سے ۱۷/نومبر ۱۹۶۳ء کو منعقد کی گئی۔اس موقع پر بعنوان،''ملک کی آزادی واتحاد میں ادیبوں کا حصہ''میں متعدد حضرات نے مقالات پیش کئے۔اس کے بعد ۲/تا۴/اکتوبر کو راجستھان اردو کانفرنس منعقد کی گئی۔اس کے علاوہ انجمن ترقی اردو راجستھان کے زیرِ اہتمام منعقدہ مذکورہ تقاریب کی رودادیں مولوی احترام الدین احمد شاغلؔ عثمانی نے مرتب کر کے شائع کیں۔اسی سلسلہ میں مرزا غالبؔ سوسائٹی جے پور کی ایک ایسی ادبی انجمن ہے جو آزادی کے بعد بھی قائم ہے اور اپنی ادبی خدمات برقرار رکھے ہوئے ہیں۔یہ اپنے قیام کے زمانے سے ہی ادبی تقاریب کا انعقاد کرتی آرہی ہے اور آج بھی یہ سلسلہ پہلے کی طرح قائم ہے۔اس کے زیرِ اہتمام مختلف نوعیت کی ادبی

وشعری تقاریب منعقد کی جاتی ہیں جن میں حب الوطنی اور قومی یک جہتی پر مشاعرہ، قراتِ قران مقابلہ، مرزا غالبؔ کی یوم پیدائش کے موقع پر ’جشن غالبؔ اور گرونانک جینتی کے موقع پر ’’جشن نور‘‘ کے نام سے بھی ایک جلسہ ہر سال منعقد کیا جاتا ہے۔ سالانہ تقریبات کے علاوہ ۲۶/۲۷/۲۸/ جون ۲۰۱۰ء کو سہ روزہ پراگرام منعقد کیا گیا اس موقع پر خطوط غالب کی نمائش، شام غزل، کل ہند سمینار اور کل ہند مشاعرہ وغیرہ بھی منعقد کئے گئے۔ اور اس موقع پر ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی صاحب کو بابائے اردو راجستھان کے خطاب سے بھی نوازا گیا۔ اور اسی طرح ۲۵/ تا ۲۷/ دسمبر ۲۰۱۲ء کو سوسائٹی کی جانب سے ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی صاحب (بابائے اردو راجستھان) کی علمی وادبی خدمات کے اعتراف میں سہ روزہ جشنِ عثمانی کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر مرزا غالب سوسائٹی جے پور کی خصوصی پیش کش ’’بابائے اردو راجستھان ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی کی علمی وادبی خدمات کی رسم اجراء کی گئی۔ یہی نہیں بلکہ راجستھان کے نامور شعراء وادباء کی شخصیت، سوانح اور ان کے شعروں وادبی کارناموں پر مشتمل ان کے مجموعے بھی کتابی شکل میں شائع کئے گئے۔ مذکورہ انجمنوں کے علاوہ حکومتِ راجستھان کی جانب سے قائم شدہ ادبی ادارہ راجستھان اردو اکادمی جے پور کی جانب سے صوبہ میں اردو کے فروغ کے لئے کام کئے جاتے ہیں۔ جس کے تحت شعراء کی تخلیقات کی اشاعت ووظائف، ادبی سمینار، راجستھان کے مختلف علاقائی شعروادب تذکروں کی اشاعت وغیرہ۔ راجستھان اردو اکادمی کے زیر اہتمام منعقدہ ادبی تقریبات جن میں اہم ۲۸/۲۹/ مارچ ۱۹۸۷ء کو دو روزہ کل ہند سیمینار بعنوان ’’راجستھان کے برگزیدہ شاعر اور ادیب‘‘ ، ۲۸/۲۹/ مارچ ۱۹۸۷ء دو روزہ کل ہند مشاعرہ، ۳/ تا ۵/ جنوری ۱۹۹۲ء کل ہند اردو کونیشن ، ۲۹/۳۰/ جون ۱۹۹۲ء کو ’’آزادی کی ادبی خدمات‘‘ پر ایک کل ہند سیمینار وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ مذکورہ سمینار کی رودادیں بھی مختلف ناموں سے شائع ہوئیں۔ اسی طرح اکادمی کے جانب سے مشاعروں کے انعقاد کے لئے مختلف ادبی انجمنوں کو اکادمی کے جانب سے مالی تعاون بھی فراہم کیا جاتا رہا ہے۔ اس کے علاوہ راجستھان اردو اکادمی کے جانب سے شائع کئے جانے والے نخلستان کی اشاعت کا سلسلہ ۱۹۸۰ء میں شروع ہوا تھا۔ نخلستان میں عام طور پر راجستھان کے ادیبوں اور شاعروں کی نظم ونثر کی تخلیقات کو خصوصی طور پر شائع کیا جاتا ہے اور راجستھان کی ادبی تاریخ سے متعلق مضامین بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں بزمِ قمرؔ جے پور کی واحد انجمن ہے جو اتنے طویل عرصے سے فعال ہے اور ۱۹۷۲ء سے باقاعدہ کسی دیگر مالی تعاون کے بغیر مسلسل ماہانہ طرحی مشاعرے منعقد کر رہی ہے۔ ان ہی مشاعروں

کے انتخاب کا ''مجموعۂ گلدستۂ دبستانِ قمر'' کے نام سے مولانا قمر واحدی کے فرزند و جانشین جناب فرید العصر نظر ایوبی نے ترتیب دیا ہے جو راجستھان اردو اکادمی جے پور کی جانب سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آچکا ہے۔اس میں تقریباً ۷۵؍شعراء کا انتخاب کلام موجودہ ہے جو بزمِ قمر سے وابستہ ہیں اور ان شعراء کا مختصر تعارف اور انجمن کے زیرِ اہتمام منعقدہ مشاعروں میں پیش کئے گئے اشعار درج ہیں۔ جو اپریل ۱۹۹۹ء تا فروری ۲۰۱۱ء کے طرحی مشاعروں میں پڑھے گئے تھے۔اس کے علاوہ 'انجمن فروغِ اردو' جو اردو زبان وادب اور اردو تعلیم کے فروغ کے لئے متعدد ادبی تقاریب کا انعقاد کرتی آرہی ہے۔جس میں سمینار، سمپوزیم اور خاص طور سے کتابوں کی اشاعت شامل ہے۔انجمن فروغ اردو جے پور کے زیرِ اہتمام منعقدہ سمینار میں ۲ ؍اور ۷؍فروری ۲۰۱۱ء کو دو روزہ سمینار بعنوان ''راجستھان کے مرحوم اور گزیدہ شعراء و ادباء ۱۹۵۰ء تا حال''، ۱۹؍اور ۲۰؍فروری ۲۰۱۲ء کو دو روزہ سمینار بعنوان ''راجستھان میں اردو زبان وادب کا ماضی، حال اور مستقبل''، ۱۷؍اور ۱۸؍فروری ۲۰۱۳ء کو دو روزہ سمینار بعنوان ''اردو صحافت کے مختلف جہات''، ۸؍جنوری ۲۰۱۶ء کو ایک تہنیتی جلسہ جو انجمن فروغ اردو جے پور اور آل انڈیا یونانی طبی کانگریس کے اشتراک سے ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی صاحب کو 'مولوی عبدالحق عالمی اردو ایواڑ ۲۰۱۶'' سے نوازہ جانے کے اعزاز میں منعقد کیا گیا، خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ان کے جے پور کی جدید ترین ادبی انجمنوں میں راجپوتانہ اردو ریسرچ اکادمی خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔اس اکادمی کا مقصد ادب کو فروغ دیا ہے۔اس مقصد کے حصول کے لئے یہ انجمن مسلسل اردو زبان وادب اور تاریخ سے متعلق کتابوں کی اشاعت میں سرگرم ہے۔

ٹونک:۔ نواب محمد اسماعیل خاں تاج کی سرپرستی میں قائم تاج اکیڈمی کے زیرِ اہتمام متعدد تقریبات و مشاعرے کا انعقاد کیا گیا تھا۔جن میں سب سے اہم ۶؍تا ۸؍جولائی ۱۹۶۸ء میں منعقدہ سہ روزہ ''صولت ڈے'' کی تقریب ہے۔اس کے علاوہ انجمن ترقی اردو ٹونک ایسے کئی پروگرام انجام دیتی رہیں جس سے اردو زبان وادب اور بالخصوص اردو تعلیم و تحقیق کو فروغ دینے میں معاون ہے ان میں چند اہم تقریبات میں ۲۱/ ۲۲؍مارچ ۲۰۱۰ء کو دو روزہ کل راجستھان سمینار بعنوان ''راجستھان میں اردو تحقیق آزادی کے بعد'، ۳۰/ ۳۱؍جنوری کو ۲۰۱۱ دو روزہ سمینار بعنوان ''راجستھان میں آزادی کے بعد شعر و ادب کے رجحانات''ء، ۲۴/ ۲۵؍مارچ ۲۰۱۲ء کو دو روزہ سمینار بعنوان ''راجستھان میں علاقائی اردو ادب کی تحقیق اور تعلیم کی صورتِ حال'' منعقد کیا گیا۔اس

کے آزاد ادبی سوسائٹی مولانا ابوالکلام آزاد کی ادبی خدمات کو مدّ نظر رکھ کر بنائی گئی۔اس کے تحت دو ماہ میں چار مشاعرے منعقد کئے گئے۔یہ پندرہ روزہ مشاعرہ تھے۔ان کی روداد بھی مرتب ہوکر شائع ہوئی۔اسی سلسلہ میں بزمِ سخن ٹونک کے زیرِ اہتمام متعدد مشاعروں کا انعقاد کیا گیا۔لیکن ایک شاندار مشاعرہ جو ٹونک کی ادبی تاریخ میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔جو بتاریخ ۱۱رمئی ۱۹۵۳ء کو عید الفطر کے موقع پر منعقد کیا گیا۔اسی طرح بزمِ احباب نے وقتاً وفوقتاً طرحی اور غیر طرحی مشاعرے منعقد کئے۔ان میں ایک مشاعرے کی طرح مرزا غالبؔ کی غزل کا مصرعہ ''بہت بے آبرو ہوکر تیرے کوچے سے ہم نکلے'' پر مبنی ہے۔یہ مشاعرہ ۴رنومبر ۱۹۷۷ء کو منعقد کیا گیا تھا۔ بزمِ تاریخ وتحقیق کے تحت متعدد سمینار اور ادبی نشستوں کا انعقاد کیا گیا جن میں اہم بتاریخ ۲۸رفروری ۱۹۷۹ء کو ایک تاریخی سمپوزیم ''یومِ شیرانی'' دوسرا اہم سمینار ''حکیم برکات احمد صاحب کی خدمات''،۲۴-۲۵-ستمبر ۲۰۰۰ء کو دو روزہ کل راجستھان اردو سمینار بعنوان ''ٹونک میں اردو آزادی کے بعد'' تھا۔بزمِ تاریخ وتحقیق کی تشکیل نو کی تقریب اور جشنِ سیمیں (سلور جبلی)،دو روزہ کل راجستھان سمینار ۲۷/۲۸رفروری ۲۰۰۸ء کو بمقام مولانا آزادی عربی وفارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک میں ''راجستھان میں اردو تعلیم وتحقیق آزادی کے بعد (عربی فارسی کے ضمنی حوالے سے) موضوع پر منعقد کیا گیا۔محمود خاں شیرانی اکیڈمی ٹونک سب سے اہم تقریب ''اختر شیرانیؔ'' فرزند ڈاکٹر محمود شیرانی (پاکستان) کے اعزاز میں منعقد کی گئی تھی۔ٹونک ادبی سوسائٹی کے تحت پندرہ روزہ ادبی نشستیں منعقد ہوئیں جن میں نثر ونظم سے متعلق متعدد مضامین پڑھے گئے اس کے علاوہ اس انجمن کے زیرِ اہتمام منعقدہ مشاعرے سمینار اور شعر وادبی نشستوں کی مفصل روداد اس سوسائٹی کی جانب سے ۱۹۹۳ء میں کتابی شکل میں ''ادراکِ ادب'' کے عنوان سے شائع ہوکر منظرِ عام پر آچکی ہے۔اس کے زیرِ اہتمام اور راجستھان اردو اکادمی جے پور کی اشتراک سے فروری ۱۹۹۴ء میں ایک دو روزہ سمینار بعنوان ''اردو شعر وادب میں ٹونک کا حصہ'' منعقد کیا گیا۔بزمِ صائب کے بانی وسرپرست اکبر شہابی ہیں جنہوں نے اپنے استادِ محترم علامہ صائبؔ ٹونکی کے نام سے اسے قائم کیا۔۔جس کے تحت متعدد کتابیں شائع کی گئیں۔ان میں صائب ٹونکی کے دو غزلوں کے مجموعے 'شعر وشعور'اور 'حرفِ معتبر' اور چار بیت کا ایک مجموعہ 'کف ودف' خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔اس کے علاوہ اکبر شہابی نے صائب ٹونکی کی زندگی میں اکتوبر ۱۹۸۶ء ان کی حیات اور شاعری پر 'صائبؔ نمبر' کے نام سے ایک مجلّہ بھی جاری کیا۔جس میں ملک کے مشاہیر اہلِ قلم کے مضامین شامل ہیں۔

مذکورہ انجمنوں کے علاوہ گورنمنٹ کالج ٹونک کی ''بزمِ ادب'' اور مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک کی علمی، ادبی اور تحقیقی خدمات بھی خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔بزمِ ادب

گورنمنٹ کالج ٹونک کے زیر اہتمام اعلیٰ پیمانے پر ادبی تقریبات منعقد کی جاتی رہی۔ چنانچہ ۳۱؍جنوری ۱۹۴۱ء کو گورنمنٹ کالج ٹونک میں پہلا کل ہند مشاعرہ منعقد کیا گیا تھا۔ اور اس کے بعد ہر سال مشاعرے اور سمپوزیم منعقد کئے جانے لگے۔ ۱۹۹۲ء میں بزمِ ادب گورنمنٹ کالج ٹونک کے زیرِ اہتمام پہلی بار کالج میں ایک کل ہند سمینار بعنوان 'جدید اردو ادب' منعقد کیا گیا۔ ان کے علاوہ '۲۲/۲۳/مئی ۱۹۸۲ء'' کو کل ہند حسرتؔ موہانی سیمینار''، ۱۸/تا ۲۱ جنوری ۱۹۸۶ء کو فیض احمد فیضؔ اور راجندر سنگھ بیدیؔ سیمینار''، ۲۶/۲۷/مارچ ۱۹۷۲ء کو آل انڈیا اردو سیمینار نمبر بعنوان ''اردو ادب عہد حاضر میں'' خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ مذکورہ تمام سمینار رکی رپورٹ کالج کے سالانہ میگزین ''شت دھارا'' کے خصوصی شماروں میں شائع کی جاتی تھیں۔ اسی طرح انجمن اساتذہ اردو جامعت ہند کی آٹھویں سالانہ کانفرنس بھی شعبہ اردو گورنمنٹ کالج ٹونک (راجستھان) کے زیر اہتمام ۲۴/۲۵/۲۶/دسمبر ۱۹۷۸ء کو گورنمٹ کالج ٹونک میں منعقد ہوئی تھی۔ اس سے پہلے اس انجمن کی تمام کانفرنس یونیورسٹیوں کے شعبہ اردو کے زیر اہتمام منعقد ہوتی رہی تھیں۔ گورنمنٹ کالج ٹونک ملک کا پہلا کالج تھا جس کے شعبہ اردو کے زیر اہتمام مذکورہ کانفرنس منعقدہ ہوئی تھی۔ سہ روزہ اس کانفرنس میں مختلف نوعیت کے شعری و ادبی تقریبات منعقد کی گئیں۔ جن میں ملک بھر سے آئے اساتذہ نے حصہ لیا۔ اس علاوہ کانفرنس کی مکمل روداد بھی مرتب ہو کر منظر عام پر آئی۔ اسی طرح بین الاقوامی شہرت یافتہ تحقیقی ادارہ ''مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک'' (المعروف اے۔ پی۔ آر۔ آئی ٹونک) کی علمی، ادبی اور تحقیقی خدمات کا ذکر اس باب کا اہم جزو ہے جس کے بغیر یہ مقالہ مکمل نہیں ہوسکتا۔ مولانا ابوالکلام آزاد پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک قیام کے زمانے سے ہی اس ادارے کے جانب سے ہر سال ایک کل ہند سیمینار منعقد کیا جاتا ہے۔ اس میں قومی اور صوبائی سطح کے نامور ادیبوں کے علاوہ راجستھان اور بالخصوص ٹونک کے ابھرتے ہوئے نوجوان ادیبوں کو مقالات پیش کرنے کا موقع دیا جاتا ہے اور بالخصوص ٹونک کے ابھرتے ہوئے نوجوان ادیبوں کو مقالات پیش کرنے کا موقع دیا جاتا ہے اور یہی نہیں ان سیمیناروں کے مقالات مولانا ابوالکلام آزاد عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک کے سالانہ جرنل بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ اس طرح جہاں ایک طرف مولانا ابوالکلام آزاد عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک کے سیمیناروں میں راجستھان کے بزرگ ادیبوں کے تحقیقی مقالات ہر سال منظر عام پر آتے رہتے ہیں اور ادارہ کے سالان جرنل میں شائع ہوتے رہتے ہیں وہیں دوسری جانب نوجوان ادیبون کی سیمیناروں میں شرکت اور ان کے مقالات کی اشاعت نے اردو کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو تحقیق کی جانب راغب کیا ہے۔ اور تحقیق کے میدان میں آگے بڑھنے کی سہولت فراہم کرکے ان میں

تحقیق کے شوق کوتقویت پہنچائی ہے۔

بیکانیر:۔ ''حلقۂ ادب'' کے زیرِ اہتمام مختلف مواقع پر ادبی وشعری تقاریب منعقد ہوتی رہیں۔ اوراس کے جانب سے کئی کتابیں بھی شائع ہوئیں۔ لیکن اس کے بانی جناب خورشید صاحب کی وفات کے بعد یہ تنظیم خاموش ہوگئی۔ اسی طرح شادؔ جامی نے اپنے استادِ محترم جناب جامؔ ٹونکی مرحوم کی یادکوتازہ رکھنے کی غرض سے بیکانیر میں جامی اردو اکادمی کی بنیاد رکھی۔ جس کے زیرِ اہتمام متعدد مشاعرے اور ادبی نشستیں منعقد ہوئیں۔ ان میں سب سے اہم مشاعروں میں ۱۹۹۷ء میں منعقدہ ایک طرحی مشاعرہ جس کا مصرعۂ طرح ''تخلیق کائنات ہے احسان مصطفیٰ'' تھا۔ اس کے علاوہ ۲۰۰۷ء میں شادؔ کے مشاعرکا اہتمام کیا گیا۔ جس کا مصرعۂ طرح تھا ؎

''لطف آیا ہے محمد کی ثناء خوانی میں''

ایسے ہی انجمن ادب کے تمام مشاعرے درگاہ نوغزا پیر میں ہی منعقد ہوتے ہیں۔ ان میں یومِ غالبؔ، یومِ اقبالؔ کے علاوہ کرگل کی جماعت میں منعقد مشاعرہ قائم ہیں۔ ۱۹۹۸ء میں منعقدسہ روزہ غالبؔ فسٹول کا بھی انعقاد کیا گیا جو بے حد کامیاب رہا۔ جسے اس انجمن کی سب سے یادگار تقریب کہی جاسکتی ہے۔ محفلِ ادب نے با اشتراک بریٹن لیکھک سنگھ بیکانیر ہر'' کلامِ بزبانِ شاعر'' پروگرام ۲۰۱۲ء سے انعقاد کررہی ہے۔ جس میں اردو کے علاوہ ہندی اور راجستھانی زبانوں کے شاعر اپنا کلام سناتے ہیں۔ اب تک اس سلسلہ کی ۳۰۰/ سے زائد نشستیں منعقد ہوچکی ہیں۔ اس کے علاوہ ۲۰۰۷ء یادگارِ فنکار کے تحت اردو کے استاد شعراء امیر خسروؔ، مرزا غالبؔ، بہادر شاہ ظفرؔ، علامہ اقبالؔ کے حوالے سے تقریبات منعقد کی گئی جس میں ان کے حالات زندگی اور ان کی شعری وادبی خدمات کے متعلق مقالات پیش کئے گئے۔ اس نوعیت کی تقریب کا مقصد عام لوگوں کی ان کے متعلق بنیادی معلومات حاصل ہوسکے۔ اردو زبان وادب کوفروغ دینے کی غرض سے معزز شاعر رفیق احمد رفیقؔ کی یاد میں ان ہی کے نام سے موسوم رفیق اکیڈمی نے اپنے قیام کے بعد از سن ۲۰۰۱ء تا ۲۰۰۳ء متواتر تین سال تک مرحوم رفیقؔ صاحب کی برسی کے موقع پر مشاعرہ اور کوی سمّیلن کا اہتمام، رفیقؔ اکیڈمی کے سرپرست (مرحوم) احمد علی خاں منصور چودھری کی چوتھی برسی ۱۵/ستمبر ۲۰۱۵ء کے موقع پر ایک طرحی مشاعرہ منعقد، مرحوم احمد علی خاں منصورؔ چودھری کا پانچویں برسی ۱۵/ستمبر ۲۰۱۶ء کے موقع پر طرحی مشاعرے کا انعقاد، عالمی یومِ اردو ۹/نومبر ۲۰۱۶ء کے موقع پر ایک طرحی مشاعرے کا اہتمام کیا گیا اس کے علاوہ آزادی کے زمانے سے ہی بیکانیر میں کمیٹی جشنِ عید میلا دالنبی نعت کے طرحی مشاعروں کا انعقاد کرتی آتی رہی ہے اور ہر سال عید میلا دالنبی کے موقع پر منعقد ہونے والے یہ طرحی مشاعرے زیاتر آل راجستھان پیمانے کے ہوا کرتے ہیں اس کے علاوہ کل ہند طرح مشاعرے بھی

منعقد ہوئے ہیں جن میں کئی نامور شعرا نے شرکت کی۔ بیکانیر میں پہلی طرحی بزمِ مسالمہ ۱۹۴۸ء میں شیخ محمد ابراہیم آزاد کے در دولت پر منعقد کی گئی جو کمیٹی ''بزمِ مسالمہ کے زیرِ اہتمام کی گئی تھی۔ طرحی بزمِ مسالمہ کا بھی بڑے پیمانے پر اہتمام کیا جاتا رہا ہے۔ جس میں اہم ۱۹۶۳ء میں جناب دین محمد مستانؔ نے مدینہ مسجد کے زیرِ سایہ میں منعقد کی۔ یہ طرحی بزمِ مسالمہ آج بھی یومِ عاشورہ کے موقع پر بلا ناغہ منعقد مشاعروں میں راجستھان کے مشاہیر شعراء اپنے طرحی کلام سے سامعین کو محظوظ فرما چکے ہیں۔ اس کے علاوہ بزمِ مسالمہ کے تحت منعقد ہونے والے طرحی مشاعر سلام کی گولڈن جبلی ۱۹۹۵ء میں منائی جا چکی ہے جن میں بیکانیر کے مقامی شعراء کے علاوہ بیرونی شعراء نے بھی شرکت فرمائی۔

جودھپور:۔ انجمن ترقی اردو ہند کی شاخِ جودھپور کے زیرِ اہتمام ادبی سرگرمیاں منعقد کی گئیں۔ بتاریخ ۲۶ / دسمبر ۱۹۵۶ء کو اہتمام ایک مشاعرہ منعقد کیا گیا تھا۔ ۱۳ / تا ۱۵ / نومبر ۱۹۶۴ء کو بمقام جودھپور میں سہ روزہ کل راجستھان اردو سمپوزیم بموضوع ''راجستھان میں اردو ادب کے سو سال'' منعقد کیا گیا۔ اس موقع پر ایک کل ہند مشاعرۂ طرح کا بھی انعقاد کیا گیا۔ اس مشاعرے کا طرحی مصرعہ یہ تھا ؎

''مجھ سے دیکھا نہ گیا حسن رسوا ہونا''

مذکورہ سمپوزیم اور مشاعرے کی تمام تفصیلات کو کتابی شکل میں روداد کے نام سے شائع کیا۔ اسی طرح اردو ادب کے مشہور و معروف شاعر شین کاف نظامؔ کی سرپرستی میں قیام بزمِ اردو کے زیرِ اہتمام ادبی سرگرمیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس کے تحت کئی آل انڈیا مشاعرے، سمینار، واحد مشاعرے پروگرام اور اردو ٹیچنگ سینٹر وغیرہ کا اہتمام کیا۔ اس کے علاوہ بزم کے جانب سے دو شعری مجموعے 'روشنی کے دروازے' ۲۰۰۷ء اور آسمانِ احساس ۲۰۱۳ء شائع ہو کر منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔ راجستھان میں طنز و مزاح کی ایک واحد انجمن خوش دلانِ جودھپور کا قیام اردو کے مشہور و معروف شاعر و ادیب پروفیسر پریم شنکر شریوستو کی سرپرستی میں عمل میں آیا اور جس کا مقصدِ خاص طنز و مزاح کے ذریعہ زندگی خوشگوار بنانا ہے۔ اردو زبان و ادب کے متعلق اس تنظیم کے زیرِ اہتمام ماہانہ نشستیں، مشاعرے وغیرہ باقاعدہ منعقد ہوتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ انجمن کے قیام کے زمانے سے جاری ہے۔ جودھپور میں قائم 'تہذیب' ادبی و ثقافتی تنظیم جس نے اپنے قیام کے زمانے ہی مختلف نوعیت کی ادبی سرگرمیوں کا انعقاد مسلسل جاری ہے۔ جیسے سمینار، قیام مشاعرے ادبی گفتگو، شعری نشستیں، بزمِ سلام، مذاکرت تہنیی و تعزیتی

اجلاس وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔اس کے تحت اس بزم نے متعدد ادبی تقریبات منعقد کیں جن میں اہم بتاریخ ۳/مارچ ۲۰۱۲ء کواردوزبان وادب کے اہم وعظیم فنکار مخمور سعیدی کے یومِ وصال پر ایک روزہ سمینار انعقاد، بتاریخ ۱۸/فروری ۲۰۱۲ء کو اردو ادب کے عظیم شاعر اخلاق محمود خاں شہریار کی وفات مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کی غرض سے ایک شعری نشست کا انعقاد کیا، بتاریخ ۳/جنوری ۲۰۰۸ء کوامام عالی مقام حضرت حسینؓ اور تمام شہدائے کربلا کی یاد میں ایک مقالمہ کا انعقاد، بتاریخ ۲۷/دسمبر ۲۰۱۲ء کومرزا غالبؔ کے ۲۱۵ ویں سال گرہ پر جشنِ غالب کے موقع پر ایک محفلِ مشاعر منعقد، تہذیب اور جودھپور کی دیگر انجمنوں بزمِ اردو، امکانِ ادب، بزمِ تعمیر اردو کی جانب سے ''کھڑکی میں خواب'' (ہندو پاک کے نمائندہ نوجواں شعرا کا شعری مجموعہ) مرتبہ عادل رضا منصوری پر ایک مذاکرہ منعقد کیا۔مذکورہ ادبی سرگرمیوں کے علاوا اس بزم کے زیرِ اہتمام راجستھان اردو اکادمی جے پور کی مالی تعاون سے اردو ٹیچنگ سینٹر چلایا جاتا ہے۔اس کے علاوہ بزمِ چکبستؔ کا قیام جودھپور کے ایک غیر مسلم شاعر روی بھاردواج نے اردو کے عظیم شاعر پنڈت برج نرائن چکبستؔ کے نام سے جودھپور میں عمل میں آیا۔اپنے قیام کے زمانے سے ہی اس کے زیرِ اہتمام کئی آل انڈیا مشاعرے منعقد کئے گئے۔بزمِ چکبستؔ کے زیرِ اہتمام ایک تقریب ۱۹۷۱ء میں منعقد ہوئی جسے ''جشنِ روی'' کا نام دیا گیا اس موقع پر ایک کل ہند مشاعرہ منعقد ہوا ''جشنِ روی کا انعقاد بزمِ چکبستؔ کے بانی رویؔ بھاردواج کے مجموعۂ کلام ''روی کی کرنیں' کی رسمِ اجراء کے موقع پر کیا گیا۔

کوٹہ:۔ ''بزم ادب کوٹہ'' آزادی سے پہلے کی قائم شدہ انجمن ہے۔جس نے اپنے قیام کے زمانے سے ہی اردو زبان وادب کے فروغ میں معاون رہی اور آج بھی اس کے زیر سایہ کاروانِ شعروسخن کا سلسلہ جاری ہے۔ بزمِ ادب کے تحت منعقدہ ادبی سرگرمیاں اس بات کی مظہر ہے کہ اردو اپنے ماحول آفرینی میں کبھی غافل نہ رہی۔ اس کے قدردان اور عظمت، جاں نثار اور خدمت گزار آج بھی ہر جگہ کم وبیش ہر وقت موجود ہیں۔اس کے علاوہ بزمِ شعور کا قیام کے زیرِ اہتمام ماہانہ طرحی مشاعروں کا انعقاد کیا جاتا تھا۔بعد میں یہ انجمن ''بزمِ ادب'' میں ضم ہوگئی ۔اور غالباً ''بزمِ شعور'' پھر سے وجود پذیر ہوئی۔اور اس کے زیرِ اہتمام اپریل ۱۹۶۵ء میں ''جشنِ قیس'' کا انعقاد کیا گیا اور اس موقع پر ایک مشاعر بھی منعقد ہوا۔اسی میٹرک تک کے طالب علموں نے اپنے شعری ذوق کی تسکین کے لئے ''بزمِ سخن' قائم کی تھی۔جس کے زیرِ اہتمام مختلف نوعیت کی ادبی تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔ادبی سبھا کے

زیرِ اہتمام ۱۹۷۶ء میں دوروزہ سمینار کا انعقاد کیا۔ جس کا موضوع تھا ''جدید شعروادب''۔اس کے علاوہ ایک عظیم الشان کل ہند مشاعرہ بھی منعقد ہوا۔اس کے علاوہ ایک ضخیم سوونیر ''ادبی سبھا'' کے نام سے مرتب کیا گیا جو اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں شائع ہوا جس کے مرتب عقیل شاداب تھے۔ان کے علاوہ 'کلپ' کے تحت با قاعدہ ماہانہ شعری وادبی نشست کا اہتمام کیا جاتا ہے۔جن میں اردو، ہندی اور ہاڑوتی زبانوں کے شاعر اور کوی اپنا کلام پیش کرتے ہیں۔اس کے علاوہ ہر سال ۱۴ جنوری کو مکر سکرانتی کے موقع پر ایک خصوصی تقریب کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔اس طرح یہ انجمن قومی یک جہتی اور ہندو مسلم ایکتا کی مثال ہے۔جس میں بلا تفریقِ قوم وملت ادبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔اسی طرح 'انجمنِ شعروادب' کے اغراض ومقاصد میں اردو کے فروغ کے لئے منصوبہ بندی،عوام کو اردو کی طرف متوجہ کرنا،شعری نشستوں کا اہتمام،اردو رسائل اور اخبارات کو لوگوں تک پہنچانا،اور سہ ماہی نشستوں کا انعقاد کرنا وغیرہ شامل ہے۔

اودے پور:۔ حکومتِ راجستھان کی جانب سے قائم راجستھان ساہتیہ اکیڈمی اودے پور کے ذریعہ راجستھان کے شعراء وادباء کو انعامات اور وظائف کے علاوہ اردو کی کتابوں کی اشاعت،سمیناروں اور مشاعروں کا انعقاد، ادبی تقریبات کے لئے مالی تعاون وغیرہ کا سلسلہ شروع ہوا۔ نیز ایک سہ ماہی جریدہ ''نخلستان'' بھی جاری کیا گیا تھا۔اس کے بعد جب جے پور میں ۱۹۷۹ء کو راجستھان اردو اکادمی کے قیام عمل میں آیا تو ساہتیہ اکادمی اودے پور میں اردو سے متعلق تمام کارکردگی کا سلسلہ بند ہو گیا۔اور ساہتیہ اکیڈمی کی جانب سے شائع کی جانے والی اردو کتابیں راجستھان اردو اکادمی جے پور کو منتقل کر دی گئیں۔اس کے ساتھ ساتھ اکیڈمی کی جانب سے شائع کیا جانے والا سہ ماہی جریدہ ''نخلستان'' بھی اردو اکیڈمی کی جانب سے شائع کیا جانے لگا۔اس کے علاوہ راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور نے اردو کی کتابوں کو ہندی رسم الخط میں شائع کیں۔جن میں چند اہم یہ ہیں:''راجستھان کے موجودہ اردو شاعر'' ''قلم کی تلواریں'' اور منشی چاند بہاری لال صبا کی ''صبا گرنتھاولی'' وغیرہ شامل ہیں۔راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور کے زیرِ اہتمام منعقدہ اہم تقاریب میں ۱۹۶۶ء میں انجمن ترقی اردو ہند اور راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور کے اشتراک سے ایک سہ روزہ سمینار منعقد کیا گیا۔جس میں راجستھان اور بیرونی راجستھان کے تقریباً ۶۰/۷۰ سے زیادہ شعراء ادباء اور ناقدین نے شرکت فرمائی۔اس کے علاوہ اس موقع پر ایک کل ہند مشاعرہ بھی منعقد کیا گیا۔اسی سلسلہ میں ''اپشام'' کے زیرِ اہتمام متعدد ادبی تقریبات

کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ جس میں سب سے اہم ۱۹۷۵ء میں جدید شعراء کا ایک مشاعرہ کا انعقاد ہے۔ اس کے علاوہ ۱۹۸۴ء میں ایک جشن ''ایک شام شاہد عزیز کے نام'' منعقد کیا گیا تھا۔ اسی طرح تعمیر سوسائٹی نے قیام کے زمانے سے ہی اردو زبان وادب کے فروغ واحیا میں ہمیشہ سرگرم ہے اور مسلسل شعری نشستیں اور کل ہند سطح کے بڑے بڑے مشاعرے منعقد کرتی آ رہی ہے۔ اس کے علاوہ یہ انجمن ہر سال ملک کی نامور شخصیتوں کو ان کی نمایاں خدمات کے اعتراف میں ایوارڈ اور اعزازات سے نوازتی ہے۔

اجمیر:۔ بزمِ راہی کے تحت اجمیر کے قرب وجوار کے غیر اردو ماحول میں اردو پہنچانا اور سمینار، مشاعروں وغیرہ منعقد کرنا بزم کی اہم کارگزاری ہے۔ اس کے علاوہ اجمیر ضلع کے بیاور شہر میں ماسٹر عبدالغنی مرحوم کی یاد میں قائم ادبی ادارہ 'بزمِ غنی' کے زیرِ اہتمام منعقدہ تقریبات میں سب اہم ماسٹر عبدالغنی کی یاد تازہ کرنے لئے ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد ۱۸؍جون ۲۰۱۰ء کو کیا گیا۔ اس موقع پر ماسٹر عبدالغنی کی کلاسکی اردو مسدس ''دارالخیر اجمیر شریف'' کا اجراء مہمانِ خصوصی خداداد مونسؔ کے دستِ مبارک سے کیا گیا۔ اس کے علاوہ بزمِ غنی کی جانب سے عبدالغنی اور دیگر مقامی شعراء کی تخلیقات بھی شائع کی گئی ہیں۔

فتح پور شیخاواٹی (سیکر):۔ فتح پور شیخاوٹی میں قائم 'بزمِ شاہد' کے زیر اہتمام ادبی تقاریب اور شعری نشستیں منعقد کی جاتی تھیں۔ جن میں سب سے اہم سالکؔ عزیزی کی ادبی خدمات کے سلسلہ 'مولانا سالکؔ کا جشنِ اعزاز' جو ۱۹۹۰ء میں منعقد کیا گیا ہے۔ اس موقع پر ایک سموزیم بھی منعقد ہوا۔ اس میں مولانا سالکؔ کی ادبی خدمات، ان کی تخلیقات اور ان کی شخصیت پر مقالہ پڑھے گئے تھے۔ مذکورہ تقریب کی مکمل روداد 'بزمِ شاہدؔ فتح پور' کی جانب سے شائع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہے۔ اس کے علاوہ بزمِ احساسِ ادب نے اپنے قیام کے زمانے سے ہی مختلف نوعیت کی ادبی سرگرمیاں منعقد کرتی آ رہی ہے۔ اس کے اس کے علاوہ متعدد شعراء وادباء کی تخلیقات کی اشاعت اس انجمن کی جانب سے کی گئیں۔ اس کے علاوہ بزم کے زیرِ اہتمام کم وبیش پانچ بڑے مشاعرے منعقد کئے گئے۔ جس میں ایک عظیم الشان مشاعر کا انعقاد اس وقت کیا گیا جب ڈاکٹر نذیر فتح پوری صاحب ڈاکٹریٹ کی سند لے کر فتح پور شیخاواٹی میں تشریف لائے تو ان کے اعزاز واحترام میں اس مشاعرے کے انعقاد کیا گیا۔

جھونجھنوں:۔ بزمِ ادب جھونجھنوں کی جانب سے شائع شدہ تخلیقات میں سالکؔ عزیزی کی ضیائے قمر، تنویر قمر،

فیضانِ قمر اور جواہر حامی وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ان تمام تعمیری وتخلیقی کارناموں کے درمیانِ متعدد طرحی اور غیر طرحی ادبی نشستوں سے لے کر کل راجستھان اور کل ہند مشاعروں کا انعقاد تعلیمی وادبی اجلاس اور صوبائی سطح کے سمینار، سمپوزیم اور کانفرنس منعقد کروانا بھی بزمِ ادب کی کارکزایوں اور ارکانِ بزمِ ادب کی فعلیت کے بین ثبوت فراہم کرتے رہے ہیں۔مذکورہ بالا تقریبات کے علاوہ بزمِ ادب جھونجھنوں کے زیرِ اہتمام موجودہ وقت میں متعدد پروگرام منعقد لئے جاتے ہیں ان میں یومِ غالب، تعزیتی جلسہ اور ماہانہ طرحی شعری نشست وغیرہ شامل ہیں۔

بانسواڑہ:۔ ''بزمِ ادب'' اور 'ادبی سبھا' کے زیر اہتمام بانسواڑہ میں شعروشاعری کی محافل منعقد کی جانے لگیں۔اور متعدد جلسے اور مشاعرے کئے جانے لگے۔جن میں سب سے اہم جنوبی راجستھان میں شائع شدہ کتابوں پر ایک سمینار اور کل ہند مشاعرہ قابلِ ذکر ہے جس میں ہندوستان کی کئی ادبی شخصیات نے حصہ لیا تھا۔اسی طرح ابھینو شکشا سمیتی کے زیر اہتمام متعدد سمینار، ورک شاپ اور دیگر ادبی وتعلیمی سرگرمیاں منعقد کی جاتی ہیں جن میں سے اہم اردو زبان کی تعلیم کی ضرورت کے تحت ۵/روزہ ورک شاپ کا انعقاد، راجستھان اردو اکادمی جے پور کی مالی تعاون سے ۲۰۱۲ء میں دوروزہ کل ہند سمینار بعنوان ''حضرت امیر خسروؔ ہمہ جہت شخصیت، قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو نئی دہلی کے مالی تعاون سے ۲۰۱۳ء میں دوروزہ کل ہند سمینار، دسمبر ۲۰۱۴ء میں ایک روزہ سمینار مرزا غالبؔ اور بیگم اخترؔ کی یاد میں منعقد کیا گیا۔

جالور:۔ بزمِ اردو ادب کے تشکیل کے موقع پر ایک ادبی مشاعر کا انعقاد کیا گیا اس کے بعد مسلسل ماہانہ شعری وادبی نشستیں منعقد ہوتی رہتی ہے۔اس کے علاوہ سالانہ کل رجستھان مشاعرے بھی بزم کے زیر اہتمام منعقد کئے جاتے ہیں۔

ڈونگر پور:۔ مرکز ادب کے زیر اہتمام شعری نشستوں کا انعقاد کیا گیا اور اس کے علاوہ بزم سے وابستہ حضرات کی تخلیقات بھی اشاعت کا سلسلہ عام ہوا۔

پالی:۔ بزم ادب پالی کے قیام کے موقع پر اس کے زیر اہتمام پہلا کل راجستھان مشاعرہ منعقد کیا گیا۔اس کے بعد بزم کے دائرۂ عمل میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور کل ہند مشاعرہ ہے جس میں ملک بھر سے نمائندوں مشاعروں نے اپنے کلام پیش کئے اور اسی طرح بزم ادب کے زیرِ اہتمام مسلسل مشاعروں کا انعقاد ایک روایت

بن گیا۔

چورو:۔ اردو زبان وادب کی ترقی وترویج اور فروغ کے لئے انجمن ترقی اردو ہند شاخ چورو نے گراں قدر کردار ادا کیا اور اپنے قیام سے لے کر دورِ حاضر تک اس کی ادبی سرگرمیاں جاری ہے۔انجمن کے زیر اہتمام آل راجستھان مشاعرے اور ادبی نشستیں سجتی رہتی ہیں۔علامہ اقبال کے یوم پیدائش کو عالمی اردو ڈے، غالب ڈے وغیرہ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔۔ابھی حال ہی میں ۲۷ر دسمبر ۲۰۱۷ء کو اس موقع پر چورو کے ڈی۔ ایس۔ پی حکم سنگھ ضمیر کو اردو شاعری کی خدمات کے لئے شانِ امتیاز سے سرفراز کیا گیا ہے۔ان کے علاوہ ستمبر ۲۰۱۶ء کو ایک آل راجستھان مشارعہ بعنوان ''ایک شام منصور کے نام'' کا انعقاد کیا گیا تھا جس میں راجستھان کے شعراء حضرات نے شرکت کی تھی۔

باراں:۔ باراں ضلع کی پہلی انجمن بزمِ احباب کے زیر اہتمام مشاعروں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔نوجوانوں کے ہاتھوں میں یہ انجمن بڑی سرگرمی سے سرگرم کار رہی اور آخر کار ۱۹۶۳ء میں یومِ ظفر منایا گیا۔اس کے علاوہ ''یومِ یک جہتی'' کا انعقاد کیا گیا۔

جھالاواڑ:۔ تشکیل راجستھان کے بعد جھالاواڑ میں قائم ہونے والی انجمنوں میں ''بزمِ نیرنگ'' کا نام خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔جس کے زیر اہتمام منعقدہ اہم مشاعروں میں ۸ر اپریل ۱۹۷۱ء کو طرحی اور غیر طرحی مشاعرہ منعقد کیا۔اس کے علاوہ اس مشاعرے کی روداد ''بزمِ نیرنگ جھالاواڑ'' کے تحت 'مشاعرہ یومِ نیرنگ' کے نام سے مفتوں کوٹوی نے مرتب کی۔اور یہ روداد اگست ۱۹۷۴ء 'رہنمائے تعلیم' دہلی سے شائع ہوئی تھی۔۱۹ر اپریل ۱۹۸۱ء کو بزمِ نیرنگ کے زیر اہتمام پہلا کل ہند مشاعرہ منعقد کیا گیا۔'شفیق'' کی رسمِ اجراء کا۔ شفیق صاحب کی وفات (۲ر فروری ۱۹۸۷ء) کے بعد ان کی یاد میں قومی یک جہتی کے تحت ۲۵ر اپریل ۱۹۸۷ء کو آل انڈیا مشاعرہ اور کوی سمیلن کا پروگرام ''یادگارِ شفیق'' کے نام سے منعقد کیا۔۲ر فروری ۱۹۸۸ء کو شفیق صاحب کی پہلی برسی کے موقع پر کلا ہند مشاعرہ، بزمِ نیرنگ کی تشکیلِ نو جسے ''بزمِ ادب جھالاواڑ' کا نام دیا گیا تھا، کے زیر اہتمام منعقد کیا گیا۔

نمباہیڑہ (چتوڑگڑھ):۔ بزمِ ساغر کے زیر اہتمام ماہانہ طرحی مشاعروں کے علاوہ اب تک کئی کل ہند مشاعرے منعقد کئے جاچکے ہیں۔جن میں راجستھان اور ملکی سطح کے نامور شعراء ومشاعرات نے شرکت فرمائی ان

تقریبات میں سب سے اہم تقریب ۴رمئی ۲۰۰۲ء میں منعقد بزمِ ساغر کا جشنِ میں یعنی سلور جبلی ہے۔اس موقع پر کل ہند مشاعرہ کا اہتمام کیا گیا۔جس میں مقامی اور بیرونی شعرا نے کلام پیش کئے۔اس مشاعرہ کی روداد ماہ نامہ گلابی کرن میں دہلی سے جنوری ۲۰۰۳ء میں شائع۔

باب ششم۔ماحصل

''راجستھان میں چند اہم ادبی انجمنوں کی خدمات''

فراہم شدہ مواد اور اس مقالے کی روشنی میں یہ نتائج برآمد ہوتے ہیں کہ راجستھان میں اردو شعر وادب کے نقوش انیسویں صدی کے تقریباً نصف آخری زمانے سے ابھرنے لگے تھے اور ۱۸۵۷ء آتے آتے واضح طور پر نظر آنے لگے تھے خصوصاً ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد جب دہلی اور دوسرے مقامات کے پریشان حال اربابِ علم وکمال اور اصحابِ شعر وسخن فکر معاش، حفظ جان اور تلاش سکون کے لئے اس خطہ میں جو کبھی راجپوتانہ کہلاتا تھا۔مختلف قدیم ریاستوں میں پہنچنے لگے تو جہاں جہاں انہوں نے سکونت اختیار کی وہ مقامات شعر وسخن کے گہوارے اور علم وادب کے مرکز بنتے گئے۔خاص طور پر ان ریاستوں میں جہاں کے حکمرانوں نے خود اردو شعر وسخن اور علم وادب سے دلچسپی لی۔ وہاں اردو ادب کو فروغ حاصل ہوا۔اور دیکھتے دیکھتے راجپوتانہ کا ریگستان علم وادب کا نخلستان بن گیا۔نو وارد شعراء وادباء کے ساتھ مل کر مقامی باشندوں نے علم وادب کی محفلیں قائم کیں۔ بزمِ ادب کو رونق بخشی۔فضائیں شعر وسخن کے نغموں سے گونج اٹھی اور مشاعروں کا سلسلہ شروع ہوگیا جس کے زیرِ اثر ادبی انجمنیں قائم ہونے لگی۔ **۱۸۷۲ء میں راجستھان کی پہلی ادبی انجمن 'بزمِ ادب' مولانا سلیم الدین تسلیم کی صدارت میں جے پور میں قائم ہوئی**۔اس کے علاوہ راجپوتانہ کی قدیم ریاستوں جیسے کوٹہ،ٹونک ، بیکا نیر، جودھپور، الور اور اجمیر کمشنری وغیرہ سے وابستہ مختلف مقامات وقصبات میں انجمنیں قائم ہوتی رہیں۔جھالاواڑ جیسی جھوٹی ریاست میں تو اردو کو اتنا فروغ حاصل ہو چکا تھا کہ وہاں کے حکمراں کی سرپرستی میں **انجمن سخن شعراء** اور **بزمِ راجندر**، جیسی انجمنیں قائم ہوئیں۔کچھ انجمنیں اپنے فعل اراکین کی وجہ سے سرگرم رہیں تو کچھ وقتی طور پر اپنی ایک جھلک دکھا کر گمنام ہوگئیں۔ یہ سلسلہ آزادی کے بعد تک چلتا رہا۔

۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے بعد بے شمار اربابِ علم وادب ترکِ وطن کر گئے۔جن میں ادبی انجمنوں کے اراکین بھی شامل تھے۔اس کا اثر یہاں کی ادبی فضا پر بھی پڑا اور ادبی انجمنیں خاموش سی ہوگئیں۔لیکن کاروانِ شعر وادب آگے

پڑھتا رہا۔ بالآخر ۱۹۵۳ء میں انجمن ترقی اردو راجستھان کے قیام کے بعد اس خطہ میں اردو شعر و ادب کی تاریخ کا ایک نیا باب شروع ہوا۔ پورے راجستھان میں انجمن ترقی اردو کی ساٹھ سے زائد شاخیں مختلف مقامات میں قائم ہو چکی تھی۔ خاص طور پر سرکاری ادارہ راجستھان اردو اکادمی جے پور قائم ہونے سے اردو شاعر و ادب کی فروغ کی راہیں کھلنے لگیں۔ اور جس کے زیر اثر اس صوبہ میں اردو زبان اور شعر و ادب کے فروغ کے لئے کئی ادارے سرگرم ہیں۔ اس طرح انجمن ترقی اردو راجستھان اور اس کی مختلف شاخوں اور راجستھان اردو اکادمی جے پور کے علاوہ اس صوبہ کی دیگر انجمنوں نے جہاں ایک طرف مقامی طور پر شعر و ادب کے ماحول کو گرما کر ادبی فضا قائم کی تو دوسری طرف ادبی تقریبات اور خاص طور پر مشاعروں وغیرہ کی رودادوں اور شعراء کی تخلیقات کا تحفظ کر کے راجستھان میں شعر و ادب کی تاریخ کے لئے مواد فراہم کرایا اور ان سے وابستہ شعراء کے کلام کو قارئین تک پہنچانے میں مدد کی۔ اس کے علاوہ ادبی انجمنوں نے باذوق حضرات کے ذوقِ سخن کی تکمیل کا سامان فراہم کیا اور شعراء کی ہمّت افزائی بھی کی۔ ان ادبی انجمنوں کی تاریخی اہمیت مسلم ہے۔ جن سے راجستھان میں اردو زبان و ادب کے فروغ میں ان کے زیرِ اہتمام منعقدہ مختلف ادبی تقریبات کے علاوہ ان کی جانب سے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ رودادوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ جب بھی راجستھان میں اردو زبان و ادب کی تاریخ کے موضوع پر قلم اٹھائی جائے گی تو اس میں یقیناً راجستھان کی ادبی انجمنوں کی خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

مجموعی طور پر راجستھان کے ادبی انجمنیں جو آزادی سے پہلے بھی قائم ہوئی اور تشکیلِ راجستھان کے بعد بھی قائم ہیں۔ یا جن کے قیام کی سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ یہ تمام انجمنیں اہمیت کی حامل ہیں۔ ہمارا دعویٰ یہ نہیں کہ ہم نے راجستھان کی تمام انجمنوں کا احاطہ کر لیا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں ہر انجمن کو اس مقالے میں شامل کر نا ممکن نہ تھا۔ پھر بھی منتخب انجمنوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کی ادبی خدمات کو منظرِ عام پر لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ عدم حصول کہ باعث بعض انجمنوں کا ذکر اس مقالہ میں شامل نہ ہو سکا۔ اس لئے بعض اراکینِ بزم نے براہِ راست یا ذریعۂ ٹیلی فون رابطہ کے باوجود راقم الحروف ان کی توجہ اور التفات سے محروم رہا۔ لیکن اکثر حضرات نے مواد کی فراہمی کے علاوہ اپنے گراں قدر مشوروں سے نوازا۔ اس کے لئے میں آپ سبھی حضرات کا ممنون و مشکور ہوں۔

محمد اشفاق منصوری

Candidate's Declaration

I hereby, certify that the work, which is being presented in the thesis, entitled **"RAJASTHAN MEIN CHAND AHAM ADABI ANJUMANO KI KHIDMAAT"**in partial fulfillment of the requirement for the award of the Degree of Doctor of Philosophy, carried under the supervision of Dr. Quamar Jahan Begum and submitted to the University of Kota, Kota represents my ideas in my own words and where others ideas or words have been included. I have adequately cited and referenced the original sources, The work presented in this thesis has not been submitted elsewhere for the award of any other degree or diploma from any Institutions. I also Declare that I have adhered to all principles of academic honesty and integrity and have not misrepresented or fabricated or falsified any idea/data/fact/source in my submission. I understand that any violation of the above will cause for disciplinary action by the University and can also evoke penal action from the sources which have thus not been properly cited or from whom proper permission has not been taken when needed.

Mo. Ashafaque Mansuri

Date. Signature

MO. ASHAFAQUE MANSURI

This Is To Certify That Above Statement Made By M Who **Mo. Ashafaque Mansuri** (Registration No. Rs/2017/13) Is Correct To The Best Of My Knowledge

Date................

Dr. Quamar Jahan Begum
Retired Vice Principal
Govt. P.G. Girls College Jhalawar
(Rajasthan)

پیش لفظ

آج راجستھان میں اردو تحقیق کے فروغ نے اس خطہ کی ادبی تاریخ کے بند دریچے کھول کر ماضی کی ادبی روایت کو اہلِ ادب کے سامنے پیش کر دیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ راجستھان میں شعروادب کے فروغ میں یہاں کی ادبی انجمنوں نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور یہ سلسلہ انیسویں صدی کے آخری ربع سے شروع ہو چکا تھا۔ جب ۱۸۷۲ء میں راجستھان کی پہلی انجمن ''بزمِ ادب'' کے نام سے جے پور میں قائم ہوتی تھی۔ اس زمانے سے اب تک راجستھان کے مختلف حصوں میں ادبی انجمنیں شعروادب کی تربیت واشاعت کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ ایک طرف ان انجمنوں نے مقامی طور پر شعروادب کے ماحول کو گرما کر ادبی فضا قائم کی تو دوسری طرف ادبی تقریبات اور خاص طور پر مشاعروں وغیرہ کی رودادوں اور شعراء کی مختلف تخلیقات کا تحفظ کر کے راجستھان میں شعروادب کی تاریخ کے لئے مواد فراہم کرایا۔ ایسی انجمنیں راجستھان کے مختلف خطوں میں قائم ہوتی رہیں۔ بعض انجمنیں وقتی طور پر اپنی ایک جھلک دکھا کر گمنامی کے پردے میں چھپ گئیں تو کچھ انجمنیں ماہانہ مشاعرے منعقد کرتی رہیں اور جب تک انجمنوں کے اراکین فعل رہے انجمنوں کا وجود بھی قائم رہا۔ یہ سلسلہ ہندوستان کی آزادی کے زمانے تک چلتا رہا۔

آزادی کے بعد مارچ ۱۹۴۹ء میں راجستھان بنا تو یہ ایک ایسا ہنگامی دور تھا جب ایک طرف بہت سی انجمنوں کے اراکین ترکِ وطن کر کے پاکستان چلے گئے اور ادبی انجمنیں سونی ہوگئیں۔ مگر پھر بھی شعروسخن کے فروغ ٹمٹماتے رہے اور آہستہ آہستہ ایک نئی توانائی کے ساتھ شعروسخن کی انجمنیں منظرِ عام پر آنے لگیں۔ خاص طور پر مقامی انجمنوں کے علاقہ صوبائی سطح پر انجمن ترقی اردو راجستھان جے پور میں قیام کے بعد اس خطے میں اردو زبان وادب کو فروغ حاصل ہوا اور اردو تعلیم کا سلسلہ از سرِ نو شروع ہوا تو اس کا نتیجہ ہے کہ آج سرکاری اور غیر سرکاری کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اردو کی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔

انجمن ترقی اردو کی ساٹھ سے زائد شاخیں راجستھان کے مختلف شہروں اور قصبوں میں قائم ہو چکی تھیں جن کا وجود آہستہ آہستہ ختم ہوتا رہا اور انجمنوں کی کارکردگی تاریخ کا حصہ بن گئیں۔ ان انجمنوں سے قطع نظر ۱۹۶۵ء میں راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور کے قیام کے زمانے سے راجستھان میں اردو شعروادب کے فروغ کی

راہیں بھی کھلنے لگیں تھیں اور خاص طور پر ۱۹۷۹ء میں راجستھان اردو اکادمی جے پور کے قیام کے بعد راجستھان میں اردو کے فروغ کے لئے جو کام کیئے گئے یا جو کیئے جا رہے ہیں وہ خامیوں اور کمیوں کے باوجود قابلِ ستائش ہیں۔

راجستھان میں آزادی سے پہلے ۲۲؍ چھوٹی بڑی ریاستیں تھیں ان کے علاوہ ایسی جاگریں بھی تھیں جن کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی حیثیت حاصل تھی۔ جہاں دہلی لکھنؤ اور دیگر دوسرے مقامات کے اربات علم وادب نے شعروادب کے چراغ روشن کیئے اور بعض دیسی ریاستوں میں ادبی گہوارے قائم ہوگئے تھے۔ مثال کے طور پر ریاستِ ٹونک کے قطع نظر جہاں ایک مسلم ریاست تھی، جے پور میں دہلی سے آئے ہوئے اربابِ علم وفن نے شعروادب کو اتنا فروغ دیا تھا کہ بقول مولوی عبدالحق جے پور کو لوگ دوسری دہلی کہنے لگے تھے [۱]

اور اسی طرح الور جیسی غیر مسلم ریاست میں بھی جہاں ۱۹۴۷ء کے بعد اردو شعروادب کا نام لیوا بھی کوئی نہیں رہا۔ وہاں بھی ۱۸۵۷ء کے بعد اردو زبان وادب کو اتنا فروغ حاصل ہو چکا تھا کہ وہاں کے مہاراجا شیودان سنگھ (۱۸۵۷ء-۱۸۷۴ء) کے عہدِ حکومت میں مقامی مشاعرے ہیرالال شہرت نے کہا تھا [۲]

''شور ہے شعروسخن کا ہر طرف

ان دنوں الور جہاں آباد ہے''

اسی طرح دوسری ریاستوں میں بھی اردو شعروادب کو فروغ حاصل ہوتا رہا۔ان میں خاص طور پر بھرت پور، جودھپور، بیکانیر، کوٹہ، جھالاواڑ وغیرہ کے علاوہ اجمیر کا نام بھی قابلِ ذکر ہے جہاں انگریزی حکومت کی علمبرداری تھی۔اس کے علاوہ جھالاواڑ جیسی چھوٹی ریاست میں تو اردو کو اتنا فروغ حاصل ہو چکا تھا کہ وہاں کے حکمرانوں کی سرپرستی میں شاہی محل میں ماہانہ مشاعرے منعد ہونے لگے تھے۔اور وہاں مہاراجا بھوانی سنگھ (۱۹۲۹ء -۱۹۸۸ء) نے اپنے دربار کے نامور شاعر شمبھو دیال دانش کو ملک الشعراء کے خطاب سے نوازا کیا [۳]

ان تمام ریاستوں کا ذکر ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی نے اپنے پی۔ایچ ڈی۔ کے مقالہ بعنوان ''راجستھان میں اردو زبان وادب کے لئے غیر مسلم حضرات کی خدمات'' میں کیا ہے [۴]

مارچ ۱۹۴۹ء میں صوبۂ راجستھان کی تشکیل عمل میں آئی اس سے پہلے اس صوبہ کو راجپوتانہ کہا جاتا تھا۔ جس میں ۲۲؍ ریاست اور چھوٹی بڑی بہت سی جاگیرں شامل تھیں۔ انکے علاوہ

اجمیر کمشنری جو اجمیر میرواڑہ کے نام سے منسوب تھی اور جہاں برٹش گورنمنٹ کی حکومت تھی وہ خطہ بھی راجپوتانہ کا حصہ تھا جو ۱۹۵۶ء میں راجستھان میں ہی شامل کر دیا گیا۔راجستھان بننے کے بعد یہاں کی دیسی ریاستیں ختم کر دی گئیں اور مختلف ضلع بنا دئے گئے جن کی مجموعی تعداد ۳۳ ؍ ہیں۔

اس طرح ایسے صوبے میں جہاں مختلف ریاستیں قائم ہوں۔ جہاں ایک طرف ریاستوں کے حکمرانوں کو انتظام ریاستوں کے حقوق حاصل ہوں اور دوسری جانب انگریزی حکومت کا ان پر اقتدار قائم ہوں۔ وہاں اردو زبان وادب کو فروغ ہو۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ اردو کے فروغ میں شخصیات ہی نہیں بلکہ اجتماعی کوششیں انجمنوں کے ذریعہ ہوتی رہی اور آزادی کے بعد بھی جاری رہیں۔مگر مورخین اور محققین کی لاعلمی یا ادب التفات کے باعث وہ گمنامی کے پردے میں پوشیدہ ہوتی رہیں۔

آزادی کے بعد مولانا احترام الدین شاغلؔ نے ''تذکرۂ شعرائے جے پور'' لکھ کر پہلی بار جے پور کی شعری تاریخ کو گمنامی کے پردے سے باہر نکالا۔۵

اس کے بعد شرف الدین یکتاؔ نے جودھپور سے پاکستان جانے کے بعد حیدرآباد (سندھ) میں جودھپور کے شعراء کا تذکرہ ''بہارِ سخن'' کے نام سے لکھا تھا جو ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا تھا ۶

ان ریاستی تذکروں کے بعد راجستھان میں صوبائی طرح پر پہلی بار ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی نے اپنا پی۔ایچ ڈی۔کا تحقیقی مقالہ بعنوان ''راجستھان میں اردو زبان وادب کے لئے غیر مسلم حضرات کی خدمات'' مرتب کیا تھا جس کا ذکر سطورِ بالا میں کیا تھا۔عثمانی صاحب نے جو موضوع منتخب کیا تھا اس نے جہاں ایک طرف راجستھان میں اردو شعر وادب کے فروغ اور راجستھان کی ادبی تاریخ کا پس منظر سامنے آیا وہیں دوسری جانب یہ بات واضح ہوتی ہے کہ راجستھان میں اردو زبان وادب کی ترقی میں غیر مسلم حضرات بھی شانہ بشانہ کام کرتے رہے۔ اور یہ کہ اردو زبان صرف مسلمانوں کی زبان نہیں بلکہ غیر مسلم حضرات نے بھی اس کی آبیاری کی ہے۔عثمانی صاحب کے اس مقالے کے بعد راجستھان کی مختلف یونیورسٹیوں درجنوں طالب علموں نے اپنے موضوعات پر تحقیقی کام کر کے پی۔ایچ ڈی۔کی ڈگریاں حاصل کیں اور کر رہے ہیں۔جن کا تعلق راجستھان میں اردو زبان وادب سےہے اپنے درجنوں ریسرچ اسکالر کا حوالہ میں ڈاکٹر عثمانی صاحب کی کتاب ''مشرقی راجپوتانہ کی قدیم ادبی مراکز الور، بھرت پور اور دھولپور میں درج ہے جو راجستھان کی ادبی تاریخ سے متعلق مختلف موضوعات پر تحقیقی مقالات مرتب کر کے

پی۔ایچ ڈی۔کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں۔

پی۔ایچ ڈی۔ کے مقالات سے قطعی نظر راجستھان میں اردو زبان وادب سے متعلق مختلف کتابیں شائع ہو رہی ہیں جن میں اجمیر جودھپور، بیکانیر، اودے پور کوٹہ اور جے پور کے موجودہ شعراء کے تذکروں کے علاوہ موجودہ شعرائے راجستھان کا دیوناگری رسم الخط میں مرتب پریم شنکر شریواستو بھی شامل ہیں۔

ان کے علاوہ ادبی تقریبات کی مطبوعہ روداد یں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں جن میں بیشتر ایسی رودادیں ہیں جو ادبی انجمنوں کی جانب سے شائع کی گئی ہیں ان تمام مطبوعات کے ذریعہ جہاں ایک طرف راجستھان میں اردو زبان وسخن کے فروغ پر روشنی پڑتی ہے وہیں دوسری طرف ادبی انجمنوں کی خدمات بھی واضح طور پر سامنے آتی ہیں۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ راجستھان میں آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد ادبی انجمنوں نے اردو شعر وادب کے فروغ کے لئے جو خدمات انجام دیں ہیں ان کو منظرِ عام پر لانا اور اس کا تجزیہ کرنا ہماری اس تحقیق کا بنیادی مقصد ہے۔اس لئے کہ راجستھان میں اردو شعروادب کی تاریخ اس صوبہ کی بعض ریاستوں میں قائم ادبی انجمنوں سے وابستہ رہی ہیں اور راجستھان کی تشکیل کے بعد بھی ضلع سطح کی انجمنوں کی خدمات اس صوبہ کی ادبی تاریخ کی ضامن ہیں۔

''راجستھان میں چند اہم ادبی انجمنوں کی خدمات'' کے نام سے اب تک کوئی انفرادی تحقیقی کام نہیں ہوا۔البتہ بعض کتابوں میں مختلف مقالات کی ادبی انجمنوں کا ذکر کیا گیا ہے۔مثلاً ''تذکرۂ شعرائے جے پور'' میں بعض انجمنوں کا حوالہ دیا گیا ہے جن کے زیرِ اہتمام مشاعرے وغیرہ منعقد کئے جاتے رہے۔اسی طرح ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی اور مسعود اختر کی مرتبہ کتاب ''ادراکِ ادب'' میں ٹونک کی ادبی انجمنوں کا ذکر ہے۔اس کے علاوہ ڈاکٹر نادرہ خاتون کا تحقیقی مقالہ ''راجستھان میں شعری گلدستوں کی روایت اور ان کی اہمیت'' میں چند انجمنوں کا ذکر ہے جن کے زیرِ اہتمام مشاعرے منعقد کئے جاتے ہیں۔یہی نہیں بلکہ بعض انجمنوں کی جانب سے منعقدہ ادبی تقریبات کی تفصیلات میں ادبی انجمنوں کی کارکردگی پر روشنی ڈالی جاتی رہی ہے۔مثال کے طور پر انجمن ترقی اردو راجستھان کے زیرِ اہتمام منعقدہ تقریبات کی حسبِ ذیل مطبوعہ رپورٹ۔

۱۔ روداد ۱۹۵۶ء مرتبہ: مولوی احترام الدین احمد شاغل عثمانی

۲۔ روداد ۱۹۶۳ء مرتبہ: مولوی احترام الدین احمد شاغلؔ عثمانی

۳۔ روداد ۱۹۹۵ء مرتبہ: مولوی احترام الدین احمد شاغلؔ عثمانی

اسی طرح ''انجمن ترقی اردو جودھپور کی جانب سے منعقدہ سمینار کی روداد بعنوان ''راجستھان میں اردو کے سو سال'' مرتبہ وحید اللہ خاں ۱۹۶۶ء۔اسی طرح راجستھان اردو اکادمی کی جانب سے مطبوعہ سیمناروں وغیرہ کی رودادیں۔

۱۔ پہلی آواز (حصہ اول) مرتبہ: مولوی احترام الدین احمد شاغلؔ عثمانی ۱۹۸۷ء

۲۔ پہلی آواز (حصہ دوم) مرتبہ: مولوی احترام الدین احمد شاغلؔ عثمانی ۱۹۸۷ء

۳۔ تخلیقات مرتبہ: مولوی احترام الدین احمد شاغلؔ عثمانی ۱۹۸۷ء

۴۔ سخنِ زار سخن۔ مرتبہ: راہی شہابی،

وغیرہ کا تفصیلی ذکر اس مقالہ کے باب چہارم میں پیش کیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ بعض مقامی ادبی انجمنوں نے بھی اپنی رودادیں شائع کی ہیں۔مثلاً بزمِ قمرؔ جے پور کی جانب سے ''گلدستہ دبستانِ قمرؔ'' مرتبہ فرید العصر نظرؔ ایوبی ۲۰۱۲ء۔

کہنے کا مقصد یہ کہ اگرچہ انجمنوں کی ادبی خدمات پر کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا لیکن بعض انجمنوں کی جانب سے مطبوعہ رودادوں میں متعلقہ انجمنوں کی ادبی خدمات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ یہ سب کلام بکھرا ہوا ہے اور چند انجمنوں سے تعلق رکھتا ہے۔انجمنوں کے اس بکھرے ہوئے کام کے علاوہ بہت سی انجمنوں کے زیرِ اہتمام منعقدہ مشاعروں کی غزلیات بھی کہیں کہیں تحفظ ہیں۔ان کو اس مقالہ میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس مقالے کو حسبِ ذیل ابواب پر منقسم کیا ہے۔

باب اوّل: راجستھان کا ادبی پس منظر

باب دوم: حصہ (الف)۔ آزادی سے قبل ریاستوار ادبی انجمنوں کا تعارف

حصہ (ب)۔ تشکیلِ راجستھان کے بعد ضلعدار ادبی انجمنوں کا تعارف

باب سوم: ادبی انجمنوں کی اہمیت اور افادیت

باب چہارم: آزادی سے پہلے انجمنوں کی ادبی و علمی خدمات

باب پنجم: تشکیل راجستھان کے بعد انجمنوں کی ادبی وعلمی خدمات

باب ششم: ماحصل

مقالہ کے آخر میں کتابیات کی فہرست پیش کی گئی ہے اور ساتھ ہی رسائل وجرائد کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ ان پی۔ایچ۔ڈی۔کے مقالات کی فہرست بھی شامل ہے جن سے معاونت کی گئی ہے۔

اس مقالہ کے لئے مواد کی تلاش بظاہر کوئی مشکل کام نظر نہیں آتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ تحقیق کرنے والے ہی یہ محسوس کر سکتے ہیں کہ تحقیقی مواد کی تلاش میں کن کن مسائل ومشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ کوئی ادبی تحقیق کبھی حرفِ آخر نہیں ہوتی۔انتہائی تلاش وجستجو کے بعد جس قدر امداد مجھے حاصل ہوسکا اُس کو اس مقالہ میں شامل کیا گیا ہے۔یقیناً بہت سی گراں بہاں ادبی انجمن اور ان سے متعلق مواد تک میری رسائی نہیں ہوسکی ہوگی۔ایسا بھی ہوا ہے کہ بعض حضرات جس سے مواد حاصل کرنے کی توقع تھی انہوں نے بار بار تقاضوں کے باوجود سوائے زبانی معلومات کے کوئی مواد فراہم نہیں کروایا۔

بہر حال تلاش وجستجو کے بعد ناچیز کو جو مواد فراہم ہوسکا وہ پیشِ خدمت ہے۔میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں ان سبھی حضرات کا جنھوں نے میری مدد فرمائی۔شکریہ ادائے گی کی فہرست میں سب سے پہلا نام ڈاکٹر قمر جہاں بیگم صاحبہ سابق صدرِ شعبۂ اردو گورنمنٹ پی جی کالج کوٹہ اور رٹائرڈ وائس پرنسپل گورنمنٹ پی جی گرلس کالج جھالاواڑ کا ہے۔جنھوں نے ملازمت سے سبک دوش ہونے کے بعد دیگر خانگی مصروفیات کے باجود اس مقالہ کی تیاری میں خاکہ کی تشکیل سے لے کر تکمیل کے تمام مراحل تک میری رہنمائی کی۔ان کے اس پرُخلوص تعاون اور رہنمائی کے لئے شکریہ کے الفاظ کافی نہیں جن کی مشفقانہ نگرانی میں مقالہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

اسی طرح ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی صاحب رٹائرڈ پرنسپل گونمنٹ پی جی کالج ٹونک کا میں بے انتہا مشکور وممنون ہوں جنھوں نے مقالہ کی ابتدا سے لے کر انتہا تک نہ صرف اپنے گراں بہاں ذخیرہ کتب کے مطالعہ کا موقع دیا بلکہ اپنے مفید مشورات سے بھی نوازا۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں محبّ اردو مرحوم خداداد مونس صاحب رٹائرڈ R.A.S. کا جنھوں نے بذریعہ فون گراں قدر مشوروں سے مجھے رہنمائی عطا فرمائی۔اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ان کے علاوہ ڈاکٹر حسن آرا صاحبہ صدر شعبۂ اردو گورنمنٹ آرٹس کالج کوٹہ،

ڈاکٹر نادرہ خاتون صدر شعبۂ اردو گورنمنٹ جے ۔ڈی ۔پی گرس کالج کوٹہ، یقین الدین یقیںؔ (کوٹہ)، ڈاکٹر ضیا قادری صاحب اردو لیکچرر (بیکانیر) ، ڈاکٹر سیدہ انجمن (جھالاواڑ) ، ڈاکٹر سعید روشنؔ (بانسواڑہ) ، نفاست احمد (جودھپور)، ڈاکٹر نثار راہیؔ (جودھپور) جناب فرید العصر نظر ایوبی (جے پور)،سید مناں راہی چشتی (اجمیر)، ڈاکٹر اقبال ساغرؔ (اودے پور)، حاجی یونس (جھونجھنوں)، جناب اکبر خاں اشک (جالور)،مکیشؔ (نمبا ہیڑہ)، عبدالجبار خلجی (بیاور)، ڈاکٹر شمشاد علی اردو لیکچرر (چورو) وغیرہ ۔میں صمیم قلب سے مشکور ہوں جنہوں نے مقالہ کے موضوع سے متعلق اپنی تصانیف ، مقالات اور دیگر ضروری کتابیاب فراہم کیں ۔ان کے علاوہ مقالے میں شامل راجستھان کی مختلف ادبی انجمنوں کے بانی صدر وسکریٹری اور دیگر اراکین کا شکرایہ ادا کرنا میرے لئے لازمی ہے ۔جنہوں نے اپنی اپنی انجمنوں سے متعلق معلومات اور مواد مجھ تک پہنچایا۔ مجھے ان حضرات سے بھی کوئی شکایت نہیں ہے جو کئی مرتبہ درخواست کرنے کے باوجود مواد فراہمی میں میری مدد نہیں کر سکے ۔ بلکہ میں ان سے معافی چاہتا ہوں کہ انہیں اس میں شامل نہیں کر سکا۔

میں اپنے مرحوم والدین کا بے حد شکر گزار ہوں جن کے علمی ذوق نے مجھے پیہم اور مسلسل تعلیمی میدان میں آگرے بڑھنے کا حوصلہ عطا کیا۔ یہ مقالہ ان کی دلی دعاؤں کا نتیجہ ہے ۔اور میں اپنی شریک حیات تنزہ کا بھی صدق دل سے شکر گزار ہوں جو زندگی کے نشیب وفراز اور اس مقالہ کی تکمیل میں قدم قدم پر میرے ساتھ رہی اور میری حوصلہ افزائی کی ۔

آخر میں میں فراموش نہیں کر سکتا اپنے معصوم بچوں اذہان اور انشراح کو جنہوں نے میری اس تحقیق کو مکمل کرنے میں خاموش کردار ادا کیا۔ مجھے یقین ہے کہ میری اس تحقیق کو اربابِ علم وفن اور اصحابِ شعر وسخن نظرت تحسین سے سرفراز فرمائیں گے ۔

محمد اشفاق منصوری

ریسرچ اسکالر

حوالاجات: پیش لفظ

نمبر شمارہ	نام کتاب/رسالہ	مصنف/مرتب	سنِ اشاعت	صفحہ نمبر
۱	جائزہ زبانِ اردو	مولوی عبدالحق	۱۹۴۰ء	۱۹
۲	ارمغانِ راجیہ	دیوان ہیرالال شہرتؔ	۱۸۸۸ء	۹۵
۳	کلیات دانشؔ	شمبھودیال دانشؔ	۱۹۲۹ء	۱۸۶
۴	راجستھان میں اردو زبان وادب کے لئے غیر مسلم حضرات کی خدمات	ابوالفیض عثمانی	۱۹۵۸ء	
۵	تذکرۂ شعرائے جے پور	مولانا احترام الدین شاغل	۱۹۵۸ء	
۶	بہارِ سخن (تذکرۂ شعرائے اردو)	شرف الدین یکتا	۱۹۶۴ء	
۷	مشرقی راجپوتانہ کی قدیم ادبی مراکز الور، بھرت پور اور دھولپور	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	۲۰۰۶ء	۷۰تا۷۱

☆☆☆

فہرست ابواب مقالہ

عنوان صفحہ نمبر

(۱) باب اوّل

.... راجستھان کا ادبی پس منظر (۴۷)

(۲) باب دوم

آزادی سے قبل ریاست وار اور تشکیل راجستھان کے بعد ضلع وار ادبی انجمنوں کا تعارف (۸۱)

(۳) باب سوم

.... ادبی انجمنوں کی اہمیت اور افادیت (۱۲۵)

(۴) باب چہارم

.... آزادی سے قبل ریاست وار انجمنوں کی خدمات (۱۴۱)

(۵) باب پنجم

.... تشکیل راجستھان کے بعد انجمنوں کی علمی و ادبی خدمات (۱۶۹)

(۶) باب ششم

.... ماحصل ''راجستھان میں چند اہم ادبی انجمنوں کی خدمات'' (۲۹۵)

☆ خلاصہ

.... خلاصہ (۲۹۹)

☆ کتابیات

.... کتابیات (۳۰۷)

باب ۔ اول

راجستھان کا ادبی پس منظر

باب۔اول

راجستھان کا ادبی پس منظر

راجستھان میں اردو ادب کی تاریخ کا جائزہ لینے سے قبل شعری اور ادبی روایتوں کی پرکھ اس امر سے کی جانی چاہئے کہ یہاں کی ادبی تاریخ کا تعین کوئی حادثہ نہیں تھا۔ بلکہ تاریخ کی رفتار کے زیر اثر رہا ہے۔ یہاں علمی وادبی زندگی کا آغاز باقاعدہ طور پر ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کے بعد شروع ہوا۔ اس سیاسی بحران کے زمانے میں بڑے بڑے اہلِ کمال دہلی چھوڑ کر مجبوراً ملک کے دیگر مختلف حصوں میں جا بسے۔ اس وقت لکھنؤ عیش وعشرت اور ادب نوازی کا گراں قدر مرکز بنا ہوا تھا۔ چنانچہ بیشتر شعراء اور ادباء لکھنؤ جا پہنچے۔ ان کی یہاں آمد سے لکھنؤ ایک ادبی دبستان بن گیا۔

ادھر دہلی میں بہادر شاہ کے دور میں ایک بار پھر شعروادب کی بساط سجی اور خود ظفؔر کے علاوہ مومنؔ، ذوقؔ اور غالبؔ نے چمنستانِ شعروادب کی آبیاری کی لیکن یہ دور بھی انتشار واضطراب کا دور تھا۔ ہندوستان پر ایسٹ انڈیا کمپنی کا اقتدار بڑھتا جا رہا تھا۔ دہلی کے اہلِ کمال اور شرفاء کی زندگی دشوار ہوتی جا رہی تھی۔ تلاشِ معاش، سکون ذہن اور حفظِ جان کے لئے اہل علم وفن ترک وطن کرنے لگے۔ ایسے حالات میں اب لکھنؤ میں بھی پہلی جیسی کشش نہیں رہی تھی۔ وہاں کے تاجدار واجد علی شاہ خود انگریزی حکومت کے شکار تھے اور شعرائے لکھنو میں بھی معاشی بدحالی میں مبتلا تھے۔ ایسی صورت میں دہلی کے اہلِ علم کے لئے اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہ تھا کہ وہ رام پور، حید آباد، بھوپال اور دوسری دیسی ریاستوں کا رخ کریں۔ ان دیسی ریاستوں میں راجپوتانہ بھی تھی جو مختلف ریاستوں پر مشتمل تھی۔ اودے پور، جودھپور، الور، بیکانیر، کوٹہ، جھالاواڑ، ٹونک اور اجمیر کمشنری ان میں قابل ذکر ہیں۔

ریاست الور دہلی سے قریب تھی اس لئے زیاتر حضرات نے الور میں قیام کیا۔ جے پور کو بھی یہ شرف حاصل ہوا کہ اس سرزمین پر دہلی اور لکھنؤ کے اہلِ علم وفن جمع ہونے لگے۔ جو یہاں کی شعری وادبی زندگی میں رنگ ونور بھرنے اور بکھیرنے لگے۔ وہاں پر شعراء وادباء کا مجمع تھا۔ شب وروز شعری وادبی محفلیں آراستہ ہوتیں اور بحث ومباحثہ کا دور چلتا۔

راجستھان کی موجودہ تشکیل سے پہلے یہ پورا خطہ مختلف چھوٹی بڑی ریاستوں پر مشتمل تھا۔ان میں بیشتر ریاستیں کافی قدیم تھیں۔ جو انگریزوں کے ہندوستان میں اقتدار کے بعد انہیں کی سرپرستی میں قائم ہوئی تھی۔ان کے علاوہ اجمیر کا علاقہ مرکزی حکومت سے وابستہ تھا۔ وہیں قدیم ریاستوں میں کچھ ایسی ریاستیں تھیں جن سے وابستہ دوسری چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم تھیں۔ بڑی ریاستوں کے حکمراں بظاہر خود مختار سمجھے جاتے تھے اور ان ریاستوں کے اپنے اپنے انتظامی اور مالیاتی ضوابط وقوانین ہوا کرتے تھے لیکن انگریزوں کا اقتدار بڑھنے لگا تو آہستہ آہستہ ان ریاستوں کے حکمراں انگریزوں کے ساتھ عہد و پیمان کرنے لگے اور اس کا اثر ریاستوں کے انتظامی امور سے قطع نظر ریاستوں کے ادبی اور ثقافتی ماحول پر بھی پڑنے لگا۔اس زمانے میں اس خطہ کو''راجپوتانہ'' کے نام سے جانا جاتا تھا۔اس راجپوتانہ کی اردو کی تاریخ میں صرف ان چندنامور شعراء کا اشارتاً حوالہ ملتا ہے جو ۱۸۵۷ء کے بعد اس خطہ میں آئے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اس خطہ میں اردو کے تشکیلی دور سے قبل یہاں اردو بولنے والے آتے جاتے رہے اور کسی حد تک یہاں کہ مقامی بولیوں کے اثرات بھی اردو پر بھی ہوتے رہے۔ان بولیوں میں خاص طور پر الور علاقے کی میواتی ،بھرت پور، دھول پور اور قرولی علاقے کی برج بھاشا، آمیر اور اجمیر علاقے کی ڈھونڈھاڑی اور جودھپور علاقے کی مارواڑی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

اس باب میں راجپوتانہ کی ادبی تاریخ اور اردو شعر وادب کے پس منظر پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے جس میں راجستھان کی ادبی تاریخ کے پس منظر میں فارسی زبان وادب کے اثرات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اس خط میں جہاں ایک طرف حضرت خواجہ معین الدین چشتی ؒ کی ۱۱۹۱ء میں تشریف آوری کے بعد صوفیائے کرام کی تبلیغ اور تعلیم کے ساتھ ساتھ فارسی زبان کے اثرات پہنچنے لگے وہیں دوسری طرف سلاطینِ وقت کی فتوحات نے اس خطہ میں فارسی زبان کے اثرات کو تقویت پہنچائی۔اس کے علاوہ فارسی بولنے والے تاجروں کے ذریعہ بھی اس خطہ میں فارسی زبان کے اثرات پہنچتے رہے۔اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی راجستھان کی مختلف بولیوں میں فارسی الفاظ شیر وشکر ہو گئے ہیں جنہیں الگ نہیں کیا جاسکتا۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ خود فارسی کے زبردست عالم وفاضل اور عظیم شاعر تھے جس کا ثبوت آپ کی حسبِ ذیل تصنیفات وتالیفات سے ملتا ہے۔

(۱) الہاماتِ خواجہ

(۲) انیس الارواح

(۳) رسالہ تصوف منظوم

(۴) دیوانِ معین وغیرہ [۱]

خواجہ غریب نواز کے مبارک قدموں کے برکت سے راجستھان میں ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں صوفی بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آپ کے مریدین میں خلیفۂ ثانی حمید الدین ناگوری کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ آپ بھی خواجہ صاحب کی طرح عالم و فاضل اور شاعر تھے۔ جس کا حوالہ ان کی تصنیفات اور تالیفت سے ملتا ہے۔ جن کی تفصیلات احسان الحق فاروقی نے اپنی تصنیف ''سلطان التارکین'' میں درج کیا۔ [۲]

ان بزرگوں کی تشریف آوری سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے یقیناً ابلاغ و ترسیل کے لئے جو بھی وسیلہ اختیار کیا ہو گا اس میں مقامی بولیوں کے الفاظ کے ساتھ ساتھ خود ان کی زبان یعنی فارسی کے الفاظ بھی شامل ہوں گے۔ جس طرح صوفیائے کرام کے طفیل سے اس خطے میں فارسی اثرات پہنچے اسی طرح سلاطین وقت کی فتوحات نے اس خطے کو فارسی الفاظ سے روشناس کرایا۔ تاریخ شاہد ہے کہ بیشتر سلاطین وقت نے اجمیر کو اپنے زیرِ نگیں رکھنے کی ہمیشہ کوشش کی اور وہاں اپنے عامل مقرر کئے ان کے علاوہ بڑے بڑے قلعہ جیسے چتوڑ، رنتھمبھور (منڈور) جودھپور، گاگرون (جھالاواڑ) اور مختلف ریاستوں کے چھوٹے بڑے قلعوں کی فتوحات کے باعث ان علاقوں کے سلاطین وقت کے عامل بھی رہے اور ان کے امراء کی آمد و رفت بھی جاری رہی اس خطے کی قدیم عمارات خاص طور پر صوفیائے کرام کے مزارات مقابر، مساجد، باغات، چاہات اور بہت سے محلات اور قلعہ جات کے در و دیوار پر کندہ اور منقش عربی اور فارسی کی عبارتیں اس بات کا ثبوت دیتی ہیں کہ اس خطے میں فارسی کے اثرات کا صدیوں پہلے قائم ہو چکے تھے۔ [۳]

عہد مغلیہ میں خاص طور پر جب اکبر اعظم نے ریاست آمیر، ریاست جودھپور، ریاست بیکانیر کے حکمرانوں کے ساتھ قرابتی تعلقات قائم کئے تو ان ریاستوں میں فارسی داں منشی اور محرر مامور کئے جانے لگے۔ شاہی دربار کے ساتھ ساتھ والیان ریاست کی فارسی زبان میں خط و کتابت ہونے لگی شاہی فرامین خرائط اور احکامات فارسی میں آنے لگے اور شاہی دربار کے ساتھ ساتھ والیانِ ریاست کی فارسی زبان میں خط و کتابت

ہونے لگے۔اس خط وکتابت سے اس خطے میں فارسی اثرات اتنے بڑھ گئے کہ باہر سے آنے والے فارسی کے شعراء اوراد باء کے علاوہ مقامی طور پر بھی غیر مسلم حضرات فارسی شعروادب کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ چنانچہ اکبراعظم کے دورحکومت میں ریاست آمیر کے حکمراں خاندان سے تعلق رکھنے والے سانبھر کے رئیس لون کرن کا بیٹا منوہرداس توسنی ہندوستان کا سب سے پہلا غیر مسلم فارسی گوشاعر تسلیم کیا گیا۔ ۴

اسی زمانے میں راجستھان کے قصبہ ناگور میں شیخ مبارک جیسا عالم اور شاعر پیدا ہوا۔آپ کے والد ملا خضر یمنی ناگور کی کی مسجد میں امامت کرتے تھے وہیں انہوں نے شادی کی اور شیخ صاحب پیدا ہوئے ان کے چاروں بیٹے علامہ فیضی،ابوالفضل،ابوالخیراورابوالبرکات کے نام فارسی ادب کی تاریخ میں بڑے احترام سے لئے جاتے ہیں اوران میں بھی خاص طور پر فیضی اور ابوالفضل کی علمیت کوتو ایران تک میں تسلیم کیا جاچکا ہے۔یہ دونوں بھائی دربار اکبری کے نورتنوں میں شامل تھے اوراسی زمانے میں عہد اکبری کا نام ورمورّخ ملاعبدالقادر بدایونی مصنف ''منتخب التواریخ'' ریاست آمیر کے قصبہ ٹوڈا بھیم میں پیدا ہوا تھا۔جس کا ذکر عبدالقادر بدایونی نے اپنی تصنیف ''منتخب التواریخ'' میں کیا ہے۔ ۵

اکبراعظم کی سیاسی پالیسی نے راجستھان کی ریاستوں کا اپنا گرویدہ بنالیا تھا میواڑ کے رئیس مہارانہ پرتاب کے علاوہ تقریباً تمام راجستھان کے حکمراں اکبراعظم کے ساتھ تعلقات کواپنے لیے باعث فخر سمجھنے لگے تھے۔ریاست آمیر اور ریاست جودھپور سے قرابت داری اتنی مستحکم ہوگئی تھی کہ ان ریاستوں کی راجکماریوں کے بطن سے پیدا ہونے والے شہزادے ہندوستان کے تخت وتاج کے وارث بنے چنانچہ آمیر کے راجہ بھارامل کی بیٹی جودھابائی کے بطن سے پیدا ہونے والا شہزادہ سلیم اکبراعظم کے بعد ہندوستان کا بادشاہ بنا اور جہانگیر کے نام سے مشہور ہوا۔اسی طرح جہانگیر نے بھی آمیر اور جودھپور کی راجکماریوں سے شادی کی جودھپور کی راجکماری کے بطن سے پیدا ہونے والا شہزادہ شاہجہاں کے لقب سے جہانگیر کے بعد تخت وتاج کا وارث بنا یہی نہیں بلکہ اس خطے کے رئیسوں کوسلاطینِ وقت نے بڑے بڑے خطابات اوراعزازات اور انعامات سے نوازا بھارامل کے بیٹے بھگوان داس کومرزا راجہ کا خطاب دیا اور راجپوتوں کوافواج شاہی کے اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز کیا گیا۔راجہ مان سنگھ کوشاہی فوج کا سپہ سالار بنا کر کابل اورغزنی کی مہم پر بھیجا۔ ٦

غرض سلاطین مغلیہ کے ساتھ راجستھان کی ریاستوں کے حکمرانوں کے تعلقات پشت در پشت قائم

رہے۔ حتیٰ کہ ہندوستان میں انگریزوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار کے ساتھ جب اسی خطے کے حکمرانوں نے اٹھارویں صدی کے آخر میں انگریزوں کے ساتھ سیاسی عہدو پیاں قائم کرنے شروع کئے۔ ۷

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ عہد مغلیہ کے آخری زمانے تک راجستھان کی ریاستوں کے والیان کے تعلقات کسی نہ کسی شکل میں قائم رہے جس سے اس خطہ میں فارسی شعروادب کو بھی فروغ ملا اور شاہی دربار اور والیانِ ریاست کے مابین سرکاری تحریرات نے بھی فارسی کو تقویت پہنچائی۔

اٹھارویں صدی کے وسط میں ہمیں اس خطے میں ''تاریخ غریبی'' کا سراغ ملتا ہے۔ یہ کتاب فرقۂ مہدویہ کے ایک بزرگ محمد میاں غریب کی منظوم تصنیف ہے جس کی زبان اس عہد کی بول چال کی زبان ہے جو ۱۷۴۷ء سے شروع کر کے ۱۷۵۲ء میں مکمل کی گئی تھی۔ اس میں فرقہ مہدویہ کے عقائد اور اس کی تاریخ نظم میں تحریر کی گئی ہے۔ اس کتاب کو ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی نے اپنی تصنیف ''راجستھان میں اردو زبان و ادب ۱۸۵۷ء تک'' میں راجستھان کی قدیم ترین اردو تصنیف قرار دیا ہے۔ ۸

تاریخ غریبی کی تصنیف کے بعد تقریباً پچاس سال تک اس خطے میں اردو نظم ونثر کی کوئی اور کتاب ابھی تک کی تحقیق کے مطابق منظر عام پر نہیں آئی البتہ اٹھارویں صدی ختم ہوتے ہوتے ریاست جے پور کے راجہ پرتاب سنگھ (۱۷۷۸ء تا ۱۸۰۵ء) کے عہد میں اردو کے دھندلے ادبی نقوش نظر آنے لگے۔ راجہ پرتاب سنگھ بنیادی طور پر برج بھاشا کا کوی تھا اور ریختہ بھی کہتا تھا اس کی تصنیف ''برج ندھی گرنتھاولی'' ہے ۹

> ''ایسے ریختہ مہاراجہ پاتاب کے مجموعہ کلام ''برج ندھی گرنتھاولی'' میں شامل ہیں
> جو اس کے عہد میں شعروادب پر اردو کے اثرات کی نشان دہی کرتے ہیں مہاراجہ
> پرتاب سنگھ کے ریختوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فارسی الفاظ کو بخوبی سمجھتا تھا اور
> استعمال کی صلاحیت رکھتا تھا لیکن فارسی شاعری کے فن سے واقف نہ ہونے
> کے باعث اس کے ریختوں میں ہندی دوہوں کا سا انداز ہے البتہ اتنا ضرور ہے
> کہ وہ بول چال کی اردو سے تو واقف تھا'' ۱۰

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہم پرتاپ سنگھ کو راجستھان کا ولین مقامی اردو شاعر تو نہیں کہہ سکتے ہاں اتنا ضرور ہے کہ اس کے ریختوں کے ذریعہ راجستھان کے شعری ادب میں اردو کے استعمال کا سُراغ ملتا ہے اور تاریخ

غریبی کے بعد مہاراجا پرتاب سنگھ کے ریختے اس خطہ میں فروغِ زبان اردو کے لئے سنگِ میل کا درجہ رکھتے ہیں۔

اس کے بعد کا دور ہنگامی خیز رہا جس کا ذکر گذشتہ صفحات میں کر چکے ہیں کہ ۱۸۵۷ء کی ناکام بغاوت نے دہلی و لکھنؤ کے پریشان حال شعراءِ راجستھان کی طرف رُخ کرتے ہیں اور ان کی آمد سے راجستھان کی مختلف حصوں میں چھوٹے چھوٹے ادبی گہوارے نمودار ہوتے ہیں۔ اس نظریہ کو سب سے پہلے مولوی عبدالحق نے ریاست جے پور کے حوالے سے پیش کیا۔ ۱۱

اس کے بعد یہی خیال مولانا شاغلؔ نے ''تذکرہ شعرائے جے پور'' میں ظاہر کیا۔ ''تذکرہ شعرائے جے پور'' راجستھان کا اولین باقاعدہ تذکرہ ہے جو ریاست جے پور کے شعراء پر مشتمل ہے۔ اگرچہ اس تذکرہ میں مولانا موصوف نے ۱۸۵۷ء کے پہلے کے چند شعراء کا ذکر کیا ہے جن میں خاص طور پر مرزا اکبر علی بیگ گلؔ و نگاؔر، شیخ نظام الدین عیشؔ، شیخ عطا حسین شوؔر، مولانا رشید الدین فائزؔ جیسے شعراء کا نام شامل ہے مگر اس کے باوجود انھوں نے بھی جے پور میں ۱۸۵۷ء کے بعد ہی شعروسخن کی ترقی کا زمانہ بتایا ہے۔ ۱۲

اس کے علاوہ اس تذکرہ میں راجستھان کی تشکیل کے بعد جے پور ریاست کے اہم شعراء اور جے پور کی پوری ادبی تاریخ کا پس منظر کے ساتھ ساتھ یہاں شعری و ادبی کوائف کے نقوش بھی واضح کیے ہیں۔

مولانا شاغلؔ کے بعد ان کے صاحبزادے ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج ٹونک نے پہلی مرتبہ ''راجستھان میں اردو زبان وادب کے لیے غیر مسلم حضرات کی خدمات'' موضوع پر اردو میں پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کے لیے اپنا تحقیقی مقالہ مرتب کیا اور راجستھان یونیورسٹی جے پور نے اس مقالے پر ان کو ۱۹۷۰ء پی ایچ۔ ڈی۔ کی ڈگری سے نوازا۔ ۱۳

عثمانی صاحب نے جو موضوع انتخاب کیا تھا اس نے جہاں ایک طرف راجستھان میں اردو شعر و ادب کے فروغ اور راجستھان کی ادبی تاریخ کا پس منظر سامنے آیا وہیں دوسری طرف یہ بات واضح ہوتی ہے کہ راجستھان میں اردو زبان وادب کی ترقی میں غیر مسلم حضرات بھی شانہ بشانہ کام کرتے رہے۔ عثمانی صاحب کے اس مقالہ کے بعد راجستھان کی مختلف یونیورسٹی سے درجنوں طالب علموں نے اپنے موضوعات پر تحقیقی کام کر کے پی۔ ایچ ڈی۔ کی ڈگریاں حاصل کیں اور کر رہے ہیں۔ جن کا تعلق راجستھان میں اردو زبان وادب سے ہے۔ ایسے درجوں ریسرچ اسکالر کا حوالہ ڈاکٹر عثمانی صاحب کی کتاب ''مشرقی راجپوتانہ کے قدیم ادبی مراکز الور

،بھرتپور، اور دھولپور میں درج ہے جو راجستھان کی ادبی تاریخ سے متعلق مختلف موضوعات پر تحقیقی مقالات مرتب کر کے پی۔ایچ ڈی۔کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں۔ ۱۴

مذکورہ مقالات کے بعد ایسے کءموضوعات پر تحقیقی کام کئے جا رہے ہیں جن کا ذکر ڈاکٹر حبیب الرحمان نیازی نے اپنی تصنیف ''راجستھان میں اردو کی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق'' (آزادی کے بعد ایک جائزہ) میں پیش کیا ہے۔ ۱۵

یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور پی۔ایچ ڈی۔کی علاوہ مختلف موضوعات پر ایم فل کے مقالات بھی لکھے جاتے رہے ہیں۔ پی۔ایچ ڈی۔ کے مقالات سے قطعی نظر راجستھان میں اردو زبان وادب سے متعلق مختلف کتابیں شائع ہو رہی ہیں جن میں اجمیر، جودھپور، بیکانیر، اودے پور، کوٹہ اور جے پور کے موجودہ شعراء کے تذکروں کے علاوہ موجودہ شعرائے راجستھان کا دیوناگری رسم الخط میں مرتبہ پریم شنکر شریواستو بھی شامل ہے ۱۶

اس باب کے تحت یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ راجستھان کے مختلف علاقوں میں ۱۹۵۷ء سے قبل اور بعد اردو زبان وادب کے ارتقاء اور اس کے فروغ کا جائزہ لیا جائے جس سے یہ اندازہ ہو سکے کہ راجستھان کی اہم ریاستوں میں ادب نواز والیان کی سرپرستی میں اردو زبان وادب نے کس طرح ترویج کا سلسلہ قائم کیا۔ ذیل میں راجستھان کے اہم ادبی مراکز کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

جے پور ریاست

جے پور صدیوں سے علوم وفنون اور صنعت وحرفت کا مرکز رہا ہے اور قرونِ وسطیٰ میں راجپوتانہ میں جے پور کو وہی مرتبہ حاصل تھا جو عہدِ قدیم کے یونان میں اتھینز کو ۱۷ جے پور نہ صرف راجستھان کی دارالحکومت ہے بلکہ ہندوستان کا سب سے رنگین شہر ہے جہاں ملکی اور غیر ملکی سیاح آتے رہتے ہیں۔ بہت سے ممتاز سیاحوں نے جے پور کو مختلف لقب دئے ہیں۔ کسی نے ایک خواب سگ کہا ہے تو کسی نے شہر ایک ہزار طاؤس، اکثر نے اس کو ہند کا گلابی شہر کہا ہے۔ ۱۸

۱۷۲۷ء میں محمد شاہ بادشاہ کے زمانے میں آمیر کے راجہ جے سنگھ دوم نے اپنے نام پر شہر جے پور آباد کیا تھا ۱۹ اور اپنی راجدھانی بنایا تھا۔ اس سے قبل یہ ریاست آمیر کے نام سے موسوم تھی۔ یہ وہی ریاست ہے جس کا

ذکر سطور بالا میں مغلیہ سلاطین سے قرابت داری کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے اور اسی ریاست کے حکمراں خاندان کے فرزند مرزا منوہر توسنؔی کو ہندوستان میں فارسی زبان کا اولین مسلم شاعر ہونے کا شرف حاصل ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ سلاطین مغلیہ کے زمانے سے اس ریاست میں فارسی زبان و ادب کو تقویت پہنچی۔

شہر جے پور کو بسانے والا راجا سوائی جے سنگھ (۱۶۹۱ء-۱۷۴۲ء) مختلف علوم وفنون کا قدردان اور مربی تھا۔ اس نے فارسی زبان میں علم نحو کی ایک کتاب ''زیچ شاہی'' کے نام سے تصنیف کروائی۔ وہ دور اورنگ زیب کے انتقال کے بعد محمد بادشاہ کے حکومت کا دور تھا۔ اسی کے نام کی نسبت سے کتاب کا نام ''زیچ محمد شاہی'' رکھا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب دہلی میں اردو زبان بول چال کی حد سے آگے بڑھ کر شعر و سخن کی حدود میں داخل ہو چکی تھی۔ اردو بولنے والے حضرات کی جے پور میں آمد و رفت بڑھنے کی وجہ سے یہاں آہستہ آہستہ اردو کا رواج بڑھنے لگا۔ اٹھارویں صدی کے وسط میں ریاست آمیر کے قصبہ کھنڈیلہ کے قریب مہدویہ فرقہ کے ایک بزرگ محمد جی میاں غریب نے ۱۷۴۹ء سے ۱۷۵۲ء کے دوران نظم کی صورت میں تاریخِ غریبی کے نام سے ایک ضخیم کتاب مرتب کی۔ جسے عثمانی صاحب نے اپنی تصنیف راجستھان میں اردو زبان وادب ۱۸۵۷ء تک میں راجستھان کی قدیم ترین اردو تصنیف قرار دیا ہے۔

اس کے بعد مہاراجا پرتاب سنگھ (۱۷۷۸ء تا ۱۸۰۴ء) کے عہد حکومت میں ریختہ کی ملی جلی زبان میں شعر گوئی کا پتہ چلتا ہے اس ریختہ کو صنفِ سخن سمجھا جاتا تھا جو نہ غزل تھی نہ کوئی صنفِ سخن بلکہ گانے کی حیثیت رکھتی تھی۔ مہاراجا کو شعر گوئی کا شوق تھا۔ 'برج ندھؔی' ان کا تخلص تھا۔ ان کے ہندی کلام ''برج گرنتھاولی'' میں ریختہ کے نام سے اشعار موجود ہیں۔ اس مجموعہ کے مرتبہ پروہت ہری نارائن شرما نے لکھا ہے کہ ؎

> ''مہاراجہ پرتاب سنگھ کے دربار میں جہاں سنکرت اور ہندی کے کوی تھے، وہاں اردو ریختہ کے شاعر بھی تھے۔ بعض ہندی کوی ریختہ کی طرح ہندی شعر کہتے تھے ان میں رس رام اور رس پنج قابل ذکر ہیں۔ گوسے بھی ریختہ گاتے تھے اور خود مہاراجا پرتاب سنگھ نے بھی ریختہ کہے ہیں۔'' [۲۰]

مہاراجا پرتاب سنگھ کے بعد اگرچہ ریاست کے رئیسوں کی شعر و ادب سے وابستگی نہیں رہی لیکن ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ ریاست کے رؤسائے وقت کے عہد و پیماں ہوجانے کے باعث مختلف محکموں میں ملازمت

کے سلسلہ میں باہر سے اردوداں حضرات یہاں آنے لگے۔اس کے زیر اثر آگے چل کر جے پور میں سرکاری دفاتر میں اردو کا استعمال ہونے لگا اور ریاست کا قانون اردو میں مرتب ہونے لگا۔اس سلسلہ میں ڈاکٹر عثمانی لکھتے ہیں۔

''۱۸۳۴ء میں جب ایسٹ انڈیا کی قدیم ریاستوں میں اس کا رواج ہوا۔ اس سلسلہ میں اولین نام ریاست جے پور کا سامنے آتا ہے۔جہاں مہاراجا سوائی رام سنگھ دوم (۱۸۳۵ء تا ۱۸۸۸ء) کے عہد حکومت میں ریاست کے دفاتر میں باقاعدہ طور پر اردو میں کام ہونے لگا تھا اور سرکاری قوانین کے مجموعے اردو میں مرتب کیے جانے لگے تھے۔ریاست مذکورہ کا اولین قانونی مجموعہ بعنوان ''قانون عدالت'' دیوانی وفوجداری ۱۸۳۷ء تعایت سے ۱۸۴۶ء جے پور میں چھپ گیا۔'' ۲۱

اس کے علاوہ ریاست جے پور میں ۱۸۴۴ء میں ایک مدرسہ شروع کیا تھا جو آگے چل کر اورینٹل کالج کے نام سے مشہور رہوا ۲۲

اس طرح انیسویں صدی کے ابتدائی حصہ میں جے پور میں اردو شعر وادب کا سراغ نہیں ملتا۔البتہ مرزا اکبر علی بیگ گلؔ شاگرد میر تقی میرؔ جن کو مولانا شاغلؔ نے جے پور کا اولین شاعر تسلیم کیا ہے۔۲۳

اس کے علاوہ اکبر علی گلؔ کو عثمانی صاحب نے اپنی تصنیف راجستھان میں اردو زبان وادب ۱۸۵۷ء تک میں راجستھان میں اردو زبان کا اولین صاحبِ دیوان شاعر قرار دیا ہے ۲۴

اسی سلسلہ میں عظمت اللہ نیازؔ دہلوی جے پور میں قیام کرتے ہوئے ۱۸۱۱ء میں ''قصہّ رنگین'' کے نام سے ایک مختصر داستان تصنیف کی تھی۔اس کتاب کو بھی عثمانی صاحب نے اپنی تصنیف ''راجستھان میں اردو زبان وادب ۱۸۵۷ء تک'' میں راجستھان کی اولین اردو قرار دیا ہے۔۲۵

جے پور میں باہر سے آنے والے شعراء وادباء کے اثرات مقامی لوگوں پر بھی پڑنے لگے جے پور کے عطا حسین شورؔ، مرزا اکبر علی بیگ گلؔ، ونگارؔ کے شاگرد ہوئے اور شورؔ کے شاگردوں میں رضا حسین سلیم اور فرزند علی فقیر کے نام ملتے ہیں۔ان کے علاوہ حکیم ذان ایلس ڈی سلوا فطرتؔ، شیخ نظام الدین فائز اور احمد علی خاں رونق کے نام سامنے آتے ہیں۔حالانکہ اس وقت جے پور میں علمی وادبی دلچسپیاں شروع ہوئیں مگر شعر وادب کا کوئی ماحول قائم

نہیں ہوا۔ یہ فخر مولانا رشید الدین فائزؔ کو حاصل ہوا۔ جے پور میں آپ کی آمد کے بعد اردو شعر وادب کے چرچے شروع ہوئے۔ فائز صاحب کے تلامذہ میں مولوی سلیم الدین تسلیمؔ، مولانا سلطان الدین جبیںؔ، نشی ہردیو پرشاد حیرتؔ، منشی کندن لال منشیؔ، منتی ہیرالال مونسؔ، منشاء رام ہاتفیؔ، مظفرؔ، پنالال غنیؔ و ناظمؔ شامل ہیں۔ ۲۶

مولا رشید الدین فائز کے متعلق ڈاکٹر حسن آرا اپنے تحقیقی مقالہ میں تحریر فرماتی ہیں کہ

> ''مولانا فائزؔ نے ۱۸۵۷ء سے پہلے جے پور میں شعر وادب کے شمع روشن کی تو وہاں کے شیخ و برہمن اس شمعِ ادب کے پروانے بن گئے۔'' ۲۷

۱۸۵۷ء کے آشوب ناک ہنگامۂ غدر کے باعث اہلِ کمال دہلی اور لکھنؤ اور دوسرے مقامات سے جے پور پہنچنے لگے جن کے زیر اثر وہاں ادبی ماحول قائم ہوا کہ ۱۸۷۲ء میں وہاں بزمِ ادب بھی قائم ہوئی اور جے پور شعر وادب کا گہوارہ بن گیا۔ لیکن اس سے قبل ایک سوسائٹی بھی قائم (۱۸۷۹ء) کی گئی جس کا نام سوشل سائینسی کانگریس رکھا گیا۔ اس سوسائٹی کا مقصد ترقی علوم وفنون تھا اور اس مقصد کے تحت 'خاور نور' نامی ایک پریس حکیم سلیم خاں خستہؔ نے قائم کی۔ اس پریس سے 'نیرِ راجستھان'' اخبار جاری کیا گیا۔ جس کو مولانا شاغلؔ نے راجپوتانہ ایجنسی کا پہلا اخبار پریس بتایا ہے۔ ۲۸ لیکن درحقیقت یہ بات صحیح نہیں کیوں کہ اس سے پہلے ۱۸۵۱ء میں بھرت پور مطبع حیدری قائم ہو گیا تھا اور صفدر علی نے اخبار ''مظہر السرور'' جاری کیا۔ ۲۹

مولانا سلیم الدین تسلیمؔ کی صدارت میں قائم شدہ 'بزمِ ادب' جے پور کے زیر اہتمام ماہانہ طرحی مشاعرے منعقد ہوئے تھے۔ اس طرح جے پور میں باقاعدہ طور پر مشاعروں کا انعقاد بزم ادب جے پور کے زیر اثر ہونے لگا۔ اور جے پور کی ادبی دنیا میں ۲۰/ تا ۲۲/ اپریل ۱۹۳۵ء یہ تاریخ یادگار رہے گی کہ یہاں آل انڈیا مشاعرہ رام نواس باغ جیسے شاداب چمن زار واقع البرٹ ہال میں منعقد ہوا ۳۰

اس طرح دہلی اور لکھنؤ کے استاد شعراء کے تلامذہ کی آمد سے راجستھان میں اور خاص طور سے ریاست جے پور میں شعر وادب کی ابتدا ہوئی اور آہستہ آہستہ اس خطہ کی فضا میں اردو شعر وادب کا رنگ کھل گیا۔ اسی بناء پر مولوی عبد الحق نے صحیح فرمایا ۔

> ''اِدھر نثر میں شعراء ادباء کی چہل پہل اور اُدھر دربار سے عدالتی زبان کی شستگی کے اہتمام سے جے پور چھوٹی دہلی بن گیا اور فی الواقع راجپوتانہ

میں جے پور کو چھوٹی دہلی کہا جاتا رہا۔'' ۳۱؎

تقسیم ملک کے بعد بہت سے شعراء ترک وطن پر آمادہ ہو گئے اور وقتی طور جے پور کی فضاء پر تاریکی چھا گئی۔ شعر وادب کی محفلیں خاموش سی ہو گئیں لیکن ۱۹۵۳ء میں مولانا شاغلؔ نے انجمن ترقی اردو قائم کر کے جے پور میں پھر سے اردو شعر وادب کے چراغ روشن کئے جو موجودہ دور میں یہاں کی محفلوں کو روشن کر رہے ہیں۔

ٹونک ریاست

ریاست کا قیام امیر الدولہ نواب محمد امیر خاں بہادر اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے مابین ۱۸۱۷ء میں ایک سیاسی عہد و پیمان کے بعد عمل میں آیا ۳۲؎

عہد و پیمان کے بعد عمل کے مطابق امیر الدولہ کے مقبوضہ قصبات نمباہیڑھ، پڑاوہ، چھبڑا اور سرونج وغیرہ کو ریاست میں شامل کیا گیا اور شہر ٹونک کو دار الحکومت بنایا گیا۔ قصبات میں سے نمباہیڑہ، پڑاوہ اور چھبڑا تو راجستھان کی تشکیل کے بعد دوسرے اضلاع میں شامل ہوئے اور سرونج مالوہ کا حصہ بن گیا۔ ۳۳؎ نواب امیر خاں کی فوج میں فقیر محمد گویاؔ ملیح آبادی مترجم ''دبستان حکمت'' شامل تھے جو صاحبِ دیوان شاعر تھے اور قیام ریاست کے بعد کچھ عرصہ امیر الدولہ کے ساتھ ٹونک میں قیام پذیر رہے۔ گویاؔ کے علاوہ امیر الدولہ کے عہد میں بساون لال شاداںؔ جنہوں نے اس عہد کی یادگار تصنیف ''امیر نامہ'' تصنیف کی۔ اس دور کے دیگر اہم شعراء میں منّا لال مشتاقؔ، منشی تھن لال بہجتؔ وغیرہ غیر مسلم شعراء خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔ ریاست کے قیام کے بعد سرکاری زبان فارسی تھی۔ بقول مولانا عمران خاں صاحب مرحوم، ذی علم اور باکمال حضرات یہاں آ کر سکونت پذیر ہونے لگے اور دس بیس سال کی مدّت میں ہی ریاست علم وفضل، درس وتدریس اور فضل وکمال کی مرکز بن گیا۔ ۳۴؎

امیر الدولہ کے بعد ان کے فرزند وزیر الدولہ (۱۸۳۴ء تا ۱۸۶۴ء) تخت نشین ہوئے اور ان کے عہد کے دوران ٹونک میں اردو شعر وادب کو فروغ حاصل ہونے لگا ہے ۳۵؎ نواب وزیر الدولہ نے دہلی میں تعلیم حاصل کی تھی۔ اس لئے ان کا تعلق مرزا غالبؔ اور مومنؔ سے رہا جس کے زیرِ اثر یا فطری طور پر آپ کو علم وادب سے لگاؤ تھا۔ آپ کی تصنیف ''نصائح وزیری'' اس کا ثبوت ہے۔ ان کے دورِ حکومت میں نواب سلیمان خاں اسدؔ لکھنوی، انورؔ دہلوی، ظہیرؔ دہلوی، عبد الرزاق کلامؔ، پیران شاہ صفاؔ، شاگرد ذوقؔ جیسے شعراء وعلماء وفضلاء وارباب

علم وادب ٹونک میں سکونت پذیر رہے۔ الٰہی بخش نازشؔ اس دور کے نمایاں شاعر تھے۔ انہوں نے مثنوی ''گلزار خلیل''، تصنیف کی۔

نواب وزیرالدولہ کے بعد ان کے صاحبزادے محمد علی خاں ۱۸۶۵ء میں تخت نشین ہوئے۔ علم وادب سے دلچسپی ان کو ورثہ میں ملی تھی۔ ان کے عہد میں ٹونک علم وادب کا گھوارہ بنا ہوا تھا۔ جس قدر کتابیں آپ کی زیرِ نگراں میں تصنیف ہوئی شاید ہی ٹونک کے کسی اور نواب کے دور میں نہ ہوئیں۔ اس دور کے سب سے اہم شخصیت مولانا نجف علی کی ہے۔ آپ تقریباً ڈھیڑ سو کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی اہم کتابوں میں ''فتوحاتِ عجم''، ''فتوحاتِ عراق''، ''شرح مقامات حریری'' وغیرہ ہیں ۳۶

نواب محمد علی خاں کے بعد ان کے فرزند ابراہیم علی خاں کو ٹونک کا نواب مقرر کیا گیا۔ نواب صاحب ذی علم اور با کمال انسان تھے۔ انہوں نے ۴۳ رسال تک حکومت کی۔ وہ خود بھی شاعر تھے۔ ان کے اردو کلام کے تین مجموعے ہیں ان میں ''خیابانِ خلیلؔ، زیورِ طبع سے آراستہ ہوا۔ اسی عہد میں حکیم سعید احمد اسعدؔ نے ''امیر نامہ'' اردو میں ترجمہ کیا۔ اصغر علی آبروؔ نے ''تاریخِ ٹونک'' کلامی نے شاہنامہ کی طرز پر فتوح الاسلام، اردو میں لکھی۔ اس کے علاوہ اس عہدِ ابراہیم کی سب سے زندہ جاوید شخصیت پروفیسر حافظ محمد شیرانی ہیں۔ جن کی تصنیف ''پنجاب میں اردو'' اردو تحقیق کے لئے مشعلِ راہ ہے اور تنقید شعر العجم لازوال کارنامہ ہے۔ اسی دور میں سید محمد مرتضٰی نظرؔ نے سیر شاہی اور آثارِ مالوہ'' تصنیف کیں اور ۱۸۸۴ء میں ''امین الاخبار''، ۱۸۸۵ء میں ''حدیقۃ الاخبار''، ''نو بہار'' اور ۱۸۸۷ء میں ''سفیرِ ٹونک'' وغیرہ اخبارات وجود میں آئے ۳۷

اس دور کی سب سے اہم حصولیابی نواب صاحب کے شاہی محل میں ٹونک کا سب سے بڑا مشاعرہ منعقد ہوا۔ جس کی مکمل روداد شعراء کے حالات اور کلام آبراؔ نے ''بزم خلیل'' کے نام سے مرتب کیا ۳۸ نواب ابراہیم کے جانشین نواب سعادت علی خاں تھے اور وسعیدؔ تخلص سے شاعری کرتے تھے۔ ٹونک کی ادبی تاریخ میں ان دور میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے کیوں کہ اس دور میں پہلی بار ٹونک میں آل انڈیا مشاعرہ ہوا جو سعادت لٹریری سوسائٹی کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ ان کے عہد میں متعدد کتابیں تصنیف کی گئیں جن میں دین محمد کی ''مسند نشین ٹونک'' صاحبزادہ عبدالتواب خاں نے تذکرۂ ٹوک، ''بہانے سفرنامہ سعادت'' وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ ہفتہ جنگ اور ہادی، اخبارات بھی جاری ہوئے۔

سعادت علی خاں کے بعد فاروق علی خاں نواب بنے لیکن ان کی ایک سال کی حکومت میں کوئی قابلِ ذکر کارنامہ نہیں ہوا۔ ان کے بعد اسماعیل علی خاں مسند نشین ہوئے اس دور میں تحریکِ آزادی پوری ہو چکی تھی اور ہندوستان کی آزادی اور تشکیلِ راجستھان کے بعد ٹونک کو بھی ایک ضلع کی حیثیت سے اس صوبے میں شامل کر لیا گیا اور اس ریاست کی خود مختاری ختم ہو گئی۔ ٹونک کے کئی اہلِ کمال ترکِ وطن کر گئے اور جو موجود رہے وہاں مالی و معاشی پریشانیوں کا شکار رہے۔ پھر بھی نواب اسماعیل علی خاں ذوقِ سخن اور یہاں کے صاحب ذوق حضرات کی دلچسپیاں برقرار رکھنے کی کوشش کی اور حالات سازگار ہونے کے بعد نئی ادبی محفلیں آراستہ ہوئیں آج بھی راجستھان میں ٹونک میں اردو شعر و ادب ایک اہم و عظیم مرکز تسلیم کیا جاتا ہے۔

الور ریاست

ریاست الور، جے پور اور دہلی کے درمیان واقع ہے۔ عالم شاہ ثانی کے زمانے میں یہ ریاست قائم ہوئی۔ شاہ عالم نے ریاست کے بانی مہاراجہ پرتاپ سنگھ کو اس ریاست کا خود مختار حکمراں تسلیم کرتے ہوئے خطاب اور منصب سے نوازا تھا۔ ۳۹ سلطنتِ مغلیہ سے تعلق کی وجہ سے ریاست میں فارسی داں حضرات کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوا۔ پرتاپ سنگھ کے دربار میں الٰہی بخش اور نبی بخش جیسے حضرات موجود تھے۔ پرتاپ سنگھ کے جانشین مہاراجا بختاور سنگھ کے زمانے میں نواب احمد خاں مختار ریاست تھے۔ ان مہاراجاؤں نے علوم وفنون کی سرپرستی کر کے اپنی ریاست کو ادبی مرکز بنا دیا تھا۔ بختاور سنگھ کے جانشیں مہاراجا بنے کے متعلق مولوی عبدالحق رقم طراز ہیں۔

> ''مہاراجا بنے سنگھ نے ایک کتب خانہ بہت اچھا قائم کیا تھا۔ غدر کے بعد جب دہلی کے شاہی کتب خانہ کی دولت کوڑیوں کے مول بکتی پھرتی تھی اور شرفاء اور صاحبانِ فضل و کمال مارے مارے پھرتے تھے تو دیگر رئیسوں کی طرح اس راجا نے بھی ان کو اپنے یہاں پناہ دی۔ قلمی مسوّدہ اور پرانی کتابوں کو تلاش کرا کے اپنے کتب خانے میں محفوظ کیا۔ اسی زمانہ میں علماء فضلاء کا ایسا اچھا مجمع ہو گیا تھا کہ لوگ الور کو دوسری دہلی کہا کرتے تھے۔'' ۴۰

الور ریاست کا قصبہ تجارہ سے متعلق حسن خاں میواتی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے جس کے حسبِ ذیل شعر کا حوالہ ڈاکٹر عثمانی نے اپنی تصنیف راجستھان میں اردو زبان وادب ۱۸۵۷ء تک میں دیا ہے ۔

''کم سخن اور بے وفا بڑھ کر بولے بول

میون پورا اترس کس بات سے تول''

اکبر اعظم کے اتالیف بیرم خاں نے حسن خاں میواتی کے بھتیجے جمال خاں میواتی کی لڑکی سلیمہ بیگم سے شادی کی تھی جس کے بطن سے عبدالرّحیم خان جاناں جیسا نامور شاعر اکبر اعظم کا سپہ سالا اور اس کے دربار کا نورتن پیدا ہوا ۔[۴۱]

مہاراجا شودان سنگھ کے عہد میں بھی بہت سے اہلِ علم وفن الور میں سکونت پذیر ہوئے۔ ان حضرات میں بہت سے مرزا غالبؔ کے شاگرد بھی تھے۔ غالبؔ کے والد عبداللہ بیگ مہاراجا بختار سنگھ کی فوج میں ملازمت میں تھے۔ اس طرح غالبؔ کا ریاستِ الور سے بھی تعلق تھا۔ ن حضرات کی آمد سے الور میں فارسی کے ساتھ اردو کا بھی فروغ ہوا۔ مہاراجا بنے سنگھ کے عہد میں اردو ریاست الور کی سرکاری زبان بن گئی [۴۲]

مہاراجا شودان سنگھ (۱۸۲۷ء - ۱۸۷۵ء) کے عہد حکومت میں مقامی شاعر ہیرالال شہرتؔ نے کہا ۔

شور ہے شعر وسخن کا ہر طرف

ان دنوں الور جہاں آباد ہے [۴۳]

غرض شودان سنگھ کا زمانہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ غدر کا زمانہ تھا لیکن پھر بھی ان کی سرپرستی اور ادب نواز لوگوں کے زیرِ اثر اردو شعر وادب کے چراغ اس طوفان میں بھی روشن رہے۔ اس کے بعد الور کے مہاراجا منگل سنگھ کے جانشین مہاراجا جے سنگھ خود شاعر تھے اور دحشتؔ ان کا تخلص تھا۔ ان کے کلام کا مجموعہ ۱۹۰۴ء میں ''انجمن دحشت'' کے نام سے شائع ہوا۔ ان کے دورِ حکومت میں اردو شعر وادب کی ترقی کے باوجود سیاسی مصلحتوں کی بناء پر الور کے دفاتر میں اردو استعمال کو ختم کر دیا گیا۔[۴۴]

اس کا اثر اردو کی مقبولیت پر بھی پڑا۔ اردو داں سرکاری ملازمتوں کے لئے ذرائع معاش محدود ہو گئے اور آہستہ آہستہ ادبی ماحول ختم ہوتا گیا اور تشکیل راجستھان کے بعد تو اردو کے نام ونشان بھی نہیں رہا۔

ریاست بھرت پور

مہاراجا سورج مل نے ۱۷۳۳ء میں بھرت پور فتح کر کے ایک باقاعدہ ریاست بنائی ۴۵؎

ریاست کے قیام کے بعد بھرت پور میں میر تقی میرؔ اور میر حسن جیسے شعراء کی آمد کا ثبوت ملتا ہے۔ میرؔ کی بھرت پور میں آمد اور بانی ریاست راجا سورج کی سرپرستی کا حوالہ ''ذکرِ میرؔ'' میں، ملتا ہے۔ اس طرح میر حسن نے اپنی تصنیف ''مثنوی گلزار ارم'' میں بھرت پور کے قلع ڈیگ میں کئی مہینوں تک اپنے قیام کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

''رہا ڈیگ میں آ کر کئی ماہ

چلا واں سے رضائے حق کے ہمراہ''

ریاست کے قیام کے بعد وہاں سرکاری دفاتر میں ایسے حضرات ملازم رہے جو نہ فارسی بلکہ اردو شعر و ادب سے بھی خوب تعلق رکھتے تھے اور خاص طور پر بھرت پور کے راجا رنجیت سنگھ نے جب ۱۸۰۵ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ سیاسی معاہدہ کیا تو فطری طور پر ریاست کے دفاتر میں ابتداً فارسی اثرات پڑے۔ ۴۶؎

ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی نے اپنی تصنیف راجستھان میں اردو زبان و ادب ۱۸۵۷ء تک میں بھرت پور میں حکیم ذان ایلس ڈی سلوا فطرتؔ، جانی بہاری لال راضیؔ، منشی گردھاری لال، حکیم ڈان اگسٹن ڈی سلوا مفتونؔ، حلیم جوزف ڈسلوا یوسفؔ وغیرہ کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

اسی طرح ڈاکٹر رام بابو سکسینہ نے مہاراجا بلونت سنگھ والئ بھرت پور کے زمانے کے کچھ شعراء کا حوالہ اپنی تصنیف ''یورپین اینڈ یورپین پوئٹس آف اردو اینڈ پرشین'' میں دیا ہے جس میں خاص طور پر ماں اکبر آبادی، گلزار علی امیرؔ اور نظیر اکبر آبادی خلیفہ کے نام شامل ہیں۔ ۴۷؎

مہاراجا بلونت سنگھ خود بھی اردو کے ادیب و شاعر تھے۔ ان کے عہد میں جانی بہاری لال راضیؔ کا ۱۸۵۷ء کے پہلے شعراء و ادباء میں اس لئے قابلِ ذکر ہے۔ کہ انہوں نے ایک تصنیف ''گاڈ خدا'' کے نام سے اردو سے انگریزی سکھانے کی ایک منظوم کتاب تصنیف کی جو ۱۸۴۰ء میں مطبع امیر المطابع آگرہ میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ راضیؔ کی دیگر تصانیف کے متعلق ڈاکٹر قمر جہاں بیگم نے اپنے تحقیقی مقالہ میں تحریر فرماتی ہے کہ۔

''گاڈ خدا' راجستھان میں شائع ہونے والی اردو کی سب سے پہلی کتاب ہے

اس سے پہلے راجستھان میں اور کوئی مطبوعہ کتاب نظر نہیں آتی۔ یہ کتاب منظوم

ہے جس سے خسرو کی ''خالق باری'' کے انداز میں انگریزی اور اردو کی منظوم نعت لکھی ہے۔ اسی طرح آپ کی ایک اور کتاب دستورِ تحریر کے نام سے ۱۸۴۲ء میں مطبع حمد آگرہ میں چھپی تھی۔ اس کے علاوہ آپ کی اور بہت سی کتابیں بعد میں شائع ہوئیں جن میں 'گلستان، بوستان اور انوارِ سہیلی وغیرہ کے منظوم ترجمے ہیں۔'' ۴۸

بھرت پور میں ہی ۱۸۵۱ء میں ایک مطبع منشی صفدر علی نے قائم کیا تھا اور اس مطبع سے ایک ''اخبار مظہر السرور'' کے نام سے جاری کیا۔ ۴۹

غرض بھرت پور میں ۱۸۴۷ء سے پہلے ہی اردو نثر میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ وہاں منشی گردھاری لال نے مہاراجا بلونت سنگھ کے زمانے میں رنتھمبور کی تاریخ ''محاصرہ رنتھمبھور'' کے نام سے لکھی تھی۔ اس کا اصلی مخطوطہ بخط مصنف کتب خانہ مولانا شاغل میں موجود ہے۔ اس کے بعد مہاراجا جسونت سنگھ کے عہد میں غالب اور داغ کے چند باکمال شاگرد وہاں پہنچے۔ منشی ہرگوپال تفتہ اور جانی بانکے لال رند اور داغ کے چند باکمال شاگردوں سید شبیر حسین نسیم کے نام قابلِ ذکر ہے ۵۰

شبیر حسین نسیم اور ان کے شاگردوں نے شعروادب کی بڑی خدمت انجام دی۔ ان کے شاگردوں میں سُکھ دیو پرشاد مہر اہم ہیں جن کے دو مجموعے ''گلدستہ بہار'' اور ''ملک گوہر'' ہیں۔

اس کے علاوہ جوالا سہائے نے اردو میں ''وقائع راجپوتانہ کے نام سے راجستھان کی ایک ضخیم تاریخ لکھی یہ کتاب راجستھان کی تمام ریاستوں کی مکمل تاریخ ہے۔ ۵۱

حقائق روشنی میں اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ راجستھان کے جن علاقوں میں ۱۸۵۷ء سے پہلے اور اس کے بعد اردو نظم و نثر میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری ہو چکا تھا ان میں بھرت پور کا نام سرِ فہرست ہے۔

ریاست جودھپور

ریاست جودھپور ابتدا میں ریاست مارواڑ کے نام سے مشہور تھی۔ راجستھان کی قدیم بڑی ریاستوں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ وہاں کے راجا جودھا نے ۱۴۵۹ء میں اپنے نام پر جودھپور آباد کیا اور اسے اپنی راجدھانی بنایا ۵۲

جودھپور کے قریب ایک قصبہ ناگور واقع تھا۔ جو تشکیلِ راجستھان کے بعد ضلع کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہاں بہت پہلے صوفیائے کرام اور فارسی کے علماء وفضلاء اور شعراء کی آمد ورفت کا سلسلہ شروع ہوا۔ چنانچہ شیخ حمید الدین ناگوری نے سکونت اختیار کی اور وہیں وفات پائی۔ یہ ''صاحبِ سلطان التارکن'' کے نام سے مشہور ہوئے آپ کے تفصیلی حالات اور آپ کی تصانیف کا تفصیلی ذکر احسان الحق فاروق نے اپنی کتاب ''سلطان التارکین'' میں کیا ہے۔ ۵۳
شیخ حمید الدین ناگوری کے صاحبزادے قاضی احمد ظہیر الدین بھی یہاں سکونت پذیر ہوئے اور آپ کی تصنیف ''روضیۃ الصوفیہ'' کو جودھپور کی اولیں فارسی تصنیف کہا جاتا ہے ۵۴

صوفیائے کرام کے زمانے سے جودھپور میں فارسی شعر وادب کی ترویج کا سلسلہ شروع ہوا اور مغلیہ دور آتے آتے فارسی ادب کو اتنا فروغ ملا کہ ناگور میں شیخ مبارک ابن، شیخ خضر یمنی جیسے عالم پید ہوئے۔ انہیں شیخ مبارک کے بیٹے ابوالفضل اور فیضی جیسے عالم وفاضل تھے جو اکبرِ اعظم کے دربار کے نورتنوں میں شامل تھے۔ فارسی کے رواج نے جودھپور کی مقامی مارواڑی بولی پر اتنا اثر چھوڑا اور وہاں کی زبان میں خلط ملط ہونے لگی۔ بانی ریاست راؤ جودھا کے پوتے رتن سنگھ کی بیٹی میرا بائی کے بھجنوں میں ایسے الفاظ کافی تعداد میں شامل ہیں جن کا حوالہ شین۔ کاف۔ نظام نے اپنی تصنیف تذکرۂ شعرائے جودھپور میں دیا ہے ۵۵ سلاطین مغلیہ سے مراسم اور قرابت داری کا سلسلہ مہاراج مان سنگھ کے عہد تک قائم رہا۔ اس نے ۱۸۱۷ء میں انگریزوں سے سیاسی معائدہ کرلیا تھا ۵۶

مغلیہ سلطنت سے تعلق کی وجہ سے جودھپور میں فارسی زبان کو فروغ حاصل ہوا۔ فارسی کی مشہور کتاب ''انشاء مادھورام'' کا مصنف منشی مادھورام جودھپور کا ہی رہنے والا تھا جس نے ۱۷۴۲ء یہ کتاب مرتب کی ۵۷
انگریزوں سے معائدے کے بعد جوھپور اور اس کے شہر وقصبات میں اردو کو فروغ حاصل ہوا۔ سرکاری دفاتر میں اردو استعمال ہونے لگی۔ یہاں تک کہ مہاراجا تخت سنگھ کے زمانے میں ۱۸۶۷ء میں 'مارواڑ گزٹ' کے نام سے ریاست کا سرکاری گزٹ اردو میں چھپنے لگا ۵۸

اس کے علاوہ 'محبّ مارواڑ' کے نام سے ایک رسالہ بھی جاری ہوا جو اردو اور دیوناگری رسم الخط میں چھپا تھا۔ ۵۹ جودھپور میں ہی دیبی پرشاد، بشاش اور ان کے والد منشی نتھو لال بہبت سکونت پذیر تھے۔ جودھپور کے بہت سے شعراء نے ان سے فیضِ سخن حاصل کیا ۶۰ بشاش کی تصانیف کا آغاز ۱۸۷۲ء سے ہوا جب انہوں نے

میزانِ عدالت مرتب کی۔اس کے علاوہ ایک کے بعد ایک ان کی تصانیف کا سلسلہ شروع ہو گیا۔جن ۱۸۷۳ء میں ''خرد افروز''،۱۸۷۱ء میں ''خواب راجستھان''، ۱۸۸۵ء'' آثار الشعراء ہنوز'' ، ۱۹۰۹ء میں ''افتخار التواریخ'' ریاست ٹونک کی تاریخ مرتب کی۔ ان تمام کتابوں کا ذکر ڈاکٹر ابوالفیض عثمان نے اپنے پی۔ایچ ڈی۔مقالے میں کیا ہے ۶۱؎

اس کے بعد مہاراجا جسونت سنگھ کے عہد میں ریاست جودھپور کے سرکاری قوانین ''دستور العمل''اردو اور دیوناگری رسم الخط میں منشی ہردیال سنگھ نے مرتب کی اور شائع بھی ہوا اس زمانے میں ریاست ایک ادبی مرکز بن گئی تھی۔ یہاں کے اہم شعراء میں مولانا ابوالحسن شرقیؔ ، شیخ ابراہیم مداحؔ، مولوی مظفر علی شاہ آثرؔ، مولانا عبدالغنی وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔اس کے علاوہ ،نغمۂ یار'' اور ایک رسالہ صاحبِ سخن بھی جاری کیا۔تقریباً اسی زمانے میں قسیم بیگ چغتائی جودھپور میں ڈپٹی کلکٹر ہو کر پہنچے۔ان کے بیٹے عظیم بیگ چغتائی مزاحیہ اور طنزیہ افسانہ نگار ہے اور ان کی بہن عصمت چغتائی جو اردو کی مشہور افسانہ نگار جن کی زندگی کا کچھ حصہ یہیں گزرا۔غرض انیسویں صدی کے اختتام تک جودھپور میں اچھا ادبی ماحول قائم ہو گیا تھا۔اس کے اثرات بیسویں صدی تک قائم رہے۔ لیکن تحریک آزادی کے دوران شعر و سخن کے ادبی ماحول میں زوال کے آثار نمایاں ہونے لگے اور آہستہ آہستہ ادبی ماحول ۱۹۴۷ء تک تاریخ میں غرق ہو گیا۔

آزادی کے بعد ۱۹۵۶ء مولانا شاغلؔ کی ایماء پر وحید اللہ نے انجمن ترقی اردو قائم کی اور جس کے زیر اثر جودھپور میں پھر ادبی و شعری ماحول قائم ہو گیا۔

ریاست جھالاواڑ

ریاست جھالاواڑ کا قیام ۱۸۳۸ء میں عمل میں آیا تھا۔اسی زمانے میں فارسی کو سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہوا۔ پرتھوی راج سنگھ کے عہد ((۱۸۴۵ء۔۱۸۷۰ء) میں فارسی کے ساتھ اردو کا استعمال بھی ہونے لگا۔ ۱۸۶۸ء میں وہاں ایک سرکاری اردو پریس جیل پریس جھالاواڑ کے نام سے قائم ہوا تھا۔۶۲؎ جھالاواڑ میں پریس قائم ہونے کی وجہ سے یہاں طباعت واشاعت کا سلسلہ شروع ہوا۔اور مہاراجا ظالم سنگھ کے عہد (۱۸۷۵ء تا ۱۸۸۶ء) سے اردو کا فروغ شروع ہوا اور اس زمانے میں خان بخش فوج جھالاواڑ نے''چہار چمن'' کے نام سے

ریاست جھالاواڑ کی تاریخ لکھی جو ۱۸۸۲ء میں شائع ہوئی۔ ۶۳؎

مہاراجا بھوانی سنگھ کا زمانہ (۱۸۸۶ء تا ۱۹۲۹ء) آتے آتے جھالاواڑ میں ادبی ماحول قائم ہو گیا۔اس عہد میں داغؔ کے شاگرد سید حسن فوقؔ رام پوری اور آغاز دہلوی جھالاواڑ میں سکونت پذیر ہوئے۔ان کے علاوہ عبدالوحید نیرنگؔ کاکوری کو مہاراجا نے خود جھالاواڑ بلا کر دربار سے وابستہ کیا اور افتخار الشعراء کے خطاب سے نوازا۔نیرنگؔ نے اپنے دیوان کے دیپاچہ میں تحریر کیا ہے۔

''مہاراجا کے دربار میں روزانہ صبح ۱۰/ بجے مختلف علم وادب کے علمائے
حاضر رہتے تھے۔جن میں زبانِ اردو کے ادیبوں اور شاعروں کو امتیاز حاصل تھا۔
دور دور سے فضلاء اور اہلِ فن کو ریاست میں بلا کر دربار میں جگہ دی جاتی تھی۔'' ۶۴؎

نیرنگؔ کے علاوہ امام الشعراء حافظ عالمگیر خاں کیفؔ کو بھی مہاراجا بھوانی سنگھ نے اپنے دربار سے وابستہ کیا اوران کے اعزاز میں ۱۹۰۵ء میں پندرہ روزہ مشاعرہ کی بنیاد ڈالی گئی۔مشاعرے کے رواج سے ذوقِ شاعری کو فروغ حاصل ہوا۔

۱۹۰۶ء میں ایک اخبار ''آفتاب'' جاری کیا اور ایک ادبی انجمن ''انجمن شعراء'' کے نام سے قائم ہوئی۔اس انجمن کے تحت ''شاعری کی کایا پلٹ'' کے نام سے ایک سہ ماہی رسالہ بھی جاری ہوا ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۷ء تک مہاراجا کی ایماء پر ہفتہ وار اور ماہانہ ادبی مضامین پر مقالے پڑھے جاتے تھے۔اور مقامی اور بیرونی ادباء شریک ہوتے تھے۔مہاراجا بھوانی سنگھ کے زمانے میں اردو اور شعر وادب کو خوب فروغ حاصل ہو چکا تھا۔اس بناء پر اس دور کو جھالاواڑ کے اردو شعر وادب کا عہدِ زریں کہا جا سکتا ہے۔

نیرنگؔ کے بعد اس عہد میں نامور شاعر شمبھو دیال دانشؔ نام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔جسے مہاراجا بھوانی سنگھ نے 'ملک الشعراء' کے خطاب سے نوازا تھا ۶۵؎

مہاراجا بھوانی سنگھ کے مشورے پر دیالؔ نے حیات وکائنات کی ترجمانی اور اصلاح و مقصد جیسے موضوعات پر بھی نظمیں لکھیں۔اوراس کے علاو شیکسپیر ڈرامک سوسائٹی کے نام سے قام کی جس کے تحت پرشوتم داس سوری دوج شادؔ نے شیکسپیر کے ڈراموں کو اردو میں ترجمہ کیا۔

غرض مہاراجا بھوانی سنگھ کے زمانے میں اردو شعر وادب کے علاوہ اردو نثر کو بھی فروغ حاصل ہوا۔اسی وجہ سے

بھوانی سنگھ کا دور جھالاواڑ کی ادبی تاریخ میں عہد ذریں کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے بعد مہاراجا راجندر سنگھ مخمورؔ (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۴ء) جھالاواڑ کے رئیس بنے وہ خود شاعر تھے ان کی سر پرستی میں ''انجمن راجیندر'' کے نام سے بزم ادب قائم کی جس کے زیر اہتمام ماہانہ طرحی مشاعروں کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ مہاراجا کو اس بزم سے اتنی دلچسپی تھی کہ جب ان کی رانی علاج کے لئے انگلستان گئی تو وہاں سے بھی مشاعرے کے لئے مصرع طرح بھیجتے رہے ۶۶

مہاراجا راجندر کے جانشیں مہاراجا ہریش چندر کا زمانہ آتے آتے سیاسی مصلحتوں کی بنا پر سرکاری دفاتر میں اردو کی جگہ ہندی نے لے لی اور تشکیل راجستھان کے بعد یہاں کے ادبی ماحول پر تاریکی چھا گئی لیکن اس سے قبل جھالاواڑ شعر و ادب کا مرکز بنا ہوا تھا۔

ریاست کوٹہ

کوٹہ ریاست کا قیام شاہجہاں کے زمانے میں ۱۶۳۲ء کو عمل میں آیا تھا۔ ریاست کے حکمراں ۱۸۱۷ء تک سلاطینِ مغلیہ سے وابستہ رہے۔ ۱۸۱۷ء میں مہاراجا امر سنگھ نے انگریزوں سے معاہدہ کرلیا ۶۷ اس طرح مغلیہ سلاطین سے ان کے تعلقات ختم ہوگئے۔ لیکن پھر بھی سرکاری دفاتر میں فارسی کی اہمیت قائم رہی۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر قمر جہاں بیگم صاحبہ اپنے تحقیقی مقالہ میں رقم طراز ہیں کہ

> ''اردو شعر و ادب کا سلسلہ اس وقت ترویج ہوا جب نواب ممتاز الدولہ فیض علی خاں بہادر ۱۸۷۳ء ریاست کوٹہ میں وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہوئے اور سرکاری دفاتر میں اردو زبان میں کام ہونے لگا۔ ۱۸۷۵ء میں مطبع فیض کے نام سے ایک سرکاری پریس قائم ہوا۔ اردو اصحاب علم و فضل سرکاری ملازمتوں سے وابستہ ہونے لگے اور دوسرے حضرات علم و ادب بھی کوٹہ آکر سکونت پذیر ہونے لگے۔'' ۶۸

چنانچہ گوبند سہائے نشاطؔ وہاں کے جج کے عہدے پر فائز ہوئے ۶۹

اوران کے علاوہ جمشید علی خاں جمؔ حاکم اپیل مقرر ہوئے ۷۰

مذکورہ دونوں حضرات غالبؔ کے شاگرد تھے۔ تقریباً اسی زمانے سے اردو شعر و ادب کا آغاز ہوا۔ سب ۱۸۸۰ء

میں افضل حسین خاں ثابتؔ لکھنوی بھی وہاں پہنچے ۱؎

ان تمام حضرات کی آمد سے آہستہ آہستہ یہاں شعروادب کا خوشگوار ماحول بن گیا۔شعراء کے علاوہ نثر نگار بھی منظر عام پر آنے لگے جن میں چودھری مول چند کا خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔انہوں نے ریاست کوٹہ کی تاریخ اردو میں لکھی۔اس کے علاوہ رام بابو سکینہ نے اپنی تصنیف ''یورپین اینڈ یوروبین پوئٹس آف اردو اینڈ پرشین'' کوٹہ میں ہی رہ کر مرتب کی۔جب وہ ۱۹۳۳ء میں یہاں کے دیوان کے عہدے پر فائز ہوئے۔ افضل حسین خاں ثابتؔ لکھنوی نے ''حیات دبیر'' تصنیف کی۔اس کے علاوہ یہاں کے مقامی شعراء میں مفتوںؔ کوٹوی کا نام خاص اہمیت کا حامل ہے۔انہوں نے اپنے ایک مضمون ''راجستھان میں اردو کے سو سال'' میں کوٹہ میں شعر وادب کے ارتقاء پر روشنی ڈالی ہے۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۴۷ء تک یہاں اردو کا رواج عام ہو گیا تھا۔

تشکیل راجستھان کے بعد کوٹہ میں چند شعراء پہنچے جن میں للتا پرشاد شادؔ خاص طور سے قابل ذکر ہے۔انہوں نے ۱۹۵۸ء میں ''دل شاد'' نامی ایک پندرہ روزہ اخبار جاری کیا مگر حقیقت یہ ہے کہ ادبی اعتبار سے راجستھان میں کوٹہ کی اہمیت جے پور اور ٹونک کی طرح نہیں رہی پھر بھی یہاں کے ادبی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ریاست بوندی

راجپوتانہ کی قدیم ریاستوں میں بوندی کا نام بھی شامل ہے جو ۱۳۴۳ء میں قائم ہوئی تھی۔اور اس کے حکمراں نے اکبر اعظم کی اطاعت قبول کر لی تھی۔سلاطینِ مغلیہ سے تعلقات پر بوندی میں فارسی اثر انداز ہوئی۔شعروادب کا فروغ تو دور کی بات ہے وہاں ہندی رسم الخط میں مقامی ہاڑوتی زبان ہی سرکاری طور پر استعمال ہوتی رہی۔ ۱۸۱۷ء میں بوندی کے راجا انگریزوں سے مصالحت کر کے سلطنتِ مغلیہ سے مراسم ختم کر لئے ،اس کے بعد وہاں سرکاری ملازمت میں کچھ ایسے حضرات پہنچے جو نظم ونثر میں دخل رکھتے تھے۔

چنانچہ ۱۸۶۸ء پنڈت گنگا سہائے وہاں کے دیوان مقرر ہوئے۔اس طرح انیسویں صدی کے آخر میں پنڈت گنگا سہائے کی بھگوت گیتا کے اردو ترجمہ کا حوالہ ملتا ہے ۲؎

ان کے علاوہ منشی پربھودیال رقمؔ اور ایشوری پرشاد عاصیؔ جیسے حضرات وہاں موجود تھے،جن کے ذریعہ چند کتابیں وجود میں آئیں۔ان میں چمپا اور چمیلی ،مختصر کردار،اور عورت کا پیار وغیرہ ہیں۔مگر اس کے باوجود وہاں

ادبی ماحول قائم نہ رہا۔اور ۱۹۴۷ء تک برائے نام شعروادب کا سلسلہ قائم رہا۔

ریاست اودے پور

اودے پور راجپوتانہ کی ایک قدیم خوبصورت ریاست تھی جس کا تعلق جہانگیر کے عہد میں سلاطینِ مغلیہ سے تھا۔اودے پور کے مہارانا پرتاب سنگھ نے انتہائی پریشانی کے باوجوا کبر اعظم کی اطاعت قبول نہیں کی۔لیکن ان کے جانشیں امر سنگھ نے جہانگیر کی اطاعت قبول کی۔تقریباً اسی زمانے میں وہاں فارسی کے اثرات نظر آنے لگتے ہیں۔مگر فارسی علم وادب کو فروغ نہیں مل سکا۔اس کے بعد امر سنگھ کے جانشیں نے اورنگ زیب کی اطاعت سے سرتابی کی اور پھر اس کے بیٹے جے سنگھ نے مغلیہ حکومت کی اطاعت کو مانا ۳؎

ایسے باغیانہ ماحول میں فارسی کے اثرات قائم نہ رہ سکے اس لئے وہاں مقامی میواڑی بولی ہی سرکاری زبان کا درجہ حاصل رہا۔ ۱۸۱۸ء میں اس ریاست کا تعلق انگریزوں سے ہوگیا۔لیکن شاہد عزیز نے 'تذکرہٗ شعرائے اودے پور' میں مہارانا شمبھو سنگھ کے دورحکومت میں ۱۸۶۲ء میں اودے پور کے سرکاری اسکول میں اردو تعلیم کے آغاز کا ذکر کیا ہے۔عبداللہ فرحتی، مولانا عبدالغنی اور مولانا عبداللطیف کی اودے پور میں آمد کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ''تحفۂ راجستھان'' کے نام سے مولوی فرحتی نے راجستھان کی تاریخ مرتب کی تھی جو اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں شائع ہوئی تھی ۴؎

اودے پور کے مہارانا سجن سنگھ دوم (۱۸۷۴ء تا ۱۸۸۳ء) کے عہد میں اودے پور میں اردو اور فارسی کے اثرات نظر آنے لگتے ہیں۔دیوان جانی بہاری لال راضیؔ کو انگریزوں کی ایماء پر مہارانا کا اتالیق مقرر کیا گیا تھا۔جنہوں نے مہارانا کو انگریزی اور ہندی کے علاوہ اردو بھی سکھائی ۵؎

مہارانا سجن سنگھ کی سرپرستی میں کرنل ڈاٹ کی تاریخ راجستھان کا ترجمہ ۱۸۷۴ء میں نول کشور پریس میں شائع ہوا۔ان کے بعد ۱۸۸۴ء مہارانا فتح سنگھ نے مولانا عبداللہ وحشیؔ سے تاریخ میواڑ اردو میں تصنیف کروائی اور مولانا نجم الغنی نے 'وقائع راجستھان' تصنیف کی۔ان کے علاوہ عبدالرحمٰن خاں، مولانا شمس الدین، منشی حفیظ اللہ خاں حفیظ کے نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔اودے پور میں راجپوتانہ کی دوسری ریاستوں کی طرح ادبی مرکز قائم نہ ہوسکا۔تشکیل راجستھان کے بعد اودے پور میں ۱۹۵۸ء میں راجستھان ساہتیہ اکادمی قائم ہوئی۔جس کے

ذریعہ اردوزبان وادب کے لئے بہترین خدمات انجام دی گئیں۔

ریاست بیکانیر

ریاست بیکانیر راجستھان کی ایسی دور اُفتادہ ریاست تھی جو عرصۂ دراز تک شمالی ہند کی ادبی سرگرمیوں سے دور تھی۔ ۱۴۸۹ء میں جودھپور کے راجا جودھا کے بیٹے راؤ بیکا نے اس خط کو فتح کر کے اپنے نام پر شہر بیکانیر بسایا اور سولہویں صدی میں بیکانیر کے راجا کلیان مل (۱۵۴۸ء تا ۱۵۷۳ء) نے اکبرِ اعظم کی اطاعت قبول کی ۶؎

اسی زمانے سے وہاں فارسی زبان وادب کے اثرات پہنچنے لگے تھے لیکن ۱۸۵۷ء سے قبل وہاں اردو شعروادب کے آغاز کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ مہاراجا سردار سنگھ (۱۸۵۲ء تا ۱۸۷۲ء) کے عہد میں اسی ریاست میں اردو کے ابتدائی نقوش نظر آتے ہیں جب ۱۸۶۸ء میں غالبؔ کے شاگرد محمد اقبال حسین عاشقؔ دہلوی بیکانیر پہنچے اور یہیں رہ کر انھوں نے اپنے دیوان 'افکار عاشق' اور 'دیوانِ عاشق' مرتب کئے ایک عرصہ تک بیکانیر میں قیام کے بعد عاشقؔ اجمیر میں ریاست ہائے راجپوتانہ کے گورنر کے دفتر میں مامور ہو گئے ۷؎

اسی زمانے میں غالب کے ایک اور شاگرد حکیم مراد علی بیمارؔ پہنچے مہاراجا سردار سنگھ کے بعد ان کے بیٹے مہاراجا ڈونگر سنگھ (۱۸۷۳ء تا ۱۸۸۷ء) بیکانیر کے مدرسہ میں اردو تعلیم کا انتظام کیا ۸؎ اسی سلسلہ میں عبدالعزیز آزاد نے تذکرۂ شعرائے بیکانیر میں مہاراجا ڈونگر سنگھ کے لئے لکھا ہے۔

''مہاراجا ڈونگر سنگھ ایک ایسے راجا تھے جنہوں نے باقاعدہ اردو پڑھی اور اردو سے دلچسپی رکھتے تھے۔'' ۹؎

ڈونگر سنگھ کے جانشین مہاراجا گنگا سنگھ کے عہد سے بیکانیر دفاتیر میں اردو کا استعمال ہونے لگا۔ ۱۸۸۸ء میں اردو کا پریس قائم ہوا۔ اسی پریس میں ۱۸۹۶ء میں ریاست بیکانیر کا ''دستور العمل ریاست بیکانیر'' شائع ہوا۔ اس کے اس کے علاوہ منشی موہن لال بھٹناگر نے ریاست کی تاریخ اردو میں ''تاریخ راجیہ بیکانیر'' کے نام سے مرتب کر کے جیل پریس سے ۱۸۹۰ء میں شائع کروائی۔

مذکورہ حالات کے پیشِ نظر یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ بیسویں صدی کے ابتدا تک بیکانیر میں ایک ادبی ماحول قائم ہو گیا تھا۔ لیکن مہاراجا گنگا سنگھ کے زمانے میں ۱۹۱۴ء میں اردو کی سرکاری حیثیت ختم ہو گئی۔ ۱۰؎

اس طرح کچھ عرصہ تک یہاں کا شعروادب پر سکوت طاری ہے۔ لیکن جب امتیاز الشعراء افتخار الملک حضرت وجہ

الدین خاں بیخود دہلی سے بیکانیر تشریف لائے تو یہاں شعروادب کی سونی محفل میں چہل پہل شروع ہوگئی۔بعض مقامی شعراء نے ان کی شاگردی اختیار کر کے ان سے فیض حاصل کیا۔جس سے یہاں شعروادب کا نیا ماحول قائم کیا گیا۔ بزرگ شعراء میں شیخ محمد ابراہیم آزاد کی شخصیت نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔ان کا نعتیہ کلام ''ثنائے محبوب خالق'' کے نام سے شائع ہوا۔ان کے ہم عصر شاعر مولانا بیدل کا نام بھی خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔ان کا دیوان 'باغ فردوس' کے نام سے شائع ہوا۔ان کے علاوہ شیخ نثار احمد، حاجی یوسف راسخ صوفی فیض احمد فیض، جلال الدین اثر، قمرالدین شیدا، اور خلیل احمد خلیل ہمدانی کے نام قابلِ ذکر ہے۔خلیل کا مجموعہ کلام ،گلزارِ خلیل کے نام سے شائع ہوا۔

تشکیل راجستھان کے بعد شعراء ترک وطن کر گئے بعض فوت ہوگئے لیکن جو رہے انہوں نے شعروادب کی محفلیں کو سجائے رکھا۔ان میں کامیشور دیال حزیں کی شاعری پاکیزہ اور بلند مرتبہ کی حامل ہے۔ غرض ریاست بیکانیر میں اردو زبان وشعروادب کے فروغ میں جے پور، ٹونک کے ہم مقابل تو نہیں لیکن ہم اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ راجستھان کی ادبی تاریخ میں بیکانیر کی خدمات بھی خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔

اجمیر کمشنری

اجمیر راجستھان کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک ہے اسے راجا اَجے اپنے انے نام پر آباد کیا تھا۔ بارہویں صدی تک وہ چوہان راجپوتوں کے قبضہ میں رہا۔لیکن اس عرصے میں ۱۰۰۸ء میں محمد غزنوی نے اجمیر پر حملہ کیا اور ۱۱۹۱ء میں خواجہ معین الدین چشتیؒ تشریف لائے اور ۱۱۹۲ء میں شہاب الدین محمد غزنوی نے اس کو فتح کیا۔اس وقت سے ۱۲۴۱ء تک وہاں شاہانِ دہلی کا اقتدار رہا پھر تقریباً نوّے سال تک اجمیر پر مالوہ کے حکمراں رہے۔ان کے بعد سلاطینِ مغلیہ کا تسلط ہوگیا۔ بلاآخر ۱۸۱۸ء میں وہ انگریزوں کے قبضہ میں آ گیا [۸۱]

مذکورہ تاریخی حالات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتیؒ کی تشریف آوری کے زمانے میں اس خطہ میں فارسی زبان وادب کے اثرات ظاہر ہونے لگے۔خواجہ صاحب موصوف صاحب تصنیف عالم وشاعر تھے [۸۲]

خواجہ صاحب غریب نواز کی آمد سے یہاں مسلمان، صوفیوں، تاجروں اور فوجیوں کی آمد ورفت کا سلسلہ

بھی بڑھنے لگا۔ اکبر اعظم کے زمانے میں یہاں شیخ دانیال نامی ایک بزرگ درگاہ کے خادموں میں شامل تھے۔ جن کے لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اس وقت کہ مروجہ زبان میں شعر کہتے تھے۔ چنانچہ جب ذیل شعران سے منسوب ہے ۔

''جگ جگ جیویں حضرت نواجے

حضرت نبی رسول نواجے ''۸۳

اسی سلسلہ میں ڈاکٹر قمر جہاں بیگم اپنے تحقیقی مقالہ میں رقم طراز ہیں کہ۔

''سلاطین وقت کی تعمیر کردہ عمارتیں اور مساجد وغیرہ اس حقیقت کی شاہد ہے کہ سلاطین مغلیہ کے عہد میں اجمیر میں شاہی عامل مامور رہے۔ فارسی زبان میں سرکاری کام ہوتا رہا۔ وابستگانِ دربارِ شاہی کے علاوہ بے شمار ارباب علم وادب نذرانہ عقیدت پیش کرنے کئے اجمیر آتے رہے۔ بعض حضرات نے تو اجمیر کو اپنا وطنِ ثانی بنالیا۔ ایسے حالات میں عرصۂ دراز تک یہاں فارسی شعروادب رواج پاتا رہا۔ ساتھ ہی ساتھ بول چال میں اردو زبان میں فروغ باقی رہی اس کا اثر لازمی طور پر مقامی زبان پر ہونا تھا لہذا خواجہ صاحب کی شان میں مقامی زبان میں کچھ ایسے اشعار نظر آتے ہیں جو اجمیر میں اردو کی ترویج کی نشان دہی کرتے ہیں۔ آج بھی خواجہ صاحب کی درگاہ پر آپ کی شان میں قدیم زبان کے مدحیہ اشعار مقامی قوالی پڑھتے ہیں۔ جنہیں کڑکا کہا جاتا ہے۔ ان میں اردو کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔ کڑکے کی روایت صدیوں پرانی بتائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر عثمانی کڑکے کا حسبِ ذیل بند اپنی تصنیف میں بطورِ نمونہ پیش کیا ہے۔

''تم بڑے سلطان حضرت چشتی

بڑے تخت اور ملک تو ہی چھاجا

روڑا مٹھو پرا پنا رحم کیجئے

دل کا درد دور کرو خواجہ

دین کے تھمب معین الدین خواجہ"

اس بند میں روڑا مٹھو شاید شاعر کا نام ہے ۸۴؎

اجمیر چونکہ براہِ راست انگریزوں کے ماتحت تھا۔اس لئے غدر سے متاثر ادبا و شعراء ادھر کا رُخ کم کیا تھا پھر بھی غالباً حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے بے پناہ عقیدت اور ان کے زیرِ سایہ محفوظ رہنے کے یقین سے حضرات کو اجمیر لے آیا۔ان حضرات میں غالبؔ کے شاگرد نظام الدین ممنونؔ کے علاوہ مومنؔ کی تلمیذ میر کرامت علی خلیشؔ اور ظہیرؔ سے اصلاح لینے والے رمضان علی کے نیز تلامذ داغؔ نواب عبداللہ خاں طلبؔ، حکیم بہاء الدین بہاؔ، محمد بخش غسطؔ، عبدالرحیم اور غلام رسول بے چینؔ شامل تھے۔خود داغؔ بھی عالم پریشانی میں اجمیر آتے تھے اور دبارِ غریب نواز میں اپنی فریاد بصورتِ منقبت آج بھی زبان زد خاص و عام ہے۔ ؎

"یہ داغؔ کہاں تک رنج سہے تم سے نہ کہے تو کس سے کہے

تم آل نبیؐ اولادِ علیؓ سلطان الہند غریب نواز" ۸۵؎

انیسویں صدی تک اجمیر میں فارسی زبان کا رواج رہا اور فارسی نثر میں کالی رام کائستھ نے ۱۷۹۴ء میں "نسب انساب" تصنیف کی ۸۶؎

اجمیر پر انگریزوں کا اقتدار قائم ہونے کے بعد یہاں کے سرکاری دفاتر میں اردو کا استعمال ہونے لگا۔ خاص طور پر جب فخر الشعراء میر نظام الدین ممنونؔ اجمیر میں صدر الصدور کے عہدے پر فائز ہوئے ۔ کیوں کہ ممنونؔ خود ایک صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ان کی آمد سے اردو شعر و ادب کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔ میر ممنونؔ کا ذکر ان کے عہد اور بعد کے اردو تذکروں میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔ڈاکٹر منشاء الرّحمان خاں منشاؔ، نے اپنے تحقیقی مقالہ "مطالعہ میر نظام الدین ممنونؔ" کے اجمیر قیام پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے ۸۷؎

ممنونؔ کے زمانے میں صاحبزادہ عبدالکریم خاں شرقؔ بھی اجمیر میں موجود تھے جن کے دیوان کا بھی مخطوطہ اے۔پی۔آر۔آئی ٹونک میں موجود ہے۔شرقؔ کے دربار سے وابستہ منشی تھن لال بہجتؔ بھی اجمیر میں آ گئے تھے۔ بہجتؔ ایک صاحب دیوان شاعر تھے ۔ ان تمام شعراء کا ذکر ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی کی تصنیف راجستھان میں اردو زبان و ادب ۱۸۵۷ء تک میں کیا گیا ہے۔

چنانچہ ۱۸۵۷ء کے کے شعراء میں اما الدین اثر، عبدالصمد کلیم، مراد علی ہوشیار قابلِ ذکر ہیں۔اثرؔ بھی ایک

صاحب دیوان شاعر تھے۔ ''معین الاولیاء'' ان کی اہم تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ ان کا دیوان ''چراغِ چشت '' کے نام سے زبان پریس آگرہ سے ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا۔

بیسویں صدی میں اجمیر شعر وادب کا گہوارہ بن گیا تھا۔ مولانا عبدالباری معنؔی اور مولا عرشؔ اجمیری کو اجمیر میں اساتذۂ سخن کی حیثیت حاصل تھی۔ شعر وسخن کے علاوہ ''خیر خواہ خلائق'' نامی اخبار بھی جاری ہوا۔ جسے فضل متین نے اجمیر کا پہلا اخبار کہا ہے اور اس کے جاری کا سن ۱۸۰۸ء بتایا گیا ہے ۸۸

تقسیم ہند کے بعد بہت سے شعراء ترک وطن کر گئے لیکن پھر بھی آج بھی شعر وسخن کا سلسلہ جاری رہا۔ ساغؔر اجمیری، فضل متین، بھگوتی پرشاد، عاجؔز اور پی پی شریواستو رندؔ، آسمانِ ادب پر چھائے رہے۔

☆☆☆☆

حوالاجات: باب۔اول

نمبر شمارہ	نام کتاب/رسالہ	مصنف/مرتب	سنِ اشاعت	صفحہ نمبر
۱	راجستھان میں اردو زبان وادب	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	۱۸۵۷ء تک	۱۷۸ تا ۱۸۳
۲	سلطان التارکین	احسان الحق فاروقی۔		۱۸۶۳ تا ۲۹۸
۳	راجستھان میں اردو نثر کی ایک صدی	ڈاکٹر قمر جہاں بیگم	۲۰۰۹ء	۲۷
	۱۸۵۷ء سے ۱۹۵۷ء تک	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی		۲۱ تا ۲۴
۴	راجستھان میں اردو زبان وادب			
	۱۸۵۷ء تک			
۵	اردو ترجمہ ''منتخب التواریخ مترجم جلد دوم	محمود احمد فاروقی	۱۹۶۲ء	۴۵۵
۶	جائزہ زبانِ اردو	مولوی عبدالحق	۱۹۴۹ء	۹
۷	اردو ترجمہ ایچ سن ٹریٹر	کنہالال	۱۸۶۹ء	
۸	راجستھان میں اردو زبان			
	وادب ۱۸۵۷ء تک	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی		۱۵
۹	برج ندھی گرنتھاولی	ہری نرائن شرما		
۱۰	راجستھان میں اردو نثر کی ایک صدی	ڈاکٹر قمر جہاں بیگم	۲۰۰۹ء	۲۹
	۱۸۵۷ء سے ۱۹۵۷ء تک			
۱۱	جائزہ زبانِ اردو،	مولوی عبدالحق	۱۹۴۹ء	۴۹
۱۲	راجستھان میں اردو نثر کی ایک صدی	ڈاکٹر قمر جہاں بیگم		۱۳
	۱۸۵۷ء تا ۱۹۵۷ء			
۱۳	راجستھان میں اردو زبان وادب کے لئے	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	۱۹۸۵ء	
	غیر مسلم حضرات کی خدمات			
۱۴	مشرقی راجپوتانہ، قدیم ادبی	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	۲۰۰۶ء	۷۰ تا ۷۱
	مراکز بھرت پور			

نمبر شمارہ	نام کتاب / رسالہ	مصنف / مرتب	سنِ اشاعت	صفحہ نمبر
۱۵	راجستھان میں اردو کی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق'' (آزادی کے بعد ایک جائزہ)	حبیب الرحمٰن نیاز	۲۰۰۸ء	
۱۶	راجستھان کے موجودہ شاعر	پریم شنکر شریواستو	۱۹۶۶ء	
۱۷	کل راجستھان اردو کنونیشن جے پور			۱۲ و ۲۱ تا ۳۰
۱۸	ایضاً			
۱۹	تاریخ جے پور	محمد خاں سلیم	۱۹۰۴ء	۳۶
۲۰	برج گرنتھاولی		۱۹۳۲ء	۱۹
۲۱	راجستھان میں اردو زبان و ادب کے لئے غیر مسلم حضرات کی خدمات	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی		۵۸
۲۲	جائزہ زبان اردو	مولوی عبدالحق		۱۳
۲۳	تذکرۂ شعرائے جے پور	مولا احترام الدین احمد شاغلؔ		۵
۲۴	راجستھان میں اردو زبان و ادب ۱۸۵۷ء تک	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی		۱۷۸ تا ۱۸۳
۲۵	راجستھان میں اردو زبان و ادب ۱۸۵۷ء تک	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی		۵۴ و ص ۵۷
۲۶	تذکرۂ شعرائے جے پور	مولا احترام الدین احمد شاغلؔ		۳۵۱
۲۷	مولا سلیم الدین تسلیم پوری حیات اور کارنامے	ڈاکٹر حسن آرا		
۲۸	تذکرۂ شعرائے جے پور	مولا احترام الدین احمد شاغلؔ		۲۰،۲۱
۲۹	ترجمہ گارساں دتس ص ۳۴			

نمبر شمارہ | نام کتاب / رسالہ | مصنف / مرتب | سنِ اشاعت | صفحہ نمبر

	اور صوبۂ شمالی اور مغربی کے اخبارات	عتیق صدیقی	۱۸۴۷ء	۵۷
۳۰	تذکرۂ شعرائے جے پور			۲۰ و ۲۱
۳۱	جائزہ زبانِ اردو	مولوی عبدالحق		۱۳
۳۲	اردو ترجمہ ایچ سن ٹیرٹیز			۷۸
۳۳	تاریخ ٹونک	محمد اعجاز خاں	۱۹۸۳ء	۲۲
۳۴	ٹونک کے قدیم مدارس اور کتب خانے مضمون	مولانا عمران	اگست ۱۹۲۶ء	۱۴۹
۳۵	یادِ ایام و تاریخ ٹونک	سید علی اصغر	۱۹۲۳ء	۴۱
۳۶	ریاست ٹونک اور اردو شاعری	مختار شمیم۔	۱۹۷۷ء	۵۴
۳۷	مولا سلیم الدین تسلیم جے پوری حیات اور کارنامے	ڈاکٹر حسن آرا	۲۰۰۵ء	۳۷
۳۸	ایضاً			
۳۹	واقع راجستھان جلد اوّل	نجم الغنی		۳۶۲
۴۰	جائزہ زبانِ اردو	مولوی عبدالحق		۱۹۶
۴۱	تواریخ راج الورم	پنڈت پنائی لال	۱۹۳۹ء	۱۶
۴۲	جائزہ زبانِ اردو	مولوی عبدالحق		۱۹۵
۴۳	ارمغانِ راجیہ دیوان	ہیرالال شہرتؔ	۱۹۸۸ء	۹۵
۴۴	جائزہ زبانِ اردو	مولانا عبدالحق		۱۹۵
۴۵	وقائع راجستھان جلد دوم			۱۹۲
۴۶	وقائع راجپوتانہ حوالہ سہائے ماتھر جلد دوم فصل ششم متعلقہ ریاست بھرت پور			
۴۷	یوروپین اینڈ یوروپین پوئٹس آف اردو اینڈ پرشین (انگریزی)	ڈاکٹر رام بابو سکسینہ،	۱۹۴۳ء	۱۲۶
۴۸	راجستھان میں اردو نثر کی ایک صدی	ڈاکٹر قمر جہاں بیگم	۲۰۰۹ء	۶۱
نمبر شمارہ	نام کتاب/رسالہ	مصنف/مرتب	سنِ اشاعت	صفحہ نمبر

(۱۸۵۷ء تا ۱۹۵۷ء)

۴۹	صوبۂ شمالی اور مغربی کے اخبارات	عتیق صدیقی	۱۸۴۷ء	۵۷
۵۰	تلامذۂ غالب	مالک رام		۱۶۹، ۶۳
۵۱	وقائع راجپوتانہ	جوالا سہائے ماتھر	۱۸۹۸ء	
۵۲	وقائع راجستھان جلد دوم	نجم الغنی		۸
۵۳	سلطان التارکین، سوانح حیات صوفی حمید الدین ناگوری	احسان الحق فاروقی	۱۹۶۴ء	
۵۴	بہارِ سخن تذکرائے شعرائے جودھپور	محمد اشرف الدین ایکتا		
۵۵	میرا کے بھجنوں میں فارسی الفاظ تذکرۂ شعرائے جودھپور	شین۔کاف۔نظام	۱۹۹۱ء	
۵۶	وقائع راجستھان جلد دوم			۶۵
۵۷	کائستھ سجن چرتر جلد سوم			۸۵
۵۸	مقالات گارستان دتاسی جلد اول			۸۸
۵۹	صوبہ ہائے شمالی ہند و مغربی اخبارات	عتیق صدیقی		۸۸
۶۰	تذکرۂ بہارِ سخن (تذکرۂ شعرائے جودھپور)	محمد شریف الدین ایکتا	۱۹۶۳ء	
۶۱	راجستھان میں اردو زبان و ادب کے لئے غیر مسلم حضرات کی خدمات	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	۱۹۸۵ء	
۶۲	وقائع راجپوتانہ جلد دوم			۱۶۹
۶۳	جائزہ زبانِ اردو			۱۱۱
۶۴	دیباچہ دیوان نیرنگ کاکوری		۱۹۲۹	
۶۵	کلیات دانش	شمبھو دیال دانش	۱۹۲۹ء	۱۸۶
نمبر شمارہ	نام کتاب/رسالہ	مصنف/مرتب	سنِ اشاعت	صفحہ نمبر

۶۶	جائزہ زبانِ اردو	مولوی عبدالحق		
۶۷	وقائع راجستھان جلد دوم			۱۵۸
۶۸	راجستھان میں اردو نثر کی ایک صدی (۱۸۵۷ء تا ۱۹۵۷ء)	ڈاکٹر قمر جہاں بیگم	۲۰۰۹ء	۴۴
۶۹	ماہنامہ ''زمانہ'' کانپور بابت دسمبر		۱۹۴۳ء	۲۸۶
۷۰	تلامذہ غالبؔ مالک رام			۷۴
۷۱	سہ ماہی نخلستان		اپریل تا جولائی ۱۹۶۴	
۷۲	روداد آل راجستھان اردو سمپوزیم جودھپور	وحید اللہ خان	۱۹۶۶ء	۱۶۱
۷۳	وقائع راجستھان جلد دوم			۱۰۷
۷۴	تذکرۂ شعرائے اودے پور	شاہد عزیز	۲۰۰۰ء	۱۲
۷۵	وقائع راجپوتانہ	حوالہ سہائے ماتھر جلد اول	۱۸۷۸ء	۳۲
۷۶	وقائع راجپوتانہ جلد دوم			۷۵
۷۷	تلامذہ غالب	مالک رام		۲۲۴
۷۸	وقائع راجپوتانہ جلد دوم باب ششم	حوالہ سہائے ماتھر متعلقہ ریاست بیکانیر		
۷۹	تذکرۂ شعرائے بیکانیر	عبدالعزیز آزاد	۲۰۰۰ء	۱۴
۸۰	جائزہ زبانِ اردو			۲۸۷
۸۱	تاریخ اجمیر	پنڈت مہاراجا کشن		۱۲۲
۸۲	تذکرہ معین الارواح حالات خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ	نواب خارم حسن شاہ		
۸۳	روداد اردو سمپوزیم جودھپور			۱۵۲
نمبر شمارہ	نام کتاب/رسالہ	مصنف/مرتب	سنِ اشاعت	صفحہ نمبر

۸۴	راجستھان میں اردو نثر کی ایک صدی (۱۸۵۷ء تا ۱۹۵۷ء)	ڈاکٹر قمر جہاں بیگم	۲۰۰۹ء	۴۵
۸۵	کلیاتِ غنی (ماسٹر عبدالغنی کا مجموعۂ کلام)			۱۴
۸۶	اس کا اصل نسخہ APRI ٹونک راجستھان میں موجود ہے۔			
۸۷	مطالعۂ میر ممنونؔ	ڈاکٹر منشاء الرحمان خاں منشاؔ	۱۹۷۲ء	۱۷
۸۸	ہماری زبان (پندرہ روزہ)			جون ۱۹۶۳ء

☆☆☆

باب دوم

آزادی سے قبل ریاست وار اور تشکیلِ راجستھان کے بعد ضلع وار ادبی انجمنوں کا تعارف

باب دوم

آزادی سے قبل ریاست واراور تشکیلِ راجستھان کے بعد ضلع وار ادبی انجمنوں کا تعارف

حصہ (الف) آزادی سے قبل ریاست وار اہم ادبی انجمنوں کا تعارف:۔

راجستھان میں اردو زبان وادب کے فروغ کے سلسلہ میں یہاں کی ادبی انجمنوں نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ راجستھان کی ادبی انجمنوں کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ ابتدائی دور کی زیادہ تر انجمنیں یہاں بھی دہلی اور لکھنؤ کی طرح مشاعروں تک محدود تھیں۔ دہلی میں سوداؔ اور میرؔ کے زمانے میں انجمنوں کو 'مراختہ' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ ان کے زیرِ اہتمام شعری نشستیں اور مشاعرے منعقد ہوا کرتے تھے۔ لیکن اس دور میں ادبی انجمنوں کا کوئی منشور نہیں ہوا کرتا تھا۔ ان کا طریقہ کار غیر منظّم تھا۔ اس دور میں ادبی انجمنوں کی نہ کوئی مخصوص مجلس منظمہ تھی اور نہ ہی آمد وخرچ کا باقاعدہ حساب کتاب ہوا کرتا تھا۔

۱۹۴۲ء میں قائم اردو زبان وادب میں جدید طرز کی ادبی انجمنوں کا آغاز دہلی میں ماسٹر رام چندر اور مولانا صہبائی کی **''لٹریری سوسائٹی''** سے مانا جاسکتا ہے۔ اس انجمن کے زیرِ اہتمام اردو تراجم کا اہم کام انجام دیا گیا۔ مولانا محمد حسین آزاد نے **''انجمن پنجاب''** لاہور میں قائم کی اس کے زیرِ اہتمام اردو شاعری خصوصاً اردو نظم کو فروغ حاصل ہوا۔ اسی طرح بابائے اردو مولوی عبدالحق صاحب نے **''انجمن ترقی اردو ہند''** اور مولانا شبلی نعمانی نے **''دارالمصنفین''** قائم کرکے اردو زبان وادب کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

۱۹۳۶ء میں لکھنؤ میں منشی پریم چند کی صدارت میں **''انجمن ترقی پسند مصنفین''** کی داغ بیل ڈالی گئی جو ترقی پسند تحریک کی شکل میں آج ہمارے سامنے موجود ہے۔ آج راجستھان میں اردو تحقیق کے فروغ نے اس خطہ کی ادبی تاریخ کے بند دریچے کھول کر ماضی کی ادبی روایات کو اہلِ ادب کے سامنے پیش کردیا جس سے پتا چلتا ہے کہ راجستھان میں شعر وادب کے فروغ میں یہاں کی ادبی انجمنوں نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور یہ سلسلہ ۱۹/ویں صدی کے آخر ربع سے شروع ہو چکا تھا۔ جب ۱۸۷۲ء میں راجستھان کی پہلی انجمن **''بزمِ ادب''** کے نام

سے جے پور میں قائم ہوئی تھی۔اس زمانے سے اب تک راجستھان کے مختلف حصوں میں ادبی انجمنیں شعروادب کے تربیت واشاعت کی خدمات انجام دیتی رہی ہیں۔ایک طرف ان انجمنوں نے مقامی طور پر شعروادب کے ماحول کو گرما کر ادبی فضا قائم کی تو دوسری طرف ادبی تقریبات اور خاص طور پر مشاعروں وغیرہ کی دوداد وں اور شعراء کی مختلف تخلیقات کا تحفظ کر کے راجستھان میں شعروادب کی تاریخ کے لئے مواد فراہم کرایا۔ایسی انجمنیں راجستھان کے مختلف خطوں میں قائم ہوتی رہیں۔کچھ انجمنیں وقتی طور پر اپنی ایک جھلک دکھا کر گمنامی کے پردے میں چھپ گئی تو کچھ انجمنیں ماہانہ مشاعرے منعقد کرتی رہیں اور جب تک انجمنوں کے اراکین فعال رہے انجمنوں کا وجود قائم رہا یہ سلسلہ ہندوستان کی آزادی کے زمانے تک چلتا رہا۔

ریاست جے پور قائم شدہ ۱۷۲۸ء

(اس کے قبل یہ ریاست آمیر کے نام سے منسوب تھی)

(۱) سوشل سائینسی کانگریس (قائم شدہ ۱۸۶۹ء) :۔

۱۸۵۸ء کے بعد دہلی لکھنؤ اور دوسرے مقامات سے جے پور آنے والے ارباب شعر وسخن اور اصحابِ فضل وکمال کی جے پور میں فائزی کا سلسلہ بڑھنے لگا تھا نیز ریاست جے پور کے دفاتر میں ملازم اہلِ علم کی موجودگی کے باعث جے بور میں اس دوران ایک ایسا ادبی ماحول قائم ہوگیا کہ وہاں ترقی علوم وفنون کی غرض سے مہاراجا جے پور کی سرپرستی میں ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۶ء میں سوشل سائینسی کانگریس کے نام سے ایک سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا[۱]

سوشل سائینسی کانگریس ایک ثقافتی، سیاسی اور سماجی انجمن تھی۔اس کے مقاصد میں علوم وفنون کی ترویج بھی شامل تھی اور ان مقاصد کے لئے ادبی تقریبات اور مشاعرے وغیرہ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک خالص ادبی سوسائٹی نہیں تھی اس کے دیگر مقاصد بھی تھے لیکن پھر بھی اس زمانے میں اس سوسائٹی نے جے پور میں شعروادب کی سرگرمیوں کو فروغ دینے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

(۲) بزمِ ادب (قائم شدہ ۱۸۷۲ء):۔

سوشل سائینی کانگریس کے قیام کے زمانے سے جے پور میں ادبی وشعری سرگرمیاں بڑھنے لگی تھی۔ جہاں ایک طرف مولانا سلیم تسلیم کے تلامذہ میدانِ شعرو ادب میں منظرِ عام پر آنے لگے تھے اور دوسری طرف ۱۸۵۷ء کے بعد دہلی ولکھنؤ اور دوسرے مقامات کے اربابِ شعرسخن اور اصحابِ فضل وکمال کا جے پور میں آنے کا سلسلہ بڑھنے لگا تھا۔اس کے علاوہ یہاں کے دفاتر میں ملازم اہلِ علم کی موجودگی کے باعث جے پور کی ادبی فضا کوتقویت کی ضرورت محسوس ہونے لگی چنانچہ ۱۸۷۲ء میں مولانا سلیم الدین تسلیم کی صدارت میں راجستھان کی اولین انجمن ''بزمِ ادب جے پور'' کا قیام عمل میں آیا ۲؎ تذکرۂ شعرائے جے پور مرتبہ مولانا احترم الدین شاغلؔ اوراس کے زیرِ اہتمام ماہانہ طرحی مشاعرے منعقد کئے جانے لگے۔

(۳) مرزا غالبؔ سوسائٹی جے پور (قائم شدہ ۱۹۳۶ء) :۔

مرزا غالبؔ کی شعری وادبی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔آج دنیا کے ہر خطے میں جہاں اردو کے نام لیوا موجود ہیں۔ وہاں مرزا غالبؔ کا نام اردو کے نامور شعراء وادباء کی صفِ اول میں نمایا نظر آتا ہے۔اورانھوں نے اپنی مقبولیت وشہرت کے اپنے نقوش چھوڑے ہیں ہر جگہ ان کے نام کی سوسائٹی، اکیڈمی اور انجمنیں قائم ہوتی رہیں جومرزا کے نام کوروشن کرتی ہیں۔

ایسی ہی ایک سوسائٹی مرزا غالبؔ کی یومِ پیدائش کے موقع پر دسمبر ۱۹۳۶ء میں مرزا نصیر بیگ رضاؔ نے مرزا غالب سوسائٹی کے نام جے پور میں قائم کی تھی اوراس موقع پر ایک بڑا مشاعرہ مولانا اظہرؔ ہاپوڑی کی صدارت میں نواب عثمان علی خاں صاحب کے باغ میں منعقد کیا گیا تھا۔اس کے علاوہ اس کے زیرِ اہتمام ہر سال مشاعرہ کی شکل میں ماہ دسمبر میں جشنِ غالبؔ اور ماہ جون میں مرزا غالبؔ کے پسندیدہ پھل آم کی نسبت سے تقریب آم منعقد کی جاتی تھیں ۳؎

مرزا غالبؔ سوسائٹی ایک ایسی واحد سوسائٹی ہے جو اپنے قیام کے زمانے سے لے کر حصولِ آزادی اور تشکیلِ راجستھان کے بعد بھی سرگرم ہے۔تشکیلِ راجستھان کے بعد اس سوسائٹی کی کارکردگی اور خدمات کا جائزہ اس باب کے دوسرے حصہ میں کیا جائے گا۔

''بزمِ ادب ہنڈون (قائم شدہ ۱۹۳۴ء) :۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں تو علم وادب کے فروغ کے بہت سے ذرائع ہتے ہیں لیکن قصبات میں جہاں صرف چند حضرات ذوقاً ادب رکھتے ہیں اور شاعری کے سوا ذوقِ ادب کی تسکین کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا۔ اس ضرورت کے مدِنظر ہنڈون میں بزمِ ادب کا قیام عمل میں آیا۔

''بزم ادب ہنڈون غالباً ۱۹۳۴ء میں مولانا رفیق عزیزی سابق نائب مدیر رسالہ'' کامیاب'' دہلی نے قائم کی ۴ے

سید محمد یحیٰ بسملؔ اور رفیق عزیزی سکریٹری مقرر ہوئے اور منشی عبدالکریم باقرؔ، عبدالحیٔ خاں دردؔ، مہدی حسین حناؔ، ظہیرالدین رازؔ وغیرہ، اراکین بزم ادب ہنڈون میں شامل تھے۔لیکن بسملؔ اور رفیقؔ دونوں حضرات ہنڈون سے باہر چلے گئے تو پنڈت اوتار نرائن بہادر 'صدر' اور ظہیرالدین رازؔ سکریٹری منتخب ہوئے۔اس زمانے میں بزمِ ادب میں بزمِ ادب کو رجسٹرڈ بھی کرادیا گیا ۵ے اس وقت ہنڈون ریاست جے پور کی نظامت کا صدرِ مقام تھا۔اس لئے وہاں بزمِ ادب کے افتتاح کے موقع پر اساتذۂ سخن اور مشاہیر غزل سنا کر ایک انفرادی نوعیت کا مشاعرہ منعقد کیا گیا ۶ے

ریاست ٹونک

ریاست ٹونک کا قیام ۱۸۱۷ء میں انگریزوں اور نواب امیر الدولہ کے درمیان ایک سیاسی عہد وپیماں کے بعد عمل میں آیا۔نواب امیر الدولہ کے فرزند نواب وزیرالدولہ کے زمانے ٹونک کا ایک بڑا علمی وادبی مرکز بن گیا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی ناکام بغاوت کے بعد دہلی لکھنؤ اور دیگر مقامات سے اہلِ علم وفن کی ایک بڑی تعداد ٹونک میں آباد ہوگئی۔حالانکہ اس دور میں ادبی انجمنوں کا باقاعدہ قیام عمل میں نہیں آیا تھا۔لیکن یہاں مشاعروں اور ادبی نشستوں کا رواج عام ہوگیا تھا۔

وزیرالدولہ کے انتقال کے بعد ان کے فرزد محمد علی خاں تختِ نشین ہوہے۔ان کے مختصر عہد حکومت میں اردو ریاست کی سرکاری زبان قرار پائی اور یہاں اردو پریس قائم ہوئی۔ٹونک کی پہلی انجمن کا قیام محمد علی خاں کے فرزند نواب ابراہیم خاں خلیلؔ کے دورِ حکومت میں مانا جاتا ہے۔آپ کے دورِ حکومت کو ٹونک میں اردو کا عہدِ زریں کیا جاسکتا ہے۔

(۱) بزمِ خلیؔل قائم شدہ (۱۸۹۴ء) :۔

نواب ابراہیم خاں خلیؔل کی سرپرستی میں ۱۸۹۴ء میں ٹونک میں پہلی ادبی انجمن بزمِ خلیؔل کے نام سے قائم ہوئی جس کے زیرِ اہتمام باقاعدگی کے ساتھ شعری نشستیں منعقد کی جاتی تھیں۔اس کے علاوہ بزم خلیؔل کے زیر اہتمام ۱۸۹۶ء میں منعقد مشاعرے کی روداد "حدیقہ راجستھان" (تاریخِ ٹونک) کے نام سے اصغر علی آبرؔو نے مرتب کی ہے۔

(۲) بزمِ ادب (قائم شدہ ۱۹۳۰ء) :۔

اردو ادب کے فروغ کے لئے بدستور کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔ چنانچہ ٹونک میں متعدد بار ادبی انجمنوں کی تشکیل عمل میں آتی رہی اور زمانہ کے ہاتھوں کالعدم بھی ہوتی رہی۔اسی طرح ۱۹۳۰ء میں بزم اُردو قائم کی گئی، جو صرف احباب کی حد تک محدود رہی اور ۱۹۳۲ء میں ختم ہوگئی۔۱۹۳۳ء میں پھر احباب کے تعاون سے 'بزمِ ادب' قائم کی گئی، جس میں شہر کے ادیبوں شاعروں اور فاضل ترین لوگوں کو شریک کیا گیا، جس کا مقصد صرف خدمتِ ادب تھا۔اس کے صدر حضرت عاشق مرحوم جانشین داؔغ دہلوی تھے اور ممبر کمیٹی منتظمہ مولنا مولوی محمد علی خاں صاحب صدر مدرس مدرسہ ناصریہ اور مولوی احمد شاہ صاحب صدر مدرس فرقانیہ، ماسٹر حامد صاحب ایم۔ایس۔پی اور منشی عبداللطیف خاں صاحب تھے۔دو سال تک بڑی محنت اور دلچسپی سے کام ہوتا رہا۔[۸]

(۳) سعادت لٹریری سوسائٹی (قائم شدہ ۱۹۳۹ء) :۔

ٹونک کی دوسری اہم ادبی انجمن سعادت لٹریری سوسائٹی ہے۔اس انجمن کے بانی اور سرپرست نواب ابراہیم علی خاں خلیؔل کے فرزند نواب سعادت علی خاں سعیؔد تھے۔اس سوسائٹی کا قیام ۱۹۳۸ء میں عمل میں آیا۔ صاحب زادہ حامد علی خاں اس کے سکریٹری مقرر کئے گئے تھے۔

(۴) انجمن ریحان الملت (قائم شدہ ۱۹۴۶ء) :۔

۱۹۴۶ء میں طلبہ کی ایک انجمن ریحان الملت کے نام سے دارالعلوم خلیلیہ نظامیہ میں قائم ہوئی۔اس کے قیام کا مقصد طلبہ میں تحریری اور تقریری صلاحیت پیدا کرنا اور ان میں پوشیدہ علمی وادبی ذوق وشوق بحال کرنا تھا۔

کوٹہ ریاست

(۱) انجمن تنظیم المومنین (قائم شدہ ۱۹۲۷ء):۔

ریاست کوٹہ کی اولین انجمنوں تنظیم المونین کا خاص مقام ہے۔اس انجمن کا قیام قوم کی اصلاح و بہبود کے پیشِ نظر ۱۹۲۷ء میں عمل میں آیا۔اس کے زیرِ اہتمام منعقدہ اجلاس میں اردو میں نظمیں اور تقریریں وغیرہ ادبی تقاریب منعقد ہوتی تھیں۔ان کے علاوہ اس انجمن کے تحت تمام نوشت وخواند اردو ہی میں ہوتے تھے۔

(۲) بھارت بندو سمیتی۔(قائم شدہ ۱۹۳۶ء):۔

۱۹۳۹ء میں بھارت ہندو سمیتی کا قیام عمل میں آیا [9] ہندی زبان وادب کی خدمت ساتھ ساتھ اس کی محفلیں اردو کے نغموں سے بھی سرشار تھیں۔اور ہر سال بسنت کے موقع پر کوی سمیلن اور مشاعرے ہوتے تھے۔ ماسٹر ہنومان پرشاد اور اس کے بنیاد گزاروں میں تھے۔جو اردو زبان وادب کے دلدادہ تھے۔اس کے علاوہ اس تنظیم کے دیگر کارکنوں میں مولوی ثابت لکھنوی خاص طور سے سے قابل ذکر ہے۔

(۳) انجمن ہلالِ احمد (قائم شدہ ۱۹۳۱ء):۔

۲۲/اگست ۱۹۳۱ء کو اسکول کے اردووار دوخواں طالب علموں نے اس انجمن کی تشکیل کی ماسٹر نبی احمد اس کے نگراں تھے [2] اس انجمن کے تحت مختلف نوعیت کے تقریری اور تحریری مقابلہ منعقد کئے جاتے تھے۔

(۳) بزمِ ادب کوٹہ (قائم شدہ ۱۹۳۳ء):۔

بزمِ ادب کوٹہ کو قیام ۱۹۳۳ء میں عمل میں آیا۔اس کے بانی مولوی افضل حسین ثابت لکھنوی تھے۔ابتداء میں یہ انجمن بزمِ خیال پھر بزمِ سخن اور انجام کار بزم ادب کے نام سے قائم ہوئی [10] اپنے قیام کے زمانے سے ہی اس کے زیر اہتمام ماہانہ مشاعرہ، شعری نشستیں اور دیگر ادبی سرگرمیوں کا انعقاد کیا جاتا تھا۔یہ بزم آج بھی کسی نہ کسی شکل میں ادب کی خدمت میں مصروف ہے۔جس کے متعلق ڈاکٹر فاروق بخشی صاحب فرماتے ہیں کہ۔

''کوئٹہ میں اردو ادب کو فروغ 'بزمِ ادب کے تعاون کو بھلایا

نہیں جا سکتا۔ اس بزم کے زیر اہتمام بڑے بڑے مشاعرے

اور سیمنار ہوئے ہیں۔ مگر ایک عرصہ سے یہ انجمن خاموش ہے۔

علاوہ ازیں 'بزمِ سخن' اور کئی انجمن بھی ہیں جو خاموشی سے اپنا کام

کر رہی ہیں۔'' [۱۱]

(۴) اردو ہندی پوئٹس ایسوسیشن ہربٹ کالج کوئٹہ (قائم شدہ ۱۹۳۴ء):۔

ہربٹ کالج کوئٹہ کے اردو ہندی خواں طالب علموں نے ۱۹۳۴ء میں اردو ہندی پوئٹس اسیوشیشن کی بنیاد ڈالی تھی۔ جس کے زیرِ اہتمام اردو ہندی کے مشاعرے ہوتے تھے۔ افسوس ہے کہ ایک سال ہی اس کی زندگی رہی، پھر اس کا وجود باقی نہ رہ سکا۔ مصباح الدین تاثیر، ڈم ڈم کوٹوی، مفتوں کوٹوی، عثمان غنی مائل، چھوٹے خاں وغیرہ۔ اس کے خاص شرکاء میں سے تھے [۱۲]

(۵) پریم منڈل (قائم شدہ ۱۹۳۵ء):۔

ہندو اور مسلم طالب علموں کے باہمی اتفاق واتحاد کا حاصل اس تنظیم کا قیام ۱۹۳۵ء کو عمل میں آیا [۱۳] پریم رس سے بھرپور یہ منڈل شاعرانہ جذبات سے لبریز تھا۔ اس کے تحت با قاعدہ مشاعروں کا انعقاد کیا جاتا تھا اور اس کے ساتھ ہندی شعراء بھی اپنے کلام پڑھا کرتے تھے۔

(۶) بزمِ افکار (قائم شدہ ۱۹۴۵ء):۔

''بزمِ افکار'' نوجوانوں میں ادبی ذوق وشوق کا تخلیق اور زبانِ اردو کی ترویج کے پیشِ نظر ۱۹۴۵ء میں قائم کی گئی تھی [۱۴] اس کے قیام کا اہم مقصد اربابِ ذوق کی صلاحیتوں بروئے کار لانے کی ہر ممکن کوشش کرنا اور تقریری صلاحیتوں میں اضافہ کے لئے سوسائٹی کے تحت مباحثہ منعقد کرنا تھا۔

ریاست جھالاواڑ

(۱) انجمن سخنِ شعراء (قائم شدہ ۱۹۸۱ء):۔

جھالاواڑ جیسی چھوٹی ریاست میں اردو شعروادب کو خوب فروغ حاصل ہوا۔ یہاں کے حکمراں نے اپنے اپنے دورِ حکومت میں کئی شعراء کو اپنے دربار سے وابستہ کیا اور مختلف اعزازات وخطابات سے نوازا۔ مہاراجا بھوانی سنگھ کے عہدِ حکومت (۱۸۸۶ء تا ۱۹۲۹ء) میں وہاں ایک ادبی ماحول قائم ہو گیا تھا جب دہلی اور دیگر مقامات کے شعراء جھالاواڑ تشریف لائے۔ ان شعراء میں مولانا عبدالوحید نیرنگؔ کاکوروی اور حافظ عالمگیر خاں کیفؔ خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ ان کی ایماء پر ۱۹۰۵ء میں پندرہ روزہ مشاعروں کی بنیاد ڈالی گئی۔ ان مشاعروں کے رواج سے ذوقِ سخن کو فروغ حاصل ہوا۔ جس کے زیرِ اثر اسی دلدادہ راجا کی سرپرستی میں ۱۹۱۸ء میں ''انجمنِ سخن شعراء'' قائم کی گئی جس کے تحت ماہانہ مشاعرے ہوتے تھے ۱۵

(۲) شیکسپیر ڈرامٹک سوسائٹی:۔

مہاراجا بھوانی سنگھ کا دور جھالاواڑ کی ادبی تاریخ میں سُنہرا دور کہا جاسکتا ہے۔ ان کے عہد میں اردو شعروادب کے علاوہ اصلاحی اور مقصدی نظمیں بھی لکھی گئیں۔ اور اردو ترجمہ نگاری کو فروغ حاصل ہوا۔ مہاراجا بھوانی سنگھ کی سرپرستی میں شکسپیر رڈرامٹک سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا۔ جس کے تحت انگریزی ڈراموں بالخصوص شکسپیر کے ڈراموں کا اردو میں ترجمہ کیا گیا۔

(۳) بزمِ راجندر:۔

مہاراجا بھوانی سنگھ کے بعد مہاراجا راجندر سنگھ مخمورؔ (۱۹۲۹ء تا ۱۹۴۴ء) جھالاواڑ کے رئیس بنے۔ وہ خود شاعر تھے اور شعروادب کے قدرداں تھے۔ ان کی سرپرستی میں انجمن راجندر کے نام سے ایک بزمِ ادب قائم ہوئی۔ جس کے زیرِ اہتمام ماہانہ طرحی مشاعرے منعقد ہوتے تھے ۱۶ دراصل مہاراجا بھوانی سنگھ کے عہد میں قائم 'انجمن سخنِ شعراء' کا نام بدل کر 'انجمنِ راجندر' کر دیا گیا تھا اور بابو مصطفیٰ حسین رضوی بحیثیت سیکریٹری مقرر

ہوئے ۱۷؎ بعد رحلت بابو مصطفیٰ حسین رضوی ۱۹۴۱ء میں شفیقؔ صاحب کو 'انجمن راجندر' کا سکریٹری بنایا گیا۔ شفیقؔ صاحب اپنی شاعرانہ ذمہ داریوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"۱۹۴۱ء میں رضوی صاحب کے مرحوم ہو جانے کے پر مجھے
'انجمن راجندر' کا سکریٹری مقرر کر دیا گیا۔ اس سے اور بھی
شاعرانہ ذمہ داری اپنے اوپر محسوس کرنے لگا ۱۸؎

ریاست جودھپور

بزمِ ادب:۔

ریاست جودھپور میں آزادی سے پہلے کی انجمنوں میں 'بزمِ ادب' کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ جسے 'تذکرۂ بہارِ سخن' کے کے خالق شرف الدین ایکتاؔ نے قائم کی۔ جس میں ان کے ساتھ منشی عبدالباری تنہاؔ بھی شامل تھے۔ بزمِ ادب کے زیرِ اہتمام ادبی نشستوں کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ آزادی کے بعد بھی 'بزمِ ادب' کے نام سے جودھپور میں کئی انجمنیں تشکیل ہوتی رہیں اور آج بھی کسی نہ کسی شکل میں سرگرمِ عمل ہے۔

ریاست بیکانیر

بزمِ ادب:۔

مولوی بادشاہ حسین خاں رضاؔ کی آمد سے نہ صرف ریاست بیکانیر میں اردو شعر و ادب کو فروغ حاصل ہوا، بلکہ اردو درس و تدریس کا سلسلہ بھی پروان چڑھنے لگا۔ جس کے زیرِ اثر یہاں ایک ادبی تنظیم 'بزمِ ادب' کے نام سے ۱۹۳۵ء میں قائم ہوئی ۱۹؎ اس کے زیرِ اہتمام شعری نشستوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

فتح پور شیخاوٹی

انجمن شمع اردو فتح پور شیخاوٹی:۔

بقول جناب صدیق غوری فائق الہند فتح پور کی پہلی ادبی انجمن ''انجمن شمع اردو'' کے نام سے محلّہ بیوپاران میں ۱۹۴۵ء قائم کی گئی تھی۔اس انجمن میں تعلیم یافتہ احباب شامل تھے [۲۰]

اجمیر کمشنری

سطورِ بالا تحریر ریاستوں کے علاوہ اجمیر کمشنری جو اجمیر میرواڑہ کے نام سے منسوب تھی اور جہاں انگریزی حکومت کی عمل داری تھی۔ یہاں بھی اردو زبان وادب کو فروغ حاصل ہوا۔اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتیؒ کی تشریف آوری کے زمانے سے اس خطہ میں فارسی کے اثرات ظاہر ہونے لگے تھے ان کی آمد سے یہاں مسلمانوں،صوفیوں،تاجروں اور فوجیوں کی آمدورفت کا سلسلہ بھی بڑھنے لگا۔جس کا اثر لازمی طور پر یہاں کی بول چال پر بھی ہوا اور ایک نئی زبان جو آگے چل کر اردو کہلائی،آہستہ آہستہ وجود میں آنے لگیں۔اس کے علاوہ غدر کے متاثر شعراء نے اجمیر کا رُخ کیا۔ان نو وارد شعراء وادباء کے ساتھ مل کر مقامی باشندوں نے علم وادب کی محفلیں قائم کیں۔اور مشاعروں کا سلسلہ شروع ہو گیا جس کے زیرِ اثر ادبی انجمنیں قائم ہونے لگیں۔اجمیر میں قائم ہونے والی انجمنوں میں ''انجمن معین الدین''، ''بزم مشتاق'' اور اجمیر کے قادالکلام شاعر مولانا عبدالباری معنیؔ کے یاد میں قائم انجمن ''بزمِ معنیؔ'' خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔جن کے زیرِ اہتمام منعقدہ مشاعروں اور دیگر ادبی تقاریب نے اجمیر میں شعروادب کے ماحول کو گرما کر ادبی فضا قائم کی۔

حصہ (ب)
تشکیل راجستھان کے بعد ضلع وار اہم ادبی انجمنوں کا تعارف

۱۹۴۷ء میں ہندوستان کی آزادی کے بعد اولاً چند ریاستوں کے اشتراک سے ایک چھوٹا سا صوبہ بنا جس کو متسیہ یونین کیا گیا۔۳؍مارچ ۱۹۴۸ء میں مرکزی حکومت کی اجمیر کمشنری کے علاوہ باقی تمام

ریاستوں کے ضم ہوجانے کے بعد یہ خط صوبۂ راجستھان کے نام سے منسوب ہوا اور مختلف ریاستوں کو راجستھان کے اضلاع میں تقسیم کیا گیا۔ شروع میں چھبیس ضلع بنائے گئے۔ ۱۹۵۶ء میں اجمیر کمشنری بھی اس میں شامل ہوئی اور آبو اور سروہی کا بقیہ حصہ بھی راجستھان میں شامل کیا گیا۔ گویا صوبہ راجستھان کی تشکیل باقاعدہ طور پر ۱۹۴۸ء سے شروع ہوئی۔ اور ۱۹۵۶ء میں موجودہ شکل اختیار کی۔ بعد میں اضلاع کا اضافہ ہوتا رہا اور موجودہ صوبۂ راجستھان ۳۳ ؍اضلاع پر مشتمل ہے۔

۱۵؍اگست ۱۹۴۷ء کو لمبی غلامی سے ہمیں نجات تو مل گئی لیکن اس زمانے میں تمام ملک میں ہر طرف انتشار و برہمی، نفرت و خون خرابہ اور ہولناک مناظر تھے جس سے راجستھان بھی متاثر ہوا اور اس کا اثر نہ صرف سماجی، معاشی اور اقتصادی زندگی پر پڑا بلکہ ادبی ماحول بھی اس دور کے حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اور محسوس ہو رہا تھا۔ بقول مشاغل عثمانی ؎

’انقلاباتِ زمانہ سے پریشان ہوکر
رہ گئی صبح وطن شامِ غریباں ہوکر‘

یہ ایک ایسا بحرانی اور ہنگامی دور تھا جب ایک طرف بہت سی انجمنوں کے اراکین ترک وطن کر کے پاکستان چلے گئے۔ اور ادبی انجمنیں سونی ہوگئیں اور جنھوں نے وطن کی سرزمین کو نہیں چھوڑا ان کو معاشی اور اقتصادی پریشانیوں کے ساتھ عصری حالات نے ذہنی طور پر ماؤف کر دیا اور یہاں کی ادبی فضا پر جمود کی گھٹائیں چھا گئیں۔ اگرچہ کہیں کہیں شعر سخن کے نغمات کی گونج ضرور قائم تھی مگر مجموعی طور پر ادبی فضا معطل ہوکر رہ گئی۔ ادبی سرگرمیوں سے قطع نظر اردو کی سرکاری حیثیت ختم ہونے کی وجہ سے اردو کو بڑا جھٹکا لگا اور خاص طور پر غیر مسلم طبقہ نے اردو سے کنارہ کرلیا۔ سرکاری مدارس میں ابتدائی اور ثانوی سطح پر اردو کی تعلیم برائے نام رہ گئی۔ یہی حال اعلیٰ تعلیم کا تھا۔ حصولِ آزادی کے کچھ عرصہ بعد بھی کئی سابق ریاستوں کی سرکاری زبان اردو اپنے رسم الخط میں برقرار رہی۔ مثل جے پور، ٹونک، دھولپور اور اجمیر لیکن راجستھان کا تشکیل عمل مکمل ہونے کے بعد اردو ہر جگہ سے ختم ہوگئی۔ اور اس کا زوال نقطۂ کمال تک پہنچ گیا۔ اس کے علاوہ اردو کی مخالفت شروع ہوگئی۔ اور اس وقت اردو زبان کا نام لینا کسی گناہ یا جرم سے کم نہ تھا۔ اردو کے نام پر تبدیلِ وطن کا طعنہ کیا جانے لگا۔ سرکاری دفاتر اور عدالتوں سے اردو کا وجود ختم ہوگا۔ ایسے حالات میں اردو زبان کی بقاء، تحفظ، ترقی اور ترویج کے ساتھ اس کی تعلیم کے فروغ کے

لئے کوشش کی جانے لگیں اور اسی مقصد کے تحت انجمن ترقی اردو ہند کی ایک شاخ ۱۹۵۲ء میں قائم کی گئی اور جا بجا مقامی شاخیں قائم ہوتی رہی۔ بالآخر ۱۹۵۶

بالآخر ۱۹۵۶ء میں انجمن ترقی اردو کی صوبائی شاخ جے پور میں قائم ہوئی اس کے بعد اس خط میں اردو زبان وادب کو فروغ حاصل ہوا اور اردو تعلیم کا سلسلہ از سرِ نو شروع ہوا تو اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج سرکاری اور غر سرکاری کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اردو کی اعلیٰ تعلیم و تحقیق کو فروغ حاصل ہوا رہا ہے۔

جے پور

(۱) انجمن ترقی اردو ہند (مقامی شاخ) جے پور (قائم شدہ ۱۹۵۳ء):۔

قیامِ شاخ کا پس منظر:۔

مذکورہ بالا حالات میں اردو کی بقاء اور تحفظ کے لئے جدوجہد کرنے والی صرف ایک ہی جماعت ہندوستان میں ’انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ باقی رہ گئی تھی۔ لہٰذا راجستھان کے بھی خواہانِ اردو کا اس طرف متوجہ ہونا ایک قدرتی امر تھا اس طرح جے پور کے چند ہمدردانِ اردو اجمیر میں ہونے والی ’’کل ہند اردو کانفرنس‘ تاریخ ۱۲/۲۲ مارچ ۱۹۵۳ء میں شریک ہوئے اور انجمن ترقی اردو ہند کے جنرل سکریٹری قاضی عبدالغفار سے ملے اور انجمن ترقی اردو ہند کی ایک راجستھانی شاخ جے پور میں قائم کرنے کا خیال ظاہر کیا تاکہ اردو کے تحفظ و بقاء کے لئے جدوجہد کی جائے۔ جس کا انہوں نے بہت اچھے الفاظ اور حوصلہ افزاء انداز میں اقرار کیا [۲۱]

قیامِ شاخ:

چونکہ مرکزی انجمن کے قواعد کے مطابق کسی ریاست میں اس وقت تک ریاستی شاخ قائم نہیں ہوسکتی تھی جب تک کہ اس ریاست میں کم از کم پانچ مقامی شاخیں نہ ہو۔ مگر اس زمانے میں صرف اجمیر، ٹونک اور کوٹہ میں مقامی شاخیں تھیں اور اجمیر اُس وقت راجستھان میں شامل نہیں ہوا تھا لہٰذا جے پور میں ۲۶/ مارچ ۱۹۵۳ء کو بمقام حویلی نواب ممتاز الدولہ بہادر واقع تریولیہ بازار بوقت ۹/ بجے شب اردو دوستوں کا ایک عام جلسہ منعقد ہوا اور متعدد اصحاب کی تقریروں کے بعد انجمن ترقی اردو ہند کی ایک مقامی شاخ کی تشکیل عمل میں آئی جس کے عہدہ دار حسبِ ذیل اصحاب منتخب ہوئے۔

خاں بہادر الطاف احمد صاحب خیری - صدر

منشی چندر بہاری لال صاحب صبا - ناب صدر

پروفیسر محمد خاص الدین خاں صاحب ایم۔اے -ایضاً

مولانا احترام الدین احمد صاحب شامل - سکریٹری

ایس۔ایم۔اسلام صاحب - خازن [22]

(۲) انجمن ترقی اردو راجستھان (ریاستی شاخ) جے پور قائم شدہ ۱۹۵۶ء:۔

انجمن ترقی اردو ہند کی مقامی شاخ قائم ہوجانے کے ساتھ ہی اردو کے بقاء اور تحفظ کے لئے اراکین انجمن نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔اردو کی خدمت کا جذبہ اور اس کے تحفظ کا دلدلہ برابر ترقی پذیر رہا۔ممبروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا اور انجمن ترقی اردو کی راجستھان شاخ کے قیام کا مطالبہ بڑھتا گیا۔تین سال کی مسلسل کوششوں سے فضا اس قابل ہوگئی کہ شاخِ جے پور اپنے تیسرے سالانہ اجلاس کے موقع ''کل راجستھان اردو کنوینشن منعقد کرے۔تجویز منظور کی گئی اور اس طرح ۲۹/تا ۳۱/مارچ ۱۹۵۶ء کو ایک کل راجستھان اردو کنوینشن ''جے پور میں بمقام مسلم مسافر خانہ میں انعقاد ہوا۔اسی موقع پر راجستھان کی ریاستی شاخ کی تشکیل عمل میں آئی۔ حس کے حسبِ ذیل عہدہ دار منتخب ہوئے۔

خاں بہادر الطا احمد صاحب خیری۔صدر،

پنڈ رایس.کے.صاحب۔نائب صد،

رپروفیسر پریم شنکر سریواستو۔نائب صدر،

مولانا احترام الدین احمد شاغل صاحب۔جنرل سکریٹری

اور پنڈت کاشی پرشاد صاحب تواڑی۔خازن وغیرہ [23]

(۳) راجستھان اردو اکادمی جے پور (قائم شدہ ۱۹۷۹ء):۔

۱۹۵۶ء میں حکومتِ راجستھان نے اودے پور میں راجستھان ساہتیہ اکیدمی قائم کی تھی۔اس اکیڈمی میں

اردو کے فروغ کے لئے بھی کام کیا جاتا تھا اور اس کے لئے ایک بورڈ قائم کیا گیا تھا جس کے ذریعہ راجستھان کے شعراء وادباء کو وانعامات اور وظائف کے علاوہ اردو کی کتابوں کی اشاعت، سیمناروں اور مشاعروں کا انعقاد، ادبی تقریبات کے لئے مالی امداد وغیرہ کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ نیز ایک سہ ماہی جریدہ 'نخلستان' بھی جاری کیا گیا تھا۔ اس کے بعد جب ۱۹۷۹ء میں راجستھان اردو اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا تو ساہتہ اکیڈمی میں اردو کی ترویج کا سلسلہ بند ہو گیا اور ساہتہ اکیڈمی کے جانب سے شائع کی جانے والی اردو کی کتابیں راجستھان اردو اکیڈمی کو منتقل کردی گئی۔ اس کے ساتھ ساہتیہ اکیڈمی کی جانب سے شائع کیا جانے والا سہ ماہی کی جریدہ ''نخلستان'' بھی راجستھان ردو اکیڈمی کی جانب سے شائع کیا جانے لگا۔ اس طرح راجستھان کے اردو دوستوں اور ادب نواز حضرات کی کوششوں سے حکومتِ راجستھان نے راجستھان اردو اکیڈمی کے قیام کو منظوری عطا فرمائی اور ۲۸ر مارچ ۱۹۷۸ء کو اکیڈمی کے قیام کے ساتھ مولانا قمر واحدی کو اکیڈمی کا صدر (چیرمین) نامزد کیا گیا۔ اور جناب خداداد خاں صاحب مونسؔ کو اکیڈمی کا پہلا سکریٹری مقرر کیا گیا۔ اردو اکیڈمی کے قواعد وضوابط کے علاوہ اکیڈمی کی اولین جنرل کونسل میں بعض حضرات بحثیت ممبر شامل کئے گئے جن میں راجستھان کے شعراء وادباء کے علاوہ اردو سے دلچسپی رکھنے حضرات شامل ہیں اور سرکاری نمائندے بھی شریک تھے۔

(۴) بزمِ قمرؔ جے پور (قائم شدہ ۱۹۷۲ء):۔

''بزمِ قمرؔ جے پور'' مولانا محمد ایوب خاں صاحب قمر واحدیؔ اولین صدر راجستھان اردو اکیڈمی جے پور کے شاگردوں نے مولانا موصوف کی صدارت میں ۱۴ر اگست ۱۹۷۲ء میں قائم کی گئی۔ اس زمانے سے بزمِ قمر کے زیرِ اہتمام طرحی مشاعروں کا انعقاد کا سلسلہ شروع ہوا تھا جو آج بھی جاری ہے۔ بزمِ قمر جے پور کی واحد انجمن ہے جو اپنے طویل عرصہ سے فعال ہے اور ۱۹۷۲ء سے پابندی کے ساتھ کسی مالی تعاون کے بغیر مسلسل طرحی مشاعرے منعقد کر رہی ہے۔ قمرؔ واحدی کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے فرید العصر صاحب اپنے والد کی اس روایت کو قائم کئے ہوئے ہیں۔ موجودہ وقت میں بزمِ قمر کے اراکین حسبِ ذیل ہیں۔

۱. حسین کوثری جے پوری۔ سرپرست

۲. محمد عمر صدر

۳. محمد حسین نائب صدر

۴. فرید العصر نظرؔ ایوبی معتمد ۲۴

(۵) مرزا غالبؔ سوسائٹی:۔

جیسا کہ اس باب کے پہلے حصہ میں عرض کیا جا چکا ہے کہ مرزا غالبؔ سوساٹی کا قیام ۱۹۳۶ء میں عمل میں آیا اور تشکیلِ راجستھان کے بعد یہ سوسائٹی آج بھی قائم ہے۔ اس کے زیرِ اہتمام منعقدہ سالانہ تقریبات کا سلسلہ اس کے بانی و سرپرست مرحوم مرزا نصیر بیگؔ نے قائم رکھا لیکن ۱۹۵۶ء میں ان کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادگان مرزا عزیز بیگ صاحب اور مرزا رفیق بیگ صاحب نے اس زمہ داری کو سنبھالا اور اسی زمانے سے مرزا غالبؔ سوسائٹی کی جانب سے ماہ دسمبر اور جون میں منعقد کی جانے والی تقریبات کے علاوہ دوسرے پر دوسرے پروگرام بھی کیئے جانے لگے تھے۔ اس طرح سوسائٹی کے بڑھتے ہوئے دائرۂ عمل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جے پور شہر کے زیادہ سے زیادہ ادباء و شعراء اور ہمدردانِ اردو کو سوسائٹی سے وابستہ کرنے کی غرض سے ۱۹۸۸ء میں سوسایٹی کی مجلس منظمہ بنائی گئی ۔ چنانچہ راہیؔ شہابی صاحب کو سوسائٹی کا صدر منتخب کیا گیا۔ اور مرزا نصیر بیگ مرحوم کے صاحب زادے مرزا حبیب بیگ پارسؔ کو سکریٹری بنایا گیا۔ اور اسی سال ۲۸/ دسمبر ۱۹۸۸ء کو جشنِ غالب منعقد کیا گیا۔

راہیؔ شہابی صاحب مرتے دم ۲۶/ اپریل ۲۰۰۵ء تک سوسائٹی کے صدر کے عہدے پر فائز رہے۔ ان کے انتقال کے بعد جناب چودھری محمد منور خاں صاحب کو سوسائٹی کا صدر منتخب کیا گیا اور فی الوقت محترمہ شمشاد علی صاحب سوسائٹی کی صدر، مرزا حبیب بیگ پارسؔ اور بلا تفریق مذہب و ملت حضرات سوسائٹی سے وابستہ ہیں۔

(۶) انجمن فروغِ اردو جے پور (قائم شدہ ۱۹۸۷ء):۔

اردو زبان اور اردو تعلیم کو فروغ دینے کے لئے اگست ۱۹۸۷ء کو جے پور میں 'انجمنِ فروغ اردو' کے نام سے ایک تنظیم قائم کی گئی جس کے صدر جناب عبد القیوم اور سکریٹری محمد خاں کو مقرر کیا گیا۔ اس موقع پر طلبہ و طالبات کا ایک خطاطی مقابلہ کا بھی انعقاد کیا گیا۔ اس زمانے سے اس انجمن کے زیرِ اہتمام اردو زبان و ادب سے

متعلق سمینارا وورسمپوزیم منعقد کئے جاتے رہے ہیں۔فی الوقت اس دور کے صدر محمد خاں ہیں اور ڈاکٹر زیبا زینت سکریٹری کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

(۷) راجپوتانہ اردو ریسرچ اکیڈمی جے پور (قائم شدہ ۲۰۱۱ء):۔

جے پور کی موجودہ ادبی انجمنوں کے سلسلہ میں راجپوتانہ اردو ریسرچ اکیڈمی کا نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔اس اکیڈمی کا قیام ۲۰۱۱ء میں عمل میں آیا مگر قلیل عرصہ میں ہی اس اکیڈمی کے زیرِ اہتمام نثری تقاریب خاص طور پر سمینار وغیرہ کا انعقاد کرنے کے علاوہ راجستھان اور خاص طور سے جے پور میں اردو شعروادب سے متعلق تحقیقات کئے جانے بابت اس اکیڈمی کی توجہ ہے۔ بلکہ اکیڈمی کے جانب سے چند تحقیقی کتابیں بھی شائع کی جاچکی ہیں۔جن کی تفصیلات باب چہارم میں کی گئی ہیں۔

راجپوتانہ اردو ریسرچ اکیڈمی کے فعل مہتمم شاہد احمد جمالی صاحب ہیں۔ یہ اکیڈمی انہوں نے اپنے تایہ رضی الدین رضؔا اور اپنے والد منظور احمد ادیبؔ کی یاد میں قائم کی ہے۔ یہ دونوں بھائی (حضرات) جے پور میں شعر وادب کی خاموش خدمات انجام دیتے رہے اورانہیں کے نقشِ قدم پر شاہد احمد جمالی صاحب بھی گامزن ہیں۔

مذکورہ بالا ادبی انجمنوں کے علاوہ جے پور میں تشکیل راجستھان کے بعد اور بھی انجمنیں قائم ہوتی رہیں ان میں سے چند انجمنیں فعال بھی ہیں۔ان انجمنوں کے زیرِ اہتمام ادبی تقریبات، مشاعرے، نعتیں، شعری نشستیں اور سمینار وغیرہ منعقد ہوتے رہتے ہیں۔جس سے جے پور کی ادبی فضا کو تقویت ملتی رہی۔ان میں **انجمن شعروادب، انجمنِ اربابِ ادب، ادبی سنگم، لٹریری سرکل،** اور **بزمِ قرطاس وقلم** خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔اس کے علاوہ آزادی کے بعد جے پور میں قائم ہونے والی انجمنوں کی فہرست ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی نے اپنی تصنیف میں پیش کی ہے [۲۵]

ٹونک

(۱) تاجؔ اکادمی:۔

حصولِ آزادی اور تشکیل راجستھان کے بعد ٹونک میں قائم ہونے والی سب سے اہم انجمن، تاج اکادمی کے نام سے جانی جاتی ہے۔جس کے سرپرست نواب محمد اسماعیل خاں تاجؔ تھے۔نواب صاحب نے اس اکادمی کا

صدر صاحبزادہ یاسین علی خاں نشاط کو اور سکریٹری صاحبزادہ شوکت علی خاں کو نامزد کیا تھا ۲۶ اس انجمن کے زیرِ اہتمام منعقد سمینار و مشاعرے اور دیگر تاریخی و ادبی نشستیں ہوتی ہیں۔

(۲) انجمن ترقی اردو:۔

انجمن ترقی اردو ہند کی ضلع سطح کی یہ شاخ تقسیم ملک سے پہلے ہی ٹونک میں قائم تھی اس کے بانی و صدر جناب حبیب الرحمٰن خاں ایڈوکیٹ اس کے صدر اور مولانا منظور الحسن برکاتی سکریٹری مقرر ہوئے ۲۷ اس کے بعد اس کی صدارت جناب نجیب الرحمٰن ایڈوکیٹ کے ہاتھوں میں آ گئی۔ اس انجمن کے تحت وقتاً فوقتاً ادبی نشستیں اور مشاعرے منعقد کئے گئے۔

(۳) آزاد ادبی سوسائٹی (قائم شدہ ۱۹۵۹ء):۔

ٹونک میں آزادی سوسائٹی کا قیام ۱۹۵۹ء میں عمل میں آیا جس کے روحِ رواں جناب بصیر ٹونکی تھے ۲۸ اس سوسائٹی کے زیرِ اہتمام متعدد مشاعرے اور ادبی نشستیں منعقد ہوتی ہیں۔

(۴) انجمن تعمیر اردو:۔

اس انجمن کا قیام الیاس فاخر ٹونکی اور جناب مرزا رفیع اللہ بیگ کی کوششوں سے عمل میں آیا۔ اس وقت انجمن تعمیر اردو کے سکریٹری جناب صاحبزادے انور علی خاں اور دیگر ذمہ داروں جناب صاحبزادہ شوکت علی خاں اور مرزا فصیح اللہ بیگ وغیرہ شامل ہیں۔ اس بزم کے زیرِ اہتمام اب تک متعدد مشاعرے اور شعری نشستیں منعقد ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ انجمن وقتاً فوقتاً شاعروں اور ادیبوں کو ان کی خدمات کے صلے میں فاخر ایوارڈ سے بھی نوازتی آتی ہیں۔

(۵) بزمِ تاریخ و تحقیق (قائم شدہ ۱۹۷۴ء):۔

بزمِ تاریخ و تحقیق ٹونک کی انجمنوں میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد ادب و تحقیق کو فروغ

دینا ہے۔ یہ محققین کی انجمن ہے۔اس کی بنیاد ۱۵ر فروری ۱۹۷۴ء کو ڈالی گئی ۲۹ اس بزم کے اراکین میں مولانا منظور الحسن برکاتی (سکریٹری)، قاضی الاسلام، مولنا حکیم عمران خاں، ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی (صدر) ،مولانا حکیم محمد امجد، اور صاحبزادہ شوکت علی خاں وغیرہ شامل کئے گئے۔

(۶) بزمِ سخن:۔

استاد صدیق صائبؔ ٹونکی اور بصرؔی ٹونکی کی کوششوں سے بزم سخن کا قیام عمل میں آیا۔اس کے زیرِ اہتمام ہر ماہ اور ہر سال چھوٹے بڑے بے شمار مشاعرے ہوئے جس میں مقامی اور بیرونی شعراء شرکت کرتے رہے۔ بصرؔی صاحب کی قیام گاہ کا نام ہی شاعروں کے مٹھ کے نام سے مشہور ہوگیا ۳۰

(۷) بزمِ احباب:۔

ادبی دینا میں بہت سے لوگ اپنی ذات میں خود ایک انجمن ہوئے ہیں۔ جناب حکیم ظہور احمد نظؔر بھی انہیں میں شامل ہیں۔موصوف کو اردو زبان وادب سے بے حد محبت تھی اور اسی محبت کی وجہ سے انہوں نے اپنے مطب (نصرانی دواخانہ) میں ایک انجمن 'بزمِ احباب' کی تشکیل کی ۔ یہاں دن بھر ادیبوں اور شاعروں کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری رہتا۔ بزمِ احباب کے سرپرست خود حکیم صاحب رہے اور پابندی کے ساتھ مشاعرے اور شعری نشستوں کا انعقاد کرتے رہتے تھے۔

(۸) محمد خاں شیرانی اکیڈمی (قائم شدہ ۱۹۸۲ء):۔

اس اکیڈمی کا قیام ۱۹۸۲ء میں عمل میں آیا
اور مندرجہ ذیل اراکین مقرر کئے گئے۔

بانی وصدر۔صاحبزادہ شوکت علی
سکریٹری۔مولانا منظور الحسن برکاتی
خازن۔مولانا عمران صاحب ۳۱

اس اکیڈمی کے زیرِ اہتمام متعدد ادبی تقریبات منعقد کی گئیں۔

(۹) انجمنِ امدادِ باہمی (۱۹۶۲ء):۔

جناب جاوید حبیب صاحب نے زمانۂ طالب علمی میں ۱۹۶۲ء میں ٹونک میں انجمن امداد باہمی قائم کی گئی۔۳۲

اس انجمن کے قیام کا خاص مقصد مسلم طلبہ میں علمی و ادبی ذوق پیدا کرنا تھا۔اس انجمن نے ادبی سرگرمیوں کے علاوہ تعلیمی خدمات میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔

(۱۰) انجمن محبانِ اردو (قائم شدہ ۱۹۸۷):۔

ٹونک میں ۲؍جنوری ۱۹۸۷ء میں انجمن محبانِ اردو کا قیام عمل میں آیا۔اس موقع پر انجمن کے صدر جناب سجاع الرحمٰن خاں اور سکریٹری سید ساجد علی ٹونکی کو بنایا گیا ۳۳ اس بزم کے دیگر اراکین میں جناب مفتی ندیم قاسمی، جناب ضیا ٹونکی، جناب ذکاءاللہ ٹونکی وغیرہ شامل تھے۔اس انجمن کے زیرِ اہتمام کئی ادبی تقریبات منعقد کی گئیں۔

(۱۱) ٹونک ادبی سوسائٹی (قائم شدہ ۱۹۹۱ء):۔

اہلِ ٹونک کافی عرصہ سے ایک ایسی ادبی انجمن کے خواہش مند تھے جس میں ٹونک کے زیادہ سے زیادہ نئے اور پرانے قلم کار شعراء شامل ہو اور جو صرف شعر و شاعری تک ہی محدود نہ ہ بلکہ اس کا دائرہ اردو تحقیق، تخلیق تنقید اور جدید رجحانات پر مبنی ہو۔اس مقصد کے حصول کے لئے ٹونک کے سرکردہ ادباء، شعراء اور افسانہ نگاروں کی ایماء پر ۲۱؍نومبر ۱۹۹۱ء میں ٹونک ادبی سوسائٹی کی تشکیل کی گئی جس کے لئے مندرجہ ذیل عہدداران کا انتخاب عمل میں آیا۔

سرپرست: محمد صادق بہارؔ ٹونکی

صدر: سید مختار علی مختار ٹونکی

نائب صدر ڈاکٹر عمر جہاں

سکریٹری۔ڈاکٹر عزیز الرحمٰن شیرانی،

خازن:عبدالغفار ۳۴؎

(۱۲) حبیب الرحمٰن سمپوریل کمیٹی:۔

اس کمیٹی کا قیام اردو شعر وادب کی خدمات کے سلسلہ عمل میں آیا۔اس کمیٹی کا نام نائب ریاست جناب حبیب الرحمان خاں کے نام سے منسوب کیا گیا۔اس کے بانی وصدر جناب مہدی عباس صاحب اور سکریٹری جناب جاوید اقبال تھے۔انجمن کے تحت متعدد ادبی تقاریب منعقد کی جاتی رہیں۔

(۱۳) دبستان صائبؔ:۔

ٹونک کے شاعر محمد صدیق صائبؔ ٹونکی کے نام سے منسوب 'دبستان صائب' کا قیام جناب اکبر شہابی کی سرپرستی میں عمل میں آیا۔جس کے زیر اہتمام سمینار ومشاعروں وغیرہ کے ذریعہ تو اردو کی خدمات نہیں کر سکی، لیکن اس کے تحت اردو کی اشاعت کے کئی کام ہوئے ۳۵؎

مذکورہ بالا ادبی انجمنوں کے علاوہ بہت سی ادبی انجمن تھیں جو اپنے ماضی میں تو روشن رہیں۔لیکن فی الحال وہ انجمنیں تاریخ کا حصہ بن کر رہ گئیں جن میں سیماب لٹریری سوسائٹی، دبستانِ کیف، انجمن فروغِ اردو، وغیرہ خاص طور قابلِ ذکر ہیں۔اس سلسلے میں منظور الحسن برکاتی نے بھی اپنے ایک مجمون میں ٹونک کی قدیم وجدید علمی وادبی انجمنیں میں ٹونک کی انجمنوں کے متعلق تحریر کیا ہے جو بڑا تحقیقی مضمون ہے ۳۶؎

اس کے علاو ٹونک کی ادبی انجمنوں کے سلسلے میں ٹونک کالج کی ''بزمِ ادب'' اور مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک کا تعارف بھی یہاں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔

''بزمِ ادب ٹونک کالج''

ٹونک میں ۱۹۵۹ء میں انٹر کالج جب ڈگری کالج بنا تھا اور ۱۹۶۰ء میں ابوالفیض عثمانی صاحب اجمیر سے تبادلہ پر ٹونک تشریف لائے تھے اس زمانے سے گورنمنٹ کالج کا شعبۂ اردو کی علمی وعادبی سرگرمیوں کا سلسلہ شروع

ہوگیا تھا جو حقیقت میں ''بزم ادب'' گورنمنٹ کالج کی سرگرمیاں تھیں لیکن ۱۹۷۷ء میں جب ٹونک گورنمنٹ کالج میں ایم۔اے۔اردو کا پوسٹ گریجویٹ شعبہ قائم ہوا تو بزمِ ادب کی سرگرمیوں اور کارکردگیوں میں اور اضافہ ہوگیا۔ اردو طلباء اور طالبات کی اس انجمن کا مقصد تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی پوشیدہ صلاحیتوں اور ادبی ذوق کو منظرِ عام پر لانا تھا۔لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لئے مختلف نوعیت کے علمی وادبی پروگرام منعقد کئے جانے لگے۔اراکینِ بزمِ ادب کے تعاون سے ٹونک کالج کے شعبۂ اردو میں صوبائی اور کل ہند سطح کی ادبی تقریبات منعقد ہوئیں ان سمیناروں اور مشاعروں کے طلباء نے بھی اپنے مقالات پڑھے اور اپنا کلام پیش کیا۔

''مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک''

راجستھان میں اردو تحقیق کے فروغ میں مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک (المعروف اے۔پی۔آر۔آئی ٹونک) کی اہمیت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا جہاں عربی اور فارسی کے علاوہ اردو تحقیق کے لیے بھی بہت سے گرانقدر بیش بہا بنیادی مآخذ موجود ہیں بالخصوص راجستھان میں اردو زبان وادب اور شعروسخن سے متعلق تحقیق کے لیے جس قدر مواد اس ادارے میں فراہم ہے وہ کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتا یہ ادارا ابتداً ۱۹۶۶ء میں راجستھان اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ جودھپور کی ایک ضلعی شاخ ٹونک میں قائم ہوئی تھی اور اس میں ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک کے تمام مخطوطات منتقل کردئے گئے تھے۔ان مخطوطات میں ریاست ٹونک کے تیسرے حکمراں نواب محمد علی بہادر کے کتب خانے کا وہ ادبی ذخیر بھی شامل تھا جوانھوں نے ۱۸۶۷ء میں ان کے انتقال کے بعد ان کے صاجزادے بنارس سے ٹونک لے آئے تھے اور ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک کے قیام کے بعد وذخیرہ مذکورہ بالا لائبریری میں شامل کردیا گیا تھا۔

۱۹۷۸ء میں اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی ضلع شاخ کو ترقی دے کر حکومت راجستھان نے ایک باضابطہ ڈائریکٹریٹ کی صورت میں موجودہ تحقیقی ادارہ بنایا اور ادارہ کی عالیشان عمارت تعمیر کرائی گئی۔ادارے کے اولین ڈائریکٹر صاحب شوکت علی خاں جو عربی، فارسی اور اردو کے عالم اور راجستھان کے برگذیدہ صاحب تصنیف ادیب ہیں ان کی ذاتی دلچسپی کے باعث مذکور ادارے کے قیام کے زمانہ سے ہی اس کے ادبی ذخیرہ میں اضافہ ہوتا رہا اور حکومت راجستھان کی منظوری سے راجستھان کے مختلف ضلعوں کی سرکاری قدیم لائبریریوں کے

مخطوطات اس ادارہ میں منتقل کئے گئے نیز ادارے کے سالانہ بجٹ سے ہر سال خریدے جانے والے مخطوطات ومطبوعات کے اضافہ کے علاوہ خاص طور پر راجستھان کے ارباب علم وادب کے ذاتی ادبی ذخائر اس ادارے میں منتقل کئے جانے لگے اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ اس کے علاوہ مولانا ابوالکلام آزاد پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک قیام کے زمانے سے ہی اس ادارے کے جانب سے ہر سال ایک کل ہند سیمینار منعقد کیا جاتا ہے۔ اس میں قومی اور صوبائی سطح کے نامور ادیبوں کے علاوہ راجستھان اور بالخصوص ٹونک کے ابھرتے ہوئے نوجوان ادیبوں کو مقالات پیش کرنے کا موقع دیا جاتا ہے اور یہی نہیں ان سمیناروں کے مقالات مولانا ابو الکلام آزاد عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک کے سالانہ جرنل بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ اس طرح جہاں ایک طرف مولانا ابوالکلام آزاد عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک کے سیمیناروں میں راجستھان کے بزرگ ادیبوں کے تحقیقی مقالات ہر سال منظر عام پر آتے رہتے ہیں اور ادارہ کے سالان جرنل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

جھونجھنوں

بزمِ ادب جھونجھنوں (قائم شدہ ۱۹۵۴ء):۔

بزمِ ادب جھونجھنوں ایک ادبی ادارہ ہے جس میں مقامی ادیب اور ادب سے لگاؤ رکھنے والے عوام حصہ لیتے ہیں۔ یہ ادارہ ۱۹۶۰ء کے سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے مطابق راجستھان سرکار سے رجسٹرڈ ہے۔ جھونجھنوں ضلع ہمیشہ سے علم وادب کا گہوارہ رہا ہے۔ چنانچہ آج بھی یہ ادارہ اپنی عظیم الشان روایاتِ سلف کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ جس میں کسی امتیاز کے ہر مذہب وملت کے لوگ شریک ہیں۔

حالانکہ عرصۂ دراز یہاں ایک اعلیٰ ادبی ماحول چلا آرہا تھا لیکن انقلابِ زمانہ کے ہاتھوں وہ ماحول قائم نہیں رہ سکا۔ اس لئے مئی ۱۹۵۴ء میں ''بزمِ ادب جھونجھنوں'' کا قیام عمل میں آیا اور حسبِ ذیل عہدے داران منتخب کئے گئے۔

صدر۔ جناب سید علی صاحب نقوی رہبرؔ

نائب صدر۔ منشی نظام الدین صاحب نیرؔ

سکریٹری۔ حافظ عبدالرحیم خاں سالکؔ

نائب سکریٹری۔ حکیم یوسف حسین صاحب یوسفؔ

خازن۔ محمد حنیف صاحب ہوشؔ ۳۷

اس طرح ''بزمِ ادب جھونجھنوں'' کی تشکیل کے بعد اس کے زیرِ اہتمام ہونے والی کارگزاریاں عمل میں آئی۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ اراکینِ بزم ادب بھی تبدیل ہوتے رہے۔ موجودہ دور میں انتخاب کے ذریعہ بزمِ ادب جھونجھنوں کی تشکیلِ نو منعقد کی گئی۔ جس میں حسبِ ذیل عہدے دار منتخب ہوئے۔

صدر۔ جناب عبدالحفیظ خان

سکریٹری۔ جناب اقباب خاں ملوان

نائب سکریٹری۔ جناب حاجی یونس بھائی

خازم۔ جناب جعفر علی

چورو

انجمن ترقی اردو (ہند) قائم شدہ ۱۹۶۴ء:۔

چورو میں اردو زبان وادب کی ترقی اور ترویج کے لئے ۱۹۶۴ء میں انجمن ترقی اردو (ہند) کی شاخ کا قیام عمل میں آیا تھا۔ زبان وادب کے فروغ اور بقا کے لئے اس ادبی انجمن نے گراں قدر کردار ادا کیا اور اپنے قیام سے لے کر دورِ حاضر تک اس کی ادبی سرگرمیاں جاری ہے۔ اس انجمن کے موجودہ صدر حاجی عبدالستار انصاری ریٹائرڈ اردو ٹیچر ہے اور سکریٹری کے عہدے پر اردو لیکچرر ڈاکٹر شمشاد علی فائز ہے جن کی کوششوں اور کاوشوں سے خطہ میں اردو کی ایک خوشگوار فضا قائم ہوگئی ہے۔ مندرجہ بالا دو حضرات کی مشترکہ قیادت میں ہی بہت سے آل راجستھان مشاعرے اور ادبی نشستیں سجتی رہتی ہیں۔

اغراض ومقاصد

(۱) اردو زبان وادب کی ترقی اور ترویج کو فروغ دینا۔

(۲) اردو زبان کا پڑھنا، بولنا اور سکھانا۔

(۳) اردو شعراء کو تیار کرنا اور ان کا حوصلہ آفزائی۔

(۴) اردو زبان کا ماحول بنانا۔

(۵) اردو کے فروغ کے لیے وقت وقت پر حکومت سے مطالبہ کرنا۔

(٦) اردو شاعروں اور ادیبوں کی رہنمائی کرنا۔

جالور

بزمِ اردو ادب جالور (قائم شدہ ۱۹۹۷ء):۔

اردو زبان وادب کے فروغ کے لئے جالور شہر کے کچھ ہندو اور مسلم نوجوانوں اور باشندوں نے مل کر جناب لال داس راکیش اور جناب علاء الدین راہی صاحب کی حوصلہ افزائی سے تاریخ ٦ ر دسمبر ۱۹۹۸ء کو بزمِ اردو ادب جالور کے نام سے موسوم ادبی ادارے کو تشکیل دیا گیا۔ جس میں مندرجہ ذیل اراکینِ بزم کا انتخاب کیا گیا۔

۱. صدر : جناب منصور حسین صاحب

۲. نائب صدر: جناب سید ذوالفقار علی صاحب

۳. سکریٹری: جناب اکبر خاں اشکؔ جالوری

۴. خازن : جناب عرفان خاں صاحب

موجودہ وقت میں بزمِ اردو ادب جالور کے صدر جناب لال داس راکیش کو منتخب کیا گیا ہے۔

مذکورہ بزم کی تشکیل کے موقع پر جشنِ افتتاح کی تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں شجر کاری کر کے ایک ادبی مشاعرہ منعقد کیا گیا۔

بانسواڑہ

(۱) بزمِ ادب بانسواڑہ (قائم شدہ ۱۹۷۲ء):۔

بانسواڑہ میں با قاعدہ شعر وادب کا آغاز ۱۹۷۲ء میں پروفیسر شاہد میر اور ظفر غوری کی آمد سے ہوتا ہے۔شاہد میر سرونج مدھیہ پردیس اور ظفر غوری کوٹہ راجستھان سے بہ سلسلہ ملازمت یہاں آئے ۔مضطؔر صدیقی کوٹہ اور دردؔ ہوشیار پوری جو یہاں پر بہ سلسلہ ملازمت مقیم تھے، کی ملاقاتوں سے ادبی نشستوں کا آغاز ہوا۔ یہ حضرات وقتاً فوقتاً اپنی رہائش گاہوں اور شہر کے مخصوص مقامات پر شعر وادب کی محافل آراستہ کرتے تھے۔ ان حضرات نے مل کر ۱۹۷۳ء میں ایک ادبی تنظیم ''بزمِ ادب بانسواڑہ'' کی بنیاد رکھی جس کے زیرِ اہتمام متعدد کل ہند مشاعرے اور سمینار منعقد ہوئے ۳۸؎

مذکور بزم کے اراکین میں جن حضرات نے حصہ لیا وہ سب مقامی نہیں تھے بلکہ ملازمت کے سلسلہ میں بانسواڑہ تشریف لائے۔ان حضرات کو ادب سے بھی کافی رغبت تھی۔انہوں نے بزمِ ادب کے زیرِ اثر بانسواڑہ میں اردو شعر وادب عروج پر پہنچا دیا۔

ان سے پہلے یہاں کوئی بھی اردو کا نام لیوا نہیں تھا۔اس سلسلہ میں رائے بہادر گوری شنکر ہیرا چند اوجھا اپنی کتاب ''راجپوتانہ کا اتہاس'' کی جلد سوم کے باب ''بانسواڑہ راجیہ کا تہاس'' میں رقم طراز ہیں کہ بانسواڑہ راجیہ میں اردو بھاشا کا کبھی چلن نہیں رہا ۳۹؎

ان کے علاوہ بابائے اردو مولوی عبدالحق بھی اپنی تصنیف جائزہ زبانِ اردو میں تحریر فرماتے ہیں کہ بانسواڑہ میں اردو کبھی سرکاری زبان نہیں رہی ہاں عوام کی بول چال کی زبان اردو ضرور تھی مگر دیوناگری رسم الخط بھی استعمال ہوتا تھا ۴۰؎ اور اسی سلسلہ میں آگے ڈاکٹر عبدالعزیز انصاری اپنی کتاب ''اردو اور راجستھان بولیاں'' میں لکھتے ہیں کہ یہاں پر مقامی طور پر بھیلی یا واگری بولی جاتی ہے جس کی حیثیت صرف بولی کی ہے۔لہٰذا اسکولوں میں ہندی اور گجراتی سکھائی جاتی ہے۔ دفتری زبان ہندی تھی ۔ لہٰذا اسکولوں میں ہندی اور گجراتی سکھائی جاتی ہے۔دفتری زبان ہندی تھی۔لہٰذا پڑھے لکھے لوگ ۳ و عموماً ہندوستانی ہی بولتے تھے۔اور یہی اردو تھی مگر اس کے لئے بھی ہندی رسم الخط ہی استعمال ہوتا تھا۔البتہ مسلمان اسے فارسی رسم الخط میں ہی لکھتے تھے۔تصنیف وتالیف

کے میدان میں یہ ریاست بالکل کوری ہی رہی ؎۴۱

ان تمام حوالہ جات سے یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ یہاں پر اردو زبان نہ ہونے سے تصنیف و تالیف کا بھی کوئی کام نہ ہوسکا اور نہ ہی کوئی ایسے شواہد ملتے ہیں۔

(۲) ادبی سبھا (قائم شدہ ۱۹۸۳ء):۔

بانسواڑہ میں بسلسلہ ملازمت حضرات کی آمد سے یہاں ادبی ماحول قائم ہوگیا اور جس کے اثر ۱۹۸۳ء میں ایک اور ادبی تنظیم 'ادبی سبھا' کے نام سے وجود میں آئی۔ جس نے کئی شعری محافل منعقد کیں۔

(۳) ابھینو شکشا سمیتی:۔

موجودہ دور میں بانسواڑہ کی ابھینو شکشا سمیتی سب سے زیادہ فعل تنظیم ہے۔ اس کی سکریٹری محترمہ مالنی کالے کے۔ کارکنانِ تنظیم اور صدر و سکریٹری کی کوششوں سے یہ تنظیم اردو زبان و ادب اور اردو تعلیم کے فروغ کے لئے مصروف کار ہے۔

پالی

بزمِ ادب پالی (قائم شدہ ۱۹۸۰ء):۔

۱۹۸۰ء میں جب رتلام سے ساحر رتلامی پالی تشریف لئے تو ساتھ میں رتلام کی ادبی تنظیم ''بزم ادب'' کو بھی پالی میں شروع کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اس طرح ساحر رتلام کی زیرِ نگرانی پالی شہر میں بزمِ ادب کا قیام عمل میں آیا جس کے اراکین حسبِ ذیل منتخب ہوئے۔

صدر : منہر کلا منہر

نائب صدر: غنی پالوی

سکریٹری: شاعر ساحر رتلامی

نائب سکریٹری: سردار احمد سردار اور ہارون کاشف

بزم کی تشکیل کی موقع پر کل راجستھان مشاعرہ کا انعقاد کیا گیا جس میں راجستھان کے مختلف مقامات

سے تشریف لائے شعراء نے اپنا کلام پیش کیا۔

نمبا ہیڑہ ضلع چتوڑ گڑھ

بزمِ ساغؔر نمبا ہیڑہ (قائم شدہ ۱۹۷۷ء):۔

جنوبی راجستھان کی میواڑ علاقے میں واقع چتوڑ گڑھ ضلع کا ایک خوبصورت قصبہ نمبا ہیڑہ جو کبھی ٹونک ریاست کا ایک پرگنہ تھا۔نوابوں کے نمبا ہیڑہ کے نام سے موسوم اس شہر میں ایک سے ایک استاد شعراء پیدا ہوئے اور بعض عہدِ ریاست میں بہ سلسلہ ملازمت میں یہاں عرصۂ دراز مقیم رہے۔انہیں ادب نواز اور ادب پرست لوگوں نے اردو شعر و ادب کو فروغ دیا۔ان میں سب سے اہم نام فخر راجستھان ساغؔر اجمیری کا ہے جن کی خدمات نے نمبا ہیڑ کا نام روشن کیا۔ان کے بعد دورِ حاضر میں ان کے فرزند و جانشین میکشؔ اجمیری ہیں۔جن کی کوششوں اور یہاں کی مقامی حکومت کی سرپرستی میں علمی سنگم جو نمبا ہیڑہ کی اولین انجمن تسلیم کی جاتی ہے۔قائم کی گئی۔اور اس کے زیرِ اہتمام نمبا ہیڑہ کی تاریخ کا پہل کل ہند مشاعر ساغؔر اجمیری کی پہلی برسی کے موقع پر ۲۶/جنوری ۱۹۷۶ء کو منعقد کیا گیا۔ بہ سلسلہ کئی سالوں تو چلتا رہا لیکن قمری تاریخوں کے حساب سے موسم بولتے رہے۔لہٰذا جب برسی بارش میں آنے لگی تو بہ سلسلہ مجبوراً بند کرنا پڑا۔اور مقامی مشاعروں پر اکتفا کیا۔علمی سنگم کے زیرِ اثر میکشؔ اجمیری نے اپنے والد مرحوم ساغؔر اجمیری کی یاد میں ۱۹/نومبر ۱۹۷۷ء کو نمبا ہیڑہ ''بزمِ ساغؔر'' کی بنیاد ڈالی۔اور اس موقع پر انجمن کی پہلی مجلس منظمہ تشکیل کی گئی۔جس کے اراکین حسبِ ذیل ہیں۔

صدر: سجن سنگھ

سکریٹری: سعادت علی جمیل

نائب صدر: محسن قریشی

خازن: عابد حسین نورؔ

مذکورہ بزم کے زیرِ اہتمام متعدد ادبی تقاریب منعقد کی جاتی رہی ہے۔جن میں کل ہند مشاعرے، کل راجستھان مشاعرے، طرحی وغیرہ مشاعرہ، بزمِ سلام، تعزیتی و تہنیتی اور اعزازی نشست کے علاوہ تعلیم سرگرمیوں

کے اشعار میں بھی یہ ادارہ سرگرم عمل ہے۔

بدلتے وقت کے ساتھ اس کے اراکین میں بھی بدلتے رہے اور حسبِ ضرورت 'بزمِ ساغرؔ' کی مجلس منظمہ کے انتخابات ہوتے رہے۔ جن کی کوششوں سے بزمِ ساغرؔ کے زیرِ اہتمام ادبی محافل ومجالس مسلسل انعقاد ہوتا ہے۔

اجمیر

(۱) تنظیم الشعراء:۔

اجمیر القدس کی وہ تاریخ ساز علمی وادبی حیثیت جس نے اسے ملک بھر میں نمایا رکھا ۱۹۴۷ء کے بعد زوال پذیر ہونے لگی۔ لیکن قابلِ تعریف ہیں اجمیر کے وہ شعراء جنھوں نے اس شہر کی علمی وادبی روایات کو قائم رکھا جس کے وہ وراث تھے۔ استاد وشاگردی کی روایت کہنہ اپنی نوعیت سے اہم تھی اور اس روایت کو ساغرؔ وعرشیؔ اجمیری نے برقرار رکھا۔ اور ان دونوں کی روایتی معاصرانہ چشمک بھی ایک تاریخ بناتی رہی۔ دونوں مشاق اور ذود گو استاد تلامذہ کا وسع حلقہ رکھتے تھے اور طرحی مشاعروں میں زور آزمائی نے اجمیر کی شاعرانہ زندگی کو نئی توانائی بخشی۔ اسی آپسی چشمک کو ختم کرنے کی غرض سے ایک تاریخ ساز ''حاضر مشاعرہ'' کا انعقاد اس وقت اجمیر کی جدید شاعری کے قافلہ سالار حضرت خواجہ معنی اجمیری مرحوم کے قابل جانشین اور ملک کے مشاہیر نقادوں میں اپنی پہچان بنانے والے شاعر وادیب جناب صاحبزادہ سید فضل المتین نے کیا تھا اور مہتمم احمد رئیس تھے۔ اس مشاعرے کی خاص بات یہ تھی کہ اساتذہ سے لے کر مبتدی تک اجمیر کے تمام شعراء نے اس میں شرکت کی اور فی البدیہ اشاعر کہے جس کا ریکاڑ آج بھی متین صاحب کے پاس موجود ہے۔ مشاعرے کے اختتام پر تمام اختلافات کو دفن کر دیا۔ جا کر تمام شعرا پر مشتمل ادبی ادارے ''تنظیم الشعراء'' تشکیل میں آئی جس کے چار صدر ساغرؔ، عرشیؔ، زاہدؔ، اعجازؔ، ایک سکریٹری سید فضل المتین اور نائب سکریٹری میکشؔ اجمیری منتخب ہوئے۔ آگے چل کر اس تنظیم نے ایسے ایسے ادبی پروگرام منعقد کرائے جو ہمیشہ ادبی تاریخ اجمیر میں شاہکار تسلیم کیے جاتے رہیں گے۔

(۲) بزمِ راہیؔ (قائم شدہ ۲۰۰۶ء):۔

شعرائے اجمیر کے بکھرے ہوئے ماحول کو یکجا کر کے ادبی فضا کو خوشگوار بنانے کی غرض سے ''بزمِ راہی'' کی تشکیل

۲۰۰۶ء کو ہوئی۔اس کے افتتاحی موقع پر ڈاکٹر منان راہیؔ چشتی کے تلامذہ چشتیہ ہال اجمیر میں ایک عظیم الشان کل ہند مشاعرہ منعقد کیا گیا۔جس میں ملک کے نامور شعراء حضرات نے شرکت کی۔اوراس کے بعد بزمِ راہی کے زیر اہتمام متعدد سمینار اور مشاعروں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ اجمیر کے قرب وجوار کے غیر اردو ماحول میں اردو پہنچانا بھی اس بزم کا ایک اہم مقصد ہے۔

’’بزمِ غنیؔ‘‘ ماسٹر عبدالغنی میموریل ساہتیہ وشودھ سنستھان بیاور (قائم شدہ ۲۰۱۰ء):۔

شہر اجمیر کے بعد اجمیر ضلع کا سب سے بڑا شہر بیاور ’’نیا نگر‘‘ کے نام سے کرنل ڈکسن نے بحکم وکٹوریہ ۱۹۵۶ء میں بسایا۔نیا نگر رفتہ رفتہ نیا شہر کہلانے لگا اور پھر اس کا نام بیاور پڑ گیا ۴۲؎ اسی بیاور میں پیدا ہوئے ماسٹر عبدالغنی (مرحوم) اردو شاعر، ہندی اور راجستھانی لوک کوی، ہیڈ مولوی مشن ہائی اسکول اور میونسپل کونسل بیاور ضلع اجمیر کی یاد میں ان کے ورثان میں ان کے پوتے عبدالجبار خلجی اور ادبی ذوق وشوق رکھنے والے حضرات کے ذریعہ بتاریخ ۱۰؍جون ۲۰۱۰ء کو ’’بزمِ غنی بیاور‘‘ کا قیام عمل میں آیا۔جسے ماسٹر عبدالغنی میموریل ساہتیہ وشودھ سنستھان کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

’’بزمِ غنیؔ‘‘ ادارے کا مقصدِ خاص ماسٹر عبدالغنی مرحوم کی ادبی خدمات کو منظرِ عام پر لانا اوراس کے لئے بزم کے جانب سے تصانیف کی اشاعت کرنا ہے۔ساتھ ہی اردو زبان وادب کو فروغ دینا ہے۔ان مقاصد کی حصولیابی کے لئے بزم کے زیرِ اہتمام متعدد ادبی تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔اور ماسٹر عبدالغنی مرحوم اور بیاور کے دیگر شعراء ادباء کی تخلیقات کی اشاعت کی جاتی ہے۔

ڈونگر پور

بزمِ ادب ڈونگر پور اور مرکزِ ادب:۔

ڈونگر پور میں باقاعدہ شعروادب کا آغاز ۱۹۷۳ء میں خلیل تنویر کے اودے پور سے تبادلہ ہوکر ڈونگر پور میں آنے کے بعد ہوتا ہے۔او ملازمت کے دوران خلیل تنویر ۱۹۷۷ء تک یہاں مقیم رہے۔ان کے یہاں رہنے سے ادبی سرگرمیاں بڑھ گئیں۔لوگوں کا خیال جدید اردو ادب کی طرمائل ہوا۔جدید رجحانات سے تعلق

رکھنے والوں نے ایک بزم ''بزم ادب'' کے نام سے تشکیل دی۔اس بزم نے ۱۹۷۵ء میں ایک مشاعر منعقد کیا۔

''بزم ادب ڈنگر پور کے زیرِ اثر یہاں کے نئے لکھنے والوں نے بڑی دلچسپی لی اور کچھ نئے ادیب وشاعری سامنے آئے۔خلیل تنویر خود ایک شاعر تھے۔انہوں نے نئے لکھنے والوں کو یکجا ہی نہیں کیا بلکہ ان کی رہنمائی بھی کی اور ۱۹۷۳ء میں ایک ادبی تنظیم ''مرکز ادب'' کے نام سے قائم کی [۴۴] جس کے ذریعہ شعر وادب کی محفلیں آراستہ ہونے لگیں اور نئے لکھنے والوں میں اقبال نجم معصوم نظر،مقبول رضا اور اسماعیل نثار کے نام سے خاص قابلِ ذکر ہیں۔ [۴۳]

اودے پور

(۱) راجستھان ساہتیہ اکادمی (۱۹۵۸ء):۔

حکومتِ راجستھان کے جانب سے ۱۹۵۸ء میں اودے پور میں ''راجستھان ساہتیہ اکادمی کی تشکیل وجود میں آئی [۴۵] جس کے صدر پنڈت جنار دھن رائے ناگر تھے۔اس اکادمی نے ہندی،سنکرت اور راجستھانی زبانوں کی ترقی کے علاوہ اردو زبان کے فروغ کے لئے بھی بہترین خدمات انجام دیں۔اس کے بعد جب ۱۹۷۹ء میں راجستھان اردو اکادمی جے پور کا قیام عمل میں آیا تو ساہتیہ اکادمی اودے پور میں اردو کی ترویج کا سلسلہ بند ہوگیا اور اردو زبان وادب سے متعلق تمام کارکردگی راجستھان اردو اکادمی کو منتقل کر دی گئیں جس کی تفصیل کے ساتھ ذکر جے پور کے باب میں کیا جا چکا ہے۔

(۲) اُپشام:۔

اودے پور میں اردو زبان وادب کو فروغ دینے کے لئے متعدد انجمن اور ادبی تنظمیں قائم ہوئیں اور اپنی ایک جھلک دکھا کر گمنامی ک پردے میں چھپ گئیں ان میں **''حلقۂ ادب''، ''ریشنل فورم''، ''بزمِ سخن''، ''دارالادب'' ''مسلم کلب''** وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔

حلقۂ ادب، بزم سخن اور اپشام ایسے ادارے ہیں جن کے ذریعہ ایک مدّت تک ادبی نشستیں، سمینار اور مشاعرے ہوتے رہے ہیں۔حلقۂ ادب کے سکریٹری عابد ادیب، بزمِ سخن کے مشتاق چنچل اور اپشام کے آر۔ذیڈ

عثمان جیسے ادیب وشاعر رہے ہیں۔جن کے ہونے سے آج بھی اودے پور میں ایک ادبی ماحول بنا ہوا ہے ۴۶؎

اُپشام یہاں کے اردو اور ہندی شعراء کی مشترکہ طور پر بنائی گئی ایک ادبی انجمن تھی۔جس کے صدر پیار چند ساتھی اور اراکین بزم میں کیلاش جوشی جیسے ہندی کے جدید شعراء شامل تھے۔اردو کے شعراء میں شاہد عزیز، شکور جاوید، آر۔زیڈ عثمان اور حفیظ الایمان وغیرہ تھے۔شکور جاوید اس بزم کے سکریٹری تھے۔

(۳) تعمیر سوسائٹی (قائم شدہ ۱۹۸۹ء):۔

تعمیر سوسائٹی اودے پور کا قیام ستمبر ۱۹۸۹ء میں ڈاکٹر اقبال ساگر کی سرپرستی میں عمل میں آیا اور اس موقع پر سوسائٹی کے اراکین وصدر انجینیر ظہور حسین اور سکریٹری ڈاکٹر پریم بھنڈاری کو منتخب کیا گیا۔اور اس کے ساتھ ہی تعمیر سوسائٹی کی کارکردگی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔سوسائٹی کے زیرِ اہتمام متعدد تقریبات منعقد کی جاتی ہیں اور اس کے علاوہ کتابوں کی اشاعت بھی کی جاتی ہے۔

موجودہ وقت میں تعمیر سوسائٹی کے چیرمین کی حیثیت سے ڈاکٹر اقبال ساگر ایک اہم اور سرگرم رکن ہیں ان کے علاوہ وائس چیرین محمد یوسف خاں، سید شاہد حسین، محمد مظہر خاں اور ڈاکٹر پریم بھنڈاری خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

کوٹہ

(۱) بزمِ سخن (قائم شدہ ۱۹۶۷ء):۔

میٹرک تک کے طالب علموں نے اپنے شعری ذوق کی تسکین کے لئے ۱۸/اکتوبر ۱۹۶۷ء کو ''بزمِ سخن' کا قیام عمل میں آیا ۴۷؎ جس کی تشکیل ۱۹۶۷ء میں کی گئی۔جس کے زیرِ اہتمام مختلف نوعیت کی ادبی تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔

سلیم کوٹوی نے اس بزم کے متعلق ایک مفصل مضمون لکھا ہے جس میں شعراء کا نمونۂ کلام بھی درج ہے۔یہ مضمون ۱۹۵۸ء کے شمارہ مہاتما گاندھی اسکول میگزین میں بھی شائع ہو چکا ہے۔اس کے بعد ۱۹۵۹ء اور ۱۹۶۱ء کے شماروں میں اس انجمن سے وابستہ مشاعروں کے انتخابات شائع ہوتے رہے۔

(۲) بزمِ شعور (قائم شدہ ۶۱-۱۹۶۰ء):۔

بزمِ شعور کا قیام ۶۱-۱۹۶۰ء میں عمل میں آیا۔ لطفی کوٹوی اور بہاؔر صدیقی بدایونی اس کے سرگرم کارکن رہے۔ ان کی کوششوں سے مسلسل ادبی سرگرمیوں کا انعاد کیا جانے لگا۔

(۳) بزمِ ادب کوٹہ (قائم شدہ ۱۹۸۰ء):۔

بزمِ ادب کوٹہ کا قیام حالانکہ آزادی سے پہلے ہی چکا تھا اور مختلف ناموں سے اس تنظیم اپنی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اور آزادی کے بعد بھی یہ انجمن سرگرم عمل ہے۔ تقریباً ۱۹۸۰ء میں عقیل شاداؔب نے 'بزمِ ادب' کی تشکیل کی ۴۸؎ اس کے زیرِ اہتمام ہر ماہ باقاعدگی سے طرحی مشاعروں کا انعقاد کیا جاتا رہا۔ اس کام کی تائید میں عقیل شاداؔب کو نہ صرف اردو شعراء کی حمایت حاصل ہوئی بلکہ ہندی کے ادیب و شاعر بھی بزمِ ادب سے منسلک ہوئے۔ اور اس بزمِ ادب کے تعلق سے شہر کوٹہ میں ادبی و شعری اتحاد کی ایک ایسی صحت مند فضا قائم ہوگئی جس نے سبھی کو اپنا گرویدہ کرلیا۔ اور اس طرح بزمِ ادب بھی دھیرے دھیرے پنے قالین کو وسعت عطا کرتے ہوئے شہر میں کئی مشاعرے اور کوی سمیلن بھی منعقد کئے۔ اس کے اراکین میں عقیل شاداؔب، بشیؔر احمد توفیق، ڈم ڈؔم کوٹوی اور عبدالستار ندیم جیسے کوٹہ کے معروف و ممتاز شعراء شامل تھے۔

(۴) ادبی سبھا:۔

آزادی کے بعد اور خاص طور سے تشکیل راجستھان کے بعد کوٹہ میں قائم ہونے والی انجمنوں میں ایک اہم نام ''ادبی سبھا'' کا بھی ہے جس کے زیرِ اہتمام متعدد مشاعرے، سیمنار اور سمپوزیم وغیرہ منعقد ہوئے۔ جن میں کوٹہ کے مقام شعراء کے علاوہ صوبہ کے دیگر اضلاع مختلف صوبہ جات سے شعراء حضرات تشریف لاتے تھے۔

(۵) وکلپ (قائم شدہ ۱۹۸۲ء):۔

کوٹہ شہر کی موجودہ دور کی ادبی انجمنوں میں 'وکلپ' کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ جس کا قیام ۱۹۸۲ء میں عمل میں آیا۔ اس کے بانی پریم مشرا ادب نواز شخصیت کے مالک تھے۔ موجودہ وقت میں صدر کشن لال اور

سیکریٹری شکور انور ہیں۔

(۶) انجمن شعروادب (قائم شدہ ۱۹۸۵ء):۔

مقامی سطح پر اردو شعروادب کے ماحول کو گرما کر ادبی فضا قائم کرنے میں 'انجمن شعروادب' نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کا قیام کوٹہ میں ۱۹۸۵ء میں عمل میں آیا اور اس کے پہلے صدر جناب روشن کوٹوی منتخب ہوئے۔ جو انجمن کے قیام سے کے کر ۹۸۔۱۹۹۷ء تک صدر کے عہد پر فائز رہے۔ موجودہ وقت میں اس کے صدر شکور انور اور جنرل سیکریٹری رضوان الدین انصاری ہیں۔

باراں

''بزمِ احباب'' (قائم شدہ ۱۹۵۷ء):۔

''بزم احباب'' کا قیام باراں میں ۱۹۵۷ء کو عمل میں آیا جب مفتون کوٹوی صاحب ۱۹۵۲ء کو باراں میں بہ سلسلہ ملازمت تعنات ہوئے اور بزم احباب کے قیام سے اردو مشاعروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۴۹؎ جس کے زیرِ اثر باراں میں اردو شعروادبی فضا کو تقویت حاصل ہوئی اور ایک شاعرانہ ماحول قائم ہو گیا تھا۔

فتح پور شیخاواٹی ضلع سیکر

(۱) بزمِ شاہد (قائم شدہ ۱۹۹۰ء):۔

مرحوم شاعر شاہد رتلامی کے شاگردوں نے اپنے استادِ محترم کی یاد کو زندہ رکھنے کی غرض سے ۱۹۹۰ء کے آس پاس فتح پور میں 'بزمِ شاہد' کے نام سے ایک ادبی انجمن قائم کی ۵۰؎ جس کے صدر جناب نثار احمد راہی تھے۔ بزم کے زیر اہتمام شعری نشستیں منعقد کی جاتی تھیں۔

(۲) بزمِ احساس ادب (قائم شدہ ۲۰۰۰ء):۔

ادبی انجمنوں کی خدمات راجستھان کے ضلعوں تک ہی محدود نہیں بلکہ ان سے وابستہ مختلف مقامات اور قصبات میں انجمنوں نے اردو زبان وادب کے فروغ میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔اس سلسلہ میں سیکر ضلع کا فتح پور خصوصی اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے۔جو فتح پور شیخاواٹی کے نام سے جانا جاتا ہے۔

یوں تو شیخاواٹی علاقہ صوفیوں، عالموں اور علم وادب کا گہوارہ رہا ہے لیکن پچھلے کچھ سالوں سے تعطل وجمود سا طاری ہو رہا تھا۔لہٰذا اردو ادب کی خدمت،فروغ زبان اور فن شعر وادب کی ترویج واشاعت کے لئے ایک ادبی انجمن کی ضروت تھی لہٰذا شعرائے فتح پور کی کوشش وسعی اور باہم اتحاد واتفاق سے ایک بزم کی ۲۰۰۰ء میں اساس لکھی گئی۔جس کا نام ''بزم احساسِ ادب'' رکھا گیا۔جس کا نصب العین ومقاصد اردو زبان وادب کی ترویج واشاعت ہے اور اس بزم کے تحت اس جانب اقدام بڑھائے جا رہے ہیں۔

جودھپور

(۱) انجمن ترقی اردو (ہند) جودھپور (قائم شدہ ۱۹۵۳ء):۔

آزادی کے بعد اور خاص طور پر تشکیل راجستھان کے بعد اردو کے بقاء وتحفظ اور ترقی وترویج کے لئے جے پور میں ۱۹۵۳ء کو انجمن ترقی اردو کی مقامی شاخ قائم ہوئی۔اس کے بعد ۱۹۵۶ء میں اراکین انجمن کی کوششوں سے انجمن ترقی اردو کی ریاستی شاخ ''انجمن ترقی اردو راجستھان'' کا بھی قیام عمل میں آیا۔اس کے سکریٹری جناب احترام الدین احمد شاغلؔ کے مشورے پر ۱۹۵۶ء میں وحید الدین وحیدؔ کی سرپرستی میں جودھپور میں بھی انجمن ترقی اردو کی تشکیل کی گئی۔جس کے زیرِ اہتمام کل راجستھان اردو سمپوزیم اور کل ہند مشاعرہ منعقد کیا گیا۔

(۲) بزمِ اردو (قائم شدہ ۱۹۸۰ء):۔

''بزمِ اردو جودھپور'' کا قیام ۱۹۸۰ء میں مشہور ومعروف شاعر جناب شین۔کاف۔نظام اور جناب اے۔ڈی۔راہی کی سرپرستی عمل میں آیا۔جس کا مقصد اردو زبان وادب کو فروغ دینا اور مشاعروں اور ادبی سمینار کا انعقاد کرنا ہے۔اس انجمن کے موجودہ سکریٹری ڈاکٹر نثارؔ راہی اور صدر بھگوان سنگھ گہلوت ہیں۔تقریباً ۴۵؍سالوں سے یہ انجمن اپنے قیام کے زمانے سے ہی متعدد ادبی کارکردگی منعقد کرتی آ رہی ہے۔

(۳) خوش دلانِ جودھپور (قائم شدہ ۱۹۸۵ء):۔

خوش دلانِ جودھپور کا قیام ۱۹۸۵ء میں اردو کے مشہور شاعر و ادیب پروفیسر پریم شنکر شریواستو نے تب کیا تھا جب وہ حیدر آباد کی ایک ادبی تنظیم ''زندہ دلانِ حیدر آباد'' کی دعوت پر وہاں آل انڈیا ہیومر میٹ، سے شرکت کر کے جودھپور واپس آئے تھے۔ جب سے ہی یہ انجمن اردو ہندی اور اراجستھانی، تینوں زبانوں کے شعراء وادباء سے گلزار رہی ہے۔ جس کا مقصد طنز و مزاح کو فروغ دیتے ہوئے معاشرے میں بڑھتے تناؤ اور کوفت کو کم کرنے کے لئے سرگرم ہے۔ اس کے علاوہ طنز و مزاح کو جینے کا ہنر بنا کر خوش رہنے اور دوسروں کو خوش رکھنے کی کوشش کی ہے۔

اس کے موجودہ اراکین حسبِ ذیل ہیں :

صدر: سندیپ بھنڈاوت

نائب صدر: ہاشم خاں

جنرل سکریٹری : انل انور

خزانچی: ومل شریواستو

مذکورہ تمام اراکین عاشقِ ادب اور خوش مزاج لوگ ہیں۔

(۴) تہذیب (قائم شدہ ۲۰۰۷ء):۔

تاریخی جودھپور میں قدیم محلّہ لائقان میں آزادی سے پہلے اردو زبان و ادب کا چھا ماحول رہا اور ادبی سرگرمیاں بھی خوب رہی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس ماحول میں کمی آتی گئی۔ اب اس ماحول کو پھر سے بنانے اور بزرگوں کی روایت کو زندہ کرنے کی کوششوں سے بمقام لائقان محلّہ جودھپور میں ۲۰۰۷ء میں ''تہذیب'' کے نام سے ایک ادبی تنظیم کی تشکیل کی گئی۔ اور اس کے مقاصد متعین کئے گئے جو حسبِ ذیل ہیں:

۱. شہر میں اردو کے تخلیقی فنکاروں کی کارکردگی کو منظرِ عام پر لانا۔

۲. بچوں اور نوجوانوں کو اردو درس و تدریس کی طرف راغب کرنا۔

۳. اردو کے اساتذہ اور کلاسکی ادیبوں کی یومِ ولادت اور یوم وفات پر پروگرام منعقد کرنا۔

۴. موقع بہ موقع اردو کے تاریخی ثقافتی اور تعلیم و تدریس کے تعلق سے پروگرام منعقد کروانا۔

۵.اردو کوچنگ سینٹر قائم کیا۔

۶. قومی تہداروں پر مشاعرہ ادبی سیمار وغیرہ کا انعقاد کرنا۔

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ زبان وادب کی خدمات ایسی تنظیمیں کر رہی ہے جن کے بانی شعراء واد باء حضرات ہوتے ہیں۔لیکن اس تنظیم کے اراکین میں کوئی بھی شخص شاعر وادیب نہیں بلکہ تمام اراکین ادب کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے حضرات ہیں۔لیکن تنظیم کے سرپرست اور مشیران شہر کے ممتاز ومعروف ادباء کے ذمہ دے رکھی ہے۔

صدر : شمیند رجوشی

نائب صدر: واجد حسن قاضی

سکریٹری: نفاست احمد

نائب سکریٹری: شیتل جین

خازن: قاضی احمد

(۵) بزمِ چکبستؔ (قائم شدہ ۱۹۵۵ء):۔

جودھپور کی ادبی فضا کو متحرک کرنے والوں میں صرف مسلم شعراء نے ہی اہم کردار ادا نہیں کیا بلکہ غیر مسلم حضرات نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ان میں روی بھاردواج کا نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔جو ۱۹۵۵ء کے قریب جودھپور میں تشریف لائے اور جناب بشیر جودھپوری کے اشتراک سے بزمِ چکسبت قائم کی [۱۵] اس انجمن کے زیرِ اہتمام متعدد کل ہند مشاعرے منعقد ہوئے۔

بیکانیر

(۱) مستانؔ اکاڈمی (قائم شدہ ۱۹۹۵ء):۔

بیکانیر کے مرحوم شاعر دین محمد مستان کی یاد میں ان کے چند شاگردوں نے مل کر ''مستان اکاڈمی'' کے عنوان سے ۱۹۹۵ء میں ایک ادبی تنظیم قائم کی [۵۲] اور اپنے قیام کے زمانے سے ہی اس انجمن کے زیرِ اہتمام

مشاعروں اورنشستوں کا انعقاد کیا جا تا رہا ہے۔اس کے قائم کرنے والوں میں شمیم بیکانیری نے اہم رول ادا کیا ہے۔

(۲) حلقۂ ادب:۔

حاجی خورشید احمد مرحوم نے بیکانیر میں حلقۂ ادب کے نام سے ایک ادبی ادارہ قائم کیا۔جس کے زیرِ اہتمام مختلف مواقع پر ادبی اور شاعری نشستوں کا اہتمام کیا اور اس کے تحت متعدد کتابیں شائع ہوئیں۔لیکن خورشید صاحب کے انتقال کے بعد 'حلقۂ ادب' بھی خاموش ہوگئی۔

(۳) جام اردو اکادمی:۔

حامی نے اپنے استاد محترم جامؔ ٹونکی مرحوم کی یاد میں بیکانیر میں جامؔ اردو اکادمی کی بنیاد ڈالی۔جس کے زیرِ اہتمام کل راجستھان اور کل ہند مشاعروں کا انعقاد کیا گیا۔جن میں ملک کے نامور شعراء جیسے شین۔کاف۔نظام۔ خداداد خاں مونسؔ،اور مختار ٹونکی وغیرہ نے شرکت کی۔

(۴) انجمن ادب (قائم شدہ ۱۹۹۶ء):۔

انجمن ادب : ادبی مزاج رکھنے والے نوجوانوں کی تنظیم ہے۔ جسے ڈاکٹر ضیاء الحسن قادری نے اپنے چند احباب کے اشتراک سے ۳۰/نومبر ۱۹۹۶ء کو قائم کیا ۵۳ جس کے زیرِ اہتمام متعدد شاعری نشستوں مشاعروں اور توسیعی خطابات کی تقارب کا انعقاد کیا گیا۔

(۵) محفل ادب (قائم شدہ ۲۰۰۶ء):۔

ڈاکٹر ضیاء الحسن قادری صاحب اوران کے رفیقِ عزیز ۲۰۰۶ء میں بیکانیر میں اردو زباب وادب کو فروغ دینے کی غرض سے ''محفلِ ادب'' کے عنوان سے ایک ادبی تنظیم قائم کی جس کے اغراض ومقاصد میں بیکانیر میں اردو زبان وادب اور تعلیم کے لئے ماحول قائم کرنا جس کے تحت بیکانیر کے اسکولوں اور کالجوں میں اردو کھلوانا اور اردو شعر وادب کی طرف لوگوں کو راغب کرنا ۵۴

(۶) رفیق اکیڈمی (قائم شدہ ۲۰۰۰ء):۔

بیکانیر کے معزز شاعر جناب رفیق احمد صاحب رفیق جن کی پیدائش بیکانیر شہر میں ۲۸/فروری ۱۹۳۳ء کو ہوئی تھی۔ جن کے انتقال پرُ ملال جو۳/اگست ۲۰۰۰ء کو بیکانیر میں ہوا۔ اس کے بعد ان کی یاد کو قائم رکھنے کے مقصد سے ایک تنظیم کے قیام کا خیال آیا اور اتفاقِ رائے سے جولائی ۲۰۰۱ء میں ان کے ہی نام سے منسوب ''رفیق اکیڈمی'' قائم کی گئی۔ اس کے قیام کے بعد متواتر تین سال تک ان کی برسی کے موقع پر مشاعرہ اور کوی سمیلن کا اہتمام کیا گیا جن میں بیکانیر کے کئی ادباء شعراء اور کوی صاحبان کو اعزاز سے نوازا گیا

(۷) بزمِ مسالمہ:۔

بیکانیر کے محلّہ بھشتیان میں محرم کے موقع پر ''بزمِ مسالمہ'' کی شروعات حضرت آزاد نے اپنے دولت کدے پر کی تھی۔ بعد ان کے بھانجے نثارؔ نے ان نشستوں کو اپنے گھر پر جاری رکھا۔ ۱۹۶۲ میں بزمِ مسالمہ کی یہ نشستیں مشاعروں کی صورت میں مدینہ مسجد کے زیرِ سایہ منعقد ہونے لگی۔ جو اب تک بھی بلاناغہ جاری ہے۔

(۸) کمیٹی جشنِ عید میلاد النبی:۔

بیکانیر میں پہلا مشاعرہ ۱۹۴۴ء میں شیخ نثار احمد نثارؔ کی دیوان خانے میں منعقد ہوا۔ یہ نعتیہ مشاعرہ بسلسلہ جشنِ عید میلاد النبی ﷺ منعقد کیا گیا تھا، انہیں طرحی مشاعروں کو منعقد کرنے کی غرض سے جشنِ عید میلاد النبی کے نام سے ایک کمٹی محلّہ بھشتیان بیکانیر میں تشکیل دی گئی جس کے زیرِ اثر اہتمام ہر سال جشنِ عید میلاد النبی کے موقع پر عظیم الشان نعتیہ مشاعرے کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

اس کمیٹی کا قیام کا مقصد نعتیہ مشاعرہ کا انعقاد عوام میں اردو زبان و ادب کے تیئں دلچسپی پیدا کرنا۔ اور مشاعروں کا ماحول پیدا کرنا۔ اس سلسلہ کا بڑا مشاعرہ ۱۹۵۵ء میں محلّہ بھشتیان مدینہ مسجد زیرِ سایہ منعقد ہوا اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

جھالاواڑ

’’بزمِ نیرنؔگ‘‘ (قائم شدہ ۱۹۶۰ء):-

تشکیل راجستھان سے پہلے جھالاواڑ ایک ریاست کی حیثیت رکھتی تھی جہاں کے حکمرانوں کی سرپرستی اور ادب نوازی اردوزبان وادب کوخوب فروغ حاصل ہوا۔حتیٰ کہ مہاراجا بھوانی سنگھ کا دورتو جھالاواڑ میں اردوزبان وادب کی تاریخ سنہرا دو کہا جاتا ہے۔اوراسی وجہ یہاں کی ادبی فضا اورتہذیب وتمدن سے متاثر ہوکر پریم شنکر سریواستو نے جھالاواڑکو’راجستھان کالکھنو‘ لکھا ہے ۵۵؎ لیکن آزادی کے بعد یہاں کےادبی ماحول پرتاریکی چھا گئی۔البتہ جھالاواڑ کی شعری وادبی روایت کو چند بزرگوں شعراء کے علاوہ ان کے شاگردوں نے قائم رکھا۔ چنانچہ ۱۹۶۰ء میں نیرنؔگ کاکوری کے شاگردوں نے اپنے استاد کے نام پر’’بزمِ نیرنؔگ‘‘ قائم کی۔اور مصطفیٰ علی خاں شاکؔر رامپوری صدر کے عہد پر فائز ہوئے ۵٦؎ ان کے علاوہ مولوی اسحاق سیکریٹری کے لئے مقرر ہوئے۔ بزم نیرنؔگ کے زیراہتمام منعقدہ ہونے والے مشاعرے’بزم ادب‘ جھالاواڑ اور بعد میں شفیقؔ جھالاواڑی کی وفات کے بعد’بزم شفیقؔ‘ کے تحت منعقد کئے جانے لگے جس میں راحتؔ گوالیاری کا اہم کردار رہا۔راحتؔ گوالیاری بزم نیرنؔگ کے نائب سکریٹری اور بزم شفیقؔ سکریٹری کےطور پراپنی خدمات دیتے رہے ۵۷؎

☆☆☆

حوالا جات: باب دوم

نمبر شمارہ	نام کتاب/رسالہ	مصنف/مرتب	سنِ اشاعت	صفحہ نمبر
۱	پندرہ روزہ اخبار ہماری طاقت جے پور شمارہ		۲/جون ۲۰۱۶ء	
۲	تذکرۂ شعرائے جے پور	مولانا احترام الدین شاغلؔ		
۳	جانِ غالبؔ مرزا غالبؔ سوسائٹی جے پور		شمارہ - جون ۲۰۱۰ء	
۴	راجستھان میں شعری گلدستوں کی روایت اور ان کی اہمیت	ڈاکٹر نادرہ خاتون	۲۰۱۰ء	۴۸
۵	ایضاً			
۶	ایضاً			
۷	حدیقۂ راجستھان	اصغر علی آبروؔ	۱۹۴۶ء	
۸	ماہنامہ 'جام' بیکانیر، عید نمبر		۳۶،۱۹۳ء، مدیر فوق جامی	
۹	تذکرۂ شعرائے کوٹہ	عقیل شاداب	۲۰۰۰ء	۴۸
۱۰	ایضاً			۴۹
۱۱	مفاہیم	ڈاکٹر فاروق بخشی		
۱۲	نظارے (مضامین کا مجموعہ)	مفتوںؔ کوٹوی		
۱۳	ایضاً			
۱۴	ایضاً			
۱۵	'بزمِ نیرنگ' جھالاواڑ کے تحت مشاعرہ	مضمون نگار مفتوںؔ کوٹوی	۱۹۷۴ء	۱۳

نمبر شمارہ	نام کتاب/رسالہ	مصنف/مرتب	سنِ اشاعت	صفحہ نمبر
	یومِ نیرنگؔ قسط اول)			
۱۶	راجستھان میں اردو زبان وادب کے لئے غیر مسلم حضرات کی خدمات	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	۱۹۸۵ء	۲۴۵
۱۷	'بزمِ نیرنگؔ جھالاواڑ کے تحت مشاعرہ یومِ نیرنگؔ	مفتوںؔ کوٹوی (قسط اول)	اگست ۱۹۷۴ء	۱۳
نمبر شمارہ	نام کتاب/رسالہ	مصنف/مرتب	سنِ اشاعت	صفحہ نمبر
۱۸	دیباچہ نیرنگؔ سخن	شفیق		۲۹
۱۹	مارواڑ میں اردو	ڈاکٹر ضیاالحسن قادری	۲۰۱۶ء	۳۹۵
۲۰	تاریخ وتذکرۂ فتح پور شیخاوٹی	نذیر فتح پوری	۲۰۰۳ء	۸۵
۲۱	روداد کل راجستھان اردو کنونشن جے پور	مولانا احترام الدین شاغل	۱۹۵۶ء	
۲۲	ایضاً			
۲۳	ایضاً			
۲۴	گلستانِ دبستانِ قمرؔ	فرید العصر نظرؔ ایوبی		
۲۵	سابق ریاست جے پور میں اردو زبان وادب کا ارتقاء	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی		
۲۶	ٹونک میں اردو کا فروغ	سید ساجد ٹونکی		۱۱۳
۲۷	ایضاً			
۲۸	ایضاً			
۲۹	ادبیاتِ راجستھان	ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی	۲۰۱۲ء	
۳۰	ٹونک میں اردو کا فروغ	سید ساجد ٹونکی	۱۱۳	
۳۱	ایضاً			
۳۲	ایضاً			

۳۳	ایضاً			
۳۴	ادراکِ ادب	ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی مسعود اختر		۱۰
۳۵	ٹونک میں اردو کا فروغ	سید ساجد ٹونکی		۱۱۳
۳۶	ٹونک کی قدیم وجدید علمی وادبی انجمنیں	منظور الحسن برکاتی انجمن ترقی اردو (ہند) کا سہ ماہی رسالہ 'اردو ادب' شمارہ ۱۹۷۴ء		۴۶
۳۷	مختصر روداد 'بزمِ ادب' (جھونجھنوں)			۳
۳۸	راجستھان کے شعر سخن پر ایک نظر	ڈاکٹر سعید روشن	۲۰۰ء	۴۶
۳۹	راجپوتانہ کا اتہاس جلد سوم	گوری شنکر اوجھا ویاس اینڈ سنس	۱۹۳۷ء	
۴۰	جائزہ زبانِ اردو ریاست ہائے راجپوتانہ حصہ اول	مولوی عبد الحق	۱۹۴۰ء	
۴۱	اردو اور راجستھانی بولیاں	ڈاکٹر عزیز انصاری	۲۰۰۰ء	
۴۲	کلیاتِ غنی مصنف	ماسٹر عبد الغنی	۲۰۱۲ء	
۴۳	تذکرۂ شعرائے اردو اودے پور	شاہد عزیز	۲۰۰۰ء	۱۱
۴۴	راجستھان کے شعر سخن پر ایک نظر	ڈاکٹر سعید روشن	۲۰۰۰ء	۶۱
۴۵	تذکرۂ شعرائے اردو اودے پور	شاہد عزیز	۲۰۰۰ء	۱۳
۴۶	ایضاً			۱۴
۴۷	عقیل شاداب شخصیت اور فن تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی	بے بی شبانہ یونیورسٹی آف کوٹہ		
۴۸	ایضاً			
۴۹	نظارے مضامین کا مجموعہ)	مفتوں کوٹوی		

۵۰	تاریخ و تذکرۂ فتح پور شیخاوٹی	نذیر فتح پوری	۲۰۰۳ء	۸۵
۵۱	مارواڑ میں اردو	ڈاکٹر ضیاالحسن قادری	۲۰۱۶ء	۲۲۹
۵۲	ایضاً			۳۹۶
نمبر شمارہ	نام کتاب/رسالہ	مصنف/مرتب	سنِ اشاعت	صفحہ نمبر
۵۳	ایضاً			۳۹۷
۵۴	ایضاً			۳۹۷
۵۵	جرنل جلد۔۷	ساجزادہ شوکت علی خاں	شمارہ۔اول ۱۹۸۹ء	۱۰۹
۵۶	"راجستھان کی ادبی فضاؤں کی سیر" ، بزم نیرنگ جھالاواڑ کے تحت مشاعرہ یوم نیرنگ	مضمون نگار مفتوں کوٹوی	۱۹۷۴ء	۱۵تا۱۶
۵۷	بزم نیرنگ جھالاواڑ کے تحت مشاعرہ یوم نیرنگ قسط دوم	نگار مفتوں کوٹوی	۱۹۷۴ء	۱۴

☆☆☆

باب سوم
ادبی انجمنوں کی اہمیت اورافادیت

باب سوم
ادبی انجمنوں کی اہمیت اورافادیت

’’پھر نظر میں پھول مہکے، دل میں پھر شمعیں جلیں

پھر تصور نے لیا، اس بزم میں جانے کا نام‘‘

فیضؔ

قدیم زمانے کا ماحول بھی کیا خوب تھا۔ جہاں ہر شخص اپنی ذات میں ایک انجمن تھا۔ اس وقت انجمنوں کا کوئی وجود نہیں تھا کیوں کہ ہر ادبی شخص ایک انجمن کی حیثیت رکھتا تھا۔ مثلاً امیر خسرؔو، ولؔی، قلی قطب شاہ، میرؔ، غالبؔ، فیضؔ اور اقباؔل وغیرہ۔ فن کے معیاروں نے ان کی خدمات کو انجمن کے کام کے برابر مانا اور ان کی ذات کو ایک انجمن تسلیم کیا۔

دہلی میں میرؔ و سوداؔ کے عہد میں انجمنوں کو ’’مراختہ‘‘ کے نام سے جانا جاتا تھا۔ ان کے زیرِ اہتمام شعری نشستیں اور مشاعرے منعقد ہوتے تھے لیکن اس دور میں ان انجمنوں کا نہ کوئی منشور تھا نہ کوئی اصول وضوابط اور نا ہی کوئی غرض وغایت ہوا کرتے تھے۔ ان کا طریقہ کار غیر منظّم تھا اور نہ ہی کوئی مجلس منظمہ تھی۔ یہ صرف مشاعروں تک محدود تھیں۔ اردو زبان وادب میں جدید طرز کی ادبی انجمنوں کا آغاز دہلی میں ۱۸۲۲ء ماسٹر رام چندر اور مولانا صہبائی کی ’’لٹریری سوسائٹی‘‘ کے قیام سے مانا جاتا ہے۔ جس کے زیرِ اہتمام قدیم فن پاروں کا تراجم کر کے انکا تحفظ کیا تاکہ آئندہ نسل کی رہنمائی ممکن ہو سکے۔ اسی طرح حاؔلی اور آزاؔد کی ’’انجمن پنجاب لاہور‘‘ نے شاعری کی ہیئت میں نئے تجربوں کا آغاز کر کے جدید نظم کو ادب میں مستقل مقام عطا کیا۔ سر سید کی اصلاحی تحریک میں ان کے رفقاء کی انجمن کی کوششوں سے ادب میں سادگی، سلاست، جدت اور زندہ زبان کے شعور پیدا ہوئے اور مولوی نذیر احمد کی ناول نگاری مقصدیت کے زیور سے آراستہ ہوئی۔

بابائے اردو مولوی عبدالحق نے ’انجمن ترقی اردو‘ اور مولوی شبلی نعمانی نے ’دارالمصنفین‘ قائم کر کے اردو زبان وادب کی جو خدمات انجام دیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ۱۹۳۶ء میں لکھنؤ میں پریم چند کی صدارت میں انجمن ترقی پسند مصنفین کی داغ بیل ڈالی گئی جو ترقی پسند تحریک کی شکل میں آج بھی ہمارے سامنے موجود ہے۔

یہ تمام کارنامے واحد فرد کے نہیں بلکہ ایک جماعت کے کارنامے ہیں جو اپنے اپنے عہد میں ایک انجمن کی شکل میں ابھرے اور جس سے زندگی کا ہر گوشہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

مذکورہ بالا اقتباس سے ادبی انجمنوں اور اداروں نے نہ صرف تحریکات ہی کو جنم دیا بلکہ اپنی اجتماعی کوششوں سے شعر وادب کے ماحول کو گرما کر ادبی فضا قائم کی۔ ادبی انجمنوں کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالنے کے ساتھ

ساتھ اس بات کی بھی وضاحت ضروری ہے کہ ہندوستان میں مشاعروں کی روایت کتنی پرانی رہی ہے۔ کیوں کہ مشاعرے کسی ایک فرد کا کام نہیں بلکہ شعری ذوق رکھنے والے افراد کا گھوارہ ہے۔ ایک ادبی مرکز ہے جسے ہم انجمن کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ اردو شعر و ادب کے ابتدائی دور میں انجمنوں کا کوئی تصور نہیں تھا۔ یہی ادبی گھوارے یا چند ادبی افراد کی جماعت اپنے ذوقِ شاعری کی تسکین کے لئے مشاعرے منعقد کرتے تھے۔ لہٰذا انجمنوں کی روایت اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ مشاعروں کی روایت ہے۔ اس لئے یہاں یہ ضروری ہے کہ مختصر طور پر ہندوستان پر مشاعروں کی تاریخ کے پس منظر پر روشنی ڈالی جائے۔

ہندوستان میں مشاعروں کا آغاز کسی بھی نوعیت سے سلاطینِ دہلی کے دور میں دکن میں ہو چکا تھا۔ جب والیانِ دکن کی ادب دوستی اور علم نوازی کے باعث ان کے درباروں سے دکنی شعراء وابستہ رہے۔ خاص طور پر قطب شاہی اور عادل شاہی درباروں میں شعر و ادب کے جو سرگرمیاں رہیں ان کے پیشِ نظر یہ قیاس کرنا غلط نہیں ہوگا کہ وہاں درباروں میں شعراء اپنا کلام سنا کر دادِ سخن حاصل کرتے ہوں گے۔

ہمارے پاس ایسا کوئی ثبوت تو نہیں جس کی بنا پر کہا جا سکے کہ عادل شاہی درباروں میں مروّجہ مشاعروں کی طرح مشاعرے منعقد کئے جاتے ہونگے۔ لیکن اس حقیقت کی روشنی میں کہ خود وہاں کے سلاطین اور حکمراں شعر و سخن میں دخل رکھتے تھے اور خود صاحبِ دیوان شاعر ہوئے۔ انہوں نے شعراء کی سرپرستی کی، انہیں انعام و اکرام سے نوازا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ان کے درباروں میں شعراء کلام سُناتے ہوں گے لیکن ان کی نوعیت ایسی ادبی محفلوں کی سی نہیں ہوگی جن کو اصطلاحاً مشاعرہ کہا جاتا ہے۔

اورنگزیب کے آخری زمانے میں جب دکن کی حکومتیں ختم ہوئیں اور دکن کا صوبہ سلطنتِ مغلیہ کے اقتدار میں آیا اور وہاں کے شعراء حکمرانوں کی سرپرستی سے محروم ہوئے تو وہاں کی شعر و ادب کی محفلیں سونی پڑ گئیں۔ وہاں کے آخری نامور قادر الکلام شاعر وؔلی دکنی دہلی آئے، اس وقت تک یہاں فارسی زبان کو اتنی عظمت حاصل تھی کہ اردو میں شعر گوئی کو کسرِ شان سمجھا جاتا تھا۔ مانا کہ جعفر زٹلی وغیرہ اردو میں تفریحِ طبع کے طور پر شعر کہتے تھے۔ یہ مانا کہ فائز دہلوی کے دیوان کی تحقیق نے وؔلی سے پہلے نواحِ دہلی میں اردو شاعروں کے رجحانات کی نشان دہی کی ہے اور یہ بھی کہ بعض فارسی گو شعراء کے کلام میں فارسی کے ساتھ کچھ اردو اشعار کی بھی دریافت کی ہے لیکن ادبی تاریخ کی اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دہلی میں اردو شاعری کا آغاز اورنگزیب کے بعد ہوا اور اورنگزیب

کے بعد کسی رئیس، امیر یا بادشاہِ وقت کی سرپرستی میں نہیں ہوا بلکہ صوفی کے صفت، پاک دل، باذوق حضرات نے دہلی میں اردو شاعری کا چراغ روشن کیا۔ فرّخ سیر کے نغمہ سنجی نے اردو شاعری کو اس کے دربار تک پہنچایا۔ شاہِ عالم کے ادبی ذوق نے اس کو پروان چڑھانے میں مدد دی اور بہادر شاہ ظفر کے دربار میں شعر وسخن کی محفلیں آراستہ ہونے لگیں۔

اس تاریخی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں کیوں کہ دبستانِ دہلی سے متعلق پہلے سے ہی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ جب دہلی میں اردو شعر وسخن کے چرچے ہونے لگے تو مشاعروں کی روایت بھی قائم ہوئی۔ مشاعروں کی روایت کا یہ سلسلہ ہندوستان کے شاعروں کی اُوپج نہیں تھا۔ جب ہم فارسی شاعروں یا اس سے بھی پہلے عربی شاعری پر نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ عرب میں اسلام سے قبل عکّاظ کے میلے میں مختلف نوعیت کے مقابلے ہوتے تھے ان میں شعر گوئی کا مقابلہ بھی ہوتا تھا جس میں اشعار پر بحث ومباحثہ بھی ہوتا تھا۔ اس کے اثرات ایران میں فارسی شاعری پر بھی بڑے، جس کی تفصیلات کی یہاں گنجائش نہیں اس سلسلہ میں ذکی تالگانوی نے لکھا ہے۔

> ''ہندوستان میں مشاعرے عربی اور فارسی اثرات کے تحت ہی منعقد ہونا شروع ہوئے۔ دھیرے دھیرے عرب کے مشاعروں کے اثرات فارسی میں اور اس کے بعد اردو میں ظاہر ہونے لگے۔ عربی مشاعروں سے متاثر ہو کر ہندوستان میں مشاعروں کا آغاز ہوا۔'' [1]

اس سلسلے میں عرفان عباس نے چند یادگار مشاعرے میں لکھا ہے۔

> ''شعرائے عرب میلوں، تقریبوں، تہواروں اور دوسرے خاص مواقع پر جب یکجا ہوتے تھے تو اپنا کلام فخریہ انداز میں ایک دوسرے کو سنا کر خوش ہوتے تھے۔'' [2]

عرفان عباس صاحب نے عربی کے زیرِ اثر ایران میں فارسی مشاعروں کی تاریخ پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھا ہے۔

> ''فارسی ادبیات کی تاریخ شاہد ہے کہ ایران میں حافظؔ اور سعدیؔ سے پہلے

مشاعروں کی ابتدا ہو چکی تھی۔ ایران سلاطین، امراء اور رؤسا کے درباروں
میں شعراء کی حوصلہ افزائی اور مشاعروں کے انعقاد اور داو و دہش نے اس
روایت کو پابندگی بخشی اور رفتہ رفتہ عرب کے مشاعروں پر ایران کے مشاعروں
کو سبقت حاصل ہوگئی۔''

عربی اور ایرانی ادب کے سوائے دنیا کے کسی بھی ادب میں مشاعروں کی تاریخ نہیں ملتی۔ انگریزی شعراء کو اپنی بات سنانا ہوتی تو وہ کسی پارک میں اونچی بینچ پر کھڑے ہو جاتے اور چیخ چیخ کر اپنی بات سناتے اور اپنا غبار نکالتے یا پھر کسی ہوٹل میں اپنے دو چار دوستوں کو اکٹھا کر کے اپنا کلام سناتے۔

بہت کوششوں کے بعد "Society of poets" قائم ہوئی اور اب لوگ اس سوسائٹی میں اجتماع کرتے ہیں اور اپنے کلام سناتے ہیں۔ اس طرح دنیا میں صرف اردو کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں کثیر تعداد میں شعراء کے کلام سننے کے لئے سامعین بڑی دلچسپی سے شرکت کرتے ہیں اور شعراء کی حوصلہ افزائی مناسب داد دے کر بھی کرتے ہیں۔ اردو دنیا میں مشاعروں کی روایت اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ خود اردو زبان، دکن میں شاعر درباروں میں اپنی کاوشات سنایا کرتے تھے۔ منبر پر مرثیہ پڑھنے کی روایت بھی دکن سے ہی ملتی ہے۔ اس کے علاوہ اعزاداری میں منبر پر مرثیہ پر بیٹھ کر پڑھنے کی روایت نے بھی شعری نشستوں کو فروغ دیا۔ خانقاہوں میں مشاعروں کی ابتدا کے آثار ملتے ہیں۔ اس کے بعد درباروں میں بڑے بڑے معرکہ ہوئے۔ ''دلّی کی آخری شمع'' اور ''یادگار مشاعرے'' اسی کا بین ثبوت ہیں۔ ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے قیام کے بعد شعر و سخن کو فروغ حاصل ہوا تو اکبر کے زمانے سے شاہی درباروں میں فارسی شعر و سخن کے چرچے ہونے لگے۔ نہ صرف عام شعراء بلکہ شہزادوں میں بھی ذوقِ سخن پروان چڑھتا رہا۔ اس سلسلہ میں سید صباح الدین عبدالرحمٰن نے اپنی تصنیف ''بزم تیموریہ'' میں ہندوستان کی تیموری شہزادیوں کی علمی دوستی، علماء نوازی اور ان کے درباری شعراء و فضلا اور دوسرے اصحابِ کمال کا تفصیلی ذکر کیا ہے [۳] جس سے پتہ چلتا ہے کہ سلاطین مغلیہ کے عہد میں فارسی شاعری یہاں کس قدر چھائی رہی اور سلاطینِ وقت شعراء کو انعام و اکرام سے کس طرح نوازتے تھے۔

اکبر کے زمانے میں ایران کے بہت سے شعراء ہندوستان آئے جن کی تفصیلات ملّا عبدالرحمٰن بدایونی نے اپنی تصنیف ''منتخب التواریخ'' میں درج ہے۔

فارسی کی اس ترویج نے ہندوستان میں مشاعروں کی روایت کو فروغ دیا اور جب اردو شاعری کے چرچے ہونے لگے تو اردو کے مشاعرے بھی ہونے لگے۔ بہادر شاہ ظفؔر کا زمانہ آتے آتے قلعۂ معلیٰ میں بزمِ مشاعرہ منعقد ہونے لگا۔ بقول مصنف ''بزمِ تجوریہ'' جب وہ آرائے حکومت ہوا تو قلعۂ معلیٰ کے اندر بزم مشاعرہ منعقد کراتا، کبھی کبھی شہر میں جا کر مشاعروں میں شرکت ہوتا، اپنی غزلیں پڑھتا، دوسروں کی سننا، داد دیتا اور داد دیتا تھا [۴]

دہلی کے علاوہ جب لکھنؤ میں دبستانِ سخن قائم ہوا تو وہاں کے رئیسوں اور نوابوں کی شعر وسخن سے دلچسپی کے باعث وہاں مشاعروں کے رواج کو فروغ حاصل ہوا۔ اور جب دہلی ولکھنؤ کے شعراء ہندوستان کے دوسرے خطوں میں پہنچنے لگے اور مختلف مقامات پر شعر وسخن کے چرچے ہوتے لگ تو سارے ملک میں مشاعروں کا انعقاد کا کیا جانے لگا اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

مشاعروں نے مختلف رنگ اختیار کئے ہیں۔ ابتدا میں مشاعروں کا اہتمام کئی دن پہلے سے ہونا شروع ہوتا تھا۔ نوروز کے موقع پر شاہانِ وقت کی سالگرہ ہوں، عیدین اور دیگر تہواروں پر خاص طور پر مشاعروں کا ہونا ضروری تھا۔ مشاعروں کی پہلے سے اطلاع اور دعوت دی جاتی تھی۔ محفل مشاعروں میں گاؤ تکیہ، چاندنی، قالین، خاص دان، ہان دان اور شمع خاصے لوازمات ہوا کرتے تھے۔ محفل مشاعروں میں آداب کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ شعراء اپنے اپنے مرتبے کے مطابق نشست کی نظامت کرتے اور اسی ترتیب کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ ایک نقیب با آواز بلند شاعر کے نام کا اعلان کرتا تھا اور پھر وہ بادشاہ کی اجازت سے اپنا کلام پڑھتا تھا۔ یعنی صدر مشاعرہ کی اجازت کے بعد ہی شعر گوئی شروع کی جاتی تھی۔ اچھے اشعار پر مناسب دادی جاتی تھی۔ صدرِ مشاعرہ سب سے آخر میں اپنی غزل پڑھتے تھے اور یہی مشاعرے کے خاتمہ کی پہچان ہوتی تھی۔ عہد جدید میں مشاعروں میں بہت سی تبدیلیوں کے باوجود آج بھی یہ روایت برقرار ہے۔ اس طرح مشاعروں نے مختلف تہذیبی رنگ دیکھے ہیں۔ طرحی مشاعروں کی ابتداء ہوتی تو تحت اللفظ کے علاوہ ترنم سے بھی مشاعرے سے پڑھے جانے لگے۔

یہ مشاعرے ہماری تہذیب اور تمدن کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ابتدا میں مشاعرے درباروں میں منعقد ہوتے تھے اور شاہانِ وقت اس میں بہ نفسِ نفیس شرکت کرتے تھے۔ آداب محفل کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا تھا۔ نشست و برخاست، اندازِ گفتگو، بزرگ شعراء کی تعظیم وغیرہ کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔ اہلِ ذوق اور اہلِ مناسب انداز میں تہذیب اور شائستگی کے ساتھ داد دیتے تھے۔ غرض آداب واخلاق وغیرہ کا پورا دھیان رکھا جاتا تھا۔

جہاں ایک طرف ہمارے مشاعرے اردو رسم الخط سے ناواقف باذوق حضرات میں بھی اردو شعروادب سے دلچسپی کا باعث بنتے ہیں۔عوام میں ذوقِ سخن کو پروان چڑھاتے ہیں اور زبان وادب کی ترویج واشاعت میں مدد کرتے ہیں اور دوسری طرف جن انجمنوں کے زیرِ اہتمام یہ مشاعرے منعقد ہوتے ہیں۔ان انجمنوں کے ذریعہ ہم آہنگی، سماجی شعور بیدار کرکے اسے پختگی بخشنے میں ادبی ذوق کے سامان فراہم کرتے ہیں۔اس کے علاوہ مشاعروں میں پڑھا جانے والا کلام روداد کی شکل میں مرتب ہوکر منظرِ عام پر آتا ہے۔انہیں رودادوں کے ذریعہ ادبی انجمنوں کی کارکردگی ظاہر ہوتی ہیں۔

آج راجستھان میں اردو تحقیق کے فروغ نے اس خطہ کی ادبی تاریخ کے بند دریچے کھول کر ماضی کی ادبی روایات کو اہلِ ادب کے سامنے پیش کر دیا ہے۔جس سے پتہ چلتا ہے کہ راجستھان میں شعروادب کے فروغ میں یہاں کی ادبی انجمن نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور یہ سلسلہ ۱۹/ویں صدی کے آخر ربع سے شروع ہو چکا تھا۔جب ۱۸۷۲ء میں راجستھان کی پہلی انجمن ''بزمِ ادب'' کے نام سے جے پور میں قائم ہوتی تھی۔اس زمانے سے اب تک راجستھان کے مختلف حصوں میں ادبی انجمنیں شعروادب کی تربیت واشاعت کی خدمات انجام دیتی رہی ہیں ایک طرف ان انجمنوں نے مقامی طور پر شعروادب کے ماحول کو گرما کر ادبی فضا قائم کی تو دوسری جانب ادبی تقریبات اور خاص طور پر مشاعروں وغیرہ کی رودادوں اور شعراء کی مختلف تخلیقات کا تحفظ کرکے راجستھان میں شعروادب کی تاریخ کے لئے مواد فراہم کرایا۔ایسی انجمن راجستھان کے مختلف خطوں میں قائم ہوتی رہیں۔ کچھ انجمن ماہانہ مشاعرے منعقد کرتی رہیں اور جب تک انجمنوں کے اراکین فعال رہے۔ انجمنوں کا وجود قائم رہا۔یہ سلسلہ ہندوستان کی آزادی کے زمانے تک چلتا رہا۔یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اردو کے فروغ میں شخصیات ہی نہیں بلکہ اجتماعی کوششیں بھی شامل رہی ہیں۔اور وہ اجتماعی کوششیں انہیں ادبی انجموں کے ذریعہ ہوتی رہی ہیں۔جو آزادی سے پہلے بھی ہوتی رہی اور آزادی کے بعد بھی جاری ہیں۔مگر اردو کے مورخین اور محققین کی لا علمی یا ادبی التفات کے باعث وہ گمنامی پردے میں پوشیدہ ہوتی رہیں۔چنانچہ راجستھان کی ادبی تاریخ شاہد ہے کہ آزادی سے پہلے تک راجستھان کی دیسی ریاستوں میں اردو شعروادب کی تاریخ اور انجمنوں کی ادبی خدمات پر فمنامی کے پردے پڑے رہے۔آزادی کے بعد مولانا شاغلؔ نے ''تذکرۂ شعرائے جے پور'' لکھ کر پہلی بار جے پور کی شعری تاریخ کو منظر عام پر لانے کی کوشش کی گئی۔ساتھ ہی بعض ادبی انجمنوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔جن کے زیر

اہتمام مشاعرے وغیرہ منعقد کئے جاتے رہے۔ان انجمنوں میں ''بزم ادب جے پور'' خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔جس کا ذکر سطور بالا کیا جاچکا ہے۔

''تذکرۂ شعرائے جے پور'' کے بعد شرف الدین یکتاؔ نے جودھپور سے پاکستان جانے کے بعد حیدرآباد (سندھ) میں جودھپور کے شعراء کا تذکرہ ''بہارِ سخن'' کے نام سے لکھا تھا جو ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا تھا۔اس میں جودھپور میں شعروادب کی تربیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ان ریاستی تذکروں کے علاوہ راجستھان میں صوبائی سطح پر پہلی بار ڈاکٹر ابوفیض عثمانی نے اپنا تحقیقی مقالہ برائے پی۔ایچ۔ڈی۔ بعنوان ''راجستھان میں اردو زبان وادب کے لئے غیر مسلم حضرات کی خدمات'' مرتب کیا تھا۔عثمانی صاحب نے جو موضوع منتخب کیا تھا۔اس نے جہاں ایک طرف راجستھان میں اردو شعروادب کے فروغ اور راجستھان کی ادبی تاریخ کا پس منظر سامنے آیا ہے، وہیں دوسری طرف یہ بات واضح ہوتی ہے کہ راجستھان میں اردو زبان وادب کی ترقی میں غیر مسلم حضرات بھی شانہ بشانہ کام کرتے رہے اور یہ کہ اردو زبان مسلمانوں کی زبان نہیں، بلکہ غیر مسلم حضرات نے بھی اس کی آبیاری کی ہے۔

اس وقت یہ خطہ ''راجپوتانہ'' کہلاتا تھا۔ جہاں ۲۲ چھوٹی بڑی ریاستیں قائم تھیں۔ان کے علاوہ ایسی جاگیریں بھی تھیں جن جو چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی حیثیت حاصل تھی۔ جہاں دہلی، لکھنؤ اور دوسرے مقامات کے اربابِ علم وادب نے پہنچ کر شعروادب کے چراغ روشن کئے تھے اور بعض دیسی ریاستوں میں ادبی گہوارے قائم ہو گئے تھے۔نو وارد شعراء وادباء کے ساتھ مل کر مقامی باشندوں نے علم وادب کی محفلیں قائم کیں۔بزمِ ادب کو رونق بخشی۔فضائیں شعروسخن کے نغموں سے گونج اٹھیں۔اور یہ گونج راجپوتانہ کی بڑی ریاستوں تک ہی محدود نہیں تھی، بلکہ جھالاواڑ جیسی چھوٹی ریاست میں بھی پہنچ چکی تھی۔ یہاں کے ادب نواز حکمرانوں کی سرپرستی میں کئی انجمنیں قائم ہوئیں۔جن کے زیرِ اہتمام ماہانہ مشاعرے منعقد ہوہوئے۔جھالاواڑ کے مہاراجا راجندر سنگھ کو اپنی ادبی انجمن ''بزمِ راجندر'' سے اس قدر دلچسپی تھی کہ جب آپ اپنی اہلیہ کے علاج کے لئے ولایت گئے تو وہاں سے بھی طرحی غزلیں بھیجتے رہے [۵]

اسی طرح ریاست ٹونک جو راجپوتانہ کی واحد مسلم ریاست تھی، وہاں بھی نوابین کی سرپرستی میں اردو شعروادب کو فروغ حاصل ہوا۔اور کئی ادبی انجمنیں وجود میں آئیں جو اپنے اپنے عہد کے ادب نواز نوابوں کی

سرپرستی میں خوب پروان چڑھیں۔

آزادی کے بعد مارچ ۱۹۴۹ء میں راجستھان بنا تو وہ ایک ہنگامی دور تھا جب ایک طرف بہت سی انجمنوں کے اراکین ترکِ وطن کرکے پاکستان چلے گئے اور ادبی انجمنیں سونی ہوگئیں مگر پھر بھی شعر وسخن کے چراغ ٹمٹما تے رہے اور آہستہ آہستہ ایک نئی توانائی کے ساتھ شعر وادب کی انجمنیں منظرِ عام پر آنے لگیں۔ خاص طور پر مقامی انجمنوں کے علاوہ صوبائی سطح پر ''انجمن ترقی اردو راجستھان'' جے پور میں قیام کے بعد اس خطہ میں اردو زبان وادب کو فرغ حاصل ہوا اور اردو تعلیم کا جو سلسلہ از سرِ نو شروع ہوا تو اس نتیجہ ہے کہ آج سرکاری اور غیر سرکاری کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اردو کی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔

انجمن ترقی اردو راجستھان نے اپنے قیام کے زمانے سے ہی مختلف ادبی تقریبات منعقد کرنے میں سرگرم رہی۔ خاص طور پر ادبی سیمنار اور سمپوزم کا انعقاد کیا گیا۔ اس کے علاوہ انجمن کے زیرِ اہتمام منعقدہ مختلف ادبی تقریبات کی تفصیلات اور اس کی کارکردگی پر روشنی ڈالی گئی جو کتابی شکل میں شائع بھی کی گئیں۔ جنہیں روداد کا نام دیا گیا جو اس طرح ہیں۔

۱۔ ''روداد'' کل راجستھان اردو کنویشن ۱۹۵۶ء

۲۔ ''روداد'' کل راجستھان اردو سمپوزیم ۱۹۶۳ء

۳۔ ''روداد'' کل راجستھان اردو کانفرنس ۱۹۶۵ء

مذکورہ رودادیں انجمن ترقی اردو راجستھان کے سکریٹری مولوی احترام الدین احمد شاغل نے مرتب کی۔

اسی سلسلہ میں انجمن ترقی اردو جودھپور کی جانب سے منعقدہ ادبی سیمنار بعنوان ''راجستھان میں اردو میں اردو ادب کے سو سال'' مرتبہ وحید اللہ خاں وحیدؔ ۱۹۶۵ء وغیرہ۔ اس طرح انجمن ترقی اردو کی ساٹھ سے زائد شاخیں راجستھان کے مختلف شہروں اور قصبوں میں قائم ہو چکی تھیں۔ جن کا وجود آہستہ آہستہ ختم ہوتا رہا اور انجمن کی کارکردگی تاریخ کا حصہ بن گئی۔ انجمن کے قطع نظر ۱۹۶۵ء میں راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور کے قیام کے زمانے سے راجستھان میں اردو شعر وادب کے فروغ کی راہیں کھلنے لگیں اور خاص طور پر ۱۹۷۹ء راجستھان اردو اکادمی جے پور کے قیام کے بعد اس صوبہ میں اردو کے فروغ کے لئے جو کام کئے گئے یا جو کئے جا رہے ہیں وہ قابلِ ستائش ہیں۔

راجستھان اردو اکادمی کی جانب سے منعقدہ سمیناروں وغیرہ کے انعقاد کا سلسلہ اس کے قیام کے زمانے سے تا حال مسلسل جاری ہے۔اس کے علاوہ اردو زبان ادب کے شعرو ادباء کی تخلیقات کی اشاعت میں یہ ادارہ سرگرم ہے۔اس کے زیرِ اہتمام منعقدہ سمیناروں کی روداد یں بھی شائع ہو کر منظرِ عام پر آ چکی ہیں جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ تخلیقات-ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی ۱۹۸۷ء

۲۔ پہلی آواز حصہ اوّل-ممتاز شکیب ۱۹۸۷ء

۳۔ پہلی آواز حصہ دوم-ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی ۱۹۸۷ء

۴۔ سخن زیرِ سخن-راہی شہابی ۱۹۸۷ء

۵۔ اردو ہندوستانی مشترکہ ثقافت کی آمین ۱۹۹۴ء

۶۔ روداد کل ہند اردو کنونیشن

۷۔ مولانا آزاد ہمہ جہت نظریات کے آئینہ میں ۱۹۹۴ء

ان کے علاوہ بعض ادبی انجمنوں نے اپنی روداد یں بھی شائع کی ہیں۔مثلاً:

گلستانِ دبستان قمر-مرتبہ فریدالدین العصر نظر ایوبی۔ناشر راجستھان اردو اکادمی جے پور مطبوعہ ۲۰۱۲ء

اس طرح ادبی انجمنوں کی سرگرمیوں سے نہ صرف اربابِ شعروادب کے ذوقِ سخن کی تسکین کے مواقع فراہم ہوتے ہیں، بلکہ مقامی طور پر شعری و ادبی فضا بھی گرماتی ہے اور شعروادب کی ترویج کو ان سے تقویت بھی ملتی ہے۔اس کے اعلاوہ ان کے ذریعہ مقانی تاریخ ،شعروادب کی ربیت اور تدوین کے لئے عصرادب بھی جمع ہوتا ہے۔لیکن یہ اس وقت ممکن ہوتا ہے جب انجمنوں کی تقریبات کے رکارڈ کا تحفظ کیا جاتا ہے اور اس کا تحفظ ہر انجمن نہیں کر پاتی۔اس لئے کہ اراکین کے وقتی جوش وخروش کے باعث انجمنوں کی تشکیل تو ہو جاتی ہے۔مگر وہ جوش وخروش عام طور پر دیرپا نہیں رہتا اور انجمن کا صرف نام ہی رہ جاتا ہے اور اس کے شعری و ادبی کارنامے طاقِ نسیاں کی زینت بن کر رہ جاتے ہیں۔جن انجمنون کا رکارڈ مطبوعہ یا غیر مطبوعہ محفوظ رہتا ہے۔ان انجمن کا نام بھی زندہ رہتا ہے اور اس کے شعری و ادبی کارنامے بھی، اور وہی کارنامے مقامی ادب کی تاریخ و تحقیق کے لئے مواد فراہم کرتے ہیں۔مثال کے طور پر جے پور میں قائم راجستھام کی پہلی ادبی انجمن 'بزمِ ادب' اور اس کے زیر اہتمام ماہانہ

مشاعروں کے انعقاد کا سلسلہ ۱۸۷۲ء میں شروع ہو چکا تھا اور اس کے زیر اہتمام منعقدہ مشاعروں کی غزلیات کا مجموعہ ''**فرحت الشعراء**'' ۱۸۷۴ء میں مرتب کیا گیا۔ اسی سلسلہ میں ریاست ٹونک کی ادبی انجمن ''بزمِ خلیل'' کے زیرِ اہتمام منعقدہ طرحی اور غیر طرحی مشاعروں کی روداد ''**حدیقہ راجستھان**'' کے نام سے مرتب کی۔ اسی طرح دیگر ریاستوں میں بھی انجمنیں قائم ہوتی رہیں اور جن کے زیر اہتمام منعقدہ مشاعروں کی غزلیات کے مجموعہ مرتب کئے جاتے رہے اور شائع بھی ہوتے رہے۔

تشکیل راجستھان کے بعد انجمن ترقی اردو (ہند) راجستھان نے کل راجستھان اور کل ہند سمینار اور مشاعروں کی جو رودادیں شائع کیں وہ راجستھان مین اردو شعروادب کی تحقیق کے لئے مآخذ کی حیثیت کا حامل ہے۔ اس کے بعد مارچ ۱۹۷۹ء میں راجستھان اردو اکادمی جے پور کے قیام کے بعد اکادمی کے زیر اہتمام منعقدہ سمیناروں کی رودادوں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ان میں چند روداد کا ذکر سطورِ بالا کیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ اکادمی کی جانب سے شائع ہونے والے رسالہ ''نخلستان'' کے چند شماروں میں بھی اکادمی کی بعض تقریبات کی رودادیں شامل کی گئیں۔ اسی طرح اے۔ پی۔ آر۔ آئی۔ ٹونک کے قیام کے بعد تو اس صوبہ میں اردو تحقیق کی راہیں ہموار ہوئیں۔

اس طرح انجمنوں کی جانب سے مطبوعہ رودادوں میں متعلقہ انجمنوں کی ادبی خدمات پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ رودادیں نہ صرف ان ادبی تقاریب کے انعقاد کی عکاس ہیں بلکہ علمی و ادبی تحقیق کے لئے بھی مشعلِ راہ ہے۔ راجستھان میں آزادی سے پہلے بھی اور آزادی کے بعد بھی ایسے مقامات پر انجمنیں قائم ہوتی رہیں۔ جہاں اردو شعروادب کی آبیاری کی جاتی رہی ہے اور ایسی چند انجمنوں کے زیرِ اہتمام منعقدہ ادبی تقریبات اور خاص طور پر مشاعروں کی رودادوں کے ساتھ ان کی کارکردگی کا ذکر کیا جاتا رہا ہے اور ایسی انجمنوں میں تعلیمی اداروں کی انجمنیں بھی شامل ہیں جو عام طور پر سے 'بزمِ ادب' کے نام سے ادبی خدمات دیتی رہیں۔ مثلاً 'بزمِ ادب' گورنمنٹ کالج ٹونک بزمِ شعبۂ اردو و، فارسی راجستھان یونیورسٹی جے پور، بزمِ ادب شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج اجمیر وغیرہ۔

اس کے علاوہ ادبی انجمنوں کی اہمیت وافادیت اس بات سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ انجمنوں نے تحریکِ آزادی میں بھی حصہ لیا اور غیر منظّم طریقے پر ہی سہی لیکن ان انجمنوں نے جدّ وجہدِ آزادی میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔

حالانکہ اُس زمانے کی انجمنیں آج کے دور کے انجمنوں سے مختلف تھیں جن کا نہ کوئی اصول وضوابط اور نہ ہی کوئی منشور تھا۔ غیر منظّم طریقے سے ادبی خدمات انجام دے رہی تھیں اور صرف مشاعروں تک ہی محدود تھیں۔ لیکن موجودہ دور کی انجمنیں ادب کے ساتھ ساتھ تعلیمی اور سیاسی کارگزاریوں میں سرگرمِ عمل ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس زمانے کے شعراء عام طور پر سیاسی موضوعات سے پرہیز کرتے تھے۔ کیوں کہ ہر وہ تحریک ضبط کر لی جاتی تھیں جو حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہوتی تھیں۔ جس طرح منشی پریم چند کا پہلا افسانوں کو مجموعہ ''سوزِ وطن'' جسے انگریزوں نے ضبط کر نذرِ آتش کر دیا۔ اسی طرح اردو کے علاو دیگر ہندوستانی ادب نے بھی ان رجحانات کو اپنے اندر سمونے کی کوشش کی لیکن اردو شعر وادب نے اس تحریک کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا اور انجمنِ شعراءاردو نے اس جدّ وجہد میں اہم رول ادا کیا۔ جس کی مثال ہندوستان کی کسی اور زبان پیش نہیں کر سکتی۔ اس بات کا واضح ثبوت یہ ہے کہ سب سے زیادہ ضبط شدہ کتابیں اردو کی ہیں۔ یعنی ۵۸۱ / کتابیں اردو کی، ۲۶۴ / ہندی کی، ۳ / کنڑ کی، ۳۳ / مراٹھی کی، ایک اوڑھیا کی، ۲۲ / پنجابی کی، ۹ / سندھی کی، ۱۹ / تمل کی اور ۱۰ / تیلگو کی تھیں ؎۶

مذکورہ حالات کے باوجود شاعر وادیب اپنی ذمہ داری کیسے بھول سکتے تھے۔ انکے حساس ذہن اور قلم کو کون بیڑھیاں پہنا سکتا ہے۔ زمانے کے ساتھ چلنا وہ اپنا فرض سمجھتا ہے۔ لہٰذا احتیاط کا دامن چھوڑے بغیر اشارۃً ان شعراء نے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اس ضمن ترقی پسند شاعر فیض احمد فیضؔ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں جنھوں نے سیاسی شاعری کی اور اپنے نظموں کو پیغام کا وسیلہ بنایا۔ لیکن سہارا لیا حسن وعشق کی علامتوں کا۔ اس لئے اکثر دھوکا ہوتا ہے کہ فیضؔ کسی مجازی محبوب کا ذکر کر رہے ہیں۔ جب کہ دراصل ذکر ہوتا ہے اپنے ملک وقوم یا اہلِ وطن کی آزادی وخوشحالی کا۔ ان کی ایک مشہور نظم ''تنہائی'' کا یہ بند ملاحظہ فرمائیں ؎

''پھر کوئی آیا دلِ زار نہیں کوئی نہیں

راہرو ہوگا کہیں اور چلا جائیگا

ڈھل چکی رات بکھرنے لگا تاروں کا غبار

لڑکھڑانے لگے اِیوانوں میں خوابیدہ چراغ

سوگئی راستہ تک تک کے ہر راہگذار

اجنبی خاک نے دھندھلادئے قدموں کے سراغ

گل کرو شمعیں بڑھادو مے ومینا وایاغ

اپنے بے خواب کواڑوں کو مقفل کر لو

اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا''

محسوس ہوتا ہے کہ شاعر کو اپنے محبوب کا انتظار ہے جبکہ دراصل انتظار ہے آزادی کی پری کا۔ اور جب شاعر کی زبان پر پہرے لگے تو اُس نے کہا ؎

''متاعِ لوح و قلم چھن گئی تو کیا غم ہے

کہ خونِ دل میں ڈبو لی ہیں انگلیاں میں نے

لبوں پہ مہر لگی ہے تو کیا کہ رکھ دی ہے

ہر اک حلقۂ زنجیر میں زباں میں نے''

شاعر نے بات صاف نہیں کہی اور یہ بھی نہیں بتایا کہ متاعِ لوح و قلم کس نے چھین لی۔ اس طرح یہ شعر زمان و مکان دونوں سے بے نیاز ہو گئے۔ مطلب یہ کہ جب کبھی اور جہاں کہیں اظہارِ خیال پر پابندی لگے گی تو یہ شعر پڑھے جائیں گے۔

اس طرح ہندوستان کے علاوہ راجستھان کے تناظر میں اُس دور کے سیاسی حالات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ تحریکِ آزادی اور اس کی جدّ وجہد راجستھان کے مختلف ریاستوں میں بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ اور پرجا منڈل کے پرچم تلے مجاہدین اس تحریک کو آگے بڑھا رہے تھے۔ حالانکہ اِن حالت میں یہاں تحریکِ آزادی کا پروان چڑھنا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ کیوں کہ اُس زمانے میں ریاستی خود مختارانہ نظامِ حکومت اور حکمرانوں کی انگریزی سرکار کے ساتھ عہد و پیماں کی بندش ہونے کی وجہ سے یہ شعراء کھل کر سامنے نہیں آ سکتے تھے۔ لیکن اس تحریک کی طرف سے آنکھیں بند کر لینا بھی ممکن نہ تھا۔ دھیرے دھیرے راجپوتانے کی ریاستوں میں آزادی کو شوق پیدا ہوا اور اہلِ قلم حضرات جس میں بیشتر ادبی انجمنوں سے وابستہ تھے اور اکثر کے پیروں میں سرکاری ملازمت کی بیڑھیاں پڑی تھی۔ اس لئے وہ چاہ کر بھی اپنی بات کو واضح طور بیاں نہیں کر سکتے تھے لیکن پھر بھی ان شعراء نے اپنے کلام کے ذریعہ تحریکِ آزادی کو تقویت پہونچائی۔

بنیادی طور پر انجمنِ شعرائے اردو نے تحریکِ آزادی کو اپنا موضوع نہیں بنایا۔ تاہم اِن کے کلام میں اِس طرح کے اشارے ضرور ملتے ہیں۔ مجموعی طور پر جن شعراء کے کلام میں تحریکِ آزادی سے متعلق واضح خیالات نظر آتے ہیں ان میں واثقؔ، اخترؔ شیرانی، رفیقؔ اجمیری، جوہرؔ ٹونکی اور شفقؔ ٹونکی کا نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

یہ حبّ الوطنی اور قوم پرستی کا ہی تو جذبہ تھا کہ اخترؔ شیرانی جیسا خالص رومانی شاعر بھی یہ کہنے کو تیار ہو گیا ؎

''دلاورانِ تیغ زن بڑھتے چلو بڑھتے چلو

بہادرانِ صف شکن بڑھتے چلو بڑھتے چلو

سپاہیانہ زندگی جو قسمتِ سعید ہے

تو رزم گاہ کی موت بھی سپاہیانہ عید ہے

جیا تو فخرِ قوم ہے، مرا تو وہ شہید ہے

سروں سے باندھ کر کفن بڑھتے چلو بڑھتے چلو''

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آزادی کے بعد ادبی انجمنیں صرف مشاعرے تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کے زیرِ اہتمام مختلف نوعیت کی ادبی سرگرمیاں منعقد کی جاتی رہی ہیں۔ جن میں سمینار، سمپوزیم، کانفرنس اور ورک شاپ وغیرہ شامل ہیں۔ ان تمام تقریبات کے ذریعہ اردو زبان وادب کے فروغ کے ساتھ ساتھ اردو تعلیم وتدریس، تخلیق وتحقیق اور تنقید کو بھی فروغ حاصل ہوا۔ جہاں ایک طرف ان ادبی انجمنوں نے اردو زبان وادب کے فروغ کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں ہیں تو دوسری طرف ان انجمنوں نے تعلیمی اور سماجی سرگرمیوں کے ذریعہ اپنی اہمیت وافادیت کو ظاہر کیا ہے۔ تعلیمی سرگرمیوں کے تحت انجمنوں کے ذریعہ غریب طلباء وطالبات کو تعلیم کے لئے وظائف مہیا کرانا، مفت اردو تعلیم کے لئے اردو ٹچنگ سینٹر کا قیام، کمپیوٹر کی تعلیم، مسلم اکثریت علاقوں میں اردو کی تعلیم کا انتظام وغیرہ خدمات انجام دی جا رہی ہیں۔

اس کے علاوہ ادبی انجمنوں کا ایک اور پہلو سماج سے بھی وابستہ ہے جس کے تحت معاشرے کی فلاح وبہبود کے کام انجام دئے جا رہے ہیں۔ جن میں بیواؤں کو امداد، اجتماعی شادی، خون کا عطیہ، سلائی اور مہندی تربیتی سینٹر وغیرہ شامل ہیں۔

راجستھان اردو اکادمی جے پور کے علاوہ راجستھان میں متعدد ایسے ادبی ادارے ہیں جو تعلیمی وسماجی سرگرمیوں میں بھی سرگرم ہیں۔ جن کی تفصیلات باب سوم میں تحریر کر چکے ہیں۔ اس طرح ادبی انجمنوں کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے آخر میں یہ بات بھی خاص طور سے قابلِ ذکر ہے کہ ادبی انجمنیں مختلف نظریات کے حامل، مگر ایک ہی نصب العین رکھنے والے افراد کی مجمع ہوتی ہیں یہ ادبی گوشہ نشیں نہیں بلکہ سماجی افادیت کی مظہر ہیں۔ یہاں ذاتی اصول نہیں بلکہ ادبی مشن ہے۔ یہاں فرد کے سامنے شمع نہیں، تہذیب کا آئینہ خانہ ہے۔ فرد انجمن

کواور انجمن فرد کو آگے بڑھاتی ہیں۔ یہ ادب کی خلاء کو پُر کرتی ہیں اور ادیبوں کا اجتماع کرتی ہے۔ یہاں انفرادیت نہیں بلکہ جامعیت ہے۔

اس کے علاوہ ادبی انجمنیں مشترکہ تہذیب کی امین بھی ہوتی ہیں اور مجلسِ آداب و اسالیب بھی، اور غزل کے مانند بھی۔ جس کا ہر شعر اپنے اندر ایک مکمل دنیائے تفسیر رکھتا ہے اور جس کے دامن میں حسن و عشق، تصوف، فلسفہ، اخلاقیات وغیرہ کے صد رنگی نقوش ہوتے ہیں۔ یہاں چراغ سے چراغ جلتا ہے اور شمعِ دل کی لَو روشن ہوتی ہے۔

☆☆☆

حوالاجات: باب ۔سوم

نمبر شمارہ	نام کتاب/رسالہ	مصنف/مرتب	سنِ اشاعت	صفحہ نمبر
۱	چند یادگار مشاعرے	ذکی تالگانوی		
۲	ایضاً			
۳	بزم تموریہ	سید صباح الدین عبدالرحمٰن،	۱۹۴۸ء	۸۵

۴ ایضاً ۳۲۲

۵ مقالہ یادگار شفیقؔ مظفرؔ تلمیذ شفیقؔ غیر مطبوعہ (یہ مقالہ جشن شفیقؔ ۱۹/اپریل ۱۹۸۱ء کے موقع پر پڑھا گیا)

۶ راجستھان پتریکا (ہندی اخبار روزانہ) جے پور ۲۶/فروری ۱۹۹۸ء

☆☆☆

باب۔ چہارم

آزادی سے قبل ریاست وار انجمنوں کی خدمات

آزادی سے قبل ریاست وار انجمنوں کی خدمات

راجستھان کی ادبی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ راجستھان میں شعروادب کے فروغ میں یہاں کی ادبی انجمنوں نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور یہ سلسلہ انیسویں صدی کے آخر ربع سے شروع ہو چکا تھا۔ جب ۱۸۷۲ء میں راجستھان کی اولین انجمن ''بزم ادب'' کے نام سے جے پور میں قائم ہوئی تھی۔ اس زمانے سے اب تک راجستھان کے مختلف حصوں میں ادبی انجمنیں شعروادب کی تربیت واشاعت کی خدمات انجام دیتی رہی ہیں۔ ایک طرف ان انجمنوں نے مقامی طور پر شعروادب کے ماحول کو گرما کر ادبی فضا قائم کی تو دوسری طرف ادبی تقریبات اور خاص طور سے مشاعروں وغیرہ کی رودادوں اور شعراء کی تخلیقات کا تحفظ کر کے راجستھان میں شعروسخن کی تاریخ کے لئے مواد فراہم کرایا اور جن کی وجہ سے ادبی انجمنوں کی خدمات بھی واضح طور پر سامنے آتی ہیں۔

ایسی کئی انجمنیں راجستھان کے مختلف خطوں میں قائم ہوتی رہیں۔ کچھ انجمنیں وقتی طور پر اپنی ایک جھلک دکھا کر گمنامی کے پردے میں چھپ گئیں۔ تو کچھ انجمنیں ماہانہ مشاعرے منعقد کرتی رہیں اور جب تک انجمنوں کے اراکین فعل رہے۔ انجمنوں کا وجود قائم رہا اور جن کے زیرِ اہتمام مشاعرے منعقد ہوتے رہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں کہ ان سب مشاعروں کا انفرادی ذکر تفصیل کے ساتھ کیا جا سکے۔ تاہم ایسے کچھ مشاعروں کا ذکر ممکن بھی ہے اور مناسب بھی جو کسی نہ کسی حیثیت سے تاریخی اور ادبی اہمیت کے حامل رہے۔ ان میں سے بالخصوص ایسے مشاعروں کو منتخب کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن کی رودادیں انجمنیں کے جانب سے مطبوعہ یا غیر مطبوعہ طریقہ سے شائع ہوئیں اور ہمارے پیش نظر ہیں۔ اور انہیں مشاعروں اور رودادوں کے ذریعہ ادبی انجمنوں کی خدمات کا جائزہ اس باب کے تحت لیا جائے گا۔

ریاست جے پور

(ا) بزم ادب:۔

جیسا کہ پچھلے باب میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ راجستھان کی اولین بزمِ ادب جے پور میں ۱۸۷۲ء میں مولانا سلیم الدین صاحب تسلیم عثمانی کی صدارت میں قائم کی گئی تھی جس کا ذکر مولانا احترام الدین شاغل نے ''تذکرۂ شعرائے جے پور'' میں کیا ہے ۱

بزمِ ادب کے مشاعروں میں شرکت کرنے والے شاعروں کے ناموں پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں غیر مسلم حضرات بھی برابر شریک ہوتے تھے جن میں پنالال ناظم، ہیرالال مونس، منارام باقی، چھترمل مجبور اور کندن لال منشی وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان حضرات کا تفصیلی ذکر اور تصنیف و تالیف کا بیان ''اردو کے لئے غیر مسلم حضرات کی خدمات از ڈاکٹر ابو الفیض عثمانی'' میں موجود ہے ۲

مذکورہ حضرات میں سب سے نمایاں نام کندرلال منشی کا ہے جنہوں نے بزمِ ادب کے زیرِ اہتمام منعقدہ مشاعروں میں شرکت کی اور ۱۸۷۲ء تا ۱۸۷۴ء کے مشاعروں کا ایک مجموعہ ''فرحت الشعراء'' کے نام سے مرتبہ کیا تھا جس کا اصلی قلمی نسخہ کتب خانہ شاغل میں موجود ہے۔ ۳ بقول ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی اصل نسخہ کتب خانہ شاغل میں موجود ہے ۳

اگر چہ ''فرحت الشعراء'' کا ذکر ''تذکرۂ شعرائے جے پور'' میں بھی موجود ہے اور ڈاکٹر عثمانی صاحب نے اپنی تحقیقی تصنیف ''اردو کے لئے غیر مسلم حضرات کی خدمات'' میں بھی کیا ہے۔

خداداد مونس نے بالخصوص اس پر ایک بڑا سیر حاصل تفصیلی مضمون سپرد قلم کیا ہے ''فرحت الشعراء'' کی قدامت اور اولیت کے سلسلے میں خداداد مونس رقم طراز ہیں۔

> ''جے پور کی اولین بزمِ ادب جو ۱۸۷۲ میں مولوی سلیم الدین تسلیم کی صدارت میں تشکیل دی گئی اور اس کے زیرِ اہتمام ماہانہ طرحی مشاعرے منعقد کئے جانے لگے ان میں سے (از ۱۸۷۲ء تا ۱۸۷۴ء) منعقدہ مشاعروں کی غزلیات کا مجموعہ منشی کندن لال منشی نے مرتب کیا ہے جو خود بھی ان مشاعروں میں شریک ہوتے تھے۔'' ۴

فرحت الشعراء کی تمام روداد منشی کندن لال منشی کے قلم سے تحریر ہے جس کے پہلے صفحہ پر انتخاب ہم طرح

غزلیات 'بزم ادب' جے پور کے بعد غیر طرحی غزلیات لکھی گئی ہیں۔ منسارام ہاتفی کے غزلیات کے تاریخی اشعار سے مشاعروں کا سن تعین کرنے میں بڑی آسانی ہوگئی ہے۔ اس کے متعلق خداداد مونس تحریر کرتے ہیں۔

''منسارام ہاتفی نے اس مجموعہ میں درج شدہ پہلے چھ مشاعروں میں سے چار میں ایک ایک طرحی غزل ایسی بھی پڑھی ہے جس کے ہر مصرعہ سے مادۂ تاریخ برآمد ہوتا ہے۔ اس کی سب سے پہلی غزل پانچ اشعار کی ہے جس کے ہر مصرع اولیٰ سے ۱۲۸۸ھ اور مصرع ثانی سے ۱۸۷۲ء شمار کیا جا سکتا ہے۔'' ۵

مثلاً: جب دل ہی جا کے تابع حکم بتاں رہا۔ ۱۲۸۸ھ

یارو ہے جائے غور بھلا میں کہاں رہا۔ ۱۸۷۲ء

مونس صاحب کے علاوہ ڈاکٹر نادرہ خاتون صاحبہ نے بھی اپنے تحقیقی مقالہ ''راجستھان میں شعری گلدستوں کی روایت اور ان کی اہمیت'' میں 'فرحت الشعراء' کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ جس میں بزمِ ادب کے زیر اہتمام منعقدہ مشاعروں میں شرکت کرنے والے شعراء اور ان مشاعروں میں پڑھے جانے والے غزلیات کے اشعار کی تعداد کی تفصیلی فہرست درج کی ہے ۶

فرحت الشعراء میں بزمِ ادب جے پور کے زیرِ اہتمام ۱۸۷۲ء سے ۱۸۷۴ء تک منعقدہ ۲۶/مشاعروں کی ۱۹۵/غزلیات شامل ہیں ۷

فرحت الشعرا (۱۸۷۲ء)

مشمول شعرا کا انتخاب

پنّا لال غنی:

جز مرگ کون اپنی عیادت کو آئے ہے	آ کر پلٹ گئی جو یہاں سے، قضا نہ ہو

منسارام ہاتفی:

روئے جو ایسے ہی غم کے اثر سے ہم	بیٹھیں گے ہاتھ دھو کے کبھی چشم تر سے ہم

منشی کندن لال منشی:

یارو یہی حصول سہی عشق میں مجھے	قصّہ مرا زبان زدِ اہلِ جہاں رہا

مولوی سلیم الدین تسلیمؔ:

ہے کس بلا کا رنگ نوائے ہزار میں　　کھلتے ہیں گل نئے نئے فصلِ بہار میں

مولوی کرامت علی اعجازؔ:

آتی ہے کچھ نسیمِ بہاری سے بوے خوں　　بلبل چمن میں کوئی نیا گل کھلا نہ ہو

مولوی احمد حسین شوکتؔ:

ہے بعد مرگ بھی روشِ جو آسماں　　کب منکر و نکیر ہیں سائل مزار میں

منشی ہیرا لال مونسؔ:

مانتے ہیں اسے ہم مملکتِ　　عشق کا شاہ خانہ بربادی کو جو تختِ سلیماں سمجھے

میر امان علی امینؔ:

دیوانے کو کشاکشِ زنجیر سے ہے اُنس　　برہم کسی کی زلفِ گرہ گیر کیوں نہ ہو

تجمل حسین تحسینؔ:

اشکوں کی طرح خام میں ملتی ہیں حسرتیں　　کیا گر گئے ہیں آہ کسی کی نظر سے ہم

اشفاق رسول جوہرؔ:

سوزِ دل و داغِ جگر آہ فغاں رکھتے ہیں　　ہے وہ ناداں جو ہمیں بے سر و ساماں سمجھے
ان کی دُزدیدہ نگاہوں نے کیا کام تمام　　ہم تو لومری چلے کیوں وہ ادھر دیکھتے ہیں

محمد حسین شوقؔ:

حور سمجھے کوئی تجھ کو کوئی غلماں سمجھے　　میں ہوں حیراں کہ تجھے دلِ حیراں سمجھے

چھتر مل مجبورؔ:

لے کے دل بھی نہ ہوا حیف وہ دلبر اپنا　　کچھ گلہ اس سے نہیں ہے کہ مقدر اپنا

منشی موہن لال لطفؔ:

لطفؔ کیا خاک رہا اپنی وفاداری میں　　جبکہ ہم کو بھی وہ مانندِ رقیباں سمجھے

قاضی فرزند علی فقیرؔ:

دلربا تم نہ سہی دلبر و دلجو نہ سہی　　اور کچھ بھی نہ سہی خیر دل آزار تو ہو

محویؔ:

مشتاق آئینہ ہے تری دید کا، مگر　　　کیا لطف دی اس کو کہ آنکھوں میں دم نہیں

رضیؔ:

میرے سوا جہاں میں ستانے کے واسطے　　　کوئی ملا ہی کب فلکِ بدشعار کو

عباس بیگ عباسؔ:

اے بادِ شمع کش ترا خانہ خراب ہو　　　آخر بجھا دیا نہ چراغِ مزار کو

برکت علی آرزوؔ:

ہو چکی آزادگی بس زلف کی زنجیر سے　　　اے دل داں نہیں کچھ فائدہ تدبیر سے

بصیرؔ:

ہم کہاں جاتے ہیں اُٹھ کی کوے جاناں سے بصیرؔ　　　مسکن اپنا ہے یہی مدفن یہی گھر ہے یہی

شیام لال طالبؔ:

ظلم جو مجھ پر ہے غیروں پر بھی اکثر ہے یہی　　　دلبری کی رسم کیا اے بندہ پرور ہے یہی

فصیح الدین ساکتؔ:

رات آئی رشت میں دیوانے کا گھر ہے یہی　　　خاک پر لیٹے رہو حضرت کہ بستر ہے یہی

نیازؔ:

یونہی ہوا کرے گی اگر دم بہ دم نہیں　　　تو یہ یقیں رہے کہ کسی روز ہم نہیں

غناؔ:

کچھ اثر اس کو نہ ہو جب جذب کی تاثیر سے　　　کہیے پھر قابو میں لائیں کون سی تدبیر سے

۱۹۱۴ء میں بزم ادب کی تشکیل نو کی گئی اور اس کے زیرِ اہتمام ماہانہ طرحی مشاعرے منعقد کئے جانے لگے تھے۔ پہلا مشاعرہ نور احمد تنویرؔ کے مکان پر ہوا تھا جس کا مصرعہ تھا۔

''دل اور ہوا میں ہے جگر اور ہوا میں''

ان ماہانہ مشاعروں کا انتخاب ماہانہ جوہرِ سخن میں شائع کیا جا تا تھا اور انتخاب کے لئے مرزا مائل کی صدارت میں شعراء کی ایک تنظیم بنائی گئی تھی۔ اس تنظیم کے اراکین میں مولانا تسنیمؔ، مولانا جوہرؔ، مولانا سراجؔ، مولانا تنویرؔ، مولانا اظہرؔ، مولانا بسملؔ اور مولانا کوثرؔ شام تھے۔

۱۹۳۴ء میں بزمِ ادب جے پور کی پھر سے تشکیل نو عمل میں آئی لیکن اس موقع پر شعراء میں افتراق پیدا ہو گیا اور بزمِ ادب دو انجمنوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک کے صدر مولانا معشوق حسین اظہرؔ اور دوسرے کے صدر نور احمد تنویرؔ منتخب کئے گئے۔ دونوں انجمنوں کے زیرِ اہتمام ماہانہ مشاعرے منعقد کئے جاتے رہے۔ ان میں سے ایک بزم کے مشاعروں کا رکارڈ اے۔ پی۔ آر آئی۔ ٹونک کے شاغل کلکشن میں محفوظ ہے اور دوسرے بزم کا ریکارڈ جناب خداداد مونسؔ خلف منشی محمد ایوب خاں صاحب فضاؔ کی تحویل میں ہے [8]

مذکورہ انجمنوں میں نور احمد تنویرؔ کی صدارت میں قائم شدہ بزم ادب کے زیرِ اہتمام بماہ اگست ۱۹۳۵ء کو ایک طرحی مشاعرہ منعقد ہوا جس میں صدارت کے فرائض نور احمد تنویرؔ صاحب نے ہی ادا کئے۔ اس مشاعرے کا مصرع طرح یہ تھا۔

''ہم ان کے ناوکِ دلدوز کو بھی دل سمجھتے ہیں''

کارکنانِ بزم ادب جے پور نے اس مشاعرے کی روداد بھی مرتب کی۔ اس میں شعراء کے مختصر حالاتِ زندگی بھی رقم کئے گئے ہیں۔ اسی خصوصیت کی بنا پر اس روداد کو ''تذکرہ'' کے زمرے میں شمار کیا جا سکتا ہے اور ممکن ہے کہ اسی خصوصیت کے پیشِ نظر کارکنانِ بزم ادب نے اس طرحی مشاعرہ کی روداد کو ''بہترین تذکرہ'' کا نام دیا۔ اس روداد میں مشاعرہ میں شریک شعراء کے اسماء اور تخلص مع تعداد اشعار بھی درج ہیں۔ جن کی کل تعداد ایک سو چار ہے۔ اس کی فہرست ڈاکٹر نادرہ خاتون کے تحقیقی مقالہ ''راجستھان میں شعری گدستہ کی روایت اور ان کی اہمیت'' میں تفصیلی درج ہے [9]

''بہترین تذکرہ'' کا انتخابِ کلام

ماہِ اگست ۱۹۳۵ء مطبوعہ ۱۹۳۶ء

آباد:

انہیں کا گھر ہے جس کو لوگ میرا دل سمجھتے ہیں | وہ رہتے ہیں سدا، اپنی اسے منزل سمجھتے ہیں

آرزوؔ:

خدا کا شکر ہے مجھ کو وہ اس قابل سمجھتے ہیں | ستم وہ مجھ پہ کرتے ہیں کہ جو مشکل سمجھتے ہیں

امین الدین اثرؔ:

ادائے جنبش مژگاں کو اے قاتل سمجھتے ہیں | تو کچھ تیرے پہ تیرِ ناز کے بسمل سمجھتے ہیں

ذاکر حسین اثرؔ:

ستاتے ہیں مجھے وہ ظلم کے قابل سمجھتے ہیں | بحمداللہ! ضبط وصبر کا حامل سمجھتے ہیں

احمر ورشیدؔ:

نہ جذبۂ دل فکر جادۂ منزل سمجھتے ہیں | خیال یار کو ہم رہبرِ کامل سمجھتے ہیں

غضنفر علی اسدؔ:

اسی کو زندگی کا اپنی ہم حاصل سمجھتے ہیں | کہ اس کی ناوکِ ولدوز کو ہم دل سمجھتے ہیں

افضل حسین افضلؔ:

کہوں کیا منہ سے جو تجھ کو ترے بسمل سمجھتے ہیں | ادا کو تیری خنجر ناز کو قاتل سمجھتے ہیں

ابوالوفا افضلؔ:

غزل گوئی کہاں جے پور میں اب ہم کچھ جو کہتے ہیں | تو اپنا مرثیہ یا نوحۂ مائل سمجھتے ہیں

اقبالؔ:

تمہیں جو جان اپنی اور اپنا دل سمجھتے ہیں | وہ قرباں تم پہ ہو جانا کہیں سمجھتے ہیں

اکرمؔ:

نبیؐ کے در پہ مر جانا حیاتِ دل سمجھتے ہیں | یہ وہ نکتہ ہے جس کو عاشقِ کامل سمجھتے ہیں

الںؔ:

فراق یار میں جینا بھی ہم مشکل سمجھتے ہیں | نہ جاں کو جاں سمجھتے ہیں نہ دل کو دل سمجھتے ہیں

برقؔ:

خضر کو جانتے ہیں اور نہ ہم منزل سمجھتے ہیں — تجھے اے جذبۂ دل رہبر کامل سمجھتے ہیں

برقیؔ:

ترا ضبطِ محبت جو سکونِ دل سمجھتے ہیں — وہ اپنی جان ہی کو جان کا قاتل سمجھتے ہیں

بسملؔ:

تجھے محمل نشیں پردۂ دل سمجھتے ہیں — ہم اپنا دل حریم ناز کی منزل سمجھتے ہیں

بقاؔ:

مسیحا ہے وہ الحق جس کو سب قاتل سمجھتے ہیں — شہادت ہم تو اپنی زیست کا حاصل سمجھتے ہیں

بہارؔ:

نہ جانے مصلحت کیا اس میں اہلِ دل سمجھتے ہیں — کہ اس کی ہر ادا کو خنجرِ قاتل سمجھتے ہیں

بیخودؔ:

جگر میں جم کے بیٹھا ہے نگاہِ ناز کا پیکاں — قیامت تک خلشِ جائے یہ ہم مشکل سمجھتے ہیں

تاباںؔ:

ہر اک صورت میں تجھ کو دیکھ لیتے ہیں نظر والے — وہ موسیٰ ہیں ترا دیدار جو مشکل سمجھتے ہیں

تجلی:

کنارے چشمۂ کوثر رضا جویانِ عشوہ گر — رہ صبر و توکل فکر کی منزل سمجھتے ہیں

تنویرؔ:

وہی ہیں اہلِ دل اور ہم انہیں کامل سمجھتے ہیں — جو اپنے دل کو لیلیٰ جسم کو محمل سمجھتے ہیں

توقیرؔ:

یہاں سجدہ نہ کرنا ہم بہت مشکل سمجھتے ہیں — تمہارے طاقِ ابرو کو حریمِ دل سمجھتے ہیں

تنہاؔ:

یہ اپنی بیت تنہا امتثال امر کو بس ہے — کہ مشغولی ہماری حضرتِ شاغلؔ سمجھتے ہیں

ثناؔ:

تمہاری ہر ادا کو آرزوے دل سمجھتے ہیں — تمہاری جنبشِ مژگاں کو ہم قاتل سمجھتے ہیں

جاں بازؔ:

بہت ہی سہل مرجانا تو اے قاتل سمجھتے ہیں　　گوارا رشکِ دشمن ہو، اسے مشکل سمجھتے ہیں

جوکرؔ:

تری بندیا کو حسن و ناز کا میڈل سمجھتے ہیں　　تری چندیا مری پاپوش کے قاتل سمجھتے ہیں

حافظؔ:

فضائے لامکاں کو جو فریبِ دل سمجھتے ہیں　　محبت آہ بے تاثیر ہو، مشکل سمجھتے ہیں

حشمتؔ:

جو دانا ہے انہیں نادان تک عاقل سمجھتے ہیں　　وہ اجہل ہیں جو اپنے آپ کو قابل سمجھتے ہیں

حیاتؔ:

خدارا چشمِ رحمت کی نظر ہم پر بھی ہو جائے　　تمہارے ناوکِ دلدوز کو بھی دل سمجھتے ہیں

مستجابؔ:

ستم وہ غیر پر ہم پر کرم مشکل سمجھتے ہیں　　ہمارے دل سے جائے اب یہ غم مشکل سمجھتے ہیں

مسعودؔ:

بھلا کب میرے سمجھانے سے وہ اے دل سمجھتے ہیں　　جو عرضِ مدّعا کو شکوۂ باطل سمجھتے ہیں

مصلحؔ:

اگر زاہد ہمیں جنّت کے نا قابل سمجھتے ہیں　　تو ہم ان کو قیامت کا ہی کب قائل سمجھتے ہیں

مضطرؔ:

تمہاری دید کو ہم آرزوے دل سمجھتے ہیں　　تمہارے مصحفِ رُخ کو مہِ کامل سمجھتے ہیں

غلام معین الدین معینؔ:

وہ اپنی تیغِ ابرو کا مجھے بسمل سمجھتے ہیں　　ہم اپنی ملکِ جاں کا خسرو عادل سمجھتے ہیں

معین الدین معینؔ:

نگاہوں کے اشارے ہم ترے قاتل سمجھتے ہیں　　بچانا جان و دل ان سے بہت مشکل سمجھتے ہیں

منظورؔ:

ترے جلووں کا حامل دل کو اہلِ دل سمجھتے ہیں　　مگر اہلِ بصیرت آنکھ کو محمل سمجھتے ہیں

مہدیؔ:

تری ترچھی نظر کو لوگ تو قاتل سمجھتے ہیں　　مگر جنبش کو اس کی ہم سکونِ دل سمجھتے ہیں

مہرؔ:

نہیں سب درسگاہِ عشق میں کامل سمجھتے ہیں　　جو تشریحِ مضامینِ کتابِ دل سمجھتے ہیں

ناظمؔ:

بتا دیں؟ کیا تجھے اے الفتِ کامل سمجھتے ہیں　　نشاطِ جاں سمجھتے ہیں، نشاطِ دل سمجھتے ہیں

نسیمؔ:

نہ اپنی طبع کو ہم شعر پر مائل سمجھتے ہیں　　نہ اپنی قابلیت شعر کے قابل سمجھتے ہیں

نقیؔ:

ہم عشق غیر کی تحصیل لا حاصل سمجھتے ہیں　　کہ ملّاحِ نبی کا مرتبہ کامل سمجھتے ہیں

نوابؔ:

تصوّر میں یہاں تک خود کو ہم کامل سمجھتے ہیں　　کہ اب تدبیر وصلِ یار لا حاصل سمجھتے ہیں

وحیدؔ:

تڑپنا ذبح ہو کر خوب ہی بسمل سمجھتے ہیں　　مزہ بس قتل کا مقتول اور قاتل سمجھتے ہیں

وزیرؔ:

ترے تیرِ نظر کو آرزوئے دل سمجھتے ہیں　　جو لذّت اس میں ملتی ہے اسے بسمل سمجھتے ہیں
خدا کے ماننے والوں کو ہم عاقل سمجھتے ہیں　　جو عاشق ہیں محمد کے انہیں کامل سمجھتے ہیں

وصیؔ:

وہ سمجھیں علم وفن کی جو کڑی منزل سمجھتے ہیں　　ہم اپنے شوقِ دل کو رہبر کامل سمجھتے ہیں

وفاؔ:

ہمارے دل کی حالت تو فقل بسمل سمجھتے ہیں　　کہ رازِ عشق اہلِ دل بس اہلِ دل سمجھتے ہیں

ولیؔ:

در پیر مغاں کا ذرّہ ذرّہ ہے کرم طینت　　مگر یہ رازِ قسمت ہے کہیں سائل سمجھتے ہیں

ویراںؔ:

ہم ان سے شکوۂ بیداد لا حاصل سمجھتے ہیں　　کہ فریاد و فغاں کرنا وہ فرضِ دل سمجھتے ہیں

ہلالؔ:

حیاتِ جاوداں کو ہم کہیں مشکل سمجھتے ہیں　　کہ اس کو پیار کرتے ہیں جسے قاتل سمجھتے ہیں

یوسفؔ:

ترا ہو عشق جس دل میں اسی کو دل سمجھتے ہیں　　فدا جو تجھ پہ ہو جائے اسے کامل سمجھتے ہیں

محمد طاہر طاہرؔ:

نھیں کو ہر طرح الفت میں ہم کامل سمجھتے ہیں　　جو جاں دینے کو اپنے آپ کو قابل سمجھتے ہیں

محمد رفیق احمد خاں عارفؔ:

جو بارِ عشق کا اپنے مجھے حامل سمجھتے ہیں　　وہی ظالم بتاتے ہیں وہی جاہل سمجھتے ہیں

یٰسین علی عارفؔ:

تری بیتابیوں کو خوب ہم اے دل سمجھتے ہیں　　اب آیا چاہتی ہے یار کی منزل، سمجھتے ہیں

عالیؔ:

نگاہِ جوہرِ شمشیر اے قاتل سمجھتے ہیں　　سمجھتے ہیں سمجھتے ہیں ترے بسمل سمجھتے ہیں

عترفؔ:

یہ کہتے ہیں تری حسرت کو ہم باطل سمجھتے ہیں　　ہماری آرزو پوری ہو اب، مشکل سمجھتے ہیں

عثمانؔ:

کہیں کیا تجھ سے اے واعظ تجھے جاہل سمجھتے ہیں　　خدا کو ہم تو ہر اِک فعل کا فاعل سمجھتے ہیں

افتخار علی عزیزؔ:

تجھے ہم شوخیوں میں اکمل و کامل سمجھتے ہیں　　لگائی ہے یہ تو نے آگ، ہم اے دل سمجھتے ہیں

محمد یوسف علی خاں عزیزؔ:

کہیں عشاق اُلفت کو کڑی منزل سمجھتے ہیں　　تجھے او دل سمجھتے ہیں ارے او دل سمجھتے ہیں

عشرتؔ:

نہ کچھ آساں سمجھتے ہیں نہ کچھ مشکل سمجھتے ہیں　　قدم جس سمت اٹھ جائیں ادھر منزل سمجھتے ہیں

غازیؔ:

حقیقت درِ دِالفت کی کہیں بزدل سمجھتے ہیں　　　دمِ شمشیر کی لذّت ترے بسمل سمجھتے ہیں

فاضلؔ:

معانی ہستیِ مطلق کے جو کامل سمجھتے ہیں　　　نمود اعتباری کو وہی باطل سمجھتے ہیں

(۲) مرزا غالبؔ سوسائٹی جے پور:۔

مرزا غالبؔ کے ایک سو چالیسویں یومِ پیدائش کے موقع پر دسمبر ۱۹۳۶ء کو مرزا نصیر بیگ رعناؔ نے جے پور میں مرزا غالبؔ سوسائٹی کی تشکیل کی اور اس موقع پر اس انجمن کا پہلا مشاعرہ ''عظیم الشان نواب عثمان علی خاں صاحب کے باغ میں منعقد کیا گیا۔ یہ وہی مقام ہے جہاں نواب عثمان علی خاں صاحب کی حویلی میں آج موتی کٹلہ ہائی سیکنڈری اسکول قائم ہے۔ اس مشاعرے کی صدارت مولانا اطہر یاپوڑ نے انجام دی [۱۰]

اس کے بعد سوسائٹی کے زیرِ اہتمام مشاعروں اور ادبی تقریبات کا سلسلہ چلتا رہا۔ بالخصوص ہر سال مشاعرے کی شکل میں ماہ دسمبر میں جشنِ غالب کا اہتمام کیا جانے لگا اور اس کے علاوہ ماہ جون میں مرزا غالب کے پسندیدہ پھل آم کی نسبت سے تقریب آم منعقد کی جاتی تھی۔ شروعات میں آموں کی یہ تقریب ہر سال مادھو پور میں منعقد کی جاتی رہی جہاں اس زمانے میں کثرت سے آم پیدا ہوتے تھے۔ اور وہاں خود مرزا نصیر بیگؔ کا آموں کا باغ تھا۔ اس لئے خصوصی طور پر اپنے باغ کے آموں کی دعوت کی جاتی تھی۔ لیکن کچھ عرصے بعد آموں کی تقریب بھی جے پور میں منعقد کی جانے لگی۔ مرزا غالبؔ سوسائٹی جے پور کے زیرِ اہتمام مذکورہ دونوں تقاریب ہر سال جے پور میں پابندی کے ساتھ منعقد کئے جاتے رہے۔ مرزا نصیر بیگؔ کے انتقال کے بعد مرزا غالب سوسائٹی جے پور کی سالانہ تقریبات کا سلسلہ ان کے صاحبزادگان مرزا عزیز بیگؔ اور مرزا رفیق نے قائم رکھا۔

بزمِ ادب ہنڈون:۔

عہد ریاست میں ہنڈون قصبہ جے پور ریاست کا صدر مقام تھا۔ جہاں ۱۹۳۴ء میں مولانا رفیق عزیزی کے سر پرستی میں ایک ادبی تنظیم کا قیام عمل میں آیا جو بزمِ ادب ہنڈون کے نام سے موسوم ہے۔ ''بزمِ ادب ہنڈون'' نے اپنے قیام کے زمانے سے ہی متعدد مشاعروں کا انعقاد کیا جن میں سب سے اہم مہاراجا سوائی مان

سنگھ والئ جے پور کی سالگرہ کے موقع پر منعقد انعامی مشاعرہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔

یہ مشاعرہ یکم ۱۹۴۰ء میں منعقد ہوا تھا جس کا طرحی مصرع اس طرح ہے ۔

''پھر مرے ذوقِ نظر کو گل بداماں کیجئے''

شروع میں چند شعرائے سالگرہ پر اپنے تہنیتی اشعار پیش کئے جو طرحی غزلیات کی شکل میں ہیں۔جن کے قوافی شراب، شباب اور ردیف سالگرہ ہے۔اس کے علاوہ مذکورہ مشاعرے کی روداد ''نگارِ سخن'' کے نام سے ساجد علی اسدی ساجد نے مرتب کی جو بیگم پریس ہوا محل جے پور سے شائع ہوکر منظرِ عام پر آئی۔ [۱۱]

''نگارِ سخن''، میں ''بزمِ ادب ہنڈون'' کے صدر پنڈت اوتار نارائن بہادر کا خطبہ صدارت او ساتھ ہی اس کے مرتب ساجد علی اسدی کا پیش لفظ درج ہے۔

''نگارِ سخن''

مشاعرہ

مصرع طرح: ''پھر میرے ذوقِ نظر کو گل بداماں کیجیے''

قافیہ: 'داماں' - ردیف: 'کیجیے'

جناب امین الدین صاحب اثرؔ عثمانی نانولی تلمیذ حضرت عزیزؔ ٹونکی:

پہلے پیدا کیجیے ذوقِ نظر میں وسعتیں پھر کسی کے دیکھنے کا دل میں ارماں کیجیے

جناب اکرام الدین صاحب اکرمؔ نانولی خلف حضرت شاغل عثمانیؔ:

اس کی رحمت سے بھی واقف ہو کے یونہی کہہ دیا ہم گنہگاروں سے واعظ ترکِ عصیاں کیجیے

جناب مشکور علی صاحب برقؔ نارنولی تلمیذ حضرت تنویرؔ نارنولی:

پھر کسی کی وہ تبسم ریزیاں یاد آ گئیں برقؔ پھر اپنا تصور گل بداماں کیجیے

جناب پنڈت اوتار نرائن صاحب بہادر کاشمیری: صدر بزم ادب ہنڈون'

کیسی کیسی بستیوں کو زیرِ آتش کر دیا . ....ہٹلر ہے کہ اب دنیا کو ویراں کیجیے

جناب سید محمد تقی صاحب تقیؔ قرولوی (از گڈھلہ):

دل کی بے تابی کا درماں آپ کے قابو میں ہے   خواہ گریاں کیجیے، جی چاہے خنداں کیجیے

آفتاب الشعرا جناب قاضی نور احمد صاحب تنویرؔ نارنولی مدظلہٗ:

مشکلیں اے حضرتِ دل اپنی آساں کیجیے   بیٹھ کر تنہا خیالِ روئے جاناں کیجیے

جناب قاضی مسرور احمد صاحب توقیرؔ صدیقی ایم۔اے نارنولی خلف حضرت تنویرؔ نارنولی:

اُن کے جلوے ہیں، جدھر دیکھو فضائے دہر میں   اب نہ حیراں ہوں تو کیا اے چشم حیراں کیجیے

جناب متین الحق صاحب حقی دہلوی:

اپنے سر کی گنج کا اب شیخ درماں کیجیے   کیجیے ہاں مفت میں پاپوشِ جاناں کیجیے

جناب سید رفیق احمد صاحب رفیقؔ ٹوڈہ بھیمی تلمیذ حضرت رفیقؔ عزیزی دہلوی:

میں ہوں ناکام محبت دل ہے پامال فراق   امتحان عشق کا اب اور ساماں کیجیے

جناب مولانا سید ممتاز رفیقؔ عزیز چشتی یوسفی دہلوی:

اپنا عرفان محبت کیجیے دل کو عطا   کفر کو میرے لیے معراج کیجیے

جناب منور علی خاں صاحب زیبؔ دہلوی:

کیوں اجل اچھا کرے بیمار غم کو آپ کے   آپ کا ہی درد ہے خود آپ درماں کیجیے

جناب ساجد حسین صاحب ساجدؔ نقوی ہنڈونوی:

اِک فقط تار نفس ہے اور یاں کچھ بھی نہیں   آپ سے گر ہو سکے تو میرا درماں کیجیے

ابوالعجز ساجدؔ اسدی تنویری، جے پوری مؤلف رسالۂ ہٰذا:

کر چکے تنقید ناصح آپ وحشت پر میری   ہو سکے تو امتیاز جیب و داماں کیجیے

جناب عبدالمجید خاں صاحب سوزؔ بھرتپوری:

روئے زیباں کو نہ یوں پردے میں پنہا کیجیے   میرے ارمانوں کی دنیا کو نہ ویراں کیجیے

جناب اسمٰعیل صاحب شادؔ جے پوری:

اس تبسم کے تصدق اس ملاحت کے نثار دہانِ زخم کو رشکِ نمکداں کیجیے

جناب احترام الدین شاغلؔ عثمانی نارنولی مدظلہٗ یادگار حضرت مائل دہلوی:

پاکبازی کا تقاضہ ہے کہ فنِ عشق میں دامنِ یوسف سے بہتر اپنا داماں کیجیے

جناب شفیق حسین خاں صاحب شفیقؔ ٹونکی ثم جے پوری:

میں حدودِ عالم امکاں سے آگے بڑھ گیا پھر مجھے لاکر شریک بزمِ امکاں کیجیے

جناب قاضی غلام شیخین صاحب شیخینؔ ٹوڈہ بھیمی:

یہ مسہری، گاؤ تکیہ اور قالیں ہیں عبث ہو سکے تو قبر کی راحت کا ساماں کیجیے

جناب منشی چاند بہاری لال صاحب صباؔ جے پوری جانشین حضرت مائلؔ دہلوی:

خادم پیرِ مغاں بننا صباؔ آساں نہیں پہلے خود کو بے نیاز کفر وایماں کیجیے

جناب رفیق احمد خاں صاحب عارفؔ عزیزی سنبھلی تلمیذ حضرت عزیزؔ ٹونکی:

ہر نظر میں اِک تبسم ہر تبسم برہمی جب یہ عالم ہو تو کیا تشریحِ ارماں کیجیے

عزیز احمد عزیزؔ ہنڈونوی:

سوزِ فرقت نے ہر اِک گل میں رکھی ہے آگ کیا کسی کے ہجر میں سیر گلستاں کیجیے

ادیب الملک حضرت حافظ صوفی محمد یوسف علی صاحب عزیز ٹونکی مدظلہٗ:

نیک کو حق بھی جڑا ہے نیک دیتا ہے عزیزؔ ہو سکے جس طرح جب تک سب پہ احساں کیجیے

جناب سید لئیق احمد صاحب غنچہؔ دہلوی تلمیذ حضرت رفیقؔ عزیزی دہلوی:

میری وحشت کا سبب خود آپ پر کھل جائے گا پہلے چہرے پر تو زلفوں کو پریشاں کیجیے

جناب غنچہ رفیقی دہلوی مزاحؔ:

غیر کو............سے فرصت نہ ہوگا زندگی اس سے زائد اور کیا اے جانِ ارماں کیجیے

جناب سید فرحت حسین فرحتؔ جعفری علی گڑھی:

جامِ عرفاں پی کے شانِ امتیازی مٹ گئی کس کو سجدہ کیجیے کس کو مسلماں کیجیے

جناب منشی غلام معین الدین صاحب قریشی مدظلہٗ:

دھر میں شعلے بھڑک اُٹھتے ہیں ہر سو جنگ کے | بہرِ ابراہیم آتش کو گلستاں کیجیے

جناب کنہیالال صاحب مہرؔ دوسوی:

ہے جہاں سے ابتدائے منزل رسم وفا س | جان صدقہ کیجیے قربان ایماں کیجیے

عمدۃ الحکما جناب خورشید علی صاحب مہرؔ نقوی سانبھری:

پہلے اپنے ہوش پر پا لیجیے قابو کلیم | پھر سنبھل کر طور کے جلوؤں کا ارماں کیجیے

جناب خواجہ عزیز العلیم صاحب میناؔز غوری آصف آبادی: (غالباً طویل قامت ہونے کے باعث مینار تخلص ہے)

غیر سے کہنے لگے وہ میرے قد کو دیکھ کر | ہاں تلاش اس کے لیے کوئی شتر باں کیجیے

ریاست ٹونک

(۱) بزمِ خلیلؔ:۔

بزمِ خلیلؔ ٹونک کی اولین ادبی انجمن تسلیم کی جاتی ہے جو ۱۸۹۶ء میں نواب ابراہیم خاں خلیلؔ کی سرپرستی میں عمل میں آئی اور جس کے زیرِ اہتمام طرحی اور غیر طرحی مشاعرے منعقد کئے جاتے تھے۔ بزمِ خلیلؔ کے زیرِ اہتمام ۱۸۹۶ء میں منعقدہ مشاعرے کی روداد ''حدیقہ راجستھان'' (تاریخِ ٹونک) کے نام سے اصغر علی آبروؔ نے مرتب کی جس میں مشاعروں میں شرکت کرنے والے شعراء کے طرحی اور غیر طرحی کلام موجود ہے۔ اس کے علاوہ شرکت کرنے والے شعراء کے مختصر حالاتِ زندگی بھی درج کئے گئے ہیں۔

اس مشاعرے کا طرحی مصرع اس ہے۔

''نہیں منظور لبِ یار کو صحبت میری''

بزمِ خلیل کے زیرِ اہتمام منعقد یہ مشاعرہ ۲۷ / جولائی ۱۸۹۶ء مطابق دوازدہم صفر ۱۳۱۴ھ کا بمکان جناب صاحبزادہ محمد شیر علی خان بہادر شرؔر بوقت ۹ / بجے شب منعقد ہوا ۱۲ اس مشاعرے سے متعلق جناب آبروؔ اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

''فی الحقیقت اس ریاست میں محفلِ مشاعرہ اس قدر دھوم دھام سے آج تک

نہیں ہوئی۔ جملہ شعرائے نامی گرامی جلسۂ صحبت ہیں۔ اپنا اپنا رنگ سخن'
دکھا رہے ہیں۔'' ۱۳

اس کے علاوہ اس روداد میں سب سے پہلے مشاعرے میں شرکت کرنے والے شعرا کے مختصر حالاتِ زندگی درج ہیں اور اس کے بعد ان کا کلام طرحی اور غیر طرحی درج کیا گیا ہے ۱۴

اس مشاعرے کی اہمیت اور اس میں شریک شعراء پر سیر حاصل تبصرہ، نادم سیتاپوری اور منظور الحسن برکاتی نے اپنے مضمون 'ٹونک کی قدیم جدید علمی و ادبی انجمنیں' میں کیا ہے ۱۵

اس مشاعرے میں بیرونی اور مقامی شعراء نے بڑی تعداد میں شرکت کی تھی۔ اس مشاعرے کی روداد حدیقہ راجستھان ٹونک کی تاریخ اور خاص طور سے ادبی تاریخ کا ایک بہترین سرمایہ ہے ۱۶

حدیقہ راجستھان (۱۸۹۶ء)

ابراہیم علی خاں خلیلؔ:

دلِ خود رفتہ کو الفت میں سنبھالا تو بہت پر یہ بہلا ہی نہیں
اس کو انجام محبت کا بتایا تو بہت کچھ یہ سمجھا ہی نہیں

غزلہائے طرح بقید حروف تہجی

مصرع طرح

'' نہیں منظور لبِ یار کو صحبت میری''

اسدؔ:

بھیس اس شکل سے بدلے کبھی قسمت میری — کہ حسینوں سے ہو کچھ وصل کی صورت میری

احسانؔ:

مفت بدنام نہیں ہوں میں جہاں میں احسانؔ — کام آ جائے گی اِک روز یہ شہرت میری

احسنؔ:

ہے جو محبوبِ خدا ونِ دو عالم احسنؔ　　　چاہتا ہوں اے اللہ رے ہمّت میری

ارمانؔ:

آپ سے ایک ہی ارمانؔ نہ نکلا میرا　　　کام آئے گی یہ کس روز محبت میری

اشرفؔ:

آئی اشرفؔ رُخِ رنگ کی جو دل میں یاد　　　گھل گئی صورتِ گل اور طبیعت میری

افغانؔ:

رات دم خالقِ اکبر سے دُعا ہے افغاںؔ　　　پھر دے اس بتِ کافر سے طبیعت میری

تمکینؔ:

سچ اگر پوچھو تو میں کیا ہوں میرے شعر ہیں کیا　　　فیضِ استاد سے تمکیں ہے یہ شہرت میری

ثاقبؔ:

صاف جدّتِ مضمون سے عیاں ہے ثاقبؔ　　　ہے مگر عالم ایجاد طبیعت میری

جوہرؔ:

رہے جوہرؔ یونہی مجھ پر جو یہ الطاف حنیف　　　ایک دن ہند میں ہو جائے گی شہرت میری

احسنؔ:

دیکھ آئینہ وہ شوخ حسیں کہتا ہے　　　ملتی ہے حضرتِ یوسف میں شبہات میری

حسرتؔ:

خون ناحق تو چھپا تا عبث اے قاتل　　　خود زباں تیغ کی دیتی ہے شہادت میری

خردؔ:

مرضِ عشق میں اچھی نہیں حالت میری　　　بڑھتا جاتا ہے گھٹی جاتی ہے طاقت میری

راقمؔ:

وصل کی رات عجب حال رہا وقت وداع　　　میں انہیں دکھتا تھا اور وہ صورت میری

رساؔ:

ہے ترے فضل سے یہ صورت و سیرت میری　　　ورنہ جُز خاک نہیں کچھ بھی حقیقت میری

رمزؔ:

جس کو کہتے ہیں فلک ہے یہ غبار خاطر　　جس کو سمجھے ہیں زمیں ہے یہ کدورت میری

رعناؔ:

کام آجائے الٰہی کہیں اُلفت میری　　کاش بن جائے اسی کوچے میں تربت میری

راغبؔ:

کیا کروں میری تو مٹّی میں وفا کا ہے خمیر　　تم بدل جاؤ نہ بدلے گی یہ عادت میری

رنگیںؔ:

عہدِ طفلی میں یہ کہتی ہے کسی کی شوخی　　شعلہ بن جائے گی اِک روز یہ شہرت میری

سیفؔ:

آبلہ پائی نے عالم میں کیا ہے مشہور　　میرے قدموں سے لگی رہتی ہے شہرت

سراغؔ:

چلبلا جب کوئی معشوق نظر آتا ہے　　گدگداتی ہے سراغؔ اب بھی طبیعت میری

سہاؔ:

میں وہ ناکام ہوں مرجاؤں جو ناکامی میں　　سارے ناکام کریں آ کے زیارت میری

سوزؔ:

ان کو یہ ناز کہ بے مثل ہے صورت میری　　مجھ کو یہ فخر کہ یکتا ہے طبعیت میری

شاذؔ:

آپ کرنے لگے غیروں سے شکایت میری　　بھی ایسی تو نہ بہکی تھی طبیعت شکایت میری

شائقؔ:

غیر کو ہنس کے جتاتے ہیں محبت میری　　کس قدر پیار سے کرتے ہیں شکایت میری

شیداؔ:

اُن کی زلفوں کی طرح دل ہے پریشاں شیداؔ　　ایک آفت ہے بلائے شبِ ہجراں میری

صابرؔ:

کم نگاہی سے تری ہوگئی شہرت میری　　منہ چھپانے سے ترے کھل گئی الفت میری

طپشؔ:

اے طپشؔ سوزِ محبت کی طبش ہے آفت　　　طپش مہر سے بھی بڑھ چلی حدّت میری

ظہیرؔ:

وہ نہ ہو پاس نہ ہو، رشک تو ہے دل میں ظہیر　　　دخلِ اغیار سے خالی نہیں خلوت میری

ظہورؔ:

ان سے کرتا ہے سفارش دلِ برگشتہ ظہور　　　مدّعی دیتا ہے خود آگے ضمانت میری

عاشقؔ:

یہ بُری شکل بھی کام آئی کہ آج آئینے میں　　　ہنس پڑے دیکھ کے بے ساختہ صورت میری

فیروزؔ:

ہوا سنتے ہی آگ وہ رشک پری　　　یہ تو غصہ کی بات بھی کوئی نہ تھی
ابھی فیروزؔ اتنی زباں تھی ہلی　　　مرا چین گیا مری نیند گئی

محمد سعید خاں سعیدؔ:

میں سعیدؔ اور وہ کافر ہم دونوں میں ضد　　　کونسی شکل سے وہ وصل کی صورت میری

واقفؔ:

دیکھا رحم بھی آیا ہے تو کب آیا ہے　　　نزع میں کرنے کو آئے ہیں عیادت میری

یاسؔ:

فرطِ شادی ہے کہیں جان نہ نکلے شبِ وصل　　　کہ ترقی پہ ہے اے یاس یہ حسرت میری

(۲) سعادت لٹریری سوسائٹی:۔

یہ انجمن نواب سعادت علی خاں سعیدؔ کی سرپرستی میں قائم ہوئی تھی۔نواب صاحب خود ایک اچھے شاعر اور ڈرامہ نگار تھے۔اس سوسائٹی کے زیرِ اہتمام متعدد کل ہند مشاعرے منعقد ہوئے جن میں مقامی شعراء کے علاوہ بیرونی اور عالمی سطح پر بیشتر شعراء شریک ہوئے تھے۔ان مشاعروں میں سب سب اہم تاریخی مشاعرہ ۱۹۳۸ء کا تسلیم کیا جاتا ہے۔اس مشاعرے میں شرکت کرنے والوں میں جگرؔ ،حفیظ جالندریؔ، ساغر نظامیؔ، بسملؔ سعیدی،

صولتؔ، سیفؔ، کیف ٹونکی وغیرہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں ۱۷؎

(۳) انجمن ریحان الملت :۔

ٹونک کے دارالعلوم خلیلیہ نظامیہ کے طلباء کی قائم کردہ انجمن ریحان الملت کے زیرِ اہتمام ہر سال اسلامی جلسہ منعقد ہوتا تھا۔جس میں طلباء کے درمیان مختلف قسم کے مقابلے منعقد ہوتے تھے اوران میں مقامی و بیرون مدارس ، دارالعلوم کے طلباء حصہ لیا کرتے تھے۔علمی وادبی نوعیت کے ان مقابلوں میں جیتنے والے طلباء کو اسنادوانعامات سے نوازا جاتا تھا۔

ریاست کوٹہ

(۱) بھارت بندوسمیتی :۔

آزادی سے قبل کوٹہ میں قائم ہونے والی سب سے اہم انجمنوں مس بھارت بندوسمیتی کا نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔جس کی تشکیل ۱۹۳۲ء کو کی گئی۔اس انجمن کا اصل غرض ومقصد ہندی کی ترویج وترقی تھے۔لیکن اپنا سالانہ تقریروں میں جو بسنت کے موقع پر ہوتی تھیں۔اردو مشاعرے بھی اس پروگرام کا حصہ ہوا کرتا تھا۔اس سمیتی کے ممتاز کارکن ماسٹر ہنومان پرشاد اردو کے دلدادہ تھے اور طبیعت اردو شاعری کی طرف مائل تھی۔مولوی ثابت صاحب کے مشورے سے بسنت کی اس خصوصی موقع پر طرحی مشاعرے کا انعقاد کیا جاتا تھا اور ثابتؔ لکھنوی مصرع طرح مقرر کرتے تھے۔اور اپنے تلامذہ کے ساتھ شرکت فرما کر اس پروگرام کو کامیاب کرتے تھے۔ان کے علاوہ فریدالدین عزیز، ماسٹر محمد اسحاق، بالمکند گپت وغیرہ کئی اصحاب شاملِ مشاعرہ ہوتے تھے ۱۸؎ بھارت ہندوسمیتی کے زیرِ اہتمام منعقدہ مشاعروں کا رکارڈ بھی باقاعدہ کیا جاتا تھا لیکن تمام رکارڈ وقت کے ہاتھوں تلف ہو گیا۔

(۲) انجمن ہلال احمد کوٹہ:۔

ماسٹر احمد نبی کی نگرانی میں اسکول کے اردوخواں طالب علموں نے اپنے ذوقِ شاعری کی تسکین کے لئے ۱۹۳۱ء کو انجمن ہلال احمد کی بنیاد ڈالی۔اوراس کے قواعد اور ضوابط بھی مرتب کئے گئے۔قاعدے کے عہد انجمن کی

نشستیں ہفتہ وار ہونی قرار پائی تھی۔اس انجمن کے زیرِ اہتمام کے مختلف عنوانات پر مضامین لکھے جاتے۔مباحثہ کی شکل میں ان کو نشستوں میں پڑھ کر سنائے جاتے۔موافق ومخالفت دونوں پہلوؤں کے مضامین لکھے جائے۔اس طرح طالب علموں میں تحریری وتقریری دونوں صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا تھا۔بقول مفتوںؔ کوٹوی:

''گوشت خواری'' اور ''پردہ'' اس مباحثہ کے دوران مجھے پرانے رکارڈ سے دستیاب ہوئے ہیں'' ۱۹

ان کے علاوہ ان نشستوں میں طرحی مشاعرے بھی منعقد کئے جاتے تھے۔

(۲) بزمِ ادب کوٹہ:۔

بزمِ ادب کوٹہ' کو قیام افضل حسین ثابتؔ لکھنوی کے ہاتھوں ۱۹۳۳ء میں عمل میں آیا۔ابتدا میں اس کا نام ''بزم خیال'' بعد میں ''بزمِ سخن'' اور آخر کار ''بزمِ ادب'' مقرر کیا گیا۔مشاعروں کا انعقاد اس کا نصب العین رہا ہے۔کوٹہ کے شعر وادب کے ارتقاء میں اس بزم کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔اور اپنے قیام کے زمانے سے اب تک یہ بزم سرگرم اور متحرک رہی ہے۔اس کے زیرِ اہتمام منعقدہ مشاعروں کی روداد بھی لکھی گئی ہے۔مقامی شعراء کے علاوہ ملک گیر شہرت یافتہ شعراء بھی اس بزم کے مشاعروں میں شرکت کرتے رہے ہیں۔

۱۱/اگست ۱۹۳۵ء سے ''بزم ادب'' کوٹہ کا طرحی مشاعرہ شروع ہوا۔جس کا پہلا طرحی مصرع تھا۔

''فردوس سمجھے ہم تو در بار دیکھ کر''

اس مشاعرے میں متعدد شعراء حضرات نے شرکت کی اور اس کے بعد با قاعدہ طرحی مشاعروں کا انعقاد کئے جانے لگا۔''بزمِ ادب کوٹہ کے بانی مولوی ثابت صاحب خود بی ایک عرصہ تک مشاعروں میں شامل ہوتے رہے۔

ریاست جھالاواڑ

(۱) انجمن سخن شعراء:۔

ریاست جھالاواڑ میں مہاراجا بھوانی سنگھ کے دورِ حکومت میں دہلی اور لکھنؤ سے کئی شعراء تلاشِ معاش کے

لئے جھالاواڑ پہنچے اور بعض شعراء کو یہاں والیانِ ریاست نے مدعو کیا اور اپنے دربار سے وابستہ کر کے سرفراز کیا۔ ان میں مولانا عبدالوحید نیرنگؔ جنہیں ''افتخار الشعراء'' کے خطاب سے نوازا گیا اور دوسرے امام الشعراء حافظ عالمگیر خاں کیفؔ کی ایماء پر ۱۹۰۵ء میں ایک ادبی انجمن 'انجمنِ سخنِ شعراء' کے نام سے قائم کی اور اس کے تحت پندرہ روزہ مشاعروں کی بنیاد ڈالی گئی۔ انجمن کی نگرانی میں ''شاعری کی کایا پلٹ'' کے نام سے ایک سہ ماہی رسالہ بھی جاری کیا گیا تھا جس میں علمی، ادبی، اصلاحی اور اخلاقی نظموں کو انتخاب شائع ہوتا تھا۔ انجمن کے اراکین اس رسالے میں اشاعت کے لئے شعراء کے کلام کا انتخاب کرتے تھے۔ ۳۲ صفحات مشتمل یہ رسالہ جیل پریس جھالاواڑ میں چھپتا تھا۔ جو ۱۹۱۶ء سے لے کر ۱۹۲۰ء تک جاری رہا [20] جیل پریس کا دفتر مہاراجا کے محل مین واقع تھا [21]

اس کے علاوہ انجمن کے زیرِ اہتمام ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۷ء تک مہاراجا کی ایماء پر ہفتہ وار اور ماہانہ ادبی جلسوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ان اجلاس میں مختلف موضوعات پر مقالات پڑھے جاتے تھے۔ مہاراجا نے انجمن کے ممتاز اراکین کو جاگیریں، منصب اور اعزاز عطائے اور اپنے دربار کے نامور شاعر سمبھو دیال دانشؔ کو ملک الشعراء کے خطاب سے نوازا تھا [22]

(۲) شیکسپیئر ڈرامک سوسائٹی:۔

مہاراجرانا بھوانی سنگھ کو ڈرامے کا بھی شوق تھا انہوں نے ''شیکسپیئر ڈرامیٹک سوسائٹی'' کے نام سے ایک ڈرامہ سوسائٹی بھی بنائی تھی۔ نیز محل میں کبھی کبھی اسٹیج بنوا کر ڈرامے بھی اسٹیج کروائے جاتے تھے ۱۹۰۴ء میں مرزا نظیر بیگ نظیر اکبرآبادی جھالاواڑ پہنچ چکے تھے۔ جو اردو کے کلاسیکی ناٹک لکھا تھا جو جھالاواڑ ہی میں چھپا تھا اور اسٹیج بھی ہوا تھا۔ وہ جھالاواڑ کے محل میں عارضی اسٹیج بنا کر ناٹک پیش کیا کرتے تھے [23]

۱۹۲۱ء میں مہاراجہ موصوف نے گڑھ پیلیس کے پچھلے حصے میں ''بھوانی ناٹیہ شالہ'' بنوائی جو پارسی اوپیرہ ڈزائن کی ہندوستان میں واحد مثال مانی جاتی ہے۔ اس کی نظامت کی ذمہ داری منشی عزیز الرحمٰن کو سونپی تھی۔ اس ناٹیہ سالہ میں ۱۶/ جولائی ۱۹۲۱ء کو جو پہلا ڈرامہ پیش کیا گیا وہ مہاکوی کالی داس کا ناٹک ابھگیان شکن تلم تھا جو آخری ناٹک ''دیش کی آواز'' ۱۹۵۰ء میں پیش کیا گیا [24]

کلاسیکی ناٹکوں سے قطع نظر مہاراجا کے ایماں پر شیکسپیئر کے ڈراموں کے اردو ترجمے بھی کئے گئے۔ مہاراجا

کی جانب سے ترجمہ کرنے والوں کو ۵۰۰/روپے فی ڈرامہ انعام بھی دیا گیا۔ چنانچہ پنڈت پرشوتم لال سوریہ دوج شآد نے شیکسپیر کے جن ڈراموں کے اردو ترجمے کئے ان کے نام ہیں۔

1. Mid Summer Night Dream 2. Juliua Carear

3. King Lear 4. Merchent of Venice 5. macbeth

(۳) بزمِ راجندر:۔

مہاراجا راجندر سنگھ مخمؔور نے ایک بزمِ ادب 'انجمن راجندر' کے نام سے قائم کی جس کے زیرِ اہتمام ماہانہ طرحی مشاعرے پابندی کے ساتھ ہوتے تھے اور مشاعروں کے لئے مصرع طرح خود مہاراجا مخمؔور تجویز کرتے تھے اور مشاعروں میں خود اپنی طرحی غزل بھی پیش کرتے تھے اور باقاعدہ مشاعروں میں شرکت کرتے تھے ۲۵؎ آپ کو اس بزم سے اس قدر دلچسپی تھی کہ جب آپ اپنی اہلیہ کے علاج کے لئے ولایت گئے تو وہاں سے بھی طرحی غزل بھیجتے رہے ۲۶؎

ریاست جودھپور

بزمِ ادب:۔

ریاست جودھپور کے قادرالکلام شاعر شرف الدین ایکتؔا نے 'بزمِ ادب جودھپور' کی بنیاد ڈالی۔ جس کے زیر اثر اس ریاست میں شعروادب کا ماحول قائم ہوا۔ اس کے تحت ادبی نشستوں کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ جس میں مقامی شعراء اپنا کلام پیش کرتے تھے۔ اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر مقالات بھی پڑھے جاتے تھے۔ اس طرح یہ انجمن شعروشاعری کے ساتھ ساتھ نثری خدمات بھی انجام دے رہی تھی۔ بعد میں یہ ادارہ ''انجمن اسلامیہ'' کے نام سے تبدیل ہوکر مذہبی خدمات انجام دینے لگا۔ اس کے بانی شرف الدین ایکتؔا اس ادارے کے شعبہ بیت المال کے ناظم مقرر ہوئے۔ تقسیم ملک کے بعد ایکتؔا ترکِ وطن کرکے پاکستان چلے گئے۔ جس کا اثر بزمِ ادب پر بھی ہوا۔ اور شعروادب کا یہ سلسلہ کچھ عرصے کے لئے منقطع ہوگیا۔ لیکن محبانِ اردو کی کوششوں سے بزمِ ادب کی تشکیل نو کی گئی۔ اور آج بھی کسی نہ کسی شکل میں جودھپور میں یہ تنظیم سرگرم عمل ہے۔

ریاست بیکانیر

بزمِ ادب:۔

ریاست بیکانیر میں آزادی سے پہلے کی انجمنوں میں 'بزمِ ادب' کا نام خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ جسے مولوی بادشاہ حسین خاں رضاؔ ۱۹۳۵ء نے قائم کیا۔ بزمِ ادب کے زیر اہتمام ادبی نشستوں کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ آزادی کے بعد بھی 'بزمِ ادب' کے نام سے بیکانیر میں کئی انجمنیں تشکیل ہوتی رہیں اور آج بھی کسی نہ کسی شکل میں شہر بیکانیر میں اردو شعروادب کو فروغ اور ادبی نشستوں، مشاعروں وغیرہ کی روایت کو قائم کئے ہوئے ہے۔

فتح پور شیخاوٹی

انجمن شمع اردو:۔

فتح پور شیخاوٹی کی پہلی ادبی انجمن'' انجمن شمع اردو'' کے نام سے ۱۹۴۵ء میں قائم کی گئی تھی۔ جس میں فتح پور کے معتبر تعلیم یافتہ حضرات شامل تھے۔ انجمن کے زیر اہتمام مشاعرے کا انعقاد تو کبھی عمل میں نہیں آیا۔ البتہ عیدین کے موقع پر جلسے منعقد کئے جاتے تھے۔ جن میں مذہبی امور پر تقاریر ہوتی تھیں [۲۷]

اس کے علاوہ اکثر موقعوں پر غالبؔ اور اقبالؔ کا کلام پیش کیا جاتا تھا اور حاضرین ان پر مکالمہ کرتے تھے۔ اس کے زریعہ ان نامور شعراء کا کلام سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اس طرح شعروسخن کا ماحول قائم ہو جاتا تھا۔ جس کے سبب اردو عام سماعتوں پر بھی دستک دیتی رہتی اور گفتار کی شرینی سے قلب وذہن سرشار ہو جاتے۔

☆☆☆

حوالاجات: باب ۔ چہارم

نمبر شمارہ نام کتاب / رسالہ مصنف / مرتب سنِ اشاعت صفحہ نمبر

۱۔ تذکرہ شعرائے جے پور مولانا احترام الدین شاغلؔ۔

۲۔ راجستھان میں اردو زبان وادب ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی
کے لئے غیر مسلم حضرات کی خدمات

۳۔ ایضاً ۸۲

۴۔ سہ ماہی ''نخلستان'' اپریل تا ستمبر ۱۹۸۵ء، از خداداد مونسؔ، عنوان مضمون راجستھان کا اولین شعری گلدستہ، فرحت الشعراء۔

۵۔ ایضاً

۶۔ راجستھان میں شعری گلدستوں کی ڈاکٹر نادرہ خاتون ۲۰۱۰ء ۴۰-۴۱
روایت اوران کی اہمیت

۷۔ سابق ریاست جے پور میں اردو ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی ۹۹
شعرادب کا ارتقاء،

۸۔ ایضاً

۹۔ راجستھان میں شعری گلدستوں کی ڈاکٹر نادرہ خاتون ۲۰۱۰ء ۷۲تا۷۴
روایت اوران کی اہمیت

۱۰۔ جانِ غالبؔ جون ۲۰۱۰ء ۱

۱۱۔ راجستھان میں شعری گلدستوں کی ڈاکٹر نادرہ خاتون ۲۰۱۰ء ۷۵
روایت اوران کی اہمیت

۱۲۔ ایضاً ۵۰

۱۳۔ حدیقہ راجستھان اصغر علی آبروؔ ۳۵۰

۱۴۔ مزید مطالعہ کے لئے ملاحظہ کریں۔ ''شعرائے ٹونک کا ایک قدیم تذکرہ'' نادم سیتاپوری 'اردو ادب' شمارہ ۱۹۶۲ء

نمبر شمارہ	نام کتاب/رسالہ	مصنف/مرتب	سنِ اشاعت	صفحہ نمبر
۱۵۔	ٹونک کی قدیم وجدید علمی وادبی	منظور الحسن برکاتی	۱۹۷۴ء	۴۷

انجمنیں، اردو ادب

۱۶	حدیقہ راجستھان	اصغر علی آبرو		
۱۷	ٹونک میں اردو کا فروغ	سید ساجد علی ٹونکی	۲۰۱۳ء	۹۲
۱۸	تذکرۂ شعرائے کوٹہ	عقیل شاداب	۲۰۰۰ء	۲۷
۱۹	نظارے (مضامین کے مجموعہ)	مفتوں کوٹوی		
۲۰	راجستھان میں اردو زبان و ادب کے لئے غیر مسلم حضرات کی خدمات	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی		۶۶
۲۱	ایضاً			۲۴۳
۲۲	کلیاتِ دانش،	شمبھو دیال دانش،		۱۸۶
۲۳	راجستھان میں اردو زبان کے لئے غیر حضرات کی خدمات	ڈاکٹر ابوالفیض	۱۹۸۵ء	۲۴۴
۲۴				
۲۵	راجستھان میں اردو زبان و ادب کے لئے غیر مسلم حضرات کی خدمات	ڈاکٹر ابوالفیض		
۲۶	مقالہ یادگار شفیق از مظفر تلمیذ شفیق غیر مطبوعہ (یہ مقالہ جشن شفیق ۱۹/اپریل ۱۹۸۱ء کے موقع پر پڑھا گیا)			
۲۷	تاریخ و تذکرۂ فتح پور شیخاوٹی	نذیر فتح پوری	۲۰۰۳ء	۸۶

☆☆☆

باب۔ پنجم

آزادی کے بعد انجمنوں کی علمی وادبی خدمات

باب۔ پنجم
آزادی کے بعد انجمنوں کی علمی وادبی خدمات

یہ بات قابلِ غور ہے کہ اردو کے فروغ میں شخصیات ہی نہیں بلکہ اجتماعی کوشش بھی شامل رہی ہیں اور وہ اجتماعی کوشش انجمنوں کے ذریعہ ہوتی رہیں جو آزادی سے پہلے بھی ہوتی رہی اور آزادی کے بعد بھی جاری ہیں۔

آزادی کے بعد جب مارچ ۱۹۶۹ء میں راجستھان بنا تو وہ ایک ایسا ہنگامی دور تھا جب ایک طرف ادبی انجمنوں سے وابستہ اراکین ترک وطن کرکے پاکستان چلے گئے اور ادبی انجمنیں سونی ہوگئی۔ مگر پھر بھی شعروادب کے چراغ ٹمٹماتے رہے اور آہستہ آہستہ ایک نئی توانائی کے ساتھ شعروادب کی انجمنیں منظر عام پر آنے لگیں۔ خاص طور پر مقامی انجمنوں کے علاوہ صوبائی سطح پر انجمنیں ترقی اردو راجستھان کے قیام کے بعد اس خطہ میں اردو زبان وادب کو جو فروغ حاصل ہوا۔ اور اردو تعلیم کا جو سلسلہ از سر نو شروع ہوا تو اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج سرکاری اور غیر سرکاری اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اردو کے اعلیٰ تعلیم اور اردو تحقیق کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔

انجمن ترقی اردو کی ساٹھ سے زائد شاخیں راجستھان کے مختلف شہروں اور قصبوں میں قائم ہوچکی تھی جن کا وجود آہستہ آہستہ ختم ہوتا رہا۔ اور انجمن کی کارکردگی تاریخ کا حصہ بن گئی۔ اس انجمن کے قطعی نظر ۱۹۶۵ء میں راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور کے قیام کے زمانے سے راجستھان میں اردو شعروادب کے فروغ کی راہیں بھی کھلنے لگیں اور خاص طور پر ۱۹۷۹ء میں راجستھان اردو اکادمی جے پور کے قیام کے بعد اس صوبہ میں اردو کے فروغ کے لئے جو کام کئے گئے یا جو کئے جا رہے ہیں وہ خامیوں اور کمیوں کے باوجود قابلِ ستائش ہیں۔

راجستھان اردو اکادمی کے علاوہ راجستھان کے مختلف ضلعوں سے وابستہ قصبوں میں جو ادبی انجمنیں قائم ہیں ان کی خدمات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جنہوں نے آزادی کے بعد اردو شعروادب کے فروغ کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ان انجمنوں کے زیر اہتمام منعقد ادبی تقاریب اور خاص طور سے مشاعروں کی روداوں سے ان انجمنوں کی کارکردگی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ روداد یں نہ صرف ان ادبی تقاریب کے انعقاد کی عکاسی ہے بلکہ عملی وادبی تحقیق کے لئے بھی مشعل راہ ہے۔

جے پور

(ا) انجمن ترقی اردو ہند جے پور:۔

ہندوستان کی آزادی اور خاص طور پر تشکیل راجستھان کے بعد اردو کی بقاء وتحفظ ترقی وترویج اور اردو تعلیم کے فروغ کے لئے جو اقدام اٹھائے گئے ان میں سب سے اہم اور پہلا قدم جے پور میں انجمن اردو ہند کی شاخ کا قیام ۱۹۵۳ء عمل میں آیا۔اس کے صدر خاں بہادر الطاف احمد اور سکریٹری مولانا احترام الدین شاغل کو منتخب کیا گیا۔اور ابتدائی مدارج کے کام شروع ہوئے۔چنانچہ جلد اسکا دستور العمل بھی مطبع ہوکر شائع کیا گیا۔

انجمن ترقی اردو ہند کے اغراض ومقاصد:

(ا) انجمن ترقی اردو کی ریاستی شاخ کا قیام۔

(۲) راجستھان میں اردو کی حفاظت ،ترقی اور اشاعت کے مسئلہ پر غور وفکر اور اس کے لئے آئینی تدابیر اختیار کرنا۔

(۳) راجستھان کے جن بچوں کی مادری زبان اردو ہے ان کے لئے ابتدائی درجوں سے لے کر آخری درجہ تک اردو زبان میں تعلیم کا انتظام کرانا۔

(۴) راجستھان میں نصاب کی کتابوں کی فراہمی اور آسانی سے ملتے رہنے کا انتظام کرنا۔

(۵) دستور ہند کی دفعہ ۳۴۷ کی رو سے راجستھان میں اردو کا حق حاصل کرنا۔

(۶) راجستھان میں اردو کے ایک معیاری پریس کے قیام کے مسئلہ پر غور کرنا۔

(۷) راجستھان میں ایک معیاری روزانہ اخبار کے اجراء کا انتظام کرنا [1]

انجمن اردو ہند جے پور کی ادبی وعلمی خدمات

(منعقدہ سمینار اور ان کی رودادیں)

(ا) انجمن ترقی اردو کے زیر اہتمام منعقد مشاعرہ

انجمن ترقی اردو ہند اخ جے پور نے اردو سے عوام کی دلچسپی کا صحیح جائزہ لینے کی غرض سے یومِ آزادی کے موقع پر

ایک مشاعرہ ۲۵ اگست ۱۹۵۴ء کو نواب ممتاز الدولہ محمد مکرم علی خاں کی حویلی واقع ترپولیہ بازار جے پور میں منعقد کیا گیا۔ جہاں انجمن کی جے پور کی شاخ کا دفتر موجود تھا۔ اس مشاعرے کی صدارت شری جے نارائن ویاس وزیر اعلیٰ راجستھان نے فرمائی تھی۔ جے پور کے متعدد شعراء نے شرکت کی۔ عام دلچسپی اور عوام وخواص کی بے لاگ شرکت نے اس بات کی یقین دہانی کی تھی۔ کہ جے پور میں اردو کے حامی امید سے کہیں زیادہ ہیں۔ سامعین کی شرکت اور ذوق وشوق کا یہ عالم تھا کہ مشاعرہ گاہ پورا بھر گیا اور باقی سامعین سڑک پر بیٹھے تھے جس سے کئی گھنٹے ٹریفک بندرہا۔

(۲) پہلا اجلاس:-

۱۷اپریل ۱۹۵۴ء کو انجمن ترقی اردو ہند جے پور نے اپنا سالانہ جلسہ نواب صاحب کی حویلی میں منعقد کیا۔ جہاں ناظم مولوی سید مشعوق حسین اطہر ہاپوڑی کے اعزاز میں طرحی مشاعرہ کی ایک محفل بھی آراستہ کی گئی۔ یہ مشاعرہ بھی ہرنوعیت سے کامیاب رہا۔

(۳) دوسرا اجلاس:-

۱۷دسمبر ۱۹۵۵ء کو انجمن ترقی اور ہند جے پور نے اپنا دوسرا سالانہ اجلاس نیلی حویلی واقع رام گنج بازار اپنے دفتر منعقد کیا۔ اور اسی دوران انجمن ترقی اردو ہند کے سیکریٹری مولانا اختر الدین شاغلؔ نے شعرائے جے پور کا ایک تذکرہ بھی ترتیب کیا [۲] جو حقیقی طور پر جے پور کی ادبی تاریخ کا ایک اہم دستاویز ہے۔

(۴) انجمن ترقی اردو ہند کا پہلا کل راجستھان اردو کنونیشن ۱۹۵۶ء

انجمن ترقی اردو ہند کی شاخ جے پور کے جنرل سیکریٹری اور صدر اور کارکنانِ انجمن کی تین سال کی مسلسل کوششوں کے باعث ایک ایسا موحول قائم ہوگیا تھا کہ انجمن کے تیسرے اجلاس کے موقع پر ۲۹ تا ۳۱ مارچ ۱۹۵۶ء کو بمقام مسلم مسافر خانہ میں کل راجستھان اردو کنویشن کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی مکمل روداد ''روداد'' کے نام سے مولانا اختر الدین شاغلؔ نے مرتب کر کے شائع کیا [۳]

اس کنونیشن کا افتتاح مہاراجا سوائی مان سنگھ ہوم منیسٹر راجستھان نے کیا۔ ان کے

علاوہ صدرِ انجمن ترقی اردو کی ایک تقریر اور نواب امیر الدین احمد صاحب والیٔ ریاست لوہارو نے خطبۂ صدارت پیش کیا۔ ان تمام حضرات کے خطابات اور تقاریر مذکورہ روداد میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اس روداد میں مذکورہ کنویشن کے انعقاد سے متعلق تفصیلات اور کنویشن کی تقریبات کی تقریروں اور خطابوں کے علاوہ ایک مضمون ''راجستھان میں اردو'' از ایس۔ ایم۔ اسلام صاحب، صدر جمیعتہ العلماء راجستھان کا بھی شامل ہے۔ خاص طور اس روداد میں اس کنوینشن کے موقع پر منعقدہ مناثرہ (سمپوزیم) کے مقالات بھی شامل ہیں جو کنویشن کے موقع پر سمپوزیم میں پیش کئے گئے۔ اس کے لیے حسنِ ذیل تین عنوانات مقرر کئے گئے۔

(۱) ''اتحادِ قومی اور ہندوستان کی جنگ آزادی میں اردو کا حصہ''

اس عنوان پر حسب ذیل حضرت نے اپنے مقالات پیش کیے تھے۔

پروفیسر پریم شنکر سریواستو (جودھپور)، اسلوب احمد انصاری (علی گڑھ)، عزیز حسین بقائی (دہلی)، ارتضٰی علی عزمی (آگرہ)، وزیر احمد (دہلی)، عبدالمقتدر (ٹونک)،

(۲) ''ترقی ادو میں اہلِ راجستھان کا حصہ''

اس موضوع پر حسبِ ذیل حضرات نے اپنے مقالات پیش کیے تھے۔

قاضی معراج الدین (جودھپور)، صاحبزادہ ناصر الدین احمد خاں (دہلی) ،

(۳) ''ترقی اردو میں موجودہ مشکلات اور ان کا حل''

اس موضوع پر حسبِ ذیل حضرات نے اپنے مقالات پیش کیے تھے۔

غوث الاعظم قادری بلیہ (یوپی)۔ نثار احمد فاروقی (دہلی، رفیع الدین خاں عنایتی (علی گڑھ)۔ مولانا احترام الدین شاغلؔ (جے پور)، حامد رشید خاں (ٹونک)۔

(۴) ''ہندوستان کی مسلمہ زبانوں میں مقابلتاً ترقی اردو کی رفتار ماضی، حال اور مستقل کی توقعات''

اس عنوان کے تحت حسب ذیل حضرات کے مقالات روداد میں شامل ہیں۔

ڈاکٹر مسعود حسین خان (علی گڑھ)، نواب ممتاز الدولہ (جے پور)، مکرم علی خاں مکرم (جے پور)، قاضی ریاض الدین انصاری (گوالیار)، خورشید علی مہر، کراچی (پاکستان)، بابو دلیپ سنگھ (جے پور)، نسیم قریشی (علی گڑھ)، فوق کریمی (علی گڑھ)۔

راجستھان میں شاید یہ پہلا سمپوزیم تھا جو مناثرہ کے نام سے منعقد کیا گیا تھا۔ اس سے پہلے راجستھان میں سمپوزیم یا سیمینار کے انعقاد کی کوئی روایت نہیں ملتی۔ گویا نثری تقریبات (سمپوزیم، سیمینار) کے انعقاد کے لئے مذکورہ مناثرہ ایک مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مناثرہ کے آغاز میں راجا امرناتھ اٹل، صدر کل راجستھان اردو کنونشن کا خطبۂ صدارت چھپا ہوا ہے جس میں راجستھان میں اردو کی ترویج کا ایک خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مناثرہ میں مذکورہ چوتھے عنوان کے تحت مولانا حفظ الرحمٰن نے ایک ایک بڑی فکر انگیز تقریر کی تھی اس کا اقتباس بھی مناثرہ کی روداد میں شامل ہیں۔ مناثرہ میں جن ادباء نے مقالات پیش کیے تے انکا تعارف ''مختصر ادباء'' کے تحت پیش کیا گیا ہے۔ نیز ان کے فوٹو بھی شامل کیے گئے ہیں۔

اس کنونشن کے موقع پر ایک علمی وادبی نمائش کا انعقاد بھی کیا گیا تھا جس میں الورمیوزیم، سعیدیہ پبلک لائبریری ٹونک کے علاوہ:

نواب صاحب لوہارو (جے پور)، وحید اللہ خاں (جودھپور)، حاجی عبد الرحمٰن خاں (جے پور)، مولانا احترام الدین شاغلؔ (جے پور)، مفتی احمد حسین صاحب (جے پور)، سلیم الدین خاں (جے پور)، بابا ایشان چندر مکرجی (جے پور)، حکیم سلیم الطبع خانم (جے پور)، قاضی محمد عرفان خاں (ٹونک)، سید اسمٰعیل علی دائرہ (جے پور)، کالے خاں جاں باز (جے پور)، الحاج سید نور الحسن (جے پور)، وجے ورگی کللکشن (جے پور)، مسلم ہائی اسکول (جے پور)، صاحبزادہ ولی احمد خاں (جے پور)، پنڈت گردھاری لال وکیل (جے پور) اور راؤ بہادر بابو جید یو سنگھ جے پور کے یہاں موجود عربی، فارسی اور اردو کے ایک سو چودہ نایاب مخطوطات شامل کیے گئے تھے ان تمام مخطوطات کی تفصیلات اس روداد میں شامل ہیں۔ ان کے علاوہ پچیس وصلیاں اور تغرے بھی نمائش میں پیش کیے گئے۔

مذکورہ حقائق کی روشنی میں اگر یہ کہا جائے کہ یہ روداد راجستھان میں ادبی تاریخ کی اہم دستاویز ہے تو شاید غلط نہ ہوگا اس میں مناثرہ کے علاوہ کل راجستھان مشاعرے کی غزلیات، شعراء کا تعارف اور ان کے فوٹو بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ایک آل انڈیا مشاعرہ کا بھی انعقاد کیا گیا تھا جو تین نشستوں پر مشتمل تھا۔ اس کا مصرع طرح یہ تھا۔

''ہم کو جینا ہی نہیں بندۂ احساں ہو کر''

مذکورہ مشاعرہ انتخابِ کلام حسبِ ذیل ہے۔

آغا حسین آغاؔ:

سخت غفلت میں رہے کچھ نہ کیا اے آغاؔ زندگی ختم ہوئی خوابِ پریشاں ہوکر

حمید الدین اثرؔ:

لاکھ پردوں میں چھپا نہ سکا پھر بھی مگر ہم نے پہچان لیا صاحبِ عرفاں ہوکر

امین الدین اثرؔ جے پور:

چھیڑتا کون ہے نار نفسِ دل کو اثرؔ جھنجھنا اٹھتا ہے جو ساز رگ جاں ہوکر

حامد حسین اثرؔ ٹونکی:

مل گئی ہمّت مردانہ کو جب حق کی مدد مشکلیں جتنی پڑیں رہ گئیں آساں ہوکر

رشید احمد احمرؔ جے پوری:

اور ہوں گے جو لٹے جا کے صنم خانے میں ہم تو کعبہ میں لٹے صاحبِ ایماں ہوکر

معشوق حسین اطہرؔ ہاپوڑی:

یہ صنم خانہ ہے کعبہ تو نہیں ہے واعظؔ تجھ کو آنا تھا یہاں صاحبِ ایماں ہوکر

اعجازِ صدیقیؔ:

کچھ نہ کچھ عشرتِ ساحل کا پتہ دیتی ہیں چند موجیں جو سمٹ آئی ہیں طوفاں ہوکر

اُفقؔ اجمیری:

کس لیے بیٹھے ہو اب سر بہ گریباں ہوکر دل کی دنیا بھی کہیں بستی ہے ویراں ہوکر

امجدؔ جودھپوری:

کب بجھائے سے بجھے گا یہ چراغِ منزل داغِ دل رہ گیا دل میں، نمایاں ہوکر

شفیق انجمؔ سہوانی:

شیخ کو مائل مے دیکھ کے ساقی نے کہا کیا غضب کرتے ہو واللہ مسلماں ہوکر

انعام اللہ خاں انعامؔ جے پوری:

ذرّے ذرّے میں ترے حسن کی رعنائی تھی تو ہی چمکا تھا کبھی مہرِ درخشاں ہوکر

گوبند داس باؔبا:

سمجھے ہیں سب جسے شیرازۂ ہستی اے دل | یہ بھی مٹ جائے گا اِک روز پریشاں ہوکر

محترمہ مہر النساء بدؔر جے پور:

حالِ دل ان سے جو کہتا ہوں پریشاں ہوکر | وہ پشیماں مجھے کرتے ہیں پشیماں ہوکر

مشکور علی برق جے پوری:

اللہ اللہ یہ اعجاز صنم خانے کا | جو یہاں آیا گیا صاحبِ ایماں ہوکر

بسمؔل شاہجہاں پوری:

ہائے اب ظلمتِ باطل کے سوا کچھ بھی نہیں | ہم بھی اُبھرے تھے کبھی نیّرِ تاباں ہوکر

منصور علی خاں بسمؔل جے پوری:

آہ کے ساتھ کسی اشک کا طوفاں ہوکر | دل بہا جاتا ہے اجزائے پریشاں ہوکر

منموہن لال کائستھ بسمؔل:

مدتوں دل میں رہے ہو مرے ارماں ہوکر | درد ہوکر تو کبھی درد کا درماں ہوکر

اوتار نرائن بہادر:

اِک خلش ہوگئی شرمندۂ احساں ہوکر | مشکلیں بڑھ گئیں کچھ اور بھی آساں ہوکر

شیخ محمد عبداللہ بیدؔل:

آنکھ بھر آئی غمِ سوز دروں سے بیدؔل | ضبطِ غم نہ ہوسکا گریۂ پنہاں ہوکر

بندو خاں پارؔسا:

کر گئے شوق سوا وہ میرے مہماں ہوکر | درد کچھ اور بڑھا درد کا درماں ہوکر

آنند نرائن کوؔل پھسڈی: (مزاحیہ)

ایک تو سخت زمیں اس پہ پھسڈی کا کلام | قافیہ تنگ ہوا جاتا ہے آساں ہوکر

محمد تقی پیاؔم جے پوری:

بجلیاں دل پہ گریں عشق کا عنواں ہوکر | زندگی رہ گئی اِک خواب پریشاں ہوکر

غلا حسین تابشؔ کانپوری:

اپنے ہاتھوں میں سنبھالا ہے نظامِ کونین | تیرے بربادِ محبت نے پریشاں ہوکر

کلیم الدین تجلّی:

اب سکونِ دلِ مضطر بھی لیے جاتے ہیں　　وہ جو آئے تھے مرے درد کا درماں ہو کر

بشیر احمد توفیق کوٹوی:

ہم شفا پائیں گے کیوں طالبِ درماں ہو کر　　ہم کو جینا ہی نہیں بندۂ احساں ہو کر

عبدالوحید خاں (کالے خاں عرفیت) جانباؔز ٹونکی (شاگردِ مومنؔ):

تیر کہتے ہیں کسے، کس کو قضا کہتے ہیں　　کوئی دیکھے تو سہی مائلِ مژگاں ہو کر

جگر اجمیریؔ:

دین و دل ہوش و خرد آئے تھے لے کر، لیکن　　تیری محفل سے چلے بے سروساماں ہو کر

ایچ امین جوہرؔ وطن بیاور:

کاوشِ غم میں نہ گھبرانا ہراساں ہو کر　　راس آتی ہے محبت تو پریشاں ہو کر

حامد علی خاں دلؔ اٹاوہ:

خلد راحت ہی سہی گوشۂ جنت ہی سہی　　ہم تو نکلے تری محفل سے پریشاں ہو کر

دلؔ ایوبی ٹونکی:

اپنے دامن میں چھپا لیتی ہے رحمت بڑھ کر　　کوئی دیکھے تو گناہوں پہ پشیماں ہو کر

محمد حسن راغبؔ:

ہم نے دنیا کو بہت دیکھ لیا ہے راغبؔ　　ہو کے آباد کبھی اور کبھی ویراں ہو کر

محمد اسمٰعیل رضیؔ: جے پور میں پیدا ہوئے۔ لیکن تقسیمِ ہند کے بعد پاکستان چلے گئے۔ بطور خاص مشاعرے میں شرکت کے لئے پاکستان سے تشریف لائے:

کر گئی سینۂ گل چاک نسیمِ گلشن　　آئی تھی چارہ گرِ اہلِ گلستاں ہو کر

ریاض الدین ریاضؔ:

خانہ بربادی نے ہر غم سے فراغت دے دی　　بہت آرام سے ہوں بے سروساماں ہو کر

پنڈت تربھون ناتھ زتشی زار:

نارِ نمرود میں گلزار فروزاں ہو کر　　ہوئے سوائے جہاں پردے میں عریاں ہو کر

منور حسین زیبؔ دہلوی، بہ سلسلۂ ملازمت مقیم جے پور:

کبھی ترساں، کبھی لرزاں، کبھی حیراں ہوکر　　　ہم نے دیکھے ہیں وہ جلوے کبھی شاداں ہوکر

ساجد علی ساجدؔ: ۱۹۱۱ء میں جے پور میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ملک کے وقت پاکستان چلے گئے:

اِک وہی سجدہ حقیقت میں ہے سجدہ ساجدؔ　　　ثبت ہو جائے۔ جو سنگِ درِ جاناں ہوکر

ساغرؔ نظامی:

یہ بھی اِک شوخ کا فیضانِ نظر ہے ساغرؔ　　　کہ جہاں دیکھ رہا ہے مجھے حیراں ہوکر

محمد یوسف ساغرؔ اجمیری:

زندگی نام ہے غم سہہ کے جیے جانے کا　　　ہم کہاں جائیں زمانے سے گریزاں ہوکر

حشمت علی سائلؔ جے پوری:

تم پہ جو ظلم ہوئے دل سے بھلا دو سائلؔ　　　نیچی نظروں سے وہ آئے ہیں پشیماں ہوکر

سحرؔ:

اب نہ حسرت ہے کوئی دل میں نہ ارمان سحرؔ　　　پہنچے منزل پہ تو ہم بے سروساماں ہوکر

کرشن گوپال کائستھ جے پور:

شادماں رہنا کوئی سیکھ لے ان کلیوں سے　　　توڑ لینے پہ بھی کھلاتی ہیں خنداں ہوکر

محمد اسمٰعیل شادؔ جے پوری:

شادؔ اب دیر و حرم سے مجھے کچھ کام نہیں　　　انکی اِک یاد رہی ہے مرا ایماں ہوکر

شاغلؔ:

اِک نہ اِک روز رہا خاک میں پنہا ہوکر　　　نہ گدا بن کے بچا کوئی نہ سلطاں ہوکر

محترمہ شبنمؔ: صاحبزادہ عبدالمجیب خاں ناظم ریاست ٹونک کی صاحبزادی ہیں:

اللہ اللہ سیاہی شبِ غم کی شبنمؔ　　　پڑ گئے ماند ستارے بھی درخشاں ہوکر

شعریؔ بھوپالی:

نہ محبت نہ مروّت نہ خلوص اے شعریؔ　　　میں تو شرمندہ ہوں اس دور کا انساں ہوکر

شمیمؔ: محمد افتخار نام، جے پور:

چاہیے دل سے ہوا پائے وطن کی تعظیم　　　کیوں شمیمؔ آپ ہراساں ہیں مسلماں ہوکر

پریم شنکر نام: شنکر تخلص:

وہ تو آئے تھے مری موت کا ساماں ہوکر | خود ہی کیوں چل دیے بالیں سے پریشاں ہوکر

عابد حسین عابدؔ کوٹہ:

پالیا میں نے صلہ اپنی وفا کا عابدؔ | آئے ہیں وہ مری تربت پہ پشیماں ہوکر

غوث شریف عارفؔ جے پوری:

لطف کچھ ایسا ملا ان کو نمک پاشی کا | زخمِ دل کھل گئے مثلِ گلِ خنداں ہوکر

بالمکند عرشؔ ملسیانی: ایڈیٹر رسالہ 'آجکل'

جزوِ جاں رہتا ہے دائم جو غمِ جاں ہوکر | عقل تکتی ہے اسے ششدر و حیراں ہوکر

عزمیؔ:

مسکراتے ہوئے گزرو وہ جدھر سے عزمیؔ | راستے وہ گئے انوار بدایاں ہوکر

عبدالغفور شیداؔ:

یہ تو اچھے نہیں اطوار تمہارے شیدا | جان دیتے ہو تو بتوں پر جو مسلماں ہوکر

محمد صدیق صائبؔ ٹونکی:

چھڑ گئی بحثِ گل و خار چمن والوں میں | اور گل ہنستے رہے خار بداماں ہوکر

صباؔ جے پوری:

جانے کیا ہوگیا آلودۂ عصیاں ہوکر | مانگتا ہوں جو دعا بھی تو پشیماں ہوکر

صفدر علی ٹونکی:

کوششِ ضبط بھی کچھ کام نہ آئی صفدرؔ: | دامنِ دل کے رہے داغ نمایاں ہوکر

ضیاالدین ضیاؔ ٹونک:

مری بربادی تقدیر پہ ہنسنے والو | تم نہ رہ جاؤ کہیں کشتۂ دوراں ہوکر

عزیزؔ:

میرے نزدیک یہ ہے حسن کی توہین عزیزؔ | وہ عیادت کو مری آئیں پشیماں ہوکر

نذیرالدین عشرتؔ، کوٹہ:

ہنستے ہنستے تو نکل آتے ہیں آنسو اکثر ہم تو شبنم کو ترستے رہے گریاں ہو کر

محمد صلاح الدین عشقی جھنجھنو:

آئینہ دیکھنے والے یہ نہ دیکھا تو نے آئینہ دیکھ رہا ہے تجھے حیراں ہو کر

عطاء اللہ عطاء:

دل نے پایا ہے سکوں در دِ فراواں ہو کر زندگی ہم کو ملی موت کا ساماں ہو کر

عمر:

نزع کے وقت وہ آئے ہیں سرہانے میرے موت آئی ہے مری زیست کا ساماں ہو کر

احمد خاں عیش ٹونکی:

جس جگہ جاتے فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں ہم پہنچ جاتے ہیں اس بزم میں انساں ہو کر

فاخر الیاس محمد:

آسکے غم میں بھی نالے نہ زباں پر فاخر ہم نے فریاد بھی کی ہے تو غزل خواں ہو کر

سید عبدالرشید فاضل: قرولی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۹ء میں پاکستان چلے گئے:

عقل والوں کو خبر بھی نہیں جس کی فاضل ہم نے دیکھا ہے اسے بیخود و حیراں ہو کر

لکشمی نرائن فارغ:

جگمگاتا ہے وہی عشق کا عنواں ہو کر اشک رہ جاتا ہے جو زینت مژگاں ہو کر

محمد ایوب خاں قمر واحدی:

حوصلہ دید کا تجھ میں نہیں ہے ورنہ ذرّے ذرّے سے نمایاں ہے وہ پنہا ہو کر

محمد عبدالرحمٰن کوکب؛ ۱۹۵۰ء میں پاکستان چلے گئے۔ کسی سبب سے مشاعرے میں شرکت نہ کر سکے اور اپنی غزل ارسال کی:

میری صورت میں ہے نقّاشِ ازل کا جلوہ آئینہ دیکھ رہا ہے مجھے حیراں ہو کر

محمد یاسین گل ٹونکی:

زلفِ شب گوں کا یہ عالم تری اللہ اللہ چھا گئی تیرگی دُنیا پہ فراواں ہو کر

آنند نرائن زُتشی گلزار:

کیا ہوا اگر کوئی ہندو کہ مسلماں ٹھہرا
آدمیّت کا نہیں پاس جو انساں ہو کر

عبداللطیف لطیفؔ، کوٹہ:

حق پرستوں کی بھی کیا شان ہے اللہ اللہ
نارِ نمرود نظر آئی گلستاں ہو کر

کلب احمد ماضی:

منزلیں زیست کی کٹنے لگیں آساں ہو کر
رہ گیا غم دنیا غمِ جاناں ہو کر

عمادالدین خاں مرادؔ ٹونکی

بن کے انسان تو دنیا میں سب آتے ہیں مگر
یہ ستم کیا، کہ رہتے نہیں انساں ہو کر

معراج الدین معراجؔ:

غم کی دنیا میں بنایا ہے نشیمن معراجؔ
غم کہاں جائیگا اب ہم سے گریزاں ہو کر

غلام معین الدین معینؔ جے پوری:

داغِ دل، داغِ جگر، داغِ محبت لے کر
یوں تری بزم میں آیا ہوں چراغاں ہو کر

حکیم معین الدین خاں معینؔ:

کسی صورت تو چلے آیئے مہماں ہو کر
میرے ارماں نہ سہی غیر کے ارماں ہو کر

غلام معین الدین خاں مفتوںؔ:

سچ ہے مظلوم سے بھی ظلم مدد پاتا ہے
کشتیاں بہہ گئیں طوفان میں طوفاں ہو کر

مکرم علی خاں مکرمؔ:

کچھ تو آرام مسافر کو نئے گھر میں ملے
اے لحد آئے ہیں ہم بے سروساماں ہو کر

محمد بخش منظرؔ:

دیکھنے والے تمہیں دیکھ ہی لیں گے آخر
لاکھ چھپتے رہو تم جلوؤں میں پنہاں ہو کر

چاند نرائن تلّو مہر:

جو رہا جوشِ جنوں کا یہی عالم اے مہرؔ
ایک دن ٹھہرے گا دامن بھی گریباں ہو کر

منظور حسین منظورؔ دھولپوری:

جلوۂ طور تھا یا ان کی نظر تھی منظورؔ
قلب کے ساتھ جگر رہ گیا بریاں ہو کر

سید خورشید علی مہرؔ:

کیا ترقی کا زمانہ ہے اللہ اللہ — صاحبِ درد نہیں ہے کوئی انساں ہوکر

محمد علی شاہ میکش:

اب جہاں چاہوں بنالوں میں گھر اپنا میکش — بڑھ گئی اور بھی وسعت مری ویراں ہوکر

عزیز اللہ خاں نثار:

دل میں اب بھی وہ زلیخا کے ہے جلوہ افگن — شاہِ یوسف ہے وہی قیدی زنداں ہوکر

نثار:

غمِ جاناں، غمِ دُنیا، غمِ عقبٰی ہے نثار — کون اس دور میں جی سکتا ہے انساں ہوکر

ندیم:

تیرے جلووں کی کوئی تاب نہیں لاسکتا — روبروآئینہ بھی رہ گیا تیراں ہوکر

رام چندر نظر:

جذبۂ دل ہی نہیں کام کا اپنے، ورنہ — بزمِ اغیار میں کیا بیٹھے وہ شاداں ہوکر

نیاز احمد نیاز:

ذرّے ذرّے کی تجلی میں جھلکنے والے — جلوہ آرا ہو کسی دن تو نمایاں ہوکر

ظہیر المنعم نیّر:

خود تری پلکوں پہ ہیں کتنے ستارے نیّر — دیکھ تو محفلِ انجم سے گریزاں ہوکر

محمد حسین نیّر: تقسیم ملک کے بعد آپ پاکستان چلے گئے تھے۔ اتفاق سے جے پور آئے ہوئے تھے:

حسرتِ مرگ بھی تقدیر سے پوری نہ ہوئی — رہ گیا دم ہی مرے سینے میں ارماں ہوکر

بلرام واقف:

لاکھ پردوں میں چھپاتے ہیں وہ اس کو لیکن — اُن کا جلوہ ہے کہ رہتا ہے نمایاں ہوکر

وحید اللہ خاں وحید:

جس طرف دیکھو ہے اک جلوۂ نیرنگِ حیات — رنگ دکھلایا حقیقت نے نمایاں ہوکر

وقار احمد وقار:

جذبۂ فرض بھی ہے کیف محبت میں وقار — غم تو ان کا بھی ہے غمِ دوراں ہوکر

ہلال احمد ہلال: عمر ۱۲ رسال جائے پیدائش دہلی:

رات دن ذکرِ صنم خانہ ہے　　　　یعنی کافر ہی رہا شیخ مسلماں ہوکر

سید آغا حسین یکتا:

شیخ کعبے میں بنے بیٹھے ہیں اللہ والے　　　　اور ہم دیر میں رہتے ہیں مسلماں ہوکر

مطائبات

بےؔ پردہ:

جو بھی آتا ہے وہاں، آتا ہے حیواں ہوکر　　　　کوئی رہتا نہیں اس بزم میں انساں ہوکر

موت آتی ہے تو آجائے بلا سے بےؔ پر　　　　ہم کو جیتا ہی نہیں بندۂ احساں ہوکر

ڈھڈم کوٹوی:

ہم نے راشن نہ لیا فوج کے کپتاں ہوکر　　　　ہم کو جیتا ہی نہیں بندۂ احساں ہوکر

سعید الدین زاغؔ: آپ کا وطن ٹونک ہے:

زاغؔ بے چارہ تو پھر زاغ ہے، یہ کیسے بنے　　　　آدمی ہی نہ بنا آدمی انساں ہوکر

اس مشاعرے میں نہ صرف راجستھان کے شعرا نے حصہ لیا بلکہ ہندوستان کے مختلف صوبوں کے شعراء اور پاکستان سے آئے ہوئے اطہر یاپوڑی نے بھی شرکت کی۔ ان کے علاوہ اس مشاعرے میں شرکت کرنے والے شعرا کا انتخاب کلام اور مختصر تعارف مذکورہ روداد میں قلم بند ہے۔

اس کنویشن کی سب سے اہم حصولیابی انجمن ترقی اردو ہند کی ریاستی شاخ کا قیام ہے جس کا مطالبہ عرصہ دراز سے چل رہا تھا۔ اس موقع پر ریاستی شاخ کی تشکیل عمل میں آئی اور اس کے عہدے دار منتخب کئے گئے۔ اس کے علاوہ اردو کے حقوقِ تحفظ و ترقی اور اردو تعلیم کے فروغ کے لئے جدوجہد، راجستھان میں مادری زبان کی حیثیت سے ابتدائی درجوں سے آخری درجے تک اردو زبان میں تعلیم کا انتظام کرانا، اردو نصاب کی کتابوں کی فراہمی، مردم شماری میں اردو کے ساتھ ناانصافی کا تدارک، راجستھان میں اردو کا معیاری پریس کا قیام وغیرہ ہیں [48]

راجستھان میں شاید یہ پہلا سمپوزیم تھا جو مناظرہ کے نام سے منعقد کیا گیا تھا اس سے پہلے راجستھان

سے سمپوزیم سمینار کے انعقاد کی کوئی روایت نہیں ملتی ۔ گویا نثری وشعری تقریبات کے انعقاد کے لئے مذکورہ مناثرہ ایک مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے [۵]

(۵) انجمن ترقی اردو جے پور کی کل راجستھان اردو سمپوزیم ۱۹۶۳ء

انجمن ترقی اردو راجستھان کے زیرِ اہتمام ۱۵ر سے ۱۷ر نومبر ۱۹۶۳ء کو دوسری سمپوزیم منعقد کی گئی ۔ اس کا افتتاح موہن لال سکھاڑیا ۔ چیف منسٹر راجستھان نے کیا ۔ اس موقع پر بعنوان ''ملک کی آزادی واتحاد میں ادیبوں کا حصہ'' میں متعدد حضرات نے مقالات پیش کئے ۔ جن میں ابوالفیض عثمانی ۔ لکچرر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج (سیکر)، محمد علی زیدی، شعبہ ٔ اردو راجستھان یونیورسٹی (جے پور)، افتخار علی شمیم ۔ سپرنٹینڈنٹ گورنمنٹ پریس (جے پور)، محمد عمر سیفی (جے پور)، سالکؔ عزیزی ۔ نوا (جھنجھنوں)، مولانا شاغلؔ (جے پور)، راہی شہابی (جے پور)، وحید اللہ خاں (جودھپور)، عبدالمغنی رہبر (جودھپور) ۔ وغیرہ

اس سمپوزیم کے موقع پر ملک کی آزادی واتحاد میں ادیبوں کا حصہ عنوان کے تحت منظومات بھی پیش کی گئی تھیں اور ایک طرحی کل راجستھان مشاعرہ بھی منعقد کیا گیا تھا ۔ مشاعرے کی غزلیات اور منظومات بھی اس روداد میں شامل ہیں ۔ روداد میں ادیبوں اور شاعروں کے فوٹو بھی شامل کیے گئے ہیں ۔

اس سمپوزیم کی روداد کے آغاز میں مرتبہ مولانا احترام الدین شاغلؔ کی تحریر کردہ تمہید کے بعد صدرِ انجمن ترقی اردو خاں بہادر الطاف احمد کا مضمون ''دلکش جے پور'' کے نام سے درج ہے ۔ ساتھ ہی پنڈت سندر لال جناردن ناگر کے تقاریر کے اقتباسات بھی شامل ہیں ۔ اس کے علاوہ مشاعرہ کی غزلیات اور منظومات اور ادباء کی تقاریر بھی اس روداد میں شامل کی گئی ہیں [۶]

(۶) کل راجستھان اردو کانفرنس جے پور ۱۹۶۴ء

مذکورہ کل ہند کانفرنس کے موقع پر کوئی سمینار یا سمپوزیم تو منعقد نہیں ہوا تھا مگر اس کانفرنس میں راجستھان کی تشکیل کے بعد اردو تعلیم سے متعلق جو جدوجہد کی گئی اور انجمن ترقی اردو راجستھان کی جانب سے اردو کی ترقی کے لیے جو تجاویز پاس کی گئیں، حکومت کی جانب سے جو احکامات جاری ہوئے ان کی تفصیلات نیز مشاعروں اور سمپوزیم وغیرہ کے انعقاد کے تاریخ وار حوالے اس کانفرنس کی روداد میں شامل ہیں [۷]

یہ روداد راجستھان میں اردو زبان وادب کی ترقی وترویج اور اردو تعلیم کے فروغ کے لیے

جدوجہد سے متعلق ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔جس میں ادبی تقاریب کے علاوہ اردو اخبار کا اجرا، اردو کالج اور راجستھان میں جامعہ اردو کے امتحانات کے مراکز، اردو مدارس، ساہتیہ اکادمی راجستھان کی اردو خدمات وغیرہ کے حوالے بھی شامل ہیں۔اس کل ہند اردو کانفرنس کے موقع پر منعقدہ مشاعرہ کی منظومات اور غزلیات بھی اس روداد میں شامل ہیں۔

(۷) علاقائی کانفرنس انجمن ترقی اردو (ہند) راجستھان جے پور

دوروزہ سیمینار جوشؔ، فراقؔ، دانشؔ۔منعقدہ ۱۸، ۱۹/ اکتوبر ۱۹۸۲ء

انجمن ترقی اردو (ہند) راجستھان کی جانب سے ۱۸، ۱۹/ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو علاقائی کانفرنس اور دوروزہ سیمینار جوشؔ، فراقؔ، دانشؔ، ''راجستھان اردو اکیڈمی'' کے اشتراک سے جے پور میں منعقد ہوئے۔ کانفرنس اور سیمینار میں ہندوستان کے اساتذہ اردو، ممتاز نقاد اور شمالی ہند علاقائی انجمن ترقی اردو (ہند) کے نمائندوں نے شرکت فرمائی۔

افتتاحی تقریب کے آغاز میں ''انجمن ترقی اردو (ہند) راجستھان کے صدر جناب بی پی سود صاحب نے مہمانوں کا استقبال کیا۔سود صاحب کی استقبالیہ تقریر کے بعد ''انجمن اردو ہند کے جنرل سیکریٹری ڈاکٹر خلیق انجمن صاحب نے اردو زبان کی ترقی میں حائل مسائل پر روشنی ڈالتے ہوئے حکومت ہند کی مندرجہ ذیل ضروری پہلوؤں کی طرف رغبت دلائی۔

۱۔حکومت ہند اردو زبان سے متعلق گجرال کمیٹی کی رایوں کو تسلیم کرے۔

۲۔سہ لسانی فارمولے میں اردو کو جائز مقام دے۔

۳۔ابتدائی تعلیم کے درجات ایسے تمام اردو علاقوں میں کھولے جائیں جہاں دس فی صد اردو والوں کی آبادی ہو۔

خلیق انجمن صاحب کے بعد انجمن ترقی اردو (ہند) راجستھان کے جنرل سیکریٹری ڈاکٹر فضل امام (جے پور) نے انجمن کی سالانہ رپورٹ پڑھی۔رپورٹ کے بعد عزت مآب او پی مہرا صاحب گورنر راجستھان نے افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ ''مجھے یہ کہنے میں فخر ہے کہ انجمن ترقی اردو (ہند) راجستھان نے یہ علاقائی کانفرنس منعقد کی'' گورنر صاحب نے اردو کی مقبولیت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ ''کوئی زبان صرف مذہب سے ہی تعلق نہیں رکھتی بلکہ اس کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے'' انہیں تاثرات کے ساتھ گورنر صاحب نے علاقائی کانفرنس کا افتتاح

فرمایا۔ اور راجستھان میں اردو کی خدمت کرنے کے جناب قمر واحدی صاحب سابق چیرمین راجستھان اردو اکیڈمی کو اردو ایوارڈ پیش کیا۔ ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی صاحب (صدر شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج ٹونک) نے تمام مندوبین اور دیگر مہمانوں کا سمینار میں شرکت فرمانے پر شکریہ ادا کیا۔ اور مسلم ہائر سیکنڈری اسکول جے پور کی طالبات کے مقالات پڑھنے کے ساتھ علاقائی کانفرنس و سیمینار کی افتتاحی تقریب کا اختتام ہوا۔

کانفرنس کا پہلا اجلاس

علاقائی کانفرنس کا پہلا اجلاس ۱۸/ اکتوبر ۱۹۸۲ء بعنوان ''اردو کے علاقائی مسائل'' منعقد ہوا۔ جس میں ڈاکٹر خلیق انجمن صاحب (دہلی) جناب انعام الحق صاحب (جے پور) ڈاکٹر فضل امام صاحب (جے پور) نے شرکت فرمائی۔

(۱) جوش ملیح آبادی سیمینار

علاقائی کانفرنس کے پہلے اجلاس کے اختتام کے فوراً بعد جوش آبادی پر سیمینار شروع ہوا جس کی صدارت پروفیسر محمد حسن صاحب (دہلی) نے فرمائی۔ ناظم جلسہ ڈاکٹر فضل امام صاحب نے سیمینار کے آغاز میں مندرجہ ذیل مقالہ نگار حضرات کے اسمائے گرامی بتائے اور ان کے مقالات کے عنوان بتائے۔

نمبر شمار	مقالہ نگار	مقام	عنوان مقالہ
(۱)	جناب اشفاق احمد کاظمی	نیشنل شبلی کالج رام گڑھ یو پی	جوش کی تصنیف ''یادوں کی بارات'' ایک مطالعہ
(۲)	مس حسن آراء	ٹونک	جوش کا تصور عشق
(۳)	ڈاکٹر محمد حسن	جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی	جوش کی لمحاتی شاعری
(۴)	صاحبزادہ شوکت علی خاں	عربی فارسی انسٹی ٹیوٹ ٹونک	جوش کی وابستگی ٹونک سے
(۵)	ڈاکٹر کاظم علی خاں	شیعہ کالج لکھنؤ یو پی	جوش اور جدید اردو مرثیہ
(٦)	ڈاکٹر محمد علی زیدی	راجستھان یونیورسٹی جے پور	جوش کی مرثیہ نگاری کا اجمالی جائزہ
(۷)	سید منظور الحسن برکاتی	دار العلوم خلیلیہ ٹونک	جوش کی رؤسائے ٹونک سے وابستگی

(۲) احسان دانشؔ سیمینار

۱۹؍اکتوبر ۱۹۸۲ء احسان دانشؔ پر سمینار منعقد ہوا۔ جس کی صدارت پروفیسر محمد عقیل، (الہ آباد) ڈاکٹر اسلم پرویز (دہلی)، ڈاکٹر کاظم علی خاں (لکھنؤ) اورڈاکٹر وہاب اشرفی (رانچی) نے فرمائی۔ اور ڈاکٹر فیروز احمد لکچر اُردو (راجستھان یونیورسٹی جے پور)
نے نظامت کا فرض ادا کیا۔

سمینار میں مندرجہ ذیل حضرات نے مقالے پڑھے۔

نمبر	مقالہ نگار	مقام	عنوان مقالہ
۱۔	جناب اظہار مسرت اعجازی	جے پور	احسان دانشؔ احسان دانش
۲۔	محترمہ روشنی اختر کاظمی	راجستھان یونیورسٹی جے پور	سرگزشت دانشؔ
۳۔	عزیزؔ اندوری صاحب	اندور کالج اندور	مزدوروں کا شاعر احسان دانشؔ

(۳) فراق گورکھپوری سیمینار

۱۹؍اکتوبر کو فراقؔ گورکھپوری پر سمینار منعقد ہوا۔ جس کی صدارت پروفیسر عبدالباری (یوپی) ڈاکٹر محمد علی زیدی (جے پور) اور محترمہ شفیقہ فرحت (بھوپال) نے فرمائی۔ اور ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی صاحب نے نظامت رمائی۔ مقالوں کے عنوان اور مقالہ نگار حضرات کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر شمار	مقالہ نگار	مقام	عنوان مقالہ
۱۔	عزیز اللہ شیرانی	ٹونک راجستھان	فراقؔ گورکھپوری خالص ہندوستانی شاعری
۲۔	علی احمد فاطمی	آگرہ یوپی	فراقؔ کی زندگی اور ان کا فن
۳۔	ڈاکٹر اسلم پرویز	دہلی	فراق ہندوستان
۴۔	عبیدالرحمٰن ہاشمی	دہلی	فراقؔ کی جمالیاتی کائنات اور شعری اسلوب
۵۔	ڈاکٹر افغان اللہ خاں	گورکھپوری	فراقؔ اور ہندوستانی جمالیاتی
۶۔	شفیقہ فرحت	بھوپال	فراقؔ کے یہاں نفسیاتی محرکات
۷۔	پروفیسر عبدالباری	یوپی	فراقؔ کے یہاں مجموعۂ اقدار

مذکورہ رودادوں سے انجمن ترقی اردو راجستھان کی ادبی وعلمی خدمات ظاہر ہوتی ہیں اور یہ روداد یں نہ صرف اردو کی ترقی کے لئے جد جہد کی شاہد ہیں بلکہ ان میں مطبوعہ مضامین اور شعرا کا کلام آج اہلِ تحقیق لئے ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۲) مرزا غالبؔ سوسائٹی جے پور:۔

مرزا غالبؔ سوسائٹی جے پور کی ایک ایسی ادبی انجمن ہے جو آزادی کے بعد بھی قائم ہے اور اپنی ادبی خدمات برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ یہ اپنے قیام کے زمانے سے ہی ادبی تقاریب کا انعقاد کرتی آرہی ہے اور آج بھی یہ سلسلہ پہلے کی طرح قائم ہے۔

اس سوسائٹی کے بانی مرزا نصیر بیگ رعناؔ کے ۱۹۵۴ء میں انتقال کا بعد مرحوم کے فرزندگان مرزا عزیز بیگ اور مرزا رفیق بیگ نے اس ذمہ داری کو سنبھالا۔اس زمانے میں سوسائٹی کے موجودہ سیکریٹری مرزا حبیب بیگ پارسؔ ۹-۸/سال کے تھے وہ سوسائٹی کے تقریبات کے انعقاد میں اپنے برادر بزرگ کا معاون کرتے تھے۔ نیز خاندان کے حسبِ ذیل افراد بھی سوسائٹی سے وابستہ ہو گئے۔مرزا رئیس بیگ، مرزا انیس بیگ، مرزا شہزاد بیگ، مرزا فیروز بیگ، محمد یوسف، محمد اشفاق، محمد یونس، مشتاق احمد، محمد سلام، محمد اکرام وغیرہ ۸؎

مرزا غالبؔ سوسائٹی کے قیام کے زمانے سے ہی اس کے زیر اہتمام دسمبر اور جون میں منعقد کی جانی والی تقریبات کے علاوہ دوسرے پروگرام بھی کئے جانے لگے۔جن تفصیلات درج ذیل ہیں۔

حب الوطنی اور قومی یک جہتی پر مشاعرہ:۔

۱۹۶۲ء میں جب ہندوستان پر چین نے حملہ کیا تھا تو غالبؔ سوسائٹی کی جانب سے حب الوطنی اور قومی یک جہتی پر ایک بڑا مشاعرہ پر بھولال جی کے باغ واقع محلّہ بساطیان جے پور کے وسیع میدان میں منعقد کیا گیا تھا جس میں جے پور کے شعراء نے اپنے قومی اور وطنی خدمات کا اظہار کرتے ہوئے چین کے حملے کے خلاف آواز بلند کی تھی۔

جشن غالبؔ:۔

دسمبر ۱۹۸۹ء میں جشنِ غالب کے موقع پر پہلی بار غالب کی حیات اور شخصیت پر ایک سیمنار بھی منعقد کیا گیا جس میں مختلف حضرات نے غالبؔ کی زندگی اور شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر اپنے گراں قدر مقالات سے سامعین کو

نوازا۔

قراتِ قران مقابلہ:۔

اس کے بعد سوسائٹی کی جانب سے وقتاً فو قتاً اعلیٰ پیانے پر مشاعرے، سمینار رقومی یکجہتی کے پروگرام منعقد کئے جانے لگے اور مقامی سطح سے آگے بڑھ کر صوبائی بلکہ قومی سطح کے کے پروگرام کئے جانے لگے۔سوسائٹی کی جانب سے قائم کردہ مدرسہ القرآن آمیز زیر اہتمام ۱۹۹۶ء سے قرآن مجید کی قرأت کی کل ہند مقابلہ بھی ہر سال جے پور میں منعقد کیا جاتا ہے۔جس میں تمام ملک سے قاری حضرات تشریف لاتے ہیں۔قرأت قرآن مجید کا یہ جلسہ ہر سال ۱۴رشعبار کو شبِ برات کے موقع پر منعقد کیا جاتا ہے اور اس میں شرکت کرنے والے قاری حضرات کو سوسائٹی کی جانب سے انعامات واعزازات سے نوازا جاتا ہے۔اب تک دیو بند، بریلی،لکھنو، باغپت، بمبئی اور گجرات کے علاوہ راجستھان کے مختلف شہروں کے قاری حضرات جلسوں میں شرکت ہوتے رہیں۔

جشن نور:۔

سوسائٹی کے زیرِ اہتمام گرونانک جینتی کے موقع پر''جشن نور'' کے نام سے بھی ایک جلسہ ہر سال منعقد کیا جاتا ہے۔جس میں سکھ حضرات بڑے ذوق وشوق سے شرکت کرتے ہیں۔اس موقع پر صوفیانہ کلام کے علاوہ بابا فرید اور گرونانک کی شان میں شعراء اپنا کلام منظوم نذرانہ عقیدت بھی پیش کرتے ہیں۔

سوسائٹی کی سالانہ تقریبات میں مذکورہ بالا تقریبات کے علاوہ **''جشن بہاراں''**،**'شام غزل'** اور قومی یک جہتی مشاعرہ کے نام سے بھی ہر سال پروگرام منعقد کے جاتے ہیں۔اور جشنِ غالب کے موقع پر ہر سال غالب کے خطوط اور غزلیات کی نمائش اور غالبؔ کی زندگی اور کی نظم ونثر کی تخلیقات پر سیمنار کا اہتمام بھی کیا جاتا رہا ہے اور اس جشن میں شرکت کرنے والے شعراء ادباء کو اعزازات اور انعامات سے بھی نوازا جاتا ہے۔

سالانہ تقریبات کے علاوہ وقتاً فو قتاً دیگر پروگرام کا انعقاد بھی سوسائٹی کی جانب سے کیا جاتا رہا ہے۔مثلاً ۱۴ر اگست ۱۹۹۷ء کو آزادی کی گولڈن جبلی کا مشاعرہ، ۱۹رنومبر ۲۰۰۸ء کو جے پور کے یومِ تاسیں کا مشاعرہ، ۲۳رجون ۲۰۰۲ء کو جشنِ اکرامؔ راجستھانی، صد سالہ جشنِ بہاری لال صباؔ، شاِ پریم چند، جشنِ حسین کوثری، عید ودیوالی میں مشاعرہ، نعتیہ مشاعرہ، جشنِ پارساؔ کوثری، تعزیتی جلسہ جلیلؔ شیدائی تعزیتی جلسہ مخمورؔ سعیدی وغیرہ منعقد کئے گئے ۔ ان کے علاوہ ۲۶/۲۷/۲۸رجون ۲۰۱۰ء کو بمقام جواہر کلا کیندر سے سوسائٹی کا سہ روزہ پراگرام منعقد کیا گیا اس موقع پر خطوط غالب کی نمائش، شام غزل، کل ہند سیمنار اور کل ہند مشاعرہ وغیرہ بھی منعقد کئے گئے۔اور اس کے علاوہ ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی صاحب کو بابائے اردو راجستھان کے خطاب سے بھی نوازا گیا۔

جشنِ عثمانی:

۲۵ / تا ۲۷ / دسمبر ۲۰۱۲ء کو بمقام چیمبر بھون جے پور میں سوسائٹی کی جانب سے ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی صاحب (بابائے اردو راجستھان) کی علمی وادبی خدمات کے اعتراف میں سہ روزہ جشنِ عثمانی کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر مرزا غالب سوسائٹی جے پور کی خصوصی پیش کش "بابائے اردو راجستھان ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی کی علمی وادبی خدمات کی رسم اجراء کی گئی۔ مذکورہ کتاب میں راجستھان کے ۲۰ سے زائد عثمانی صاحب کے ہم عصروں اور ان کے شاگردوں کے مضامین شامل ہیں ۱۰؎

اس کے علاوہ جشنِ عثمانی کی سہ روزہ روداد کتابی شکل میں شائع کی گئی۔ جس میں عثمانی صاحب سے متعلق مضامین کو شامل کیا گیا جو بعد میں موصول ہوئے ۱۱؎

اس کے علاوہ سوسائٹی کی جانب سے راجستھان کے نامور ادیبوں اور شاعروں کو اعزازات وانعامات سے بھی نوازا جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ راجستھان کے نامور شعراء وادباء کی شخصیت، سوانح اور ان کے شعروں وادبی کارناموں پر مشتمل ان کے مجموعے بھی کتابی شکل میں شائع کئے گئے جن میں اہم یہ ہیں۔

۱) کتاب کی روشنی میں تاریخ راجستھان:

مرتبہ - مرزا حبیب بیگ پارس مطبوعہ ۱۹۹۲ء

۲) موسمِ زندگی (دیوناگری رسم الخط)

مجموعہ کلام شمشاد علی شاد صدر مرزا غالب سوسائٹی جے پور

۳) بابائے اردو راجستھان ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی کی علمی وادبی خدمات

مرتبہ: حبیب بیگ پارس ۲۰۱۲ء

۴) سہ روزہ رودادِ جشنِ عثمانی

مرتبہ: حبیب بیگ پارس ۲۰۱۲ء

۵) ڈاکٹر فیروز احمد کی علمی وادبی خدمات

(مشمولۂ مضامین اہلِ قلم) ۲۰۱۳ء

۶) خداداد مونس۔ زبان خلق میں

مرتبہ۔ ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی۔ ۲۰۱۳ء

اس میں خداداد مونسؔ کی حیات وشخصیت اور شعری وادبی خدمات پر مشتمل ۳۰؍ سے زائد اہلِ قلم کے مضامین ومقالات اور تقاریظ وتبصرہ جات وغیرہ شامل ہیں۔

۷) نوائے عندلیب (شعری مجموعہ)

مرتبہ۔ الحاج سید رشید احمد سرؔر (رکن مرزا غالب سوسائٹی جے پور)

مرزا غالبؔ سوسائٹی کی جانب سے شائع ہونے والا رسالہ ''جانِ غالبؔ''

مرزا غالبؔ سوسائٹی جے پور کی جانب سے جانِ غالبؔ کے نام سے ایک رسالہ بھی شائع کیا جاتا ہے۔ اگر چہ یہ کوئی ماہ نامہ نہیں ہے اور نہ ہی اسے سالانہ کہہ سکتے ہیں مگر مرزا غالبؔ سے متعلق سہ روزہ پروگرام کے موقع پر جانِ غالبؔ کے نام سے جو رسالہ شائع کیا گیا تھا اس میں ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی کا مضمون غالب اور راجستھان بڑا تحقیقی مضمون ہے جس میں ریاست الور، بھرت پور، جے پور، ٹونک، جودھپور، بیکانیر، کوٹہ، قرولی، پرتاپ گڑھ اور اجمیر کمشنری میں مرزا غالبؔ کے احباب اور شاگردوں کے حوالے سے تفصیلات شامل ہیں۔

اسی طرح دسمبر ۲۰۱۱ء میں رسالہ جانِ غالب میں ڈاکٹر عثمانی کا مضمون خطوطِ غالبؔ اور جنگِ آزادی کی گمشدہ کڑیاں، ڈاکٹر قمر جہاں بیگم کا مضمون ''خطوط غالب کی زبان اردو نثر کے لئے بیش قیمتی تحفہ'' ڈاکٹر حسن آرا کا مضمون مرزا غالبؔ کی شخصیت خطوط کے آئینے میں۔'' قمر نازنین ریسرچ اسکالر کا مضمون مرزا غالب کے خطوط میں ان کے عہد کے سماجی حالات کا ذکر اور امجد افضل کا مضمون غالب کے اردو خطوط میں ذاتی نوعیت کے انگریزی الفاظ کا استعمال وغیرہ شامل ہیں۔

ان کے علاوہ ''جانِ غالب'' ایک خصوصی شمارہ بھی سوسائٹی کی جانب سے شائع کیا گیا جو مرزا غالب سوسائٹی جے پور کے سابق صدر راہی شہابی مرحوم کی شخصیت اور شاعری پر مشتمل ہے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مرزا غالب سوسائٹی جے پور نہ صرف ادبی تقریبات منعقد کرتی رہی ہیں بلکہ راجستھان کے اربابِ علم وادب سے متعلق کتابیں اور ان کے مضامین بھی شائع کرتی رہی اور یہ ہی نہیں بلکہ اپنے سمیناروں نو وارد ادیبوں کی ہمت افزائی کرتی رہی اور نوجواں کو بھی آگے بڑھاتی رہی ہے۔

(۳) راجستھان اردو اکادمی جے پور:۔

جیسا کہ پچھلے باب میں عرض کیا جا چکا ہے کہ ۱۹۷۹ء میں راجستھان اردو اکادمی جے پور کے قیام سے قبل ۱۹۶۶ء میں راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور میں اردو کا ایک بورڈ قائم تھا جس کے زیرِ اہتمام منعقد کی جانے والے مشاعروں اور سمیناروں وغیرہ کے علاوہ اردو کی کتابیں بھی شائع کی جانے لگیں تھیں اور ایک سہ ماہی جریدہ نخلستان کے نام سے شائع کیا جاتا تھا۔ ۱۹۷۹ء میں راجستھان اردو اکادمی جے پور کے قیام کے بعد ساہتیہ اکادمی اودے پور سے اردو کا تمام کام راجستھان اردو اکادمی جے پور کو منتقل کر دیا گیا۔ اور اس طرح راجستھان اردو اکادمی کی جانب سے صوبہ میں اردو کے فروغ کے لئے اکادمی کی قواعد وضوابط کے مطابق کام کیا جانے لگا۔

راجستھان اردو اکادمی جے پور کے قیام کے اہم اغراض ومقاصد اور اختیارات۔

۱. اردو زبان وادب کی ترویج وبقا اور تحفظ۔

۲. ریاست میں اردو انجمنوں میں رابطہ کا قیام۔

۳. شعراء وادباء کا اعزاز۔

۴. حلقۂ ادب سے وابستہ راجستھان کے اردو ادباء نیز ادبی انجمنوں میں باہمی تعاون کو فروغ اور ادبی انجمنوں کے قیام اور ان کی ترقی کی تقویت۔

۵. اردو طلباء کو وظائف (ابتدائی سطح سے یونیورسٹی سطح تک)۔

۶. مشاعرے، سمینار، ورک شاپ، کانفرنس اور اردو ڈرامہ وغیرہ کا انعقاد۔

۷. سہ ماہی رسالہ نخلستان، ادبی تخلیقات اور مونوگراف کی اشاعت۔

۸. اردو کتابیں فراہمی کرانا اور کتابوں کی فراہمی کے لئے مالی امداد۔

۹. مزید خدمات دینے والے اردو اساتذہ کو انعامات۔

۱۰. اردو زبان وادب کے دائرے میں ۵/سال تک کام کرنے والے مسلم ادارہ کی حیثیت کا اعتراف کرنا اور مختلف طریقوں سے ان کی مدد کرنا۔

۱۱. کتابوں کی نمائش، مشاعروں اور ادبی تقاریب کے انعقاد سے ملک میں ثقافتی تقاضہ کو فروغ۔

۱۲. اردو کے قابل ادیبوں کو وظائف اور انعامات۔

۱۳. بہترین تخلیقات پر اردو ادیبوں کی خدمات کا اعتراف کرنا اور انعام سے نوازنا۔

۱۴. اردو ادب کے مطالعہ کو فروغ دینا۔

۱۵. اردو تحقیق اور مطالعہ کے لئے وظائف دینا۔

۱۶. ترجمہ اور مختلف ادبی سرگرمیوں کے ذریعہ اردو اور دیگر زبانوں بالخصوص راجستھانی زبان و ادب کے درمیان تحقیقی رابطہ قائم کرنا اور اسے فروغ دینا۔

۱۷. اردو طلباء کا بحث و مباحثہ اور مضمون نویسی مقابلہ وغیرہ پروگرام کا انعقاد کرنا۔

راجستھان اردو اکادمی کی مطبوعات

نثری مطبوعات:-

(الف) سمیناروں اور مشاعروں کی رودادیں

(ا) **تخلیقات**: مرتبہ ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی ۱۹۸۷ء

مطبوعہ: ثمر آفسیٹ پریس دہلی

روداد سمینار مع مقالات

ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی کی مرتبہ کتاب ''تخلیقات'' دراصل ایک کل راجستھان سمینار کی مکمل روداد ہے جس میں مرتب نے کتاب کے مقدمہ میں راجستھان کی ادبی تاریخ کے پس منظر پر بڑے جامع الفاظ میں روشنی ڈالی ہے اور مختصراً راجپوتانہ کی ریاست اور ادبی تاریخ کی جھلک پیش کی ہے۔

ناموراد یبوں اور شاعروں کے حوالے دیے ہیں۔ شعری اور ادبی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی ہے۔ راجستھان میں شائع ہونے والے مشاعروں کے گلدستوں کا ذکر کیا ہے۔ ادبی رسائل کا ذکر کیا ہے۔ راجستھان میں شائع ہونے والے ادبی تذکروں کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد اس دوروزہ کل ہند سیمینار کی روداد پیش کی ہے جس کا موضوع تھا ''راجستھان کے برگزیدہ شاعر اور ادیب'' اور جو ۲۹/۲۸ مارچ ۱۹۸۷ء کو راجستھان اردو اکادمی جے پور کے زیرِ اہتمام منعقد کیا گیا تھا۔

اس روداد میں راجستھان کے حسبِ ذیل ادیبوں اور شاعروں پر جن حضرات نے اپنے گراں قدر مقالات پیش کیے تھے ان کی فہرست حسبِ ذیل ہے۔ یہ مقالات اس روداد میں شامل ہیں۔

نمبر شمار	مقالہ نگار کا نام	مقالہ کا موضوع
۱۔	صاحبزادہ شوکت علی خاں ڈائریکٹر اے پی آر آئی راجستھان	پروفیسر حافظ محمود شیرانی: ایک مطالعہ ایک جائزہ
۲۔	سالکؔ عزیزی جھنجھنوں	عزیز الملک حافظ محمد یوسف علی خاں عزیز
۳۔	ڈاکٹر سید مدبر علی زیدی	ظہیر دہلوی: ایک تنقیدی جائزہ
۴۔	قائد ابن واجد ٹونکی، اجمیر لکچرر اردو گورنمنٹ کالج بیکانیر	عبداللہ بیدل ریگستان سے دبستان تک
۵۔	عزیز اللہ شیرانی، ٹونک	محمد صدیق صائب ٹونکی
۶۔	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	منشی چاند بہاری لال صباؔ
۷۔	سید صادق علی، ٹونک	بسملؔ سعیدی
۸۔	لطیف فہمی، جے پور	عبدالغفور شیدا کوثری
۹۔	مولانا منظور الحسن برکاتی	اختر شیرانی کی رومانی شاعری کا پس منظر
۱۰۔	ڈاکٹر محمد علی زیدی	مظہر حسن ناظم سنبھل (ایک تعارف)
۱۱۔	پریم شنکر سریواستو	ملک الشعراء، شمبھو دیال دانشؔ
۱۲۔	خداداد مونسؔ	منور حسین خاں زیب
۱۳۔	ڈاکٹر فضل امام	مولانا سلیم الدین تسلیمؔ
۱۴۔	فاروق بخشی لکچرر اردو گورنمنٹ کالج کوٹہ	مفتونؔ کوٹوی: حیات و خدمات
۱۵۔	دبیر الدین دبیرؔ	منشی محمد ایوب خاں فضا

تخلیقات کے مطالعہ سے جہاں ایک طرف راجستھان کے برگزیدہ ادیب اور شاعروں پر تحقیق سے متعلق رہنمائی ملتی ہے وہیں دوسری جانب راجستھان کے نامور مقالہ نگاروں کے علاوہ ابھرتے ہوئے نوجوان ادیبوں کی تخلیقات کا بھی پتہ چلتا ہے۔ تخلیقات کے پیش لفظ میں ڈاکٹر ثاقب رضوی چیئرمین راجستھان اردو اکادمی جے پور نے لکھا ہے کہ ’’فاضل مقالہ نگاروں نے علاقائی نمائندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے راجستھان کی ان تاریخ ساز ہستیوں کی ادبی خدمات کا تنقیدی جائزہ لیا ہے جن کے کارناموں کا اعتراف نہیں کیا گیا ۔ادب کے موجودہ

امانت داروں کا یہ فرض ہے کہ ایسے تمام نمائندہ فن کاروں کو منظرِ عام پر لائیں تا کہ تخلیق وتنقید کی مزید راہیں ہموار ہوں۔ زیرِنظر کتاب ''تخلیقات'' ہمارے برگزیدہ ادیبوں اور شاعروں کا صحیفہ موجود اہل قلم کے اسلوب نگارش کا آئینہ اور تاریخ نویسی کے لیے ماخذ ومواد کا گراں قدر ذخیرہ ہے۔ یہ کتاب راجستھان اردو اکادمی جے پور نے ۱۹۸۷ء میں شائع کی تھی۔

(۲) پہلی آواز

روداسمینار مع مقالات

حصہ اوّل: مرتبہ: ممتاز شکیب

حصہ دوم: ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی

ناشر : راجستھان اردو اکادمی جے پور

مطوبہ : ۱۹۸۷ء

یہ کتاب راجستھان اردو اکادمی جے پور کے زیرِ اہتمام ۲۲/اور ۲۳/ مارچ ۱۹۸۷ء کو منعقدہ سیمینار اور مشاعرے کی روداد ہے۔ اس کا حصہ اول مشاعرے کی روداد پر مشتمل ہے جب کہ حصہ دوم میں ''کل راجستھان سمینار کی رودا داور سمینار میں پیش کیے گئے مقالات شامل ہیں۔ اس کے مرتب ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی نے اردو میں راجستھان کے ان مقامات کا حوالہ دیا ہے۔ جہاں کے شاعر اور ادیب مشاعرے اور سیمینار میں شریک ہوئے تھے۔ ان مقامات میں جے پور، اجمیر، جودھپور، بیکانیر، ناگور، مکرانہ، سیکر، جھنجھنوں، ٹونک، بوندی، کوٹہ، باراں، نمباہیڑہ، اودے پور اور بانسواڑہ کے نام شامل ہیں۔ ان سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس تقریب میں راجستھان کے ایک بڑے حصہ کی نمائندگی ہوتی ہے جس سے اس حقیقت کا بھی اندازہ کیا جاتا ہے کہ راجستھان کے کیسے کیسے دور دراز مقامات تک اردو کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ اس سمینار میں مقالات کے علاوہ حسبِ ذیل حضرات نے اپنی افسانوی اور ڈرامائی تخلیقات بھی پیش کی۔ جن کی تفصیلات حسبِ ذیل ہے۔

نمبر	عنوانات	صنف ادب	نام تخلیق کار	مقام
۱۔	نواب کی موت	ڈرامہ	ڈاکر محمد علی زیدی	جے پور
۲۔	ایک بچہ اور	ڈرام	ممتاز شکیب	جے پور
۳۔	طوفان کے بعد	افسانہ	شانتا بالی	جے پور

۴۔	آئینہ	افسانہ	مختارالرحمٰن راہی	جے پور
۵۔	اسٹین گرن والا آدمی	افسانہ	مہدی ٹونکی	ٹونک
۶۔	دورمغلیہ کی یاد	افسانہ	حبیب کیفی	جودھپور
۷۔	جوہم حسین ہوتے	انشائیہ	پروفیسر پریم شنکر سریواستو	جودھپور

مذکورہ تخلیقات کے علاوہ اس سمینار میں حسبِ ذیل موضوعات پر مقالات پیش کیے گئے۔

نمبر	عنوانات	مقالہ نگار	مقام
۱۔	راجستھان میں اردوڈرامہ نگاری	ڈاکٹرفضل امام	جے پور
۲۔	راجستھان میں اردوافسانوی	ڈاکٹرابوالفیض عثمانی	ٹونک
۳۔	راجستھان میں اردو کے چندنایاب مخطوطات	صاحبزادہ شوکت علی خاں	ٹونک
۴۔	راجستھان کاایک مسلم الثبوت فنکار امام الشعراء حافظ عالمگیرخاں کیفؔ ٹونکی	سیدمنظورالحسن برکاتی	ٹونک
۵۔	راجستھان میں اردوغزل: اشاریت کے حوالے سے	ریاست حسین فاروقی	اودے پور

صاحبزادہ شوکت علی خاں نے جن مخطوطات کا ذکرکیا ہے ان میں راجستھان میں ہی لکھے گئے مندرجہ ذیل اہم مخطوطات بھی شامل ہیں۔

۱۔ تاریخی احمدی ۳۱۲/اوراق (۶۲۴/صفحات)

۲۔ قرۃ العیون ۱۸۴۶/اوراق (۱۶۹۲/صفحات)

۳۔ بحرالعلوم (شرح عین العلم ۱۰۹۸/اوراق (۲۱۹۶/صفحات)

۴۔ یادداشت حالات وعمارت دہلی: مرتبہ پنڈت رام نرائن ٹکّو۔

۱۸۷۷ء میں اردونثر میں لکھا یہ مخطوطہ مہاراجہ سوائی رام سنگھ والئی جے پور کو پیش کیا گیا تھا۔اس روداد کے ذریعہ نہ صرف راجستھان میں اردوڈرامہ نگاری اوراردوافسانہ نگاری کی تاریخ پر روشنی پڑتی ہے بلکہ راجستھان میں افسانہ نگاراورڈرامہ نگارفنکاروں کی تخلیقات بھی سامنے آتی ہیں جومصنفین نے خودسمینار میں پیش کی تھیں۔انکے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آزادی کے بعداس خطے میں افسانہ نگاری کوفروغ حاصل ہوا،اوراچھے افسانہ نگارسامنے آنے

لگے مگر ڈرامہ ریڈیائی حدود تک ہی محدود نظر آتا ہے اگر چہ دو تین اردو ڈرامے اسٹیج ہوئے مگر راجستھان میں اردو ڈرامہ کا مستقبل کچھ زیادہ روشن نظر نہیں آتا۔

(۴) سخن زارِ سخن

رودادکل ہند اردو مشاعرہ

منعقدہ : مارچ ۱۹۸۷ء

زیر اہتمام: راجستھان اردو اکادمی جے پور

مرتبہ : راہی شہابی

ناشر : راجستھان اردو اکادمی جے پور

مطبوعہ : ۱۹۸۷ء

راجستھان اردو اکادمی جے پور کے زیرِ اہتمام ہندو پاک مشاعرہ۔ منعقد ۳/مارچ ۱۹۸۶ء اور دو روزہ کل ہند مشاعر منعقد ۲۹/۲۸/مارچ ۱۹۸۷ء کی روداد۔

حالانکہ یہ روداد مشاعرے سے متعلق ہے لیکن اس میں مرتب نے بڑی تفصیل کے ساتھ راجستھان اور بالخصوص جے پور کے شعری وادبی ماحول پر روشنی ڈالی ہے اس میں اہلِ تحقیق کے لیے اشارات ملتے ہیں۔

(۵) اردو ہندستانی مشترکہ ثقافت کی امین

مرتبین : عبدالمغنی رہبر، ڈاکٹر ناصرہ بصری، ڈاکٹر جمیلہ

ناشر : راجستھان اردو اکادمی جے پور

مطبوعہ : ۱۹۹۴ء

اس کتاب میں اگر چہ سیمینار کی روداد شامل نہیں ہے لیکن اس مجموعہ میں وہ تمام مقالات اور تقاریر شامل ہیں جو راجستھان اردو اکادمی جے پور کے زیر اہتمام ماہِ فروری ۱۹۹۳ء بمقام جے پور منعقد ہوا تھا۔ کتاب کے آغاز میں انعام الحق صاحب چیئر مین راجستھان اردو اکادمی جے پور کا خطبۂ استقبالیہ ہے جس میں موصوف نے اپنے طرز نگارش کو قائم رکھتے ہوئے انگریزی الفاظ کو اردو نثر کے ساتھ پیوست کیا ہے۔ مثال کے طور پر ''ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہندوستانی کلچر، ہندوستان تہذیب و تمدن کو خالص ہندوستانی اندراز کا Way of life یا

enmposition pattern of life Behvioural دے کراس کی ایسی مکمل نمائندگی کی زبان وادب نے کی ہے تو وہ صرف اورصرف اردو ہے یہ ہندوستانی مشترکہ ثقافت اورایتھوس ہی نہیں بلکہ صحیح معنوں میں اس کے Inputsاور Attributes عنی انڈوآرین، انڈومسلم تہذیب کلچر ثقافت اور ایتھوس کی وارث امین ترجمان، پہچان اورعکاس بھی ہے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے............اس ہندوستانی مشترکہ ثقافت اورایتھوس کے متذکرہ Attributesان کے Inputsاوران کے Contributions میں پھر ایک بار ہندوستان کے موجودہ حالات اوررجحانات کی وجہ سے لوگوں کا اعتماد بحال کرنا ہوگا جواس دعوے کی نفی پرزورانداز میں بعد آزادی کرتے رہے ہیں''۔(صفحہ۔ج)

اس کتاب میں حسب ذیل حضرات کے مقالات شامل ہیں۔

ڈاکٹر فیروزاحمد، مسز عارفہ سلطان، پروفیسر ظہیراحمد صدیقی، ڈاکٹر اختر پرویز، ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی، ڈاکٹر محمد علی زیدی، سالک عزیزی، پروفیسر شمیم حنفی، ڈاکٹر اختر پروین، ڈاکٹر خلیق انجم (تقریر)، پروفیسر موہنی انجم (تقریر)۔

(٦) روداد کل ہند اردو کنوینشن

منعقدہ: ۳رتا۵رجنوری ۱۹۹۲ء

زیراہتمام: راجستھان اردو اکادمی جے پور

اس کنویشن کی روداد راجستھان اردو اکادمی جے پور کے سہ ماہی رسالے''نخلستان'' کی جلد ۱۳رکے شمار نمبر۲، بابت: جولائی ۱۹۹۲ء تا ستمبر ۱۹۹۲ء میں پوری تفصیل کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ کنویشن میں پیش کیے جانے والے مقالات کے لیے کنوینشن کی حسبِ ذیل ترجیحات متعین کی گئیں تھیں۔

۱۔ ملکی، ریاستی اورضلعی سطح پراردو کی ترویج میں اکادمیوں، انجمنوں اور دیگرسرکاری اورغیرسرکاری رودادوں کارول۔

۲۔ راجستھان میں اردو کا ارتقائی سفر۔

۳۔ اردو، ہندی اور دیگر علاقائی زبانوں کا عملی ارتباط۔

۴۔ ملک کی تعمیر وتشکیل میں اردولسانی اقلیت کا بڑے پیمانے پرشرکت کا طریق کار۔

۵۔ پندرہ نکاتی پروگرام اور دیگر منصوبوں کے تحت اردولسانی کے لیے تعلیم، ترقی اور روزگار کے بہتر مواقع کی

فراہمی۔

۶۔ اردو کی لسانی اقلیت میں جدید تکنیکی دور سے ہم آہنگی کا شعور۔

۷۔ نئی تعلیمی پالیسی اور سہ لسانی فارمولے میں اردو کا مقام۔

۸۔ دور حاضرہ کے چیلنج کا سامنا کرنے کے لیے تصوف اور بھکتی تحریک کا احیاء۔

۹۔ ہندوستانی تہذیب وتمدن کی تزئین (Synthesis) میں اردو کا رول۔

۱۱۔ اردو میں بچوں کا ادب۔

۱۲۔ مستقبل میں اردو کا آہنگ لب ولہجہ۔

پہلا اجلاس:

اس کنوینشن کے پہلے اجلاس میں حسبِ ذیل موضوعات پر مقالات پیش کیے گئے۔

I ''دورِ حاضرہ کے چیلنج کا سامنا کرنے کے لئے تصور اور بھکتی تحریک کا احیاء''

اس موضوع پر حسبِ ذیل حضرات نے اپنے مقالات پیش کیے۔

جناب ظہیر احمد صدیقی (دہلی)، جناب سالک عزیزی (جھنجھنوں)

II موضوع: **''مستقبل میں اردو کا آہنگ لب ولہجہ''**

مقررین ومقالہ نگار حضرات:

ڈاکٹر اظہار مسرت (جے پور)، پروفیسر اشتیاق عابدی (دہلی)، پروفیسر شمیم حنفی (دہلی) ڈاکٹر خلیق انجم (دہلی)، سلطانہ حیات صاحبہ، ان تینوں حضرات نے تقریریں فرمائیں تھیں۔

دوسرا اجلاس

I موضوع: **ملکی ریاستی اور ضلعی سطح پر اردو کی ترویج میں اکادمیوں، انجمنوں اور دیگر سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کا رول''۔**

مقالہ نگار حضرات:

مسعود اختر (ٹونک)، خوشتر مکرانوی (مکرانہ) ان کے علاوہ خلیق انجم صاحب نے تقریر فرمائی۔

II موضوع: راجستھان میں اردو کا ارتقائی سفر''

مقالہ نگار:

ا۔ ڈاکٹر فیروز احمد (جے پور) راجستھان میں اردو زبان کا ارتقاء ۱۸۵۷ء تک

۲۔ ڈاکٹر محمد علی زیدی (جے پور) راجستھان میں اردو کا ارتقائی سفر ۱۸۵۸ء سے ۱۹۴۷ء تک۔

۳۔ ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی (ٹونک) راجستھان کے مختلف علاقوں سے نکلنے والے اخبارات و جرائد نیز سرکاری گزٹ۔

III موضوع: ''**ملک کی تعمیر و تشکیل میں اردو لسانی اقلیت کا بڑے پیمانے پر شرکت کا طریق کار**''

مقالہ نگار:

ڈاکٹر ثاقب رضوی (اودے پور)

IV موضوع: نئی تعلیمی پالیسی اور سہ لسانی فارمولے میں اردو کا مقام''

مقرر:

ڈاکٹر خلیق انجم (دہلی)

V موضوع: ''اردو میں جمالیاتی حس''

مقالہ نگار:

پروفیسر ظہیر احمد صدیقی (دہلی)

VI موضوع: ''اردو میں بچوں کا ادب''

مقالہ نگار:

محمد صادق بہارؔ (ٹونک)

VII موضوع: ''**اردو ہندی اور دیگر علاقائی زبانوں کا عمل ارتباط**''

مقررین مقالہ نگار:

ڈاکٹر فضل امام (الہ آباد)، شری ویدو پاس (تقریر) (جے پور)، منیش کمار پانڈے (جے پور)، اردو ہندی کتنی پاس (ہندی مقالہ)۔

تیسرا اجلاس:

مقالہ نگار:

۱	میکش اجمیری	(نمبا ہیڑا)	پندرہ نکاتی پروگرام
۲	محمد خلیل	(دہلی)	اردو کی لسانی اقلیت میں جدید تکنیکی دور سے ہم آہنگی کا شعور
۳	ابوطالب	(جے پور)	(انگریزی مقالہ)

اس کنوینشن کے موقع پر کنوینشن سے متعلق مشتاق احمد راکیش نے ایک رپورٹ بھی پیش کی تھی۔

(۷) مولانا آزاد ہمہ جہت نظریات کے آئینہ میں

مرتبہ : ڈاکٹر ثاقب رضوی

ناشر : راجستھان اردو اکادمی، جے پور

مطبوعہ : ۱۹۹۴ء

شعبہ اردو موہن لال سکھاڑیا یونیورسٹی اودے پور کے زیر اہتمام، راجستھان اردو اکادمی جے پور کے مالی تعاون سے ۲۹/۳۰/ جون ۱۹۹۲ء کو ''آزاد کی ادبی خدمات'' پر ایک کل ہند سمینار منعقد کیا گیا تھا جس کی روداد مرتبہ ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی مذکورہ کتاب کے آخر میں شامل ہے۔

مذکورہ کتاب کے شروع میں انعام الحق، چیئر مین راجستھان اردو اکادمی جے پور کا مقدمہ پیش گفتار کے نام سے شامل ہے جس کا عنوان ''شکستِ شب ہوتی تاروں کی آنکھ بھر آئی ہے''۔اس پیش گفتار کی عبارت میں انگریزی الفاظ کی اتنی بھر مار ہے کہ اردو کی سلامت اور برجستگی مجروح ہوکر رہ گئی ہے اس کے بعد بالترتیب مختلف حضرات کے حسب ذیل مقالات شامل ہیں۔

نمبر شمار	مقالہ نگار کا نام	مقالہ کا موضوع
۱	سید حامد مولانا ابوالکلام آزاد	سیاست اور ادب کی آویزش
۲	پروفیسر آفاق احمد	مولانا آزاد کی خوش گفتاری
۳	پروفیسر شمیم حنفی	انڈیا ونس فریڈم
۴	پروفیسر نورالحسن نقوی	خطباتِ آزاد کا تجزیاتی مطالعہ
۵	ڈاکٹر فضل امام	جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر
۶	ڈاکٹر فیروز احمد	مولانا آزاد اور ہفتہ وار ''پیغام''

(تحریک آزادی کے پس منظر میں

۷ ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی — مولانا آزاد کی اخبار نویسی

۸ پروفیسر منظر عباس — مولانا آزاد کا اسلوب

(غبار خاطر کے حوالے سے)

۹ پروفیسر ظہیر احمد صدیقی — مولانا ابوالکلام آزاد

۱۰ سید منشاد جہاں رضوی — مولانا ابوالکلام آزاد۔ایک باکمال انشاء پرواز

۱۱ ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی — روداد سمینار

راجستھان اردو اکادمی جے پور کی جانب سے اور بھی کئی سمینار منعقد کیے گئے۔مثلاً ''کوٹہ میں اختر شیرانی پر کل ہند سیمینار'' جے پور میں ''ہندوستان کی ترقی میں خواتین کی خدمات'' وغیرہ۔مگر ان کی رودادوں کی عدم اشاعت کے باعث ان میں پیش کئے ہوئے مقالات اور مقالہ نگار حضرات کے حوالے فراہم نہیں ہیں۔

مذکورہ سمیناروں کی رودادوں کے مطالعے سے جہاں ایک طرف راجستھان میں اردو شعروادب کی تاریخ اور یہاں کے ادیبوں اور شاعروں کے متعلق معلومات فراہم ہوتی ہیں وہیں دوسری جانب دورِحاضرہ کے ادیبوں اور ان کی تخلیقات پر بھی روشنی پڑتی ہے اور راجستھان میں اردو ادب کی تحقیق کے لیے مواد فراہم ہوتا ہے۔

(ب) تحقیقی اور تنقیدی مضامین کے مجموعے۔

(۱) عالمی تناظر میں اردو تنقید اور راجستھان — مرتبہ: ڈاکٹر رفعت اختر — مطبوعہ ۱۹۹۴ء

(۲) اردو زبان وادب پر ایک نظر — مرتبہ: ڈاکٹر سید صادق علی — مطبوعہ ۱۹۹۷ء

(۳) تنقید وجستجو — مرتبہ: ڈاکٹر روشن اختر کاظمی مطبوعہ ۲۰۰۰ء

(۴) بھیڑ میں اکیلا — مرتبہ: ش۔ک۔نظام — مطبوعہ ۲۰۰۰ء

(۵) تنقیدی تجزیہ — مرتبہ: ڈاکٹر سید مدبر علی — مطبوعہ ۲۰۰۰ء

(۶) میرے عہد کی صدائیں — مرتبہ: مخمور سعیدی — مطبوعہ ۲۰۰۰ء

(۷) لفظ در لفظ۔ — مرتبہ ش۔ک۔نظام — مطبوعہ ۲۰۰۰ء

(۸) تجزیہ اور تنقید　　مرتبہ: ڈاکٹر ارشد عبدالمجید مطبوعہ ۲۰۰۰ء

(۹) مولانا شبلی کی شاعری کا تنقیدی مطالعہ۔　　مرتبہ: ڈاکٹر جمیلہ عرشی۔ مطبوعہ ۱۹۹۹ء

(ج) راجستھان کی ادبی تاریخ سے متعلق مطبوعات۔

(۱) راجستھان میں اردو طنز و مزاح　　مرتبہ: پریم شنکر سریواستو مطبوعہ ۱۹۹۱ء

(۲) راجستھان میں اردو زبان و ادب ۱۸۵۷ء تک　　مرتبہ: ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی مطبوعہ ۱۹۹۲ء

(۳) نغماتِ آزادی　　مرتبہ: ڈاکٹر فیروز احمد　　مطبوعہ ۱۹۹۳ء

(۴) سابق ریاست جے پور میں اردو شعر و ادب کا ارتقاء　　مرتبہ: ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی۔ مطبوعہ ۲۰۱۳ء

(د) افسانوی ادب:

(۱) صفیہ ناول　　مصنف: حبیب کیفی　　مطبوعہ ۱۹۹۲ء

(۲) مجھے پہچانو (افسانوی کا مجموعہ)　　مصنف: مہدی ٹونکی　　مطبوعہ ۱۹۹۷ء

(۳) مٹی کی خوشبو (افسانوں اور ڈراموں کا مجموعہ) مصنف: ممتاز شکیب　　مطبوعہ ۱۹۸۹ء

(۴) چراغ کی لو (افسانوں کا مجموعہ)　　مصنف: شکیب:　　مطبوعہ ۱۹۹۷ء

(۵) افسانے راجستھان کے (افسانوں کا مجموعہ) مرتبہ: عارفہ سلطانہ　　مطبوعہ ۱۹۹۶ء

(۶) مسکان (بچوں کی کہانیاں)　　مصنف: مرزا حبیب بیگ پارس مطبوعہ ۱۹۹۳ء

(۷) اپنے حصہ کے خواب　　مصنف: ڈاکٹر زینت کیفی　　مطبوعہ ۲۰۰۰ء

(۷) زخموں کے پھول　　مرتبہ: ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی　　مطبوعہ ۲۰۱۲ء

(ش) مختلف اضلاع کے مطبوعات (تذکرے)

شمارہ نمبر۔	مرتبہ	سنِ اشاعت
(۱) موجودہ اور نمائندہ شعرائے اجمیر۔	سید فضل المتین	۱۹۸۷ء
(۲) تذکرۂ شعرائے اودے پور	شاہد عزیز	۲۰۰۰ء
(۳) تذکرائے شعرائے بیکانیر	عبدالعزیز آزاد	۲۰۰۰ء
(۴) تذکرائے شعرائے کوٹہ	عقیل شاداب	۲۰۰۱ء

(۵) تذکرائے معاصر شعرائے جودھپور — شین۔کاف۔نظام — ۱۹۹۱ء

(٦) تذکرائے معاصر شعرائے ٹونک — ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی — ۲۰۱۳ء

راجستھان کے شعراء وادباء کے مونوگراف

شمارہ نمبر۔	مونوگراف کے شاعر/ادیب کا نام	مرتبہ	سنِ اشاعت
۱.	شمیم جے پوری	خدادادمونس	۱۹۹۱ء
۲.	مخمور سعیدی	خدادادمونس	۱۹۹۱ء
۳.	لکشمی نارائن فارغ	خدادادمونس	۱۹۹۱ء
۴.	عزیز بیکانیری	عبدالمغنی رہبر	۱۹۹۳ء
۵.	بصر ٹونکی	عارفہ سلطانہ	۱۹۹۳ء
٦.	رمزی اٹاوی	پریم شنکر شریواستو	۱۹۹۳ء
۷.	سالک عزیز	ڈاکٹر رفعت اختر	۱۹۹۳ء
۸.	عبدالغفور شیدا کوثری	غوث شریف عارف	۱۹۹۳ء
۹.	مرزا مائل دہلوی	ڈاکٹر پی۔کے۔شریواستو مجاز	۱۹۹۳ء
۱۰.	عبدالرشید احمر	غوث پی۔کے۔عارف	۱۹۹۳ء
۱۱.	منشی چاند بہاری لال صبا	ڈاکٹر پی۔کے۔شریواستو مجاز	۱۹۹۳ء
۱۲.	محمد ایوب خاں قضا	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	۱۹۹۳ء
۱۳.	مولانا احترام الدین شاغل	خدادادمونس	۱۹۹۳ء
۱۴.	مولانا عبدالحئی فائز	ابن حسین بزمی ٹونکی	۱۹۹۳ء
۱۵.	خداداد خاں مونس	عارفہ سلطانہ	۱۹۹۴ء
۱٦.	غازی بیکانیری	ڈاکٹر روشن اختر کاظمی	۱۹۹۴ء
۱۷.	عبدالمغنی رہبر	خورشید احمد بیکانیری	۱۹۹۴ء
۱۸.	احتشام اختر	ارشد سراج	۱۹۹۴ء

۱۹.	فرید ایوبی جے پوری	پارسا کوثری	۱۹۹۴ء
۲۰.	نذیر فتح پوری	دلدار ہاشمی	۱۹۹۴ء
۲۱.	قابل اجمیری	احتشام اختر	۱۹۹۴ء
۲۲.	محمد صدیق خاں صائب	عارفہ سلطانہ	۱۹۹۴ء
۲۳.	سید راغب ٹونکی	ڈاکٹر رفعت اختر	۱۹۹۴ء
۲۴.	محمد عمر جاؔم ٹونکی	محمد صدیقی بہار ٹونکی	۱۹۹۴ء
۲۵.	مولانا قاضی الاسلام	محمد صادق بہار ٹونکی	۱۹۹۴ء
۲۶.	سید منظور الحسن برکاتی	مختار ٹونکی	۱۹۹۴ء
۲۷.	خوشتر مکرانوی	ڈاکٹر فضل امام	۱۹۹۴ء
۲۸.	محمد صادق بہار ٹونکی	عارفہ سلطانہ	۱۹۹۴ء
۲۹.	صلاح الدین عتیقی	راہی شہابی	۱۹۹۴ء
۳۰.	ڈاکٹر رفعت اختر	ڈاکٹر مناظر عاشق برکاتی	۱۹۹۴ء
۳۱.	عبدالحئ رعناؔ ٹونکی	عارفہ سلطانہ	۱۹۹۴ء
۳۲.	محمد یوسف علی خاں سلیمانی	سالک عزیزی	۱۹۹۴ء
۳۳.	عقیل شاداب	احتشام اختر	۱۹۹۴ء
۳۴.	ڈاکٹر سخاوت شمیمؔ	پروفیسر فضل امام	۱۹۹۶ء
۳۵.	کیفی ٹونکی	سید منظور الحسن برکاتی	۱۹۹۶ء
۳۶.	ساحل ٹونکی	مسعود اختر ٹونکی	۱۹۹۶ء
۳۷.	راہی شہابی	مخمور سعیدی	۱۹۹۶ء
۳۸.	شہاب برتی	شمیم جے پوری	۱۹۹۶ء
۳۹.	تقی حسین پیام جے پوری	ڈاکٹر سید مدبر علی زیدی	۲۰۰۰ء

منظوم تصانیف

راجستھان کے شعراء کی تخلیقات

نمبر شمارہ	عنوان تخلیق	شاعر کا نام	سنِ اشاعت
۱.	تاریخ جنگِ آزادی	حافظ محمد ایوب خاں قمر واحدی	۱۹۸۹ء
۲.	انتخابِ کلام قابل اجمیری	سید فضل المتین	۱۹۸۹ء
۳.	کلامِ حسین	حسین کوثری جے پوری	۱۹۹۰ء
۴.	حسن نظر	فضا کوکالوی	۱۹۹۱ء
۵.	گلہائے خنداں	عبدالقادر خنداں	۱۹۹۲ء
۶.	کلام جوہر	خدادا خاں مونس	۱۹۹۲ء
۷.	دیوانِ اخگر	خداداد خاں مونس	۱۹۹۲ء
۸.	بازگشتِ اقبال	غوث شریف خاں عارف	
۹.		بی۔کے۔شری واستو	۱۹۹۲ء
۱۰.	انتخابِ قطعات ورباعیات	غوث شریف عارف	۱۹۹۳ء
۱۱.	دوہے راجستھان کے	ڈاکٹر شاہد میر	۱۹۹۳ء
۱۲.	دیواروں کے درمیاں	مخمور سعیدی	۱۹۹۴ء
۱۳.	شمیم گل	شمیم جے پوری	۱۹۹۴ء
۱۴.	خمستان پارسا	پارسا کوثری جے پوری	۱۹۹۵ء
۱۵.	سرفروشی	عبدالغفار	۱۹۹۶ء
۱۶.	سچے ہیرے	پرکاش نارائن جوہری	۱۹۹۶ء
۱۷.	چشمۂ کوثر	حسین کوثری	۱۹۹۷ء
۱۸.	پروازنور	ڈاکٹر حسین انور صدیقی سیکروی	۱۹۹۷ء
۱۹.	نیا دن پھوٹ کر نکلا	نذیر فتح پوری	۲۰۰۰ء

۲۰.	احساس انا گیر	احمد علی خاں منصور چوروی	۲۰۰۰ء
۲۱.	آباد خرابہ	ظفرؔ غوری	۲۰۰۰ء
۲۲.	رستہ رستہ ریت	سرفراز شاکر	۲۰۰۰ء
۲۳.	ماہِ نو	فاروق انجینیر	۲۰۰۰ء
۲۴.	رگِ احساس	انصار محشر عباس امروہی	۲۰۰۰ء
۲۵.	کلامِ کلیم	غلام حسین کلیم ہاشمی	۲۰۰۰ء
۲۶.	نمو	خوشتر مکرانوی	۲۰۰۱ء
۲۷.	شگوفے	حاجی ڈم ڈم کوٹوی	۲۰۰۱ء
۲۸.	سازینہ	ساہد میر	۲۰۰۱ء
۲۹.	برق و باراں	محمد ابراہیم غازیؔ	۲۰۰۱ء
۳۰.	تلافی	شاہد عزیز	۲۰۰۱ء
۳۱.	صحرا میں بھٹکتا چاند	ابوالاسرار رمزی اٹاوی	۲۰۰۱ء
۳۲.	جام دو آتشہ	کیفی ایوبی	۲۰۰۱ء
۳۳.	ہوش نما	ڈی۔آر مداں ہوشؔ سرحدی	۲۰۰۱ء
۳۴.	انتخابِ کلام آرزو	محمد نذیر آرزو جے پوری	۲۰۰۱ء
۳۵.	حرف حرف شرؔر	انعام شرر ایوبی	۲۰۰۱ء
۳۶.	اشکِ تمنا	فرحت ایوبی	۲۰۰۱ء
۳۷.	گلدستہ دبستانِ قمرؔ	فرید العصر ایوبی	۲۰۰۱۲ء
۳۸.	گلستانِ اثرؔ	علامہ ظہیر الدین اثرؔ	۲۰۱۳ء
۳۹.	قرآنِ سعیدن	ڈاکٹر نعیمہ جعفری پاشا	۲۰۱۳ء
۴۰.	سحابِ ثریاں	کامران نجمی	۲۰۱۳ء
۴۱.	کلامِ حسین	فرید العصر نظر ایوبی	۲۰۱۳ء
۴۲.	رازدار چراغ شب	ڈاکٹر رفیق ہاشمی	۲۰۱۳ء

راجستھان اردو اکادمی کی جانب سے ہونے والا سہ ماہی جریدہ

''نخلستان''

راجستھان اردو اکادمی جے پور کی جانب سے سہ ماہی رسالہ نخلستان بھی قائم کیا جاتا ہے۔ اصل میں راجستھان اردو اکادمی کے قیام سے پہلے راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور میں اردو کا بھی کام کیا جاتا تھا۔ جس کی تفصیلات اودے پور کے ذیل میں تحریر کی گئی ہیں۔ مذکورہ ساہتیہ اکادمی کی جانب سے سہ ماہی نخلستان جاری کیا گیا تھا اور اردو کے شاعروں اور مصنفوں کی تخلیقات کی طباعت کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا۔ اس کے بعد راجستھان اردو اکادمی کے قیام کے زمانے سے ساہتیہ اکادمی اودے پور میں اردو کا کام بند ہو گیا اور اس کا سہ ماہی رسالہ ''نخلستان'' بھی راجستھان اردو اکادمی کی جانب سے کیا جانے لگا۔

راجستھان اردو اکادمی کے جانب سے شائع کئے جانے والے نخلستان کی اشاعت کا سلسلہ ۱۹۸۰ء میں شروع ہوا تھا۔ نخلستان میں عام طور پر راجستھان کے ادیبوں اور شاعروں کی نظم ونثر کی تخلیقات کو خصوصی طور پر شائع کیا جاتا ہے اور راجستھان کی ادبی تاریخ سے متعلق مضامین بھی شائع کئے جاتے ہیں۔

یہ سلسلہ شروع سے قائم ہے۔ چنانچہ اس کے پہلے اور دوسرے شمارے میں محمد علی زیدی صاحب کا مضمون ''راجستھان میں شعر وادب'' اور خداداد مونسؔ کا مضمون ''راجستھان کا اولین گلدستۂ سخن'' فرحت الشعراء شائع ہوتا رہا۔ اس طرح ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۵ء تک نخلستان کے مختلف شماروں میں راجستھان کا ادبی تاریخ سے متعلق مضامین شائع ہوتے رہے۔

نخلستان کی ادارت مختلف حضرات کرتے رہے اور ہر مدیر اس کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش بھی کی لیکن کبھی کبھی اکادمی کی کارکردگی تعطل بھی آتا رہا اور اس کے اثر سے اکادمی کی مطبوعات پر بڑتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ نخلستان کی اشاعت میں کبھی کبھی تاخیر ہوتی رہی اور دو دو شمارے بلکہ اس بھی زائد شمارے شائع کئے گئے۔

۱۹۹۶ء سے اب تک راجستھان اردو اکادمی کی کارکردگی میں مختلف وجہات کی بنا پر بار بار تعطل آتا رہا اور اکادمی کی جانب سے منعقدہ کئے جانے والی مختلف تقریبات، سمینار، سمپوزیم اور شاعرے وغیرہ کے علاوہ ادیبوں اور شاعروں کے اعزاز وانعامات اور طباعت واشاعت پر بھی اس کا اثر نظر آتا ہے۔

مثلاً ۱۹۹۶ء سے ۲۰۰۰ء تک اکادمی کی جانب سے ضرور ایک مونوگراف تقی حسین ؔبیا کو ہی شائع کیا گیا۔ اس کے

علاوہ وقتاً فوقتاً سہ ماہی جریدہ ''نخلستان'' کی اشاعت کا سلسلہ بھی عدم تسلسل کا شکار ہوتا رہا۔ مثلاً ۱۹۹۶ء سے ۲۰۱۱ء تک ہر سال نخلستان کے چار چار شماروں بجائے ۱-۱ شمارہ ہی شائع کیا جانے لگا۔

اس دوران ۱۹۹۶ء سے ۲۰۱۲ء تک مختلف شعراء کے تذکرے، افسانوں کے چند مجموعے، چند نثری تصانیف اور چند دیگر تصانیف وغیرہ بھی شائع کی گئیں۔ اس کے علاوہ راجستھان اردو اکادمی کہ سہ ماہی جریدے نخلستان کے چند خصوصی شمارے بھی شائع کیے گئے مثلاً

۱۔ جلد نمبر ۱۳ کا شمارہ ۲/ بابت جولائی تا ستمبر ۱۹۹۶ء، کل ہند سہ روزہ اردو کنوینشن۔

۲۔ جلد نمبر ۲۱/ کا شمارہ ۳۹۶/ بابت جولائی تا دسمبر ۲۰۰۰ء

۳۔ جلد نمبر ۲۲/ کا شمارہ ۳/ بابت جولائی تا دسمبر ۲۰۱۲ء ''سعادت حسن منٹو''

راجستھان اردو اکادمی کے زیر اہتمام منعقدہ ادبی تقریبات:۔

راجستھان اردو اکادمی جے پور کے قیام کے زمانے سے ہی مختلف نوعیت کی ادبی تقریبات اعلیٰ پیمانے پر منعقد کی جاتی رہی ہے۔ چنانچہ ۱۹۸۰ء میں ہندوستان کی تمام ریاستی اردو اکادمی کا ایک کنوینشن راجستھان اردو اکادمی کے ذریعہ جے پور میں منعقد ہوا تھا۔ جس میں مہاراسٹر، مدھیہ پردیش، اتر پردیش، بہار کی اردو اکادمی کے سکریٹری کے علاوہ اردو ترقی بورڈ کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اس سلسلہ کا سب سے پہلا کل راجستھان سیمینار ۲۲/۲۳/ مارچ ۱۹۸۶ء کو جے پور میں منعقد ہوا تھا جس کا عنوان تھا ''راجستھان کے اردو تحقیق فنکار'' اس کے بعد ۲۸/۲۹/ مارچ ۱۹۸۷ء کو دوسرا کل راجستھان سیمینار بعنوان 'راجستھان کے برگزیدہ ادیب وشاعر' منعقد کیا گیا۔ اس سیمینار کے مقالات پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر ثاقب رضوی نے لکھا ہے کہ۔

'فاضل مقالہ نگاروں نے علاقائی نمائندگی کو مدِنظر رکھتے ہوئے
راجستھان کی تاریخ ساز ہستیوں کی ادبی خدمات کا تنقیدی جائزہ
لیا ہے۔ جن کے کارناموں کا کماحقہ اعتراف نہیں کیا گیا' ۱۲

ان کے علاوہ دیگر منعقدہ سیمیناروں کا مفصل ذکر مع روداد راجستھان اردو اکادمی کی نثری خدمات کے حصہ میں

کیا گیا ہے۔

اکادمی کے جانب سے کل راجستھان اور آل انڈیا سمینار راجستھان کے مختلف شہروں میں منعقد ہوتے رہے۔ان کے علاوہ اکادمی کے مالی تعاون راجستھان کی مختلف انجمنوں کے زیر اہتمام بھی سمینار اور مشاعرے منعقد کئے جاتے رہے۔اسی طرح اکادمی کے جانب سے مشاعروں کے انعقاد کے لئے مختلف ادبی انجمنوں کو اکادمی کے جانب سے مالی تعاون بھی فراہم کیا جاتا رہا ہے۔مثلاً ۱۸/۱۹ رجولائی ۱۹۸۰ء کو اکادمی کے مالی تعاون سے بزمِ تاریخ وتحقیق ٹونک کے زیر اہتمام ایک سمینار بعنوان ''راجستھان میں اردو ادب کے پچیس سال (۱۹۵۵ء تا ۱۹۸۰ء) منعقد کیا گیا۔

اس کے علاوہ اکادمی کے جانب سے راجستھان کے ادیبوں اور شاعروں کو انعامات اور وظائف کے علاوہ کتابوں کی طباعت کے لئے مالی امداد بھی فراہم کراتی رہی اور ادباء اور شعراء کو انعامات واعزازات سے بھی نوازا جاتا رہا۔اسی سلسلہ میں راجستھان اردو اکادمی جے پور کی ادبی خدمات پر مشتمل پی۔ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے ایک تحقیق مقالہ مس ساریہ خاں ڈاکٹر عابدہ آفریدی صدرِ شعبۂ اردو فارسی راجستھان یونیورسٹی جے پور کی نگرانی میں مرتب کر رہی ہے [۱۳]

(۴) بزمِ قمر جے پور:

راجستھان اردو اکادمی جے پور کے اولین صدر مولانا قمر واحدی مرحوم جو بزمِ قمر کے روحِ رواں اور جو خود ایک انجمن کی شکل میں کام کرتے رہے اور ایسا ماحول بنایا کہ اپنی صدارت میں بزمِ قمر کا قیام ۱۹۷۲ء کو ۱۴ راگست یومِ آزادی کے مشاعرے کے موقع پر عمل میں آئی۔قمر واحیدی صاحب کی وفات کے بعد ان کے فرزند فرید العصر نظر ابوبی ۱۹۸۴ء سے اس بزم کے سکریٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں اور بزمِ قمر کے زیرِ اہتمام منعقدہ تمام کارکردگی کا ریکارڈ محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔

بزمِ قمر کے زیرِ اہتمام ۴۶۴ رطرحی مشاعرے منعقد ہو چکے ہیں جو ایک ریکارڈ ہے۔اس کے علاوہ بزمِ قمر جے پور کی واحد انجمن ہے جو اتنے طویل عرصے سے فعال ہے اور ۱۹۷۲ء سے باقاعدہ کسی دیگر مالی تعاون کے بغیر مسلسل ماہانہ طرحی مشاعرے منعقد کر رہی ہے۔ان ہی مشاعروں کے انتخاب کا مجموعۂ گلدستۂ دبستانِ قمر''

کے نام سے مولانا قمر واحدی کے فرزند و جانشین جناب فرید العصر نظر ایوبی نے ترتیب دیا ہے جو راجستھان اردو اکادمی جے پور کی جانب سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آ چکا ہے۔ اس میں تقریباً ۷۵؍شعراء کا انتخاب کلام موجودہ ہے جو بزمِ قمر سے وابستہ ہیں اور ان شعراء کا مختصر تعارف اور انجمن کے زیرِ اہتمام منعقدہ مشاعروں میں پیش کئے گئے اشعار درج ہیں۔ جو اپریل ۱۹۹۹ء تا فروری ۲۰۱۱ء کے طرحی مشاعروں میں پڑھے گئے تھے۔

مذکورہ روداد کے پہلے صفحہ پر الحاج حافظ مولوی محمد ایوب قمر واحدی کے نام انتساب پیش کیا گیا ہے۔ جس میں دو اشعار درج ہیں۔

''قمر کے فیض نے بخشی ادب کو دلکشی اپنی

عطا کی ہے عنایت کی ہے ہم کو روشنی اپنی'' ۱۴

پیر و مرشد والدِ ماجد بانی بزمِ قمر

''اس فریدِ بے نوا کی کون کیوں سننے لگا

اس کو حاصل جو ہوا وہ ہے بدولت آپ کی'' ۱۵

میں فرید العصر صاحب نے مقدمہ پیش کیا ہے۔ جس کی ابتدا میں یہ شعر درج ہے۔

''خدمت کریں ادب کی یہ ہے فرض اولیں

بزمِ قمر کی شان تو تم سے ہے ہم سے ہے'' ۱۶

اور مقدمہ کے آخر یہ سفر قلم بند کیا ہے۔

''عیاں ہے خدمتِ اردو قمر کی ذات ہے بیشک

دبستانِ قمر بھی ایک اردو کا ہی مظہر ہے'' ۱۷

بزمِ قمر جے پور کے زیرِ اہتمام منعقدہ مشاعروں میں پیش کئے اشعار جو گلدستۂ دبستانِ قمر میں شامل کئے گئے ہیں۔ جن میں سے چند اہم حسبِ ذیل ہیں۔

آثر شیدائی۔ سراج الدین:

کچھ اس طرح سے کر بیاں دو دادِ غم اثر　　　　روداد غم طویل نہ ہو مختصر نہ ہو

آثر۔کرشن گوپال گویل:

جانے مشکل میں پڑے کام تمہارا کس سے　　　سب سے دنیا میں اثر ہاتھ ملاتے رکھئے

اختر بسمل-عبدالرحیم:

قمر کے چوک میں عرس قمر ہے　　　چلو اختر قمر کے آستاں پر

اختر امینی-جمیل الدین:

شعر و سخن کے نور سے اختر چمک اٹھا　　　ممکن نہیں کہ زینتِ بزم قمر نہ ہو

اختر پالوجی-مرزا عبدالرّشید:

عقیدت مند لوگوں کو یہی کہتے سنا ہم نے　　　ادب کا ذکر آتے ہی قمر کا نام آتا ہے

یہی سُن کر قمر کی بزم میں آیا ہوں میں لوگوں　　　قمر کی بزم میں دل کو بڑا آرام آتا ہے

مرے دل نے کہا اختر قمر کی بزم میں چل کر　　　سُناؤں وہ غزل جس میں قمر کا نام آتا ہے

ارمان نمہاہیڑی-محمد یامین خاں:

چٹکیاں لینے لگے ارمان برگ و خار و خس　　　قید خانہ سا لگے ہے آشیاں تیرے بغیر

انجم ایوبی-عبدالعزیز خاں:

زمانہ درس پاتا تھا کبھی اور آج بھی انجمن　　　زمانہ درس لیتا ہے قمر کے آستانے سے

ملتا ہے فروغ علم و ادب کو اسی گھر سے　　　ثابت ہے یہ بات آج بھی اس بزمِ قمر سے

انور جلیلی:

نہ آتے ہیں ابھی تک اور نہ وہ آئیں گے انور　　　یہی رہ رہ کے کیوں مجھ کو خیالِ خام آتا ہے

نور-حسین انور:

انور تو تھک کے راہ میں نہ بیٹھنا کبھی　　　مشکل تو زندگی میں ہر ہر قدم پر ہے

ایمن جے پوری:

جے پور میں اچھے ہوتے ہیں یوں تو ایمن اور ادیب　ثانی مولانا کوثر اور قمر کوئی نہ تھا

بدنام جے پور-محمد یعقوب:

ارے ناداں تو کتنا بے خبر ہے　　　ادب سے بیٹھ یہ بزمِ قمر ہے

وہ اعلیٰ شخصیت ہے معتبر ہے ذہنوں میں قمؔر ایسا بشر ہے

تصوؔر فانی گیاوی- بلال تصور:

اٹھتے فتنوں کو گلستاں میں دباتے رکھیئے یہ گزارش ہے کہ ماحول بنائے رکھیئے

تقؔی سید تقی حید رنقوی:

شہرت ہے اس کی سارے زمانے میں اے تقؔی ہے اس لئے پسند یہ بزم قمؔر مجھے

پرکاش نارائن سکینہ جوہری:

قمر ہوتا نہیں تو پھر نہ ہوتیں چاندنی اپنی عطا ہے اندھیروں کو قمر نے روشنی اپنی

حاکم ایوبی-شمس الضحیٰ خاں

قمر کی بزم میں آجائے جب کوئی حاکم تو اس کا ادب میں شمار ہوتا ہے

حسیؔن کوثری-حسین احمد علوی:

قمر کی ضد سے منور ہوا ادب کا چراغ سخن کی بو سے معطر ہوا ادب کا چراغ

تشریف درِ والا پہ لاتے تھے وہ گھر سے اُلفت تھی بہت حضرت کوثؔر کو قمر سے

رسؔوا اندوری-گل محمد:

وقت بگڑا تو کترانے لگے سب رُسؔوا آگیا آج سمجھ میں یہ دنیا کیا ہے

رضؔا شیدائی:

جہاں میں سب کو دیتا ہے خدا اپنے خزانے سے کسی کو کسی بہانے سے کسی کو کسی بہانے سے

ڈاکٹر رفیؔق ہاشمی:

ہوئی جب سے تمہاری بزم سے وابستگی اپنی جِلا پاتی رہی بزمِ قمر سے شاعری اپنی

شبیر کاغذی ایوبی

ہر انجمن میں دیکھے شبؔیر ہر طرف اردو کا نام آج بھی روشن قمر سے ہے

قمر واحدی-محمد ایوب:

لگی جس کے منہ جھٹ سکی پھر نہ اس سے قمر کتنی میٹھی ہے اردو زباں بھی

معین شادوی-معین الدین:

کرم ہے فیض ہے اس پر قمر کا　　　　معیّن بزم قمر اوج پر ہے

فرید العصر نظؔر ایوبی:

ہے نظر کی آرزو عزت بڑھے مرتبہ ملے　　　　یہ ہنر یارب عطا کردے تو ہندوستان کو

کوثؔر ایوبی-کوثر سیرت:

کوثؔر یہی اجداد سے سنتے رہے ہیں بارہا　　　　تنگدستی میں ہمیشہ مسکرانا چاہیئے

ماہانہ طرحی مشاعروں کے علاوہ بزم قمر کے زیر اہتمام ۱۹۹۷ء کو بزم قمر کا جشن سخن یعنی سلور جبلی کی خصوصی تقریب کا انعقاد اعلیٰ پیمانے پر کیا گیا جس میں ہر گوشہ کے ۳۶ر حضرات کو اعزازات سے نوازا گیا۔ ا؎ اس کے علاوہ بزمِ قرم کی جانب سے ہر دو سال میں ''قمر ایورڈ'' بھی دیا جاتا ہے۔ قمر ایوارڈ کو حاصل کرنے والوں میں فضل الرحمٰن کیفی، حسین کوثری ،غوث شریف، عارف وسعید فرید صاحب قوال باڑی وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

بزمِ قمر کی تعلیمی خدمات:

مذکورہ مشاعروں اور تقاریب کے علاوہ بزمِ قمر جے پور کی جانب سے جامعہ اردو علی گڑھ کے امتحانات ابتدائی، ادیب، ماہر، کامل اور معلم منعقد کرتی ہے بلکہ امیدواروں کو اس کے لئے تیار بھی کرتی ہے ان امتحانات میں یہاں کے ۲۵۰ر سے ۴۵۰ر امیدواروں کی تعداد ہوا کرتی ہے جن میں طالبات کی تعداد زیادہ ہوا کرتی ہے۔ انہیں طالبات کی پیش کش پر اردو اکادمی بزمِ قمر کے تعاون سے ٹائپ سینٹر بھی کھولا گیا جس میں متعدد طلباء وطالبات فیضیاب ہوئے۔

(۵) انجمن فروغِ اردو:۔

۱۹۸۷ء کو انجمن فروغِ اردو کا قیام جے پور میں عمل میں آیا اور اپنے قیام کے زمانے سے ہی یہ انجمن اردو زبان وادب اور اردو تعلیم کے فروغ کے لئے متعدد ادبی تقاریب کا انعقاد کرتی آرہی ہے۔ جس میں سمینار، سمپوزیم اور خاص طور سے کتابوں کی اشاعت شامل ہے۔

انجمن فروغ اردو جے پور کے زیرِ اہتمام منعقدہ سمینار:

(۱) ۶/اور ۷/فروری ۲۰۱۱ءکو دو روزہ سمینار۔

''راجستھان کے مرحوم اور گزیدہ شعراء و ادباء ۱۹۵۰ءتا حال'' موضوع پر منعقد ہوا۔

(۲) ۱۹/اور ۲۰/فروری ۲۰۱۲ءکو دو روزہ سمینار۔

''راجستھان میں اردو زبان و ادب کا ماضی، حال اور مستقبل'' موضوع پر منعقد ہوا۔

(۳) ۱۷/اور ۱۸/فروری ۲۰۱۳ءکو دو روزہ سمینار۔

''اردو صحافت کے مختلف جہات'' موضوع پر منعقد ہوا۔

(۴) ۸/جنوری ۲۰۱۶ءکو ایک تہنیتی جلسہ۔

انجمن فروغ اردو جے پور اور آل انڈیا یونانی طبی کانگریس کے اشتراک سے ڈاکٹر ابو الفیض عثمانی صاحب کو **''مولوی عبدالحق عالمی اردو ایوارڈ ۲۰۱۶''** سے نوازہ جانے پر ان کے اعزاز میں تہنیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت پروفیسر مشتاق احمد قوی صدر، آل انڈیا یونانی طبی کانگریس اور سابق صدر شعبہ یونانی کیپ ٹاؤن یونیورسٹی ساؤتھ افریقہ نے کی۔ اور مہمان خصوصی سردار جسبیر سنگھ چیئر مین اقلیتی کمیشن تھے۔ اس موقع پر راجستھان کے مختلف علاقوں سے اردو کے شیدائیوں نے شرکت کی۔ مزکورہ تقریب کی مکمل روداد پندرہ روزہ ہماری طاقت میں شائع ہوئی ۱۸؎

انجمن فروغِ اردو کی جانب سے شائع شدہ تخلیقات۔

۱. سوغات (شعری مجموعہ) مرتبہ بشیر آتم کشمیری ۲۰۱۳ء

۲. سحابِ رحمت (مجموعۂ حمد و نعت و مناقب) مرتبہ: علامہ ظہیر الدین اثر یزدانی جمالی ۲۰۱۳ء

۳. پروازِ قلم۔ مصنفہ: ڈاکٹر زیبا زینت ۲۰۱۱ء

۴. سخن ورانِ جے پور (تذکرہ و کلام معاصر)

مرتبہ: ایم۔ محمود خاں ۱۹۸۹ء

(۵) راجپوتانہ اردو ریسرچ اکادمی جے پور:۔

جے پور کی جدید ترین ادبی انجمنوں میں راجپوتانہ اردو ریسرچ اکادمی خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔ جو ۲۰۱۱ء میں شاہد احمد جمالی صاحب نے تشکیل دی۔ اس اکادمی کا مقصد ادب کو فروغ دیا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے یہ انجمن مسلسل اردو زبان وادب اور تاریخ سے متعلق کتابوں کی اشاعت میں سرگرم ہے۔

اس کے علاوہ حسبِ ذیل مختلف سمینار کا انعقاد بھی کیا گیا ہے۔

1. ''جے پور میں اردو افسانہ''، موضوع پر ایک روزہ سمینار۔ بتاریخ ۷/مئی ۲۰۱۵ء
2. مشاعرہ اور رسمِ اجراء تقریب بتاریخ ۸/اکتوبر ۲۰۱۵ء
3. جے پور کی نثر نگاری کے موضوع پر ایک روزہ نشست بتاریخ ۲۰/جولائی ۲۰۱۴ء
4. راجپوتانہ اردو ریسرچ اکادمی کا جشنِ افتتاح اور راجستھان میں شعر وادب پر گفتگو بتاریخ دسمبر ۲۰۱۱ء
5. لالا شری رام کی ادبی خدمات پر ایک روزہ سمینار کا انعقاد بتاریخ ۲۴/جنوری ۲۰۱۱ء

راجپوتانہ اردو ریسرچ اکادمی جے پور کی جانب سے شائع شدہ۔

تحقیقی مطبوعات

نمبر شمارہ	عنوانات تخلیق	مرتب	سنِ اشاعت
۱.	خم خانۂ جاوید میں راجستھان کے شعراء	شاہد جمالی	۲۰۱۴ء
۲.	چند شاعرات راجستھان اور بسرے شعراء	شاہد جمالی	۲۰۱۴ء
۳.	مشاہر ادب راجستھان	شاہد جمالی	۲۰۱۴ء
۴.	ستار جے پوری شخصیت اور فن	شاہد جمالی	۲۰۱۵ء
۵.	''بولتے پروت'' ستار جے پوری کے افسانے کا مجموعہ	شاہد جمالی	۲۰۱۵ء
۶.	قدم قدم منزل مختار الرحمان راہی کے افسانوں کا مجموعہ	شاہد جمالی	۲۰۱۵ء
۷.	رہ گزر مختار الرحمان راہی کے افسانوں کا مجموعہ	شاہد جمالی	۲۰۱۵ء
۸.	راجپوتانہ میں تلامذہ کی شعری خدمات	شاہد جمالی	۲۰۱۵ء

۹.	تذکرۂ اولیائے راجستھان (جلد اول/دوم)	شاہد جمالی	۲۰۱۲ء
۱۰.	کیا خوب آدمی تھا (افسانوں کا مجموعہ)	شاہد جمالی	۲۰۱۵ء
۱۱.	راجستھان کی نثر نگاری خواتین	شاہد جمالی	۲۰۱۵ء
۱۲.	ریاست جے پور میں بیرونی شعراء کی شعری خدمات	شاہد جمالی	۲۰۱۶ء
۱۳.	راجپوتانہ میں اردو ریختہ۔ دوہے	شاہد جمالی	۲۰۱۶ء
۱۴.	کہانی تاریخی چبوترے کی	شاہد جمالی	۲۰۱۵ء
۱۵.	پرواز بے پر (مزاحیہ کلام کا مجموعہ)	شاہد جمالی	۲۰۱۵ء
۱۶.	گلزارِ ادیب	شاہد جمالی	۲۰۱۵ء
۱۷.	خانوادہ مولانا نجف علی حسن کی راجستھان میں سوسالہ علمی وادبی خدمات	شاہد جمالی	۲۰۱۵ء
۱۸.	جے پور میں فنِ تاریخ گوئی ایک روایت	شاہد جمالی	۲۰۱۶ء
۱۹.	شاہد جمالی کی ادبی خدمات	ڈاکٹر محمد شاہد خاں گڈا ایچ	۲۰۱۶ء

ٹونک

(۱) تاج اکادمی:۔

ملک کی تقسیم اور آزادی کے بعد ٹونک میں قائم ہونے والی پہلی انجمن تاج اکیڈمی ہے۔ جس کے زیرِ اہتمام متعدد تقریبات ومشاعرے کا انعقاد کیا گیا تھا۔ جن میں سب سے اہم ۶/تا۸/جولائی ۱۹۶۸ء میں منعقدہ سہ روزہ ''صولت ڈے'' کی تقریب ہے ۱۹ اس تقریب میں سمینار، مباحثہ اور مشاعرے کا انعقاد کیا گیا۔ ''صولت ڈے'' کا افتتاح ۶/جولائی کو مدرسہ خلیلیہ میں مولوی محمد علی صاحب کی صدارت میں منعقد ایک نشست میں ہوا۔ تقریب کی پہلی نشست کی صورت کنور مہندر سنگھ بیدیؔ سحرؔ نے فرمائی۔ اس میں صولت صاحب کی حیات وکارناموں پر مقالات پیش کئے گئے۔ اس کے علاوہ اس تقریب کے تحت ایک شب کو مشاعرے کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں مقامی اور بیرونی شعرانے شرکت کی۔

(۲) انجمن ترقی اردو :۔

انجمن ترقی اردو ہند کی ضلع سطح کی شاخ کا قیام ٹونک میں حالانکہ آزادی سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔لیکن اس کے زیرِ اہتمام منعقدہ تقریبات کا سلسلہ آزادی کے بعد اور زیادہ بڑھ گیا اور مسلسل ادبی تقریبات جیسے مشاعرے، مباحثہ اور سمینار وغیرہ کا انعقاد کیا جانے لگا۔موجودہ دور میں جناب ڈاکٹر عبدالحمید، معقول ندیم اور انکے ساتھیوں کی کوششوں سے انجمن ترقی اردو ٹونک میں ایسے کئی پروگرام انجام دیتی رہیں جس سے اردو زبان و ادب اور بالخصوص اردو تعلیم و تحقیق کو فروغ دینے میں معاون ہے ان میں چند اہم تقریبات حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ دوروزہ کل راجستھان سمینار بعنوان ''راجستھان میں اردو تحقیق آزادی کے بعد'' ۲۲/۲۱ مارچ ۲۰۱۰ء کو منعقدہ کیا گیا۔

۲۔ دوروزہ سمینار بعنوان ''راجستھان میں آزادی کے بعد شعر و ادب کے رجحانات'' ۳۱/۳۰ جنوری ۲۰۱۱ء کو منعقد کیا گیا۔

۳۔ دوروزہ سمینار بعنوان ''راجستھان میں علاقائی اردو ادب کی تحقیق اور تعلیم کی صورتِ حال'' ۲۵/۲۴ مارچ ۲۰۱۲ء کو منعقد کیا گیا۔

(۳) آزاد ادبی سوسائٹی:۔

آزاد ادبی سوسائٹی مولانا ابوالکلام آزاد کی ادبی خدمات کو مدّ نظر رکھ کر بنائی گئی۔اس کی تشکیل ۱۹۵۹ء میں مولانا آزاد کے نام پر کی گئی۔اس کے تحت مشاعروں کا انعقاد کیا جاتا تھا اور ان مشاعروں کی روداد یں بھی مرتب ہو کر شائع بھی ہوئیں۔

آزاد ادبی سوسائٹی ٹونک کے زیرِ اہتمام منعقدہ اہم مشاعرے:

پہلا مشاعرہ:۔ آزاد ادبی سوسائٹی ٹونک کا پہلا مشاعرہ تاریخ ۱۵/نومبر ۱۹۶۰ء کو منعقد ہوا۔اس مشاعرے کے صدر اقبال خاں اقبالؔ تھے۔اس مشاعرہ کا مصرع طرح ؎

''جہانِ حسن میں تیرا جواب ہو نہ سکا''

اس مشاعرے میں شرکت کرنے والے شعراء میں محمد اقبال خاں اقبالؔ، عبداللہ بازؔ، حکیم حافظ مظہر الحق

تبسمؔ صابئ، محمد یٰسین خاں سحرؔ، عبدالرّشید خاں ظفرؔ، عزیز محمد خاں عزیزؔ، محمد رفیق اللہ قمرؔ ٹونکی۔ کاملؔ ٹونکی، سلیمان خاں کلیمؔ ٹونکی، سید معظم شاہ مسیحاؔ ۲۰

دوسرا مشاعرہ:۔ آزاد ادبی سوسائٹی ٹونک کا دوسرا مشاعرہ بتاریخ ۲۶؍نومبر ۱۹۶۰ء کو منعقد کیا گیا جس کا مصرع طرح یہ ہے۔

''تمہارے سامنے کھلتی کب زباں میری''

اس مشاعرے کی صدارت کے فرائض مشہور شاعر عبدالرّشید خاں ظفرؔ نے ادا کئے اور کم وبیش ان شعراء حضرات نے شرکت کی جو پہلے مشاعرے میں شریک تھے۔

تیسرا مشاعرہ:۔ آزاد ادبی سوسائٹی ٹونک کا تیسرا مشاعرہ بتاریخ ۱۵؍دسمبر ۱۹۶۰ء کو تبسمؔ صابئی کی صدارت میں منعقد کیا گیا جس کا موضوع طرح یہ ہے۔

''حسنِ چمن ہے باقی نہ حسنِ بہار ہے''

اس مشاعرے میں کم وبیش بھی وہی شعراء تشریف لائے تھے جو مذکورہ بالا دونوں مشاعروں شریک تھے۔

چوتھا مشاعرہ:۔ آزاد ادبی سوسائٹی ٹونک کی چوتھا مشاعرہ بتاریخ ۳۱؍دسمبر ۱۹۶۰ء کو منعقد ہوا۔ اس مشاعرہ کے صدر حافظ عزیز محمد عزیزمؔ کو منتخب کیا گیا۔ مشاعرہ کا طرحی مصرعہ یہ ہے۔

''میں شادماں نہیں تو کوئی شادماں نہیں''

اس مشاعرے کے شرکاء میں محمد اقبال خاں اقبالؔ، عبداللہ خاں باز، حافظ مظہر الحق تبسمؔ صابئی، یٰسین خاں سحرؔ ٹونکی، حافظ عبدالرّشید خاں ظفرؔ، حاظ عزیز محمد خاں عزیز ٹونکی، محمد رفیق اللہ خاں قمر ٹونکی، حکیم سید محمد معظم شاہ مسیحاؔ ٹونکی ۲۱

اس طرح دو ماہ میں چار مشاعرے منعقد کئے گئے۔ یہ پندرہ روزہ مشاعرہ تھے اس میں صدر کا انتخاب ہر مشاعرے میں شریک شعراء ہی میں سے کیا جاتا تھا۔ ان مشاعروں کی ایک خوبی یہ تھی کہ ان میں مشہور شعراء کا کوئی کوئی شعر منتخب کر کے اس کا مصرع طرح دیا جاتا تھا اور اس میں شعراء کو فکر کرنی ہوتی تھی۔ بعد میں بھی اس کے مشاعرے ہوئے لیکن اس کی رودادیں شائع نہیں ہوئیں۔

اس کے علاوہ اس سوسائٹی سے وابستہ ہر رکن کے لئے یہ لازمی تھا کہ کم از کم تین ناخواندہ بالغوں کو اردو سکھائے۔ اس طرح اردو زبان وادب اور اردو تعلیم کے فروغ میں اس سوسائٹی نے نہ صرمشاعروں کا انعقاد کیا بلکہ اردو درس وتدریس کی خدمات بھی انجام دیں۔ ۲۲

(۴) بزمِ سخن:۔

بزمِ سخن ٹونک کے زیرِ اہتمام متعدد مشاعروں کا انعقاد کیا گیا۔لیکن ایک شاندار مشارہ جو ٹونک کی ادبی تاریخ میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ جو بتاریخ ۱۱رمئی ۱۹۵۳ء کو عید الفطر کے موقع پر منعقد کیا گیا۔ مشاعرے کی صدارت لیفٹینٹ مرزا رفیع اللہ بیگ اور سکریٹری کے فرائض منشی عبدالبصیر بصؔر نے انجام دیں۔ مذکورہ مشاعروں کی روداد ماہنامہ ''جام'' میں موجود ہے ۲۳

مشاعروں میں کثیر تعداد میں شعراء حضرات شریک ہوئے جس کی وجہ سے مشاعرے اگلے روز بھی جاری رہا۔اس کے باوجود اراکین بزمِ سخن میں سے بصؔر گلزار، اقبال اور نظؔر وغیرہ کو اپنی طرحی غزلیں پڑھنے کا موقع نہ مل سکا۔جن قابلِ ذکر شعراء نے اس مشاعرے میں شرکت کی تھی ان کے نام و تخلص حسبِ ذیل نیز ٹونک کے افسرانِ صاحبان نے بھی اس مشاعرے میں کثرت سے شرکت کی۔

ناظؔم عزیزی سنبھی، احمد صاحب جے پور، قاضی امین الدین صاحب امیؔن، آثؔر عثمانی، شمیم صاحب نیازؔی، ڈاکٹر غلام احمد آثؔر ایوبی، عبدالرحمان صاحب پارسؔا کوثری۔ان بیرونی شعراء میں ناظؔم عزیزی کی غزل حاصلِ مشاعرہ رہی ۲۴

(۵) بزمِ احباب:۔

بزمِ احباب ٹونک کا قیام حکیم ظہور احمد نظؔر نے اپنے نورانی دواخانہ میں عمل میں آیا۔ جہاں وقتاً فوقتاً طرحی اور غیر طرحی مشاعرے منعقد ہوتے رہتے تھے۔ان میں ایک مشاعرے کی طرح مرزا غالبؔ کی غزل کا مصرعہ ؎

''بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے''

پر مبنی ہے۔ یہ مشاعرہ ۴رنومبر ۱۹۷۷ء کو منعقد کیا گیا جس کی روداد کا قلمی خطوطہ بزمِ احباب کے صدر حکیم ظہور احمد نظؔر کے پاس تحفظ ہے۔

(۵) بزمِ تاریخ و تحقیق:۔

۱۹۷۶ء میں ٹونک میں بزمِ تاریخ و تحقیق کا قیام عمل میں آیا۔اس وقت اس بزم کے روحِ رواں ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی صاحب تھے۔اس کے دیگر اہم بانی ممبران میں جناب منظور الحسن برکاتی، جناب قاضی الاسلام بھی شامل

تھے۔

بزمِ تاریخ وتحقیق کے اہم مقاصد حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ راجستھان اور خاص طور پر ٹونک کے اردو فنکاروں کی ادبی خدمات کو منظرِ عام پر لانا اور ان کی شخصیات پر مضامین لکھنا۔

۲۔ ادبی نشستوں اور سمیناروں کا انعقاد کرنا۔

۳۔ مختلف ادبی تقریبات کے ذریعہ شعراء وادباء کی کارکردگی کو اجاگر کرنا ۲۵۔

مذکورہ مقاصد کے حصول کے لئے متعدد سمینار اور ادبی نشستوں کا انعقاد کیا گیا جن میں اہم حسب ذیل ہیں:

(۱) بتاریخ ۲۸ رفروری ۱۹۷۹ء کو ایک تاریخی سمپوزیم ''یومِ شیرانی'' کے موضوع پر منعقد کی گئی اس موقع پر پہلی بار پروفیسر محمود خاں شیرانی کی تنقیدی اور تحقیقی صلاحیت پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی اور ان کی ادبی لسانی خدمات کا جائزہ کیا گیا اور ان سے متعلق مقالات پیش کئے گئے۔

(۲) بزمِ تاریخی وتحقیقی کے زیرِ اہتمام دوسرا اہم سمینار ''حکیم برکات احمد صاحب کی خدمات'' کے موضوع پر منعقدہ کیا گیا۔ جو اپنی نوعیت کا منفرد سمینار تھا۔ اس سمینار کے ذریعہ پہلی بار حکیم برکات احمد صاحب کی خدمات منظرِ عام لایا گیا۔

(۳) راجستھان اردو اکادمی کے مالی تعاون سے ۲۴-۲۵-ستمبر ۲۰۰۰ء کو دو روزہ کل راجستھان اردو سمینار منعقد ہوا جس کا موضوع ''ٹونک میں اردو آزادی کے بعد'' تھا۔ سمینار کا افتتاح سید انور پی۔سی۔ وپاس چیرمین بورڈ آف سکریٹری سید مدبر علی زیدی، سکریٹری معظم علی، مخمور سعیدی، شین۔ کاف۔ نظام نے شرکت فرمائی۔ استقبالیہ خطبہ بزم تاریخ وتحقیق کے سکریٹری سید منظور الحسن برکاتی نے پیش کیا۔ اور صدر ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی صاحب نے سمینار کی ترجیحات اور اس کی اہمیت وافادیت پر روشی ڈالی۔

اس کے علاوہ سمینار میں راجستھان کے مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لیکچرز نے شرکت کی اور مختلف موضوعات پر مقالات پیش کئے۔

مذکورہ دوروزہ کل راجستھان اردو سمینار تین اجلاس پر مشتمل تھا جس میں مختلف نوعیت کے ادبی، تنقیدی، تحقیقی اور مباحثی تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی مکمل روداد ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی کی تصنیف ''ادبیاتِ راجستھان'' میں پیش کی گئی ہے ۲۶۔

(٦) بزمِ تاریخ وتحقیق کی تشکیل نو کی تقریب اور جشنِ سیمیں (سلور جبلی)

بزمِ تاریخ وتحقیق کی تشکیل کے بعد صدر ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی کے مشورے پر انجمن کی سلور جبلی کے موقع پر راجستھان اردو اکادمی اور مولانا ابوالکلام آزاد عربی وفارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک کے تعاون واشتراک سے دوروزہ کل راجستھان سمینار ۲۷/۲۸ فروری ۲۰۰۸ء کو بمقام مولانا آزادی عربی وفارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک میں ''راجستھان میں اردو تعلیم وتحقیق آزادی کے بعد (عربی فارسی کے ضمنی حوالے سے) موضوع پر منعقد کیا گیا۔ جس کا افتتاح راجستھان مدرسہ بورڈ کے چیرمین جناب ہدایت علی خاں نے فرمایا اور صدارت صاحبزادہ شوکت علی خاں نے فرمائی۔ استقبالیہ خطبہ راجستھان اردو اکادمی کے چیرمین ڈاکٹر اختر پروین صاحب نے پیش کیا۔ اس کے علاوہ سمینار کے کے زیرِ اہتمام منعقدہ اجلاس میں مختلف نوعیت کے مقالات ومضامین پیش کئے گئے جو راجستھان میں اردو زبان وادب کے فروغ اور راجستھان کے مختلف اضلاع کے تعلیمی اداروں میں اردو تحقیق کی سمت ورفتار سے متعلق تھے۔

مذکورہ سمینار کی روداد مع تفصیل ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی کی تصنیف ''ادبیاتِ راجستھان میں درج ہے [۲۷]

(۷) محمود خاں شیرانی اکیڈمی:۔

ٹونک میں ۱۹۸۲ء کو قائم شدہ محمود شیرانی اکیڈمی کے زیرِ اہتمام کئی ادبی تقریبات منعقد ہوئیں۔ جن میں سب سے اہم تقریب ''اختر شیرانی'' فرزند ڈاکٹر محمود شیرانی (پاکستان) کے اعزاز میں منعقد کی گئی تھی۔ اس موقع پر مختلف مقالات ومضامین پیش کئے گئے۔ اس کے علاوہ شیرانی صاحب کی ٹونک میں مصروفیات کو بعد میں ایک کتابچہ کی شکل میں ''مظہر محمد شیرانی کے ساتھ چند دن'' کے عنوان سے مولانا منظور الحسن برکاتی نے شائع کیا [۲۸]

(۸) انجمن امدادِ باہمی:۔

مسلم طلباء میں علمی وادبی ذوق پیدا کرنے کی غرض سے ۱۹۶۲ء کو ٹونک میں انجمن امداد باہمی کا قیام عمل میں آیا۔ یہ انجمن خاص طور پر غریب ہونہار طلباء کو تعلیمی مواقع فراہم کر کے ان کی پوشیدہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے کئے تشکیل کی گئی تھی۔ یہ ایک تعلیمی انجمن تھی جس کے تحت تحریر وتقریر اور کھیل کود مقابلوں کے انعقاد کے علاوہ مشاعروں کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا۔

اس سلسلہ میں دار العلوم خلیلیہ میں ایک شبینہ اسکول قائم کیا گیا جہاں مسلم طلباء کو مفت تعلیم دی جاتی تھی۔

اس زمانے میں کیف بھوپالی تقریباً ہر سال ٹونک تشریف لاتے تھے اور ان کی نگرانی میں انجمن کے تحت طلباء کے مشاعرے منعقد ہوتے تھے ۲۹؎

(۹) انجمن محبانِ اردو:۔

ٹونک کی انجمنِ محبانِ اردو کو بھی متعدد مشاعرے اور ادبی تقریبات کو منعقد کرنے کا شرف حاصل ہے۔

جن میں سب سے اہم تقاریب حسب ذیل ہیں۔

(ا) ۱۹/مئی ۱۹۹۳ء کو ساجد علی ٹونکی کی تصنیف ''بنک بیاج اور بیع کا رسمِ اجرا'' جناب مخمور سعیدی کے دستِ مبارک سے ہوا۔ جن حضرات نے اس تقریب میں شرکت فرمائی ان میں جناب ایم۔ ے۔ راکش، جناب ممتاز شکیب، جناب پارسا کوثری، جناب راہی شہابی، ڈاکٹر ابوالفیض عثانی، جناب رحیم بیگ ادیب وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

(۲) ۶/نومبر ۱۹۹۳ء کو جناب شوکت علی خاں کے اعزاز میں ایک شعری نشست کا انعقاد کیا گیا۔

(۳) مذکورہ انجمن کے زیرِ اہتمام انجمن کے صدر جناب فضا عزیزی کی وفات پر خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے مرحوم کی یاد میں ۴/جون ۱۹۹۴ء کو ایک کل ہند مشاعرہ بمقام دارالعلوم خلیلیہ میں منعقد کیا گیا۔

(۱۰) ٹونک ادبی سوسائٹی:۔

ادبی انجمنوں کو شعروشاعری کے محدود دائرے سے نکال کر اسے تخلیق و تحقیق اور تنقید کے جدید رجحانات پر گامزن کرنے کی غرض سے ۱۹۹۱ء کو ٹونک میں ادبی سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا جس کے اغراض و مقاصد حسبِ ذیل ہیں۔

(i) اردو ادب کی خدمت اور فروغ میں ہر ممکن تعاون کرنا۔

(ii) ٹونک کے شعراء و ادباء کی خدمات کو منظرِ عام پر لانا۔

(iii) ٹونک کے ادبی سرمائے کی تحقیق کرنا۔

(iv) ٹونک کے نامور ادباء شعراء کی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا۔

(v) اردو تحقیق و تنقید و تاریخ نگش اور نظم کے جدید رجحانات کے پیشِ نظر تخلیق و تصنیف کو فروغ دینا۔

(vi) ادبی نشستیں، سمینار، سمپوزیم ورک شاپ کانفرنس اور مشاعروں کا انعقاد کرنا۔

(vii) شعراء اور ادباء کی اعلیٰ ادبی خدمات کے صلے میں اعزازی تقریبات منظور کرنا۔

(viii) مضامین نثر و نظم اور منعقدہ نشستوں کی رپورٹ کی اشاعت کرنا۔

(ix) ادبی سوسائٹی کے پڑھے گئے مضامین کیا شاعت کرنا ۳۰

مذکورہ بالا اغراض و مقاصد کے پیشِ نظر ادبی سوسائٹی نے اپنے ادبی سفر کا آغاز کیا۔ اولاً پندرہ روزہ ادبی نشستیں منعقد ہوئیں جن میں نثر و نظم سے متعلق متعدد مضامین پڑھے گئے اس کے علاوہ اس انجمن کے زیرِ اہتمام منعقدہ مشاعرے سمینار اور شعر و ادبی نشستوں کی مفصل روداد اس سوسائٹی کی جانب سے ۱۹۹۳ء میں کتابی شکل میں ''ادارکِ ادب'' کے عنوان سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آ چکی ہے ۳۱

اس کے علاوہ ڈاکٹر عزیز اللہ خاں شیرانی نے اپنی تصنیف ''ادبیاتِ راجستھان'' میں بھی ''ٹونک ادبی سوسائٹی'' اور مذکورہ روداد ''ادراکِ ادب'' پر تفصیلی مضمون تحریر کیا ۳۲

مذکورہ بالا دونوں کی کتابوں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ''ٹونک ادبی سوسائٹی'' نے اپنے قیام کے زمانے سے ہی مختلف ادبی سرگرمیاں انجام دیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی واضح ہوتا کہ منعقدہ ادبی نشستوں میں پڑھے گئے مقالات میں ٹونک کے ادباء و شعراء خصوصاً اختر شیرانی، نواب ابراہیم علی خاں خلیل نواب سعادت علی خاں سعید، عبدالقادر خنداںؔ، ساحلؔ ٹونکی، محمد صدیقی خاں صائبؔ ٹونکی، بہارؔ ٹونکی اور عذر نکہت وغیرہ کی شعری و ادبی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ٹونک ادبی سوسائٹی کے زیرِ اہتمام منعقدہ اہم ادبی تقریبات:

(i) مولانا شہابی عبدالحئی فائز اور نوجوان افسانہ نگار قیصر رشید بھارتی کے اعزاز میں نشست:۔

ٹونک ادبی سوسائٹی کی جانب سے ڈاکٹر عمر جہاں کے دولت کدے پر بتاریخ ۲؍فروری ۱۹۹۲ء کو نوجوان افسانہ نگار قیصر رشید بھارتی کے افسانوں کا مجموعہ ''کہکشاں بھارتی'' کے شائع ہونے اور مولانا عبدالحئی فائز کو راجستھان اردو اکادمی کے پور کی خدمات کے اعتراف میں اعزازی ایوارڈ دینے کے موقع پر ان دونوں حضرات کے اعزاز میں ایک نشست منعقد کی گئی۔

اس نشست کے تحت حسبِ ذیل مضامین نثر و نظم پیش کئے گئے جو مذکورہ حضرات سے متعلق تھے۔

۱؎ مولانا فائز۔ ایک انجمن آرا شخصیت: مسعود اختر ٹونکی

۲؎ قیصر رشید بھارتی کے افسانوں کا مجموعہ: ''کہکشاں بھارتی'' ایک جائزہ ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی

۳۔ مدحیہ اشعار پر شخصیت مولانا فائز: حکیم ظہور احمد صاحب نظر

(ii) جناب محمد صادق بہار ٹونکی کے اعزاز میں نشست۔

ٹونک ادبی سوسائٹی کے سرپرست جناب محمد صادق بہار ٹونکی کی ادبی خدمات کے اعترا میں ۲۸ رجون ۱۹۹۲ء کو بمقام ڈاکٹر عمر جہاں صاحبہ کے دولت کدے پر ایک اعزازی نشست منعقد کی گئی جس کی صدارت مولانا منظور الحسن برکاتی صاحب نے فرمائی۔ اس نشست میں ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی نے بہار ٹونکی کی ادبی خدمات کے اعتراف میں توصیف نامہ پیش کیا۔

(iii) دوروزہ سمینار:۔ ٹونک ادبی سوسائٹی کے زیرِ اہتمام اور راجستھان اردو اکادمی جے پور کی اشتراک سے فروری ۱۹۹۴ء میں ایک دوروزہ سمینار بعنوان اردو شعر وادب میں ٹونک کا حصہ منعقد کیا گیا جس میں ٹونک کے شعر وادب پر وضاحت کے ساتھ مقالات پیش کئے گئے۔

(iv) ''اردو پڑھاؤ مہیم'' میں ٹونک ادبی سوسائٹی کا اشتراک:

انجمن ترقی اردو (دہلی) کی جانب سے جاری ''اردو پڑھاؤ مہیم'' کو فروغ دینے کے لئے ۳ر مئی ۱۹۹۲ء کو عبدالغفار صاحب کے مکان پر ایک خصوصی نشست کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں ''اردو پڑھاؤ مہیم'' کے لئے مندرجہ ذیل نکات ضروری سمجھے گئے۔

۱۔ اردو کو بول چال کی زبان بتاتے ہوئے اس کے ذریعہ قومی یک جہتی اور جذبۂ اخوت کو فروغ دینے کا پیغام دیا جائے۔

۲۔ اردو اقلیت کو تعلیم کی سہولت ابتدائی تعلیم سے اعلیٰ تعلیم تک حاصل ہوئی چاہئے۔

۳۔ اردو عوام کو ذہنی طور پر تیار کریں کہ وہ اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں اسکول اور مدارس بھیجیں۔

۴۔ اردو پڑھا لکھا ہر شخص کم از کم دو ناخواندہ افراد کو اردو پڑھانے کی ذمہ داری قبول کرے۔

۵۔ اردو اساتذہ طریقہ تدریس میں دلچسپی پیدا کریں۔

(۱۱) دبستان صائب:۔

اس انجمن کے بانی وسرپرست اکبر شہابی ہیں جنھوں نے اپنے استادِ محترم علامہ صائب ٹونکی کے نام سے 'دبستانِ صائب' کی بنیاد رکھی۔ اس انجمن کے تحت متعدد کتابیں شائع کی گئیں۔ ان میں صائب ٹونکی کے دوغزلوں

کے مجموعے' شعروشعور'اور'حرفِ معتبر' اور چار بیت کا ایک مجموعہ' کف ودف' خاص طور سے قابل ذکر ہے ۳۳
اس کے علاوہ اکبر شہابی نے صائب ٹونکی کی زندگی میں اکتوبر ۱۹۸۶ء ان کی حیات اور شاعری پر' صائب نمبر' کے نام سے ایک مجلّہ بھی جاری کیا۔ جس میں ملک کے مشاہیر اہل قلم کے مضامین شامل ہیں ۳۴

مذکورہ انجمنوں کے علاوہ گورنمنٹ کالج ٹونک کی ''**بزم ادب**'' اور ''**مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک**'' کی علمی، ادبی اور تحقیقی خدمات بھی خاص طور سے قابل ذکر ہے۔

بزمِ ادب (گورنمنٹ کالج ٹونک) کی علمی وادبی خدمات:۔

بزمِ ادب گورنمنٹ کالج ٹونک کے زیر اہتمام اعلیٰ پیمانے پر ادبی تقریبات منعقد کی جاتی رہیں جس کی تفصیلات سید ساجد علی اپنی تصنیف ''ٹونک میں اردو کا ارتقاء'' میں تحریر کیا ہے ۳۵
اس کے علاوہ کجوڑ لال بیروا لیکچرار شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج کشن گڑھ نے ایم۔فل۔ کا تحقیقی مقالہ'' گورنمنٹ کالج کی شعبۂ اردو کی ادبی خدمات: کے نام سے ڈاکٹر خورشید انور کی نگرانی میں مرتب کیا ۳۶

اس مقالہ کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ۱۹۵۹ء میں ٹونک میں انٹر کالج سے ڈگری کالج بنا تھا اور ۱۹۹۰ء میں اس کالج میں عثمانی صاحب اجمیر سے تبادلہ پر ٹونک آئے تھے۔ اسی زمانے سے گورنمنٹ کالج کے شعبۂ اردو کی علمی وادبی سرگرمیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا جو حقیقت میں بزمِ ادب گورنمنٹ کالج ٹونک آئے تھے۔ اسی زمانے سے گورنمنٹ کالج کے شعبۂ اردو کی علمی وادبی سرگرمیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ جو حقیقت میں بزمِ ادب گورنمنٹ کالج ٹونک کی ادبی سرگرمیاں تھیں ۔ چنانچہ ۳۱ رجنوری ۱۹۶۱ء کو گورنمنٹ کالج ٹونک میں پہلا کل ہند مشاعرہ منعقد کیا گیا تھا۔ اور اس کے ہر سال مشاعرے اور سمپوزیم منعقد کئے جانے لگے۔ اس دوران ۱۹۲۶ء میں عثمانی صاحب کا تبادلہ ٹونک سے سیکر ہوجانے کے بعد کئی سال تک ادبی تقریبات مقامی سطح تک ہی محدود رہیں۔ ۱۹۶۶ء میں عثمانی صاحب سیکر سے واپس ٹونک تشریف لائے اس سال پہلی بار آپ کی کوششوں سے مسلم طالبات بھی کالج میں داخل ہوئے لگیں ورنہ اس سے پہلے تک کوئی مسلم لڑکی اس کالج میں نہیں پڑھتی تھی۔
۱۹۹۲ء میں بزمِ ادب گورنمنٹ کالج ٹونک کے زیرِ اہتمام پہلی بار کالج میں ایک کل ہند سمینار منعقد کیا گیا۔ جس کا عنوان تھا'' جدید اردو ادب'' یہ سمینار راجستھان کے کالجوں میں اردو کا پہلا سمینار تھا۔ اس سمینار کی رپورٹ کالج کے سالانہ میگزین ''شت دھارا'' کے خصوصی شمارے میں آل انڈیا اردو سمینار نمبر کے عنوان سے شائع

کی گئی تھی۔جس سے پتا چلتا ہے کہ ''شت دھارا'' کے نام سے گورنمنٹ کالج ٹونک کا سالانہ میگزین شائع ہوتا تھا جس میں اردو کے طالبِ علم کو اسسٹنیٹ ایڈیٹر مقرر کیا جاتا تھا۔

اور ایڈیٹر اردو کے لیکچرر ہوتے تھے ۔ چنانچہ اس شمارے کے ایڈیٹر خود ڈاکٹر عثمانی صاحب تھے اور اسٹوڈینٹ ایڈیٹر بی۔ ایم۔ فائنل کے طالب علم یعقوب علی خاں تھے۔اس شمارے میں گورنمنٹ کالج ٹونک کی اردو تقریبات کا ذکر اسٹوڈینٹ ایڈیٹر نے کیا ہے۔جس سے پتا چلتا ہے کہ طلباء کی فطری اور ذہنی صلاحیتوں کو ابھارنے اور بروئے کار لانے کی غرض سے کالج میں ہندی سنسکرت اور انگریزی کے علاوہ اردو میں بھی صوبائی سطح کی ڈبیٹ منعقد کی جاتی تھی۔علاوہ دوسرا کل ہند سمینار حسرت موہانی کی ادبی خدمات پر منعقد ہوا تھا۔اس سمینار میں ٹونک کالج کی بزمِ ادب کے طلباء بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔منعقدہ سمینار کی روداد بھی شائع ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہے جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

''کل ہند حسرؔت موہانی سیمینار''

منعقدہ: ۲۲/۲۳ مئی ۱۹۸۲ء

زیرِ اہتمام: شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج ٹونک

اس سیمینار کی مختصر روداد گورنمنٹ کالج ٹونک کے سالانہ مجلّہ ''شت دھار'' کے اردو سیکشن بابت ۱۹۸۳ء میں شائع ہو چکی ہے اس سیمینار میں:

ڈاکٹر محمد علی زیدی، قاضی عبیدالرحمٰن ہاشمی کاظم علی خاں، عزیز اندوری، روشن اختر کاظمی، ڈاکٹر عنوان چشتی، ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی، صاحبزادہ شوکت علی خاں، وہاج الدین علوی اور اظہار مسرت اعجازی کے علاوہ مقامی طور پر ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی اور مولانا منظورالحسن برکاتی نیز چند نوجوان ادیبوں نے اپنے مقالات پیش کیے تھے۔ان میں سے آخرالذکر حضرات کے علاوہ باقی حضرات کے مقالہ سہ ماہی رسالہ نخلستان کی جلد ۳/شمارہ نمبر ۲ بابت جولائی تا ستمبر ۱۹۸۲ء (گوشۂ حسرؔت موہانی) اور جلد نمبر ۳/شمارہ نمبر ۳ بابت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۲ء میں دو قسطوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

مذکورہ سیمینار راجستھان اردو اکادمی جے پور کے مالی تعاون سے کیا گیا تھا۔

''فیض احمد فیضؔ اور راجندر سنگھ بیدؔی سیمینار''

منعقدہ: ۱۸/تا ۲۱ جنوری ۱۹۸۶ء

زیرِ اہتمام: شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج ٹونک راجستھان

اردو اکادمی کے مالی تعاون سے فیض احمد فیضؔ اور راجندر سنگھ بیدیؔ کل ہند سیمینار منعقد کیا گیا تھا۔ اس کی مختصر روداد کالج میگزین ''شت دھارا'' بابت ۸۷-۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے مقالات سہ ماہی نخلستان کے مختلف شماروں میں شائع ہوتے رہے۔ چنانچہ جلد نمبر ۱۱/شمارہ نمبر ۲ بابت جولائی تا ستمبر ۱۹۹۰ء میں مذکورہ سیمینار کے مقالات میں سے ''فیض احمد فیضؔ'' پر کاظم علی خاں، شارب ردولی، منظر کاظمی، ڈاکٹر انصار اللہ، شاہد میر، ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی اور ڈاکٹر عظیم الشان صدیقی کے علاوہ ''راجندر سنگھ بیدیؔ'' سے متعلق ڈاکٹر ظہور الدین کا مقالہ شامل ہے۔

چونکہ اس سیمینار کی مکمل روداد بشمول مقالات یکجائی طور پر شائع نہیں ہوئی تھی۔ لہٰذا اس کی تفصیلات پیش نہیں کی جاسکتی۔ اس موقع پر کالج کی جانب سے ایک سووینئر بھی شائع کیا گیا تھا اس میں گورنمنٹ کالج ٹونک کی اردو لکچرر عمر جہاں کے ایک مضمون کے علاوہ ڈاکٹر لکشمی نارائن چاتک صدر شعبۂ گورنمنٹ کالج ٹونک کا ہندی زبان میں مطبوعہ مضمون بعنوان ''ٹونک کالج میں اردو کے بڑھتے قدم'' شامل ہے۔

اس کے علاوہ مذکورہ سووینیئر میں گورنمنٹ ٹونک میں منعقدہ اردو تقاریب کے ایسے فوٹو بھی شامل ہیں جو کالج کی علمی وادبی تاریخ کی عکاسی کرتے ہیں۔

''روداد آل انڈیا اردو سیمینار''

منعقدہ: ۲۶/۲۷/مارچ ۱۹۷۲ء

زیرِ اہتمام: شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج ٹونک

مذکورہ سمینار کی رپورٹ گورنمنٹ کالج ٹونک کی سالانہ میگزین ''شت دھارا'' بابت ۷۲-۱۹۷۱ء

بعنوان: ''آل انڈیا اردو سمینار نمبر''

مرتبہ: ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی شائع ہوئی تھی۔

اس سمینار کا موضوع تھا ''اردو ادب عہد حاضر میں''

سمینار کے اجلاس میں نثری اصناف سخن ناول، افسانہ، کہانی، ڈرامہ، تحقیق، تنقید، تاریخ اور صحافت پر مقالات پڑھے گئے اور ان پر بحث بھی کی گئی۔

گورنمنٹ کالج یا یونیورسٹی کی غالباً ایسی کوئی رپورٹ شائع نہیں ہوئی جس میں سمینار سمپوزیم کے مقالات شامل ہوں۔ ایسی صورت میں یہ کہنا شاید غلط نہ ہوگا کہ شعبہ اردو گورنمنٹ کالج ٹونک نے تعلیمی اداروں میں سمپوزیم

اورسمینار کے انعقادواراس کی روداد کی ایک روایت قائم کی۔

اس سیمینار میں حسب ذیل عنوانات پر مقالات پیش کیے گئے ہیں جو''شت دھارا'' کے۷۲۔۱۹۷۱ء کے شمارے''آل انڈیا اردو سیمینار نمبر'' میں شامل ہیں۔

نمبرشمار	عنوان	مقالہ نگار
۱	ٹونک کا ماضی وحال	مولانا سید منظورالحسن برکاتی
۲	جدید تنقید قدر اور نظریہ	ڈاکٹر شارب ردولوی
۳	دورحاضر میں اردو افسانہ	ممتاز شکیب
۴	۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۰ء تک اردو ڈرامہ کا ارتقائی سفر	کلیم الدین عثمانی
۵	فن تحقیق عہد حاضر ین	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی
۶	اردو ادب عہد حاضر میں	سالک عزیزی
۷	عہد حاضر میں اردو ناول	جاوید اختر
۸	اردو غزل	صاحبزادہ شوکت علی خاں
۹	عہد حاضر میں اردو غزل	ڈاکٹر محمد علی زیدی
۱۰	نئی نظم اور پرانا آدمی	پروفیسر شہاب جعفری

گورنمنٹ کالج ٹونک میں منعقدہ مذکورہ بالا دوروزہ کل ہند سمینار کی روداد کالج کے سالانہ میگزین''شت دھارا'' کے خصوصی شمارے کی حیثیت سے شائع کی گئی ہے جو میگزین کے ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ میگزین کے ایڈیٹر ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی کی مرتبہ روداد سے پہلے میگزین کے اسٹوڈینٹ ایڈیٹر یعقوب علی خاں (متعلم فائنل ایرآرٹس) کا ایک مضمون بعنوان''گورنمنٹ کالج ٹونک میں اردو تقریبات'' کے عنوان سے شامل ہے۔ جن میں روداد کی طباعت کے زمانے تک گورنمنٹ کالج ٹونک میں منعقدہ ادبی تقاریب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی کی مرتبہ روداد میں دوروزہ سیمینار کے انعقاد کا ذکر کرنے کے بعد سیمینار کے مختلف اجلاس کی رپورٹ کے ساتھ اجلاس میں پیش کردہ مقالات کے اقتباسات بھی شامل کیے گئے ہیں جن کو مقالات کی تلخیصات کہا جاسکتا ہے۔

سمینار کی روداد کے علاوہ آل انڈیا مشاعرہ کی رپورٹ اور نیز مشاعرہ میں پیش کردہ منظومات اور غزلیات کو بھی شامل کیا گیا ہے مزکورہ سیمینار اور مشاعرہ راجستھان ساہتیہ اکیڈیمی اودے پور کے اشتراک وتعاون

سے منعقد کیا گیا تھا۔

''روداد آٹھویں سالانہ کانفرنس انجمن اساتذۂ اردو جامعات ہند دہلی''

انجمن اساتذۂ اردو جامعات ہند کا قیام ۱۹۶۶ء میں عمل میں آیا تھا اور اس وقت سے اب تک اس کی چودہ کانفرنس مختلف یونیورسٹیوں اور کالجوں میں منعقد ہوئی ہیں ۔ چنانچہ دہلی، سری نگر، علی گڑھ، لکھنؤ، اورنگ آباد، بنگلور اور رانچی میں منعقدہ کانفرنسوں کے بعد آٹھویں سالانہ کانفرنس شعبہ اردو گورنمنٹ کالج ٹونک (راجستھان) کے زیر اہتمام ۲۴/۲۵/۲۶/ دسمبر ۱۹۷۸ء کو گورنمنٹ کالج ٹونک میں منعقد ہوئی تھی ۔ اس سے پہلے اس انجمن کی تمام کانفرنس یونیورسٹیوں کے شعبہ اردو کے زیر اہتمام منعقد ہوتی رہی تھیں ۔ گورنمنٹ کالج ٹونک ملک کا پہلا کالج تھا جس کے شعبہ اردو کے زیر اہتمام مذکورہ کانفرنس منعقدہ ہوئی تھی ۔ اس کانفرنس کی یہ خصوصیت تھی کہ اس میں آندھرا پردیش، اتر پردیش، اڑیسہ، بہار، تامل ناڈو، پنجاب، دہلی، راجستھان، کشمیر، مدھیہ پردیش، مغربی بنگال اور مہاراشٹر کی، یعنی ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں اور کالجوں کے تقریباً پچیاسی (۸۵) نمائندوں کے علاوہ سینکڑوں ایسے ارباب علم وادب نے اس کانفرنس میں شرکت کی تھی جن کا تعلق کسی یونیورسٹی یا کالج کے شعبہ اردو میں درس وتدریس سے نہیں تھا۔ غالباً یہ کانفرنس اپنی نوعیت کی ایسی کانفرنس تھی جس میں نہ صرف تعداد کے اعتبار سے کثیر حضرات نے ملک کے کونے کونے سے شرکت فرمائی تھی بلکہ ملک کی نامور شخصیات، پروفیسر قاضی عبدالستار، پروفیسر قمر رئیس، پروفیسر ظہیر احمد صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر تنویر علوی، پروفیسر عبدالحق، پروفیسر محمد حسن، گوپی چند نارنگ، پروفیسر عنوان چشتی جیسے مانور حضرات شریک ہوئے تھے۔ کانفرنس کا افتتاح جسٹس ویدپال تیاگی وائس چانسلر راجستھان یونیورسٹی جے پور نے کیا تھا۔ اس کانفرنس کی پوری روداد گورنمنٹ کالج ٹونک کے سالانہ میگزین 'شت دھارا' (بابت ۷۹-۱۹۷۸ء) کے اردو سیکشن کے خصوصی شمارے میں بھی شائع ہوئی تھی اور انجمن اساتذۂ اردو جامعات ہند کے سہ ماہی ترجمان ''جامعت ہند'' میں بھی شائع کی گئی تھی۔

مذکورہ رودادوں کے علاوہ ماہنامہ ''ندیم'' ٹونک کا ایک خصوصی شمارہ بھی دسمبر ۱۹۷۸ء میں شائع کیا گیا جو ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے اس کے سرورق پر حسب ذیل عبارت تحریر ہے:

روداد

''آٹھویں سالانہ اردو کانفرنس''

انجمن اساتذۂ اردو جامعت ہند

زیر اہتمام: شعبہ اردو گورنمنٹ کالج ٹونک (راجستھان)

خصوصی شمارے کے سرورق پر ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی کا نام نگراں کی حیثیت سے اور عزیز اللہ شیرانی کا نام مرتب کی حیثیت سے درج ہے۔ خصوصی شمارے کے اندرونی سرورق پر ناشر کا نام ہنومان سنگھل چیف ایڈیٹر ماہنامہ 'ندیم' ٹونک درج ہے۔ اور سنہ اشاعت ۱۹۸۲ء تحریر ہے۔

اس روداد کی فہرست مضامین بعنوان ''اشاریہ'' میں دیگر مضامین کے علاوہ کانفرنس میں پیش کیے گئے مقالات کے عنوانات اور مقالہ نگار حضرات کے اسمائے گرامی اور مقالات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اداریہ عزیز اللہ شیرانی کا مرتبہ ہے جس میں کانفرنس کے انعقاد کا مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بعد کانفرنس کی تفصیلی روداد ہے جس کے آغاز میں آندھرا پردیش، اتر پردیش، اڑیسہ، بہار، تامل ناڈو، پنجاب، دہلی، راجستھان، کشمیر، مدھیہ پردیش، مغربی بنگال اور مہاراشٹر کی یونیورسٹیوں اور کالجوں کے اساتذہ اردو کی بالترتیب فہرست ہے جنھوں نے مذکورہ کانفرنس میں شرکت فرمائی تھی۔ اس کے بعد حسب ذیل عنوانات کے تحت کانفرنس کی تفصیلی روداد ہے۔

کانفرنس کا افتتاح، سالانہ رپورٹ، ڈاکٹر قمر رئیس جنرل سکریٹری انجمن اساتذہ اردو جامعات ہند۔

خطبۂ صدارت: پروفیسر محمد حسن

تقریر : اجیت سنگھ ایم۔ ایل۔ اے۔ ٹونک

تقریر : ڈاکٹر این۔ ایم۔ کوٹھاری (ڈائریکٹر کالج ایجوکیشن راجستھان)

اس کے بعد بالترتیب کانفرنس کے تمام جلسوں کی تفصیلی روداد ہے

کانفرنس کا پہلا اجلاس: ۲۴؍دسمبر ۱۹۷۸ء ۳ بجے دن۔ عنوان ''نئی اردو تحقیق''

کانفرنس کا دوسرا اجلاس: ۲۵؍دسمبر ۱۹۷۸ء ۱۱ بجے صبح۔ عنوان ''نئی اردو تنقید''

دوسرے اجلاس کے انعقاد سے قبل ٹیچرس ایسوسی ایشن ٹونک کی جانب سے صبح ۸:۱/۲ بجے مندوبین کے اعزاز میں منعقدہ استقبالیہ کی رپورٹ پیش کی گئی ہے۔

تیسرا اجلاس: ۲۵؍دسمبر ۱۹۷۸ء ۳؍بجے دن۔ عنوان ''نئی تعلیم''

اس کے بعد کانفرنس کے کھلے اجلاس کی رپورٹ درج ہے جس میں کانفرنس کی منظور شدہ تجاویز شامل ہیں اور آخر میں ۲۶؍دسمبر ۱۹۷۸ء کو منعقدہ اجلاس کی رپورٹ درج ہے۔ اس موقع پر مندوبین کو ٹائیگر پروجکیٹ اور قلعہ رنتھمبور رسوائی مادھوپور کی سیر بھی کرائی گئی تھی اور دورانِ سفر اسلامیہ اسکول قصبہ انیارہ کی جانب سے مندوبین کو استقبالیہ بھی پیش کیا گیا تھا۔ نیز مندوبین کے اعزاز میں صنف 'چاربیت' کا خصوصی پروگرام بھی منعقد کیا گیا تھا ان

کی تفصیلات بھی روداد میں درج ہے۔

کانفرنس میں پیش کیے گئے مقالات اور کل ہند مشاعرہ میں پیش کی گئی منظومات اور غزلیات بھی روداد میں شامل ہیں۔ان کے علاوہ حسبِ ذیل مضامین بھی اس روداد میں درج ہیں۔

(۱) تصویر ندیم آئینہ تاریخ میں۔ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی

(ماہنامہ ندیم کے چیف ایڈیٹر ہنومان سنگھل کے والد پنڈت رام نواس ''ندیمؔ'' اردو وفارسی دونوں زبانوں میں ایم۔اے۔پاس تھے اور ادیب وشاعر بھی تھے ان ہی کی یاد میں ماہنامہ ''ندیم'' ۱۹۷۲ء میں ٹونک سے جاری کیا گیا تھا جو اب بھی جاری ہے)

(۲) ٹونک میں اردو (ایک مختصر جائزہ) آغاز ریاست سے عہد حاضر تک۔عزیز اللہ شیرانی۔

(۳) انجمن اساتذہ اردو کی آٹھویں سالانہ کانفرنس کے بعد راجستھان میں اردو۔

قیصر رشید بھارتی۔ایڈیٹر:''ندیم''

اس دور میں کانفرنس میں شرکت کرنے والے تمام حضرات کی فہرست ریاست وار یونیورسٹیوں اور کالجوں کے حوالوں کے ساتھ شامل ہے۔کانفرنس کے کوائف اور حالت کی روداد بھی پیش کی گئی ہیں۔اس کانفرنس میں ڈاکٹر قمر رئیس نے انجمن اساتذۂ اردو کی ساتویں کانفرنس کی رپورٹ پیش کی تھی۔نیز پروفیسر محمد حسن نے خطبۂ صدارت پڑھا تھا اور مختلف حضرات نے جو تقریریں کی تھیں وہ بھی اس میں شامل ہیں اور مقالات بھی شامل ہیں۔

مذکورہ کانفرنس کے پہلے اجلاس میں 'نئی اردو تحقیق'' کے تحت حسب ذیل حضرات کے ناموں کے آگے تحریر عنوانات پر اپنے مقالات پیش کیے تھے۔

مقالہ نگار	عنوان
ڈاکٹر تنویر علوی (دہلی یونیورسٹی)	نئی اردو تحقیق
ڈاکٹر شمیم احمد (مظفر احمد)	اردو شاعری میں ایہام گوئی اور چند ایہام گوشعراء
پروفیسر مظفر اقبال	(بھاگلپور) انشاءاللہ خاں کے بارے میں کچھ نئی تحقیق
ڈاکٹر ہاشم علی (حیدر آباد)	دکنی تحقیق کی نئی جہتیں
ڈاکٹر وحید اشرف (مدرس)	غالبؔ کے ایک گجراتی شاگرد فداؔ
ڈاکٹر محفوظ الحسن (بودھ گیا)	علاقائی تحقیق کے مسائل
ریاست حسین فاروقی (اودے پور)	راجستھان کی تحقیقی سرگرمیوں کا جائزہ

ڈاکٹر قمر رئیس (دہلی)

اردو ڈاکٹر شیام لال کالرا (جموں) مبادات تحقیق پر تقریریں کی تھیں۔ اس اجلاس کے پریسیڈیم میں پروفیسر گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی (دہلی) اور ڈاکٹر ہاشم علی (حیدرآباد) شریک تھے۔ اجلاس کے آخر میں ان حضرات نے اپنے مقالات پر اظہار خیال فرمایا۔ پروفیسر گوپی چند نارنگ نے زیر بحث موضوع پر ایک پُر مغز تقریر سے نوازا۔

دوسرے دن کے اجلاس کا موضوع ''نئی اردو تحقیق'' تھا۔ اس اجلاس میں قاضی عبدالستار (علی گڑھ) ڈاکٹر عنوان چشتی (دہلی) اور ڈاکٹر وہاب اشرفی (رانچی) نے شرکت فرمائی تی اور حسبِ ذیل حضرات نے ان کے ناموں کے آگے مندرجہ عنوانات پر اپنے مقالات پیش کئے تھے۔

مقالہ نگار	عنوان
ڈاکٹر حاتم رامپوری (مظفر پور)	نئی تنقید پر ایک اجمالی تاثر
ڈاکٹر لطف الرحمٰن (بھاگلپور)	'وجودیت اور سماج' نفسیاتی پس منظر میں
ڈاکٹر عبدالوسع (مظفر پور)	تنقید میں نظریات کا مسئلہ
ڈاکٹر علیم اللہ حالی (بودھ گیا)	اردو تنقید زوال کی ڈھلان پر
ڈاکٹر عنوان چشتی (دہلی)	موجودہ تنقید دبستانوں کا تجزیہ اور معیار نقد و انتقاد
ڈاکٹر وہاب اشرفی (رانچی)	تخلیقی عمل شعریت اور فن کے اہم تلازمات

اس اجلاس میں پروفیسر محمد حسن صاحب نے اپنے صدارتی خطبہ سے نوازا۔

اس اجلاس کی ایک قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ دو مباحثوں کے لیے حسب ذیل عنوانات مقرر کیے گئے اور اس پر مختلف حضرات نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا:

مباحثہ نمبر (۱)

(۱) شعور و لاشعور

(۲) ہمارا محورِ ادب اور اس کی جمالیاتی قدریں

(۳) جمالیات

(۴) حکایات شعراء اور روایتِ فن

مباحثہ نمبر (۲)

۱۔ اردو تنقید میں ہیئت کا تصوف

۲۔ ہیئت کے تصورات سب کے سب مغربی ادب سے مستعار ہیں

۳۔ بحروں کا مسئلہ

۴۔ رِدم کیا ذوقی چیز ہے۔

مذکورہ مباحثات سے متعلق موضوعات پر مختلف حضرات نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا تھا وہ بھی رپورٹ میں شامل ہیں۔

تیسرے دن کے اجلاس کا موضوع تھا ''نئی تعلیم'' اس موضوع سے متعلق حسب ذیل حضرات نے اپنے مقالات پیش کیے تھے۔

ڈاکٹر ابوذر عثمانی	اردو تعلیم کا معاشی پہلو
ڈاکٹر قمر اعظم ہاشمی	نئے تقاضوں اور ان کی معنویت کو تعلیم کا لازمی جزو بنانا
ڈاکٹر حفیظ اللہ نیولپوری	اڑیسہ میں اردو کا مختصر جائزہ
سید سراج الاسلام	نئی تعلیم کا پس منظر
ڈاکٹر حسین الحق	نئی اردو تعلیم کے مسائل

مذکورہ مباحثہ میں حسب ذیل حضرات نے حصہ لیا:

پروفیسر محمد حسن صاحب، ریاست حسین فاروقی صاحب (اودے پور)، پروفیسر گوپچند نارنگ (دہلی)، ڈاکٹر محمد زماں آزودہ صاحب (سری نگر)، ڈاکٹر شہاب جعفری (دہلی)، ڈاکٹر مظفر اقبال (بھاگلپور)، ڈاکٹر فصیح ظفر (بودھ گیا بہار)، اور ڈاکٹر نجم الھدیٰ (مدرس) نے اپنے خیالات کا اظھقار فرمایا تھا وہ بھی روداد میں شامل ہیں۔

کانفرنس کا آخری اجلاس پروفیسر محمد حسن کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔ اس موقع پر مندوبین کو ٹائیگر پروجیکٹ قلعۂ رنتھمبور کی سیر کرائی تھی۔ اس سفر کے دوران قصبہ اُنیارہ میں اسلامیہ اسکول کی جانب سے مندوبین کی خدمت میں استقبالیہ پیش کیا گیا تھا۔ نیز ایک شب میں مشارعہ منعقد کیا گیا تھا اور دوسری شب میں چار بیت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ نیز اردو ٹیچر اس ایسوسی ایشن کی جانب سے مندوبین کے اعزاز میں استقبالیہ کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ ان تمام تقاریب کا ذکر روداد میں شامل ہے۔ زیر نظر روداد میں:

ڈاکٹر سید محمد اشرف (مدراس یونیورسٹی) ڈاکٹر حاتم رامپوری (بہار یونیورسٹی مظفر پور)، ڈاکٹر عبد الوسع (مظفر پور)، ڈاکٹر محمد اختر الحسن (مدھوبنی)، ڈاکٹر عنوان چشتی (دہلی)، ڈاکٹر وہاب اشرفی (رانچی)، ڈاکٹر سید محمد

حسنین (بودھ گیا)، حفیظ اللہ نیو لپوری (اڑیسہ)، سید سراج الاسلام (اڑیسہ)۔

ڈاکٹر حسن الحق، بودھ گیا کے مقالات چھپے ہوئے ہیں اور آخرت میں اہلِ علم و دانش کی نظر میں کانفرنس کے عنوان سے:

پروفیسر محمد حسن، ڈاکٹر عنوان چشتی دہلی، ڈاکٹر تنویر علوی (دہلی)، ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی (دہلی)، ڈاکٹر لطف الرحمٰن (بھاگلپور)، ڈاکٹر حفیظ اللہ نیو لپوری (اڑیسہ)، ڈاکٹر آفاق حسین صدیقی (اجین)، ڈاکٹر عبد الواسع (مظفر پور)، ڈاکٹر مظفر اقبال (بھاگلپور)، ڈاکٹر خورشید حمراء (جموں)، ڈاکٹر مختار شمیم (اندور)، خالد محمود (دہلی)، حیدر عباس رضوی (بھوپال)، سید سراج الاسلام، بھونیشور (اڑیسہ)، ڈاکٹر مجاہد اللہ خاں (جبل پور)، ڈاکٹر عبد الباقی (جبل پور) وغیرہ کے ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی کے نام خطوط کے اقتباسات بھی اس روداد میں شامل کیے گئے ہیں۔

غرض مجموعی طور پر اساتذۂ اردو جامعات ہند کی یہ آٹھویں کانفرنس نہ صرف ٹونک یا راجستھان بلکہ ملک گیر سطح پر علمی و ادبی تحقیق کے لیے ایک ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

مذکورہ کانفرنس کے انعقاد کے موقع پر ایک سوونیئر بھی شائع کیا گیا تھا اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہندوستان کی ریاست وار تمام یونیورسٹیوں کے اور یونیورٹیوں سے ملحقہ کالجوں کے شعبۂ اردو کے اساتذہ کی مکمل فہرست شامل کی گئی ہے جو ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

راجستھان میں اردو تحقیق کے فروغ میں
''مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک'' کی خدمات

بین الاقوامی شہرت یافتہ تحقیقی ادارہ ''مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک'' (المعروف اے۔ پی۔ آر۔ آئی ٹونک) کی علمی، ادبی اور تحقیقی خدمات کا ذکر اس باب کا اہم جزو ہے جس کے بغیر یہ مقالہ مکمل نہیں ہوسکتا۔ یہ ادارا ابتداً ۱۹۶۶ء میں راجستھان اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ جودھپور کی ایک ضلعی شاخ ٹونک میں قائم ہوئی تھی اور اس میں ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک کے تمام مخطوطات منتقل کردئے گئے تھے۔ اس طرح یہ ادارہ برابر ترقی کرتا رہا۔ اس کی عالیشان عمارت بنی۔ اس کے ساتھ ریسرچ اسکالر کے لئے گیسٹ ہاؤس تعمیر ہوا۔ حکومت راجستھان کے حکم سے قدیم ریاستوں کے نادر و نایاب مخطوطات جو سرکاری کتب خانوں میں فراہم تھے، وہ اس

ادارے میں منتقل ہوئے۔اس کے علاوہ اہلِ علم کے ذاتی ادبی ذخائرادارے میں عطیات کی شکل میں شامل کئے جانے لگے۔ایسے عطیات میں سب سے بڑا علمی وادبی ذخیرہ شاؔغل کلکشن کے نام سے ادارے کی زینت ہے، جو راجستھان میں ادبی تحقیق کا ایک بڑا ماخذ ہے۔'شاغل کلکشن'' میں راجستھان کے شعراء کے دواوین اور دوسری شعری ونثری تخلیقات وتالیفات سے قطع نظر ایسے مخطوطات بھی شامل ہیں جن کو راجستھان میں اولیت کا فخر حاصل ہے۔مثلاً ''قصبِ رنگین گفتار'' مصنفہ عظمت اللہ نیازی دہلوی تصنیف ۱۸۱۱ء۔قصبۂ رنگین گفتار راجستھان کی اولین نثری نصنیف ہے۔اسی طرح راجستھان کے اولین شاعر مرزا اکبر علی بیگ گلؔ ونگاؔر،تلمیذ میر تقی میؔر کا دیوان، راجستھان کے اولین شعری گلدستہ ''فرحت الشعراء'' کا اصل مخطوطہ وغیر شاؔغل کلکشن کی زینت ہیں۔

ادارہ کے موجودہ ڈائریکٹر صاحبزادہ عبدالمعید خانصاحب نے اپنی کوشش اور جدوجہد سے نہ صرف ادارہ کی کارکردگی کو آگے بڑھایا اور ادارے میں نئے نئے پروجیکٹس شروع کئے بلکہ اس کے ادبی ذخیرہ میں بھی گراں قدر اضافہ کیا اور بڑے بڑے نجی ذخائر ادارے میں منتقل کرائے ان میں منشی چاند بہاری لال صؔبا کلکشن، حکیم عبدالقیوم کاں کلکشن اور وکیل منظور عالم کلکشن خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

مولانا آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک میں راجستھان کے مختلف علاقوں کے ادیبوں اور شاعروں کی فارسی وار دو تخلیقات بڑی تعداد میں ایک ہی جگہ اہلِ تحقیق کو فراہم ہونے لگیں اور مختلف یونیورسٹیوں کے ریسرچ اسکالرس ان سے استفادکرنے لگے۔خاص طور پر راجستھان میں اردو شعر وادب سے متعلق کسی بھی پہلو پر تحقیقی کام کرنے والے ہر اسکالر نے مذکور ادارے سے استفادہ کیا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک قیام کے زمانے سے ہی اس ادارے کے جانب سے ہر سال ایک کل ہند سیمینار منعقد کیا جاتا ہے۔اس میں قومی اور صوبائی سطح کے نامور ادیبوں کے علاوہ راجستھان اور بالخصوص ٹونک کے ابھرتے ہوئے نوجوان ادیبوں کو مقالات پیش کرنے کا موقع دیا جاتا ہے اور بالخصوص ٹونک کے ابھرتے ہوئے نوجوان ادیبوں کو مقالات پیش کرنے کا موقع دیا جاتا ہے اور یہی نہیں ان سیمیناروں کے مقالات مولانا ابوالکلام آزاد عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک کے سالانہ جرنل بھی شائع کئے جاتے ہیں۔اس طرح جہاں ایک طرف مولانا ابوالکلام آزاد عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک کے سیمیناروں میں راجستھان کے بزرگ ادیبوں کے تحقیقی مقالات ہر سال منظر عام پر آتے

رہتے ہیں اورادارہ کے سالان جرنل میں شائع ہوتے رہتے ہیں وہیں دوسری جانب نوجوان ادیبون کی سمیناروں میں شرکت اوران کے مقالات کی اشاعت نے اردو کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کوتحقیق کی جانب راغب کیا ہے۔اور تحقیق کے میدان میں آگے بڑھنے کی سہولت فراہم کرکے ان میں تحقیق کے شوق کوتقویت پہنچائی ہے۔اس طرح راجستھان اور بالخصوص ٹونک میں ادبی تحقیق کرنے والے نوجوانوں کی ایک نئی نسل ابھر کر سامنے آنے لگی ہے۔

مولانا ابوالکلام آزادعربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک کے سالانہ جرنل کی اشاعت ۸۲-۱۹۸۱ء سے مسلسل جاری ہے اور متعدد شمارے شائع ہوکر منظرِ عام پر آچکے ہیں ان میں راجستھان کے بزرگوں کے علاوہ نوجوان ادیبوں کے بھی تحقیقی مقالات شامل ہیں،ایسے نوجوان ادیبوں میں زیادہ تر ٹونک کے ہی رہنے والے ہیں خواہ انہوں نے راجستھان کے کسی بھی شہر کے نمائندگی کی ہو۔چنانچہ جے پور،اجمیر،اودے پور، کوٹہ اور جودھپور وغیرہ سے مولانا ابوالکلام آزادعربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک کے سمیناروں میں مقالات پیش کرنے والے نوجوان ادیب جن کے مقالات ادارے کے سالانہ جرنل میں شائع ہو چکے ہیں۔جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

(۱)

نمبرشمار	سال اشاعت	شمارنمبر
۱	۸۲-۱۹۸۱ء	۱

تفصیلات: **"خصوصی مجلّہ پروفیسر محمود شیرانی نمبر"**

پروفیسر محمود شیرانی سے متعلق حسب ذیل حضرات کے اردو، فارسی ،انگریزی زبانوں کے مقالات اس میں شامل ہیں۔

ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی (شیخوپورہ لاہور پاکستان)، پروفیسر نذیر احمد (علی گڑھ)، پروفیسر امیر حسن عابدی (دہلی)،مولانا منظورالحسن برکاتی (ٹونک)،حکیم محمد عمران خاں (ٹونک)،مولوی سعید احمد خاں (ٹونک)، عزیز اللہ شیرانی (ٹونک)، انوار انساء نادرہ (ٹونک)،ڈاکٹر حیدر شہریار نقوی (فارسی زبان میں)،اصفہان (ایران)،پروفیسر بھگوت سروپ (انگریزی زبان میں (دہلی)۔

اس شمارے میں پروفیسر محمود شیرانی کا ایک اہم غیر مطبوعہ مقالہ بعنوان 'جنگ نامہ موہن گڑھ، بھی شامل کیا گیا ہے۔جس کے مصنف محمد اسماعیل خاں محکم نے مذکورہ منظوم جنگ نامہ لکھا تھا۔جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس

کے منظوم مکالمات ان ہی لوگوں کی زبانوں میں لکھے گئے ہیں جو اس جنگ سے متعلق ہنوونت سنگھ کے بیان مقامی دیہاتی بولی میں ہیں۔اس طرح نواب کی فوج میں شامل میواتیوں کا بیان میواتی بولی میں ہے تو پنجابیوں کا بیان پنجابی زبان میں، اور پوربیوں کا بیان پوربی زبان میں۔ جب کہ جنگ کا پوراذکر اردو نظم میں پیش کیا گیا ہے۔

یہ ایک ایسا نایاب مخطوطہ ہے جس کی نشاندہی پروفیسر محمود شیرانی نے کی تھی اور مولانا آزاد عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان، ٹونک کے مذکورہ خصوصی مجلّہ کے ذریعہ منظرِ عام پر آئی۔

(۲)

نمبر شمار	سال اشاعت	شمار نمبر
۲	۸۳-۱۹۸۲ء	۲

تفصیلات: ''آل انڈیا سیمنار'' منعقدہ ۲۸ر تا ۳۱ر مارچ ۱۹۸۱ء

موضوع: **''تاریخ ثقافتِ ہند کے غیر مطبوعہ فارسی مآخذ''**

اس سیمینار میں فارسی میں ہندوستان کی تاریخ کے غیر مطبوعہ مآخذ پر مقالات پڑھے گئے تھے۔جن میں راجستھان کی تاریخ سے متعلق رنتھمبور، امیر نامہ اور واقعات ہفتدہ سالہ امیر و بست سالہ وزیر، پر بھی مقالات شامل ہیں۔

(۳)

نمبر شمار	سال اشاعت	شمار نمبر
۳	۸۴-۱۹۸۳ء	۳

تفصیلات: **''صولت نمبر''**

اس شمارے میں ٹونک کے استاد شاعر صولتؔ ٹونکی کی شخصیت اور شاعری پر حسبِ ذیل حضرات نے مقالات پیش کیے تھے۔

صاحبزادہ شوکت علی خاں، صاحبزادہ محمد یٰسین علی خاں نثارؔ، عبدالبصیر صاحب بصرؔ مولانا منظور الحسن برکاتی، حکیم فضل الرحمٰن، ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی، ڈاکٹر محمد علی زیدی، صاحبزادہ حامد رشید خاں، مولانا سالکؔ عزیزی۔

(۴)

نمبر شمار	سال اشاعت	شمار نمبر
۴	۸۵-۱۹۸۴ء	۴

تفصیلات: عام شمارہ

نمبر شمار	سال اشاعت	شمار نمبر
۵	۸۶-۱۹۸۵ء	۵

تفصیلات: ''انٹرنیشنل سمینار''

بعنوان: **''ہندوستانی عربی لٹریچر''**

اس سیمینار میں حسبِ ذیل حضرات نے عربی زبان میں اپنے مقالات پیش کیے تھے۔ مولانا سید محمد رابع حسنی (لکھنؤ)، ڈاکٹر نثار احمد (دہلی)، ڈاکٹر راشد ندوی (علی گڑھ)، ڈاکٹر محمد حسّان ندوی (بھوپال)، شمیم امانت (دہلی)، ڈاکٹر عبدالماجد (بمبئی)، محمد عمر خاں ندوی (ٹونک)، ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی، عبدالباری ندوی، شفیق احمد ندوی۔

اردو زبان میں حسبِ ذیل حضرات نے اپنے مقالات پیش کیے تھے۔

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر (علی گڑھ)، حامد علی خاں (علی گڑھ)، پروفیسر امیر حسن عابدی (دہلی)، شفیق احمد ندوی (دہلی)، عبدالعلی صاحب بھوپال)، فیلسپ سدگرو (ایڈمبرا یونیورسٹی) (انگریزی زبان میں) نے اپنے مقالات پیش کیے تھے۔

(۶)

نمبر شمار	سال اشاعت	شمار نمبر
۶	۱۹۸۷ء	۶

تفصیلات: **''عام شمارہ بہ زبانِ انگریزی''**

(۷)

نمبر شمار	اساعت اشاعت	شمارہ نمبر
۷	۷۹-۱۹۸۸ء	۷

تفصیلات: ''مشاہیر رجستھان سمینار'' اور مولانا عمران خاں نمبر۔

اس شمارے میں مشاہیر راجستھان پر منعقدہ سمینار میں حسبِ ذیل حضرات نے اپنے مقالات پیش کئے تھے۔

سالکؔ عزیزی، پریم شنکر سریواستو، عزیز اللہ شیرانی، ڈاکٹر حسین رضا، قائد علی خاں، محمد صادق بہارؔ، مصباح الدین خاں شاہد، ڈاکٹر محمد اسلم خاں۔ اس شمارہ میں ٹونک کے نامور صاحب تصنیف حکیم مولانا عمران

خاں صاحب کی شخصیت اوران کی علمی وادبی کارناموں پر مشتمل حسبِ ذیل حضرات کے مقالات بھی اس شمارے میں شامل ہیں۔

صاحبزادہ شوکت علی خاں، صلاح الدین قمر، محمد ریاض الدین خاں، مصباح الدین خاں شاہد، جمیل احمد ٹونکی، انوارالنساء نادرہ اوران کے علاوہ پروفیسر امیر حسن عابدی، ڈاکٹر عنوان چشتی، فریدہ خاتون، مولانا اسمٰعیل نظامی، محمد خلیق ٹونکی وغیرہ کے چند مضامین بھی اس شمارے میں کی زینت ہیں۔

(۸)

نمبر شمارہ	سال اشاعت	شمارہ نمبر
۸	۱۹۸۹-۹۰ء	۸

تفصیلات: عام شمارہ

شمارہ نمبر (۸) تک تمام شمارے صاحبزادہ شوکت علی خاں فاؤنڈر ڈائریکٹر اے پی آر آئی ٹونک کے مرتب کردہ ہیں جن میں بیشتر شماروں میں پڑھے گئے مقالات شامل ہیں۔

(۹)

شمار نمبر	سال اشاعت	شمار نمبر
۹	۱۹۹۰-۹۱ء	

مرتبہ: انوارالنساء نادرہ

تفصیلات: اس شمارے میں ادارے میں منعقدہ ''اس ادارے میں مسائل تحقیق''

منعقدہ سمینار کے مقالات شامل ہیں جن کو تین حصوں پر منقسم کیا گیا ہے۔

(الف) مبادیات ومسائل تحقیق:

اس موضوع کے تحت

پروفیسر امیر حسن عابدی، ڈاکٹر شریف حسن قاسمی، ڈاکٹر فرید احمد برکاتی، ڈاکٹر محمد علی زیدی، سیدہ بالقیس فاطمہ حسینی، قیصر میاں ٹونکی، سید ساجد علی، سید عارف شاہ، سید نذیر حسن اور ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی کے مقالات شامل ہیں۔

(ب) منابعِ تحقیق:

اس عنوان کے تحت

ڈاکٹر شریف حسین قاسمی، سید فضل المتین، حکیم سید محمد احمد ٹونکی اور ڈاکٹر اختر حسین نظامی کے مقالات شامل ہیں۔

(ج) نتائج تحقیق:

اس موضوع پر ڈاکٹر علیم اشرف نے مقالہ پڑھا۔

(۱۰)

نمبر شمار	سال اشاعت	شمار نمبر
۱۰	۹۲-۱۹۹۱ء	

تفصیلات: عام شمارہ

مرتبہ: خداداد مونس

(۱۱)

نمبر شمار	سال اشاعت	شمار نمبر
۱۱	۹۳-۱۹۹۲ء	۱۱

تفصیلات: بعض نامساعد حالات کی وجہ سے اے پی آر آئی ٹونک کے سالانہ جرنل کی اشاعت متاثر ہوتی رہی اور سالانہ جرنل کئی سال کے وقفہ کے بعد اشعت پذیر ہوتے رہے۔ چنانچہ جلد نمبر ۹ (۱۹۹۰ء) سے یہ سلسلہ ہو گیا تھا۔ جلد نمبر ۱۰ (۱۹۹۱ء) کا شمارہ ۱۹۹۵ء میں طبع ہوا تھا اس طرح جلد نمبر ۱۱ (۹۳-۱۹۹۲ء) کا شمارہ ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا۔ ادارے کے موجود سربراہ صاحبزادہ عبدالمعید خاں ادارے کے ڈائریکٹر کے عہد پر فائز ہونے کے بعد اس جرنل کی اشاعت کی جانب خصوصی توجہ کی اور جرنل کے اشاعت میں باقاعدگی پیدا کی۔ چنانچہ ۹۳-۱۹۹۲ء کا جرنل شمارہ نمبر (۱۱) ۱۹۹۶ء میں چھپنے کے بعد یکے بعد دیگرے شمارے سال وار شائع ہونے لگے۔ زیرِ نظر شمارہ عام شمارہ ہے جس میں تحقیق سے متعلق باقی مانہ مقالات اور ادارے میں منعقدہ سمیناروں کے غیر مطبوعہ مقالات شامل کیے گئے ہیں۔

(۱۲)

نمبر شمار	سال اشاعت	شمار نمبر
۱۲	۹۴-۱۹۹۳ء	۱۲

مطبوعہ: ۹۷-۱۹۹۶ء

تفصیلات: اس شمارے میں ادارے میں ۱۱/۱۴/ جنوری ۱۹۹۵ء کو منعقدہ سمینار جس کا عنوان تھا ''ہندوستان مین عربی و فارسی زبانوں کی ادبی وراثت''

اس موضوع پر حسب ذیل حضرات مقالات اس شمارے میں شامل ہیں۔

پروفیسر عبد الودود اثر (دہلی)، پروفیسر شریف حسین قاسمی (دہلی)، ڈاکٹر شعیب اعظمی (دہلی، ڈاکٹر تنویر احمد علوی (دہلی)، ڈاکٹر علیم اشرف (دہلی)، عبداللطیف طالبی (دہلی)، بزمی ٹونکی (ٹونک)، ڈاکٹر زبیر احمد قریشی (احمد آباد)، ڈاکٹر مس نسرین خاں (دہلی)، ڈاکٹر صولت علی خاں (اجمیر)۔اس شمارے کے آخر میں سیمینار کی روداد مرتبہ محمد عمر خاں ندوی بھی شامل ہیں۔

(۱۳)

نمبر شمار	سال اشاعت	شمارہ نمبر
۱۳	۹۵-۱۹۹۴ء	۱۳

مطبوعہ: ۹۸-۱۹۹۷ء

تفصیلات : اس ادارے میں ''مولانا آزاد اور انکی فکری بصیرت'' پر ۱۹۹۵ء میں منعقدہ سیمینار کے مقالات شامل ہیں۔اس سیمنار میں حسبِ ذیل حضرات نے اپنے مقالات پیش کیے تھے۔

صاحبزادہ شوکت علی خاں، ڈاکٹر کاظم علی خاں، ڈاکٹر تنویر احمد علوی، پروفیسر شریف حسین قاسمی، محمد اسلم خاں، ڈاکٹر محمد ریاض الدین خاں، ڈاکٹر قمر غفار، ڈاکٹر نور الاسلام، ڈاکٹر محمد اقبال، مظفر حسین غزالی، ڈاکٹر خالد محمود، ڈاکٹر محمد نعمان خاں، محمد صادق بہادر، ڈاکٹر علیم اشرف، انعام الحق، پروفیسر عارفہ سیمیں۔

(۱۴)

نمبر شمار	سال اشاعت	شمارہ نمبر
۱۴	۹۶-۱۹۹۵ء	۱۴

مطبوعہ: ۹۸-۱۹۹۷ء

تفصیلات: اس شمارے میں ۳۰/۳۱/ مارچ کو منعقدہ سمینار بعنوان ''قومی یکجہتی کے لیے عربی، فارسی اور اردو کی خدمات'' سے متعلق حسبِ ذیل حضرات نے اپنے مقالات پیش کیے تھے۔

پروفیسر امیر حسن عابدی، پروفیسر ضیاء الحسن ندوی، پروفیسر محمد اسلم خاں، سیدہ بالقیس فاطمہ، ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی، عارفہ سلطانہ، مولانا منظوالحسن برکاتی، عارف عزیز بھوپالی، مختار ٹونک، صاحبزادہ عبدالمعید خاں، ڈاکٹر وہاب الدین علوی، ڈاکٹر اقتدار محمد خاں ڈاکٹر شفیقہ فرحت، اقبال مسعود، مصباح الدین شاہد، ڈاکٹر ریاض الدین احمد خاں۔

(۱۵)

نمبر شمار	سال اشاعت	شمارہ نمبر
۱۵	۱۹۹۶ء-۹۷	۱۵

مطبوعہ: ۱۹۹۹ء

تفصیلات: اس شمارے میں ۱۹۵۵ء میں منعقدہ کل ہند ''مولانا آزاد اور ان کی فکری بصیرت'' پر منعقدہ سیمینار کے بقیہ مقالات شائع کیے گئے ہیں۔ مقالہ نگار حضرات کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں۔

ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی، پروفیسر قاضی عبیدالرحمٰن ہاشمی، ڈاکٹر سہیل احمد فاروقی، اقبال مسعود، ڈاکٹر قائد علی خاں، ڈاکٹر محمد ریاض الدین خاں، شعیب احمد سیفی، مسعود اختر، ملک سلیم، جاوید، ڈاکٹر نسرین خاں، ڈاکٹر قمر غفار۔ اس طرح بعض دوسرے سیمیناروں کے بقیہ مقالات بھی اس شمارے میں شامل ہیں۔ ان میں ڈاکٹر چندر شیکھر، مختار ٹونکی، ڈاکٹر شہناز انجم اور ڈاکٹر رضی کمال وغیرہ کے مقالات کو اس شمارے میں شائع کیا گیا ہے۔

(۱۶)

نمبر شمارہ	سال اشاعت	شمارہ نمبر
۱۶	۱۹۹۷ء-۹۸	۱۶

مطبوعہ: ۱۹۹۹ء

تفصیلات: اس شمارے میں بھی پچھلے سمیناروں کے بقیہ مقالات کو شامل کیا گیا ہے۔

(۱۷)

نمبر شمارہ	سال اشاعت	شمارہ نمبر
۱۷	۱۹۹۸ء-۹۹	۱۷

مطبوعہ: ۱۹۹۸-۹۹

تفصیلات: اس شمارے میں بھی سابقہ سمیناروں کے مقالات کے علاوہ ادارے میں منعقدہ ''توسیعی خطبات'' کے مقالات اور دوسرے مضامین شائع کیے گئے ہیں۔

(۱۸)

نمبر شمار	سال اشاعت	شمارہ نمبر
۱۸	۱۹۹۹ء-۲۰۰۰ء	۱۸

مطبوعہ: ۱۹۹۹-۲۰۰۰ء

تفصیلات: عام شمارہ

(۱۹)

نمبر شمارہ	سال اشاعت	شمار نمبر
۱۹	۲۰۰۱-۲۰۰۲ء	۱۹

مطبوعہ: ۲۰۰۵ء

تفصیلات: اس شمارے میں دو روزہ کل ہند اردو سمینار منعقدہ ۲۹/۲۸ فروری کی مکمل روداد مرتبہ ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی اور سمینار کے مقالات شامل ہیں۔

سیمینار کا عنوان تھا **''مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک سے مستفیض پی ایچ۔ ڈی محققین اوران کی تحقیقات''**

اس موضوع کا بنیادی تعلق راجستھان میں فارسی واردو شعروادب کے ارتقا سے متعلق ہے۔ چنانچہ مقالات کے ذریعہ راجستھان کی ادبی تاریخ کے مختلف پہلوابھر کر سامنے آئے۔

اس موضوع پر مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک سے مستفیض اسکالرس جن کو مختلف یونیورسٹیوں سے پی ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل ہوچکی ہیں۔انہوں نے اپنے پی ایچ۔ ڈی کے مقالات کے موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے تھے۔ مذکورہ موضوع کو ضمنی موضوعات پر منقسم کرکے دو شماروں میں شائع کیا گیا ہے۔ چنانچہ مذکورہ شمارے میں حسبِ ذیل ضمنی موضوعات کو شامل کیا گیا ہے۔

(الف) ''راجستھان کی شعری وادبی تاریخ''

س موضوع پر حسب ذیل حضرات نے اپنے مقالات پیش کیے تھے۔ جو اس شمارے میں شامل ہیں۔

ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی (ٹونک)، ڈاکٹر خورشید جہاں نقوی (جے پور)، ڈاکٹر قمر جہاں (کوٹہ)، ڈاکٹر سید بدر احمد (ٹونک)، ڈاکٹر نثار راہی (جودھپور)۔

(ب) ''راجستھان میں مختلف اصنافِ ادب کا ارتقاء''

اس موضوع پر حسب ذیل حضرات کے مقالات شامل ہیں۔

ڈاکٹر قائد علی خاں (اجمیر)، ڈاکٹر نصرت فاطمہ (سوائی مادھپور)، ڈاکٹر راشد میاں (بھنائے، اجمیر)، ڈاکٹر ناصرہ بصریٰ (جے پور)، ڈاکٹر ثروت النساء (اودے پور)، ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی (اکلیرہ جھالاواڑ)، ڈاکٹر نادرہ خاتون

(کوٹہ۔

(ج) ''متفرق موضوعات''

ڈاکٹر محمد نعیم فلاحی (کوٹہ، ڈاکٹر سید صادق علی (ٹونک)

(۲۰)

نمبر شمارہ	سال اشاعت	شمارہ نمبر
۲۰	۲۰۰۱ء-۲۰۰۲ء	۲۰
مطبوعہ	۲۰۰۵ء	

تفصیلات: اس شمارے میں مذکورہ بالا دو روزہ کل ہند سیمینار کی رپورٹ ۔مرتبہ ڈاکٹر ابو الفیض عثمانی اور حسبِ ذیل ضمنی موضوعات پر پیش کیے گئے مقالات شامل کیے گیے ہیں۔

(الف) ''راجستھان کے برگزیدہ شعراء وادباء''

اس موضوع پر حسب ذیل حضرات نے اپنے مقالات پیش کیے۔

ڈاکٹر حسن آرا (کوٹہ) ، ڈاکٹر سنجیدہ بی بی (اجمیر)، تسنیم خانم (اودے پور)، مسرت جہاں (اودے پور)، مسز معراج سعید(گنگا پورسٹی)، مسعود اختر (ٹونک)، ثروت علی خان (ٹونک)۔

(ب) ''مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک کے علمی وادبی مآخذ''

مقالہ نگار حضرات:

ڈاکٹر رفعت اختر خاں (ٹونک)، ڈاکٹر محمد ریاض الدین خاں (جے پور)، ذاکر شعیب احمد (ٹونک)۔

ج) متفرق موضوعات:

قیصر میاں (ٹونک)، غلام آسی (بھیلواڑہ)

(۲۱)

نمبر شمارہ	شال اشاعت	شمارہ نمبر
۲۱	۲۰۰۲ء-۲۰۰۳	۲۱
مطبوعہ	۲۰۰۵ء	

تفصیلات: اس شمارے میں ادارے کے زیرِ اہتمام ۲۱/ سے ۲۳/ مارچ ۲۰۰۶ء کو منعقدہ کل ہند سہ روزہ اردو سمینار بعنوان ''فن خطاطی کے مختلف ادوار'' کی رپورٹ اور سمینار کے مقالات شامل کیے گئے ہیں۔اس سمینار

کے موضوع کو بھی مختلف ضمنی موضوعات پر منقسم کر کے دو شماروں میں شامل کیا گیا ہے۔اس شمارے میں حسبِ ذیل موضوعات پر مشتمل مقالات کو شائع کیا گیا ہے۔

(الف) **''فن خطاطی ورخوشنویسی''**

اس موضوع پر حسبِ ذیل حضرات کے مقالات شامل ہیں۔

صاحبزادہ شوکت علی خاں (ٹونک)، ڈاکٹر رفعت اختر خاں (ٹونک)، پروفیسر علی احمد فاطمی (الہ آباد)، پروفیسر عقیل احمد (الہ آباد)، پروفیسر شریف حسین قاسمی (دہلی۔

(ب) **''تاریخ فن خطاطی''**

اس موضوع پر حسبِ ذیل حضرات نے مقالات پیش کیے تھے۔

فرخ جلالی (علی گڑھ)، انیس صدیقی (دہلی)، مسعود اختر (ٹونک)، ڈاکٹر سید صادق علی (ٹونک)، مصباح الدین شاہد (ٹونک)، ناصرہ بصری (ٹونک)۔

(۲۲)

نمبر شمارہ	سال اشاعت	شمارہ نمبر
۲۲	۲۰۰۳-۲۰۰۴ء	۲۲
مطبوعہ	۲۰۰۵ء	

تفصیلات: اس شمارے میں خطاطی سے مختلف ادوار سے متعلق حسبِ ذیل ضمنی موضوعات پر مقالات شامل ہیں۔

(الف) **''فن کارانہ خطاطی''**

مقالہ نگار حضرات:

ضیاء الدین انصار (علی گڑھ)، ڈاکٹر علیم اشرف (دہلی)، ڈاکٹر عراق رضا زیدی (دہلی)، مختار ٹونکی (ٹونک)، عزیز اللہ شیرانی (ٹونک)۔

(ب) **''راجستھان میں فن خطاطی''**

مقالہ نگار حضرات:

ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی (ٹونک)، ڈاکٹر قمر جہاں (کوٹہ)، ڈاکٹر عمر جہاں (ٹونک)، ڈاکٹر ثروت النساء (اودے پور)، انوار النساء نادرہ (ٹونک)۔

(ج) **متفرق موضوعات**

مقالہ نگار حضرات:

عبد الرّزاق پونہ (مہاراشٹر)، ارتقا الحسن ۔ کاندھلہ (مظفر نگر، یو۔پی)، صادق بہآر (ٹونک)، ڈاکٹر صولت علی خاں (اجمیر)۔

(۲۳)

نمبر شمار	سال اشاعت	شمارہ نمبر
۲۳	۲۰۰۵-۲۰۰۴ء	۲۳
مطبوعہ	۲۰۰۶ء	

تفصیلات: اس شمارے میں ادارے کے زیر اہتمام منعقدہ کل ہند سمینار کے مقالات شامل کیے گئے ہیں۔ مقالہ کا عنوان تھا ''راجستھان میں عربی، فارسی اردو کتابت اور انکی اہمیت'' یہ شمارہ شائع ہوکر منظرِ عام پر آچکا ہے۔

جھونجھنوں

بزم ادب جھونجھنوں:۔

شہر جھونجھنوں آزادی سے قبل تقریباً ۱۹۵۵ء میں بزم ادب کا آغاز ایک کمیٹی کی شکل میں ہوا۔ جس کا مقصد تھا اردو زبان وادب کی خدمت کرنا اور اسے فروغ پہنچانا۔

ابتدا میں شہر کی چند نامی گرامی افراد اور گورنمنٹ ملٹی پرپز اسکول کے اردو استاد مرحوم سید شرافت حسن جن کا تعلق غالباً سوائی مادھو پور سے تھا۔ اس وقت سید صاحب اس کمیٹی کے روح رواں تھے۔ گورنمنٹ اسکولوں میں ایک بحیثیت مضمون سے اردو کی بنیاد استوار کرنے اور اسے استحکام بخشنے میں سید موصوف نے نمایا خدمات انجام دیں۔

۱۹۵۷ء میں اس کمیٹی کو باقاعدہ سوسائٹی کی شکل دے کر رجسٹرڈ کروالیا گیا۔ اب تک اردو کی خدمات ایک محدود دائرے میں ہو رہی تھی لیکن ''بزم ادب'' کی تشکیل کے بعد اس کے دائرۂ کار میں وسعت آئی۔ لہٰذا درجِ ذیل مقاصد پر سب سے پہلے عمل کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی۔

مقاصد:

۱. اردو زبان و ادب کا تحفظ اور ارتقاء

۲. طلباء و طالبات کے مدارس کی تنظیم اور ضلع کے ادبی اداروں کی اعانت

۳. سرکاری اور سرکار سے امداد پانے والے اداروں میں اردو تعلیم اور کتب کا بندوبست کرانا۔

۴. ابتدائی مدارس اور کتب خانوں کا قیام اور تعلیمِ بالغان کا بندوبست۔

۵. ادبی مجالس اور علمی جشنوں کے ذریعہ ذوقِ ادب کو عام کرنا اور ایک ایسا ماحول پیدا کرنا جو نئے ادیب پیدا کر سکے۔

۶. اردو اور ہندی کے امتحانات کے مراکز قائم کرنا اور طلباء کے لئے کتب فراہم کرنا۔

۷. ضلع کی ادبی سرگرمیوں کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیتے رہنا۔

ان مقاصد کو علمی جامہ پہنانے کی کوشش کی گئی اور بہت جلد ان مقاصد پر کام شروع کر دیا گیا۔ چنانچہ درجِ ذیل امور وجود میں آئے۔

۱. بزمِ ادب کے دفتر کا قیام۔

۲. آزاد لائبریری جھونجھنوں کا قیام۔

۳. اردو نائٹ اسکول کا قیام۔

۴. قمر اردو کالج ندا کا قیام۔

۵. جامعہ اردو علی گڑھ کے سینٹر کا قیام۔

جہاں ایک طرف یہ تعمیری کام اپنے شباب پر تھے تو دوسری طرف ادبی تخلیقات کا کام بھی پورے آب و تاب سے شجرِ اردو کو نشو و نما بخش رہا تھا۔

لہٰذا اسی زمانے میں شیخاوٹی کے بابائے اردو اور جھونجھنوں کی ادبی تحریک کے سرپرست مرحوم مولانا سالکؔ عزیزی نے مندرجہ بالا تمام تعمیری کاموں کو اپنے رفقاء کے ساتھ نہایت تندہی سے انجام دیا۔ بزمِ ادب جھونجھنوں کی جانب سے شائع شدہ تخلیقات میں سالکؔ عزیزی کی ضیائے قمر، تنویرِ قمر، فیضانِ قمر اور جواہرِ حامی وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

ان تمام تعمیری و تخلیقی کارناموں کے درمیانِ متعدد طرحی اور غیر طرحی ادبی نشستوں سے لے کر کل

راجستھان اور کل ہند مشاعروں کا انعقاد تعلیمی وادبی اجلاس اور صوبائی سطح کے سمینار، سمپوزیم اور کانفرنس منعقد کروانا بھی بزمِ ادب کی کارکزاریوں اور ارکانِ بزمِ ادب کی فعلیت کے بین ثبوت فراہم کرتے رہے ہیں۔ انکی تفصیل اس طرح ہیں:

۱. ۳/مارچ ۱۹۵۶ء کو حکومتِ راجستھان کے وزیرِ اعلیٰ کے جھونجھنوں آمد ہر بزم ادب کی جانب سے سیاسی نامہ پیش کیا گیا۔

۲. جولائی ۱۹۵۷ء کو پہلی مرتبہ ''اردو ہفتہ'' بنایا گیا۔

۳. ۱۹/۲۰/مارچ کو دوروزہ کل راجستھان اردو کانفرنس اور کل راجستھان مشاعرے کا انعقاد کیا گیا۔

۴. ۶/ستمبر ۱۹۹۰ء کو جشنِ سالک کے موقع پر ایک یادگار کل راجستھان مشاعرے کا انعقاد کیا گیا۔

۵. ۱۰/مارچ ۱۹۹۱ء کو ایک یادگار تاریخی عظیم الشان کل ہند مشاعرے کا انعقاد کیا گیا۔

۶. ۱۹۹۷ء میں مرحوم سالک عزیزی کی یاد میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک کل راجستھان مشاعرہ کا انعقاد کیا گیا۔

۱۹۹۷ء کے بعد بزمِ ادب جھونجھنوں کی کارگزاریاں صرف اس حد تک باقی رہ گئیں کہ وقتاً فوقتاً کوئی ادبی طرحی اور غیر طرحی نشست منعقد کی جاتی تھیں۔ بہر حال ۲۰۱۱ء میں ایک مرتبہ پھر سے یارانِ میکدہ جمع ہوئے اور بزمِ ادب کی کابینہ کیا ازسرِ نو تشکیل کی گئی اور جس کے زیر اہتمام ایک بزرگ مرحوم شاعر جناب سعید احمد سعیدؔ کی یاد میں ایک کل راجستھان مشاعرہ منعقد کیا گیا جو نہایت کامیاب رہا اور بزمِ ادب کے مردہ جسم میں پھر سے نئی جان پیدا ہوگئی۔

مذکورہ مشاعرہ بتاریخ ۱۵/اکتوبر ۲۰۱۱ء کو منعقد کیا گیا۔ بزم ادب جھونجھنوں کی گولڈن جبلی کے موقع پر مشاعرہ کا اہتمام کیا گیا۔

مذکورہ بالا تقریبات کے علاوہ بزمِ ادب جھونجھنوں کے زیرِ اہتمام موجودہ وقت میں متعدد پروگرام منعقد لئے جاتے ہیں ان میں یومِ غالب،، تعزیتی جلسہ اور ماہانہ طرحی شعری نشست وغیرہ شامل ہیں۔

چورو

انجمن ترقی اردو (ہند) :۔

چورو میں اردو زبان وادب کی ترقی اور ترویج کے لئے ۱۹۶۴ء میں انجمن ترقی اردو (ہند) کی شاخ کا قیام عمل میں آیا تھا۔ زبان وادب کے فروغ اور بقا کے لئے اس ادبی انجمن نے گراں قدر کردار ادا کیا اور اپنے قیام سے لے کر دورِ حاضر تک اس کی ادبی سرگرمیاں جاری ہے۔ خطہ میں ادبی شوق وذوق پیدا کرنے کے لئے نوآموز شعراء کو انعام واکرام سے نواز کر انکا حوصلہ آفزائی کا کام مسلسل جاری ہے۔ ساتھ ہی زبان کی ترویج کے لئے منتخب ہونے والے اردو اساتذہ حضرات کو بھی وقتاً فوقتاً نوازتی رہتی ہے۔

اس انجمن کے موجودہ صدر حاجی عبدالستار انصاری ریٹائرڈ اردو ٹیچر ہے اور سکریٹری کے عہدے پر اردو لیکچرر ڈاکٹر شمشاد علی فائز ہے جن کی کوششوں اور کاوشوں سے خطہ میں اردو کی ایک خوشگوار فضا قائم ہوگئی ہے۔ مندرجہ بالا دو حضرات کی مشترکہ قیادت میں ہی بہت سے آل راجستھان مشاعرے اور ادبی نشستیں سجتی رہتی ہیں۔ علامہ اقبال کے یومِ پیدائش کو عالمی اردو ڈے کے طور پر بڑے پیانے پر منایا جاتا ہے۔ غالب کی یومِ پیدائش کو بھی غالب ڈے کی شکل میں مناتے ہیں ۔ ابھی حال ہی میں ۲۷/دسمبر ۲۰۱۷ء کو ع اس موقع پر چورو کے ڈی۔ ایس۔ پی حکم سنگھ ضمیؔر کو اردو شاعری کی خدمات کے لئے شانِ امتیاز سے سرفراز کیا گیا ہے۔ رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری کی یومِ پیدائش کو بھی ادبی محفل کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں خطہ کے شعراء حضرات شرکت کرتے ہیں ساتھ ہی اردو اساتذہ، اردو لیکچررس اور اردو طلبہ بھی بڑی تعداد میں شرکت کرتے ہیں جس سے خطہ کی ادبی فضا خوشگوار بنی ہوئی ہے۔ انجمن کے زیرِ اہتمام ستمبر ۲۰۱۶ء کو ایک آل راجستھان مشارعہ بعنوان ''ایک شام منصوؔر کے نام'' کا انعقاد کیا گیا تھا جس میں راجستھان کے شعراء حضرات نے شرکت کی تھی۔

جالور

''بزمِ اردو ادب'' :۔

برائے ارتقائے اردو زبان وادب کی نسبت سے اور برائے ہندوستانی علاقائی زبانوں کی قوم ہم آہنگی اور

ہندی وراجستھانی زبانوں کے ساتھ لے کراردوزبان وادب کوان کے شانہ بہ شانہ ترقی کے منازل طئے کروانااور قومی یک جہتی قائم کرنے کی غرض وغایت سے جالور میں مقامی ہندومسلم حضرات نے مل کر ۶ ردسمبر ۱۹۹۸ء کو ''بزمِ اردوادب جالور'' کی بنیاد ڈالی۔اوراس موقع پرایک ادبی مشاعرکا انعقادکیا گیااس کے بعد مسلسل ماہانہ شعری وادبی نشستیں منعقد ہوتی رہتی ہے۔اس کے علاوہ سالانہ کل رجستھان مشاعرے بھی بزم کے زیراہتمام منعقدکئے جاتے ہیں۔جس میں جالورضلع کےعلاوہ جودھپوراور پالی کے نامورشعراءحضرات حصہ لیتے ہیں۔

یہ ہی نہیں بلکہ ''یومِ آزادی''، ''یومِ جمہوریہ'' جیسےقومی تہواروں کےعلاوہ مذہبی تہوارعید، ہولی اوردیوانی کےمواقع پربھی مشاعروں کااہتمام پرُجوش انداز میں کیاجاتاہے۔

ادبی تقاریب کےعلاوہ بزم کی جانب سے اردوزبان وادب اوراردوتعلیم کےفروغ کے لئے جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی سے خط وکتابت فاصلاتی تعلیم کے فارم کرکلاسیزکاانتظام کیاجاتاہے تاکہ جونوجوان یابزرگ بچپن میں کسی وجہ سے اردوتعلیم وتربیت سے محروم رہےانہیں فیضیات کیاجائے۔

اس طرح بزمِ اردوادب جالورہندومسلم اتحادواخوت کی مثال ہےجس نے جالورجیسے علاقے میں اردوشعروادب اورخاص طورسےاردوتعلیم کی شمع کوجلائے رکھے ہیں۔

بانسواڑہ

(۱) بزمِ ادب:۔

بانسواڑہ میں ملازمت کے سلسلہ میں تشریف لائے چنداد ب مزاج لوگوں کی کوشش سے بانسواڑہ کی پہلی ادبی انجمن ''بزمِ ادب'' ۱۹۷۳ء میں قائم ہوئی۔جس کے صدردردؔ ہوشیاری پوری مقرر ہوئے۔ان کے علاوہ بزم کے دیگراراکین میں شاہدمیر،ظفرغوری،مضطرصدیقی،نعیم اختر صدیقی،عبدالکریم منظوراسلام خلجی،ظہیرآتش،سعید روشنؔ،سعیدمنظرؔ،وزیرساحرؔ،گلفام داس نورؔ،بسمل نقشبندی،راجندرراز ؔاور جمناپرشادوغیرہ شامل تھے۔

مذکورہ تمام حضرات بانسواڑہ کے مقامی باشندےنہیں ہونے کے باوجود''بزم ادب'' کے ذریعہ یہاں کی سرزمین کوپوری طرح ادبی سانچہ میں ڈھال دیااوراسی وجہ سے بزمِ ادب بانسواڑہ شعروشاعری کے آسمان پرچمکتے ہوئے ستارے کی مانندنظرآرہی تھی۔

بزمِ ادب کے زیر اہتمام بانسواڑہ میں شعر وشاعری کی محافل منعقد کی جانے لگیں۔ اور متعدد جلسے اور مشاعرے کئے جانے لگے۔جن میں سب سے اہم جنوبی راجستھان میں شائع شدہ کتابوں پر ایک سمینار اور کل ہند مشاعرہ قابلِ ذکر ہے جس میں ہندوستان کی کئی ادبی شخصیات نے حصہ لیا تھا۔[۳۷]

ادبی تقاریب کے علاوہ بزمِ ادب بانسواڑہ کی جانب اور اس کے زیر اثر اراکینِ بزم کی تخلیقات وتصانیف بھی شائع ہوتی رہی ان میں چند حسبِ ذیل ہیں۔

۱. بزمِ ادب بانسواڑہ نے پہلی بار ۱۹۷۷ء میں ''آوازیں'' کے نام سے ایک شعری انتخاب ہندی رسم الخط میں شائع کیا جس میں کل ۱۰ ارشعراء کو شامل کیا گیا۔

۲. ۱۹۸۱ء میں ''بزمِ ادب'' بانسواڑہ نے ایک اور شعری انتخاب ہفت رنگ کے نام سے اردو رسم الخط میں شائع کیا جس میں کل ۱۶ ارشعراء کو شامل کیا گیا۔

۳. مضطر صدیقی جو بزم ادب بانسواڑہ سے وابستہ تھے۔ان کا پہلا شعری مجموعہ ''ارتعاش'' ۱۹۸۸ء میں اور دوسرا ''اضطراب ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔اس کے بعد ۲۰۰۸ء میں ان کی کلیات شائع ہو کر منظر عام پر آئی۔

۴. شاہد میر کا پہلا شعری مجموعہ ''موسم زرد گلابوں'' کے نام سے ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا۔

۵. بسمل نقشبندی کے دو شعری مجموعے ''فاس انفاس'' اردو رسم الخط میں ۱۹۹۶ء میں اور دوسرا مجموعۂ کلام ''غزل سے کوتیا تک'' ہندی رسم الخط میں ۱۹۹۷ء میں شائع ہوئے۔

۶. پریم سوشل درد ہوشیاری پوری جو بزم ادب بانسواڑہ کے صدر رہے۔ان کے بھی دو شعری مجموعے ''صبوحی'' ۱۹۹۷ء اور ''سفالہ'' ۲۰۰۳ء میں منظر عام پر آچکے ہیں۔

۷. سعید روشن کا پہلا شعری مجموعہ ''نئے موسم کا پہلا دن'' ۲۰۰۰ء میں اور دوسرا شعری مجموعہ ''خواب خوش رنگ'' ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئے۔

شاعری کے ساتھ موسیقی بھی فنون لطیفہ ک ایک حصہ ہے یہی وجہ ہے کہ جہاں اردو غزل کو فروغ حاصل ہو بزم ادب بانسواڑہ نے غزل گائکی کی محافل منعقد کیں تو کئی نام سامنے آئے جس میں آنجہانی واسو دیو کالے، آنجہانی استاد نارد ابند، مرحوم احمد حسین، مرحوم ماسٹر عنایت حسین اور مالینی کالے جیسے غزل گانے والے قابلِ ذکر ہیں۔

(۲) ادبی سبھا:۔

بزمِ ادب بانسواڑہ کے زیر اثر ایک اور ادبی تنظیم ''ادبی سبھا'' کے نام سے ۱۹۸۳ء میں وجود میں آئی جس نے کئی شعری محافل منعقد کیں ۳۸ اور خاص طور پر سیمینار منعقد ہوئے۔ جس میں سب سے اہم سیمینار مندرجہ ذیل ہے۔

کل ہند مشاعرہ اور ایک روزہ سیمینار

ادبی سبھا بانسواڑہ کی جانب سے تاریخ ۲۵رفروری ۱۹۹۱ء کو بہ اشتراک ''راجستھان اردو اکادمی جے پور'' ایک روزہ سیمینار بعنوان ''بانسواڑہ کی ادبی کتابوں پر اظہار خیال'' اور کل ہند مشاعرہ منعقد ہوا۔ سیمینار میں افتخار امام صدیقی۔ مخمور سعیدی، ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی، ش ک نظام۔ سید فضل المتین، خداداد خاں مونس، ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی اور مقامی ادباء شعراء معززین نے شرکت فرمائی۔

سیمینار کے مہمان خصوصی خداداد خاں مونس تھے اور صدارت مخمور سعیدی نے فرمائی ظہیر آتش جوائنٹ سیکریٹری ادبی سبھا'' نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ اور نظامت کے فرائض ش ک نظام نے انجام دئے۔ بانسواڑہ کے حسب ذیل شعری مجموعوں پر مبنی مقالات پیش کیئے گئے۔

نمبر شمار	عنوان	مقالہ نگار
ا۔	بانسواڑہ کی اردو کتابوں کا تعارف	سعید روشن
۲۔	''موسم زرد گلابوں کا'' (ڈاکٹر شاہد میر)	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی
۳۔	''سخن معتبر'' (ناطق مالوی)	ش ک نظام
۴۔	''جھیل کنارے تنہا چاند'' (پریم بھنڈاری)	ڈاکٹر شاہد میر
۵۔	ارتعاش (مضطر صدیقی)	خداداد مونس
۶۔	پتھروں میں پھول'' (میکش اجمیری)	فضل المتین
۷۔	''موسم زرد گلابوں کا'' (ڈاکٹر شاہد میر)	ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی

مقالات کے بعد افتخار امام صدیقی اور مخمور سعیدی نے مقالات پر تنقیدی بحث کرتے ہوئے کہ یہ اپنی نوعیت کا بانسواڑہ میں پہلا سیمینار رہے۔ رات دس بجے کل ہند مشاعرہ بصدارت سید فضل اجمیری منعقد ہوا۔ نظامت ش ک نظام نے فرمائی۔ مشاعرے میں افتخار امام صدیقی مخمور سعیدی، امروہوی، خوشتر مکرانوی ش ک نظام، خداداد خاں مونس، شاہد میر، مضطر صدیقی، راشد ٹونکی، ڈاکٹر اللہ شیرانی، جگجیت نشاط، پریم شنکر شری واستو، دانش علی

گڑھ، ظہیر آتش، ارمانؔ رتلامی، سعید منظر، سعیدؔ، راجندر رازؔ، عطا شیخ اور گھنشیام نورؔ نے شرکت فرمائی۔

(۲) ابھینو شکشا سمیتی:۔

راجستھان اور حکومت ہند کی جانب سے منظور شدہ اور رجسٹرڈ ادبی و تعلیمی تنظیم ''ابھینو سکتا سمیتی'' کا قیام بانسواڑہ میں عمل میں آیا۔ جس کے زیر اہتمام متعدد سمینار، ورک شاپ اور دیگر ادبی و تعلیمی سرگرمیاں منعقد کی جاتی ہیں جن میں سے اہم تقریب کا مختصر ذکر کیا جارہا ہے۔

۱. مذکورہ تنظیم کی جانب سے اردو زبان کی تعلیم کی ضرورت کے تحت ۵/روزہ ورک شاپ کا انعقاد کیا گیا جو بے حد کامیاب رہا۔

۲. رجستھان اردا کادمی جے پور کی مالی تعاون سے ۲۰۱۲ء میں دو روزہ کل ہند سمینار بعنوان ''حضرت امیر خسروؔ وہمہ جہت شخصیت، بانسواڑہ میں منعقد کیا گیا جس میں ہندوستان کے تقریباً ۲۵/ادباء وشعراء نے شرکت فرمائی اور اسی موقع پر ایک کل ہند مشاعرے کا بھی اہتمام کیا گیا جس کا نشرای۔ ٹی۔ وی۔ اردو چینل کے ذریعہ ہوا۔

۳. قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو نئی دہلی کے مالی تعاون سے ۲۰۱۳ء میں دو روزہ کل ہند سمینار بانسواڑہ میں منعقد کیا گیا جس میں ملک گیر شعراء وادباء نے حصہ لیا۔

۴. دسمبر ۲۰۱۴ء میں ایک روزہ سمینار مرزا غالبؔ اور بیگم اخترؔ کی یاد میں منعقد کیا گیا جس میں طلباء کے ساتھ ساتھ بانسواڑہ شہر کے معزز حضرات نے شرکت کی اور اس موقع پر طلباء نے غالبؔ اور بیگم اخترؔ کے متعلق مضامین ومقالات پیش کئے۔

''ابھینو شکتا سمیتی بانسواڑہ'' کی جانب سے تعلیمی سرگرمیوں کے تحت اردو زبان کے فروغ کے سلسلے میں قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی کا ایک سالہ اردو ٹرننگ ڈپلومہ کورز کا سینٹر چلا رہی ہے۔ جس میں کل ۴۲/ طلباء اردو زبان پڑھ رہے ہیں جس میں نصف غیر مسلم طباء ہیں۔

ڈونگر پور

مرکز ادب:۔

ڈونگر پور میں بھی شعر وادب کا باقاعدہ آغاز بسلسلہ ملازمت کے دوران آنے والے ادب پرور حضرات کے باعث ہوا ہے۔اور یہاں بھی ادبی انجمن کا قیام انہیں لوگوں کی سرپرستی میں وجود میں آیا۔اور ڈونگر پور کی ادبی تنظیم ''مرکز ادب'' ۱۹۷۳ء خلیل تنویر جو ایک شاعر تھے اور ملازمت کے دوران یہاں مقیم تھے کی سرپرستی میں قائم ہوئی۔اور اس ی کے ساتھ ہی مرکز ادب کے اراکین میں اضافہ ہوتا رہا جن میں اقبالاً نجم، معصوم نظر، مقبول رضا اور اسماعیل نثار خاص طور سے قابل ذکر ہیں ۳۹

''مرکز ادب ڈونگر پور'' کے زیر اہتمام بزم سے وابستہ حضرات کی تخلیقات بھی شائع ہو کر منظرِ عام پر آ چکی ہیں جن میں اہم ذکر درج ذیل ہیں۔

ا. معصوم نظر کا پہلا شعری مجموعہ اردو رسم الخط میں ''حرفِ اول'' کے نام سے ۲۰۰۳ء میں ڈونگر پور سے شائع ہوا۔

آزادی کے بعد یہ پہلے شاعر ہیں جن کا شعری مجموعہ شائع ہوا اس لئے ان کو ڈونگر پور کا پہلا صاحبِ دیوان شاعر مانا جاسکتا ہے ۴۰

۲. مقبول رضا کا ایک شعری مجموعہ ''اجالوں کی تلاش میں ۲۰۰۵ء میں ہندی رسم الخط میں اور ایک کتاب ''شادی کے گیت'' کے نام سے ۲۰۰۶ء میں شائع ہوئے۔

۳. اسماعیل نثار کے دو شعری مجموعۂ کلام پہلا سفر ۲۰۰۲ء میں اور ۲۰۰۸ء میں مہکتا جنگل کے نام سے ہندی رسم الخط میں ڈونگر پور سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔

پالی

بزمِ ادب:۔

رتلام کے مقبول و معروف شاعر ساحر لودھیانوی کی سرپرستی میں پالی میں بزم ادب کا قیام عمل میں آیا۔اور اس موقع پر بزم ادب پالی کے زیر اہتمام پہلا کل راجستھان مشاعرہ منعقد کیا گیا۔جس میں راجستھان کے مختلف

مقالات سے آئے شعراء حضرات نے اپنے کلام سماعت فرما کر داد و تحسین حاصل کی۔

اس کے بعد بزم کے دائرۂ عمل میں آضافہ ہوتا چلا گیا اور کل ہند مشاعرہ ہے جس میں ملک بھر سے نمائندوں مشاعروں نے اپنے کلام پیش کئے اور اسی طرح بزم ادب کے زیرِ اہتمام مسلسل مشاعروں کا انعقاد ایک روایت بن گیا۔ اس کے علاوہ بزم ادب پالی کی جانب سے ماہانہ طرحی مشاعروں کی اہتمام کیا جاتا ہے جس میں مقامی شعراء بھی شرکت کرتے ہیں۔

چتور گڑھ

نمبا ہیڑہ: ''بزمِ ساغرؔ''

ادبی انجمنوں کی خدمات صرف راجستھان کے بڑے ضلعوں جیسے جے پور، ٹونک، جودھپور، بیکانیر، کوٹہ اور اجمیر وغیرہ تک ہی محدود نہیں بلکہ ان سے وابستہ مختلف مقامات اور قصبات میں بھی انجمنوں نے اردو زبان وادب کے فروغ میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ اسی ضمن میں نمبا ہیڑہ خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ تشکیل راجستھان کے بعد یہ خوبصورت قصبہ چتوڑ گڑھ ضلع میں واقع ہے جو میواڑ کے نام سے موسوم راجستھان کا جنوبی حصہ ہے۔ صدیوں سے نواب کا نمبا ہیڑہ کے نام سے پہچانے جانے والے اس شہر نے آج تک اردو زبان وادب اور تہذیب کی روایت کو مسلسل جاری رکھا ہے۔

اس کا سہرا یہاں کے ادیبوں ادب نواز لوگوں کو جاتا ہے جنھوں نے اردو شعر وادب کے فروغ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اسی ذوق وشوق کے باعث فخرِ راجستھان، ساغرؔ اجمیر مرحوم کے فرزند و جانشین میکشؔ اجمیری نے اپنے والد مرحوم کی یاد میں ۱۹ رنومبر ۱۹۷۷ء کو نمبا ہیڑہ میں ''بزم ساغرؔ'' نام سے ایک ادبی تنظیم کا قیام کیا۔ جس کے پہلو صدر سجن سگھ اور سیکریٹری سعادت علی جمیلؔ کو منتخب کیا۔

وقت کے ساتھ ساتھ بزم ساغرؔ کے اراکین بھی بولتے رہے اور اس کی سرگرمیوں کو مسلسل جاری رہیں۔ موجودہ انجمن کے فعل اراکین میں ہندو مسلم اور دیگر مذاہب کے حضرات شامل ہیں جو بلا تفریق ملت وقوم اردو زبان وادب کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

بزم ساغرؔ زیرِ اہتمام ماہانہ طرحی مشاعروں کے علاوہ اب تک کئی کل ہند مشاعرے منعقد کئے جا چکے ہیں۔

جن میں راجستھان اور ملکی سطح کے نامور شعراء ومشاعرات نے شرکت فرمائی ان تقریبات میں سب سے اہم تقریب ۴رمئی ۲۰۰۲ء میں منعقد بزمِ ساغر کا جشنِ میں یعنی سلور جبلی ہے۔اس موقع پر کل ہند مشاعرہ کا اہتمام کیا گیا۔جس میں مقامی اور بیرونی شعرانے کلام پیش کئے۔اس مشاعرہ کی روداد ماہ نامہ گلابی کرن میں دہلی سے جنوری ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی۔

بزمِ ساؔغر سال میں دوتقریبات خاص طور سے منعقد کرتی آرہی ہے ایک تو ساغؔر اجمیری کی یاد میں خصوصی مشاعرہ اور دوسرا بانی وسرپرست میکشؔ اجمیری کی سال گرہ پر مشاعرہ کی شکل میں جشن میکشؔ کا انعقاد ہے۔جشنِ میکشؔ کے موقع پر نمباہیڑہ کے مقامی شاعر کو میکش ایوارڈ سے نوازا جاتا ہے۔

شعری وادبی خدمات کے علاوہ بزمِ ساؔغر کی جانب سے مختلف نوعیت کی کارگزاریاں بھی انجام دی جاتی ہیں جن میں سماجی،اخلاقی،ثقافتی اور تعلیمی سرگرمیاں شامل ہیں۔

تعلیمی سرگرمیوں کے تحت راجستھان اردو اکادمی جے پور کے مالی تعاون سے اردو ٹیچنگ سینٹر کا قیام،سرکاری اور غری سرکاری اسکولوں اور کالجوں میں بحثیت اردو مضمون کی تعلیم کا انتظام وغیرہ ہے۔اس کے علاوہ بزمِ ساؔغر کے بانی وسرپرست میکش اجمیؔر نے انجمن کے قیام کے زمانے ۱۹۷۷ء سے ہی بزم کے زیر اہتمام منعقدہ تمام تقریبات مثلاً مشاعرے،غیر طرحی مشاعرے،شعری نشست،بزم سلام،اعزازی اور تعزیتی اجلاس وغیرہ کی دودایں،ان میں شرکت کرنے والے شعراء اوران کا انتخابِ کلام کا قلمی ریکارڈ مرتب کیا اہوا ہے جو طباعت کے مرحلے طئے کررہا ہے۔

اس طرح بزمِ ساؔغر ایک ایسی فعل انجمن ہے جو اراکین بزم اور شعراء کے تعاون سے اپنا ۳۹رسالہ سفر حسن وخوبی طے کرتے ہوئے بڑی حدتک اردو شعر وادب اور ادب نواز لوگوں کی خدمت میں منہمک ہے۔

اجمیر

بزمِ راہیؔ:۔

بزمِ راہی کا قیام ڈاکٹر منان راہیؔ کی سرپرستی میں ان کے شاگردوں تعاون سے ۲۰۰۶ء میں عمل میں آیا۔جس کے قیام کا مقصد شہر کی ادبی فضا کو ہموار رکھنے کی کوشش نیز کوی صاحبان اور شعراء حضرات کے درمیانی

فاصلوں کوختم کر کے اردوشعروادب اورخاص طور پرغزل کے لئے ایک خوشگوار ماحول تخلیق کرنا ہے۔اس بزم کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا کوئی صدر یا سکریٹری نہیں ہیں بلکہ سب ہی اراکین متحد ہوکر بزم کے مسائل کثرتِ رائے کی بنیاد پر کرتے ہیں۔اس کے علاوہ اجمیر کے قرب وجوار کے غیر اردو ماحول میں اردو پہنچانا اور سمینار، مشاعروں وغیرہ منعقد کرنا بزم کی اہم کارگزاری ہے۔

بیاور:۔ بزمِ غنی (ماسٹر عبدالغنی میموریل ساہتیہ و شودھ سنستھان)

اجمیر ضلع کے بیاور شہر میں ماسٹر عبدالغنی مرحوم کی شخصیت اور فن کو منظرِ عام پر لانے کے لئے ان کے پوتے عبدالجبار صاحب نے اپنے رفقاء کو ساتھ لے کر جون ۲۰۰۲ء میں بزمِ غنی کے نام سے ایک ادبی ادارہ قائم کیا۔جس کے مقاصد حسبِ ذیل ہیں۔

۱. ماسٹر عبدالغنی کی سوانح حیات شخصیت ادبی صفات کے موضوع پر تحقیقی عمل جاری رکھنا۔

۲. اسی سلسلہ میں جامعات یونیورسٹی سے رجوع کرنا تھا کہ ان کے ذریعہ طلبا کو ایم۔فل، پی۔ایچ ڈی۔کی سطح پر تحقیق کرنے کے لئے رغبت دلانے کے لئے استدعا کرنا۔

۳. ماسٹر عبدالغنی کی اردو، فارسی اور ہندی اور راجستھان کی ادبی تخلیقات کے اصلی دستاویزات اور قلمی مسدوں کو محفوظ رکھنا۔

۴. ماسٹر عب الغنی اردو، فارسی کلام ہندی اور راجستھانی تصانیف کی طباعت واشاعت کے کام کو منظّم طور سے عملی جامہ پہنانا۔

۵. مشاعروں اور کوی سمیلنوں کا اہتمام کرنا اور بزمِ اہتمام ادبی اجلاس نشست اور سمینار کی انعقاد کرنا۔

۶. بزمِ غنی کے ذریعہ اردو ہندی اور راجستھان کے ادیبوں، شعراء اور کویوں کو شاعر باکمال، کوی شرومنی اور آفتاب ادب کے اعزازات سے نوازا۔

۷. اردو زبان اور تہذیب وتمدن کے فروغ کے لئے ہر طرح کا عملی تعاون فراہم کرنا۔

۸. اردو زبان کے ادبی شاہکاروں کو ہندی دیوناگری رسم الخط میں شائع کرنا اور دیگر زبانوں کے معیاری ادب کو اردو میں روشناس کرنا [۴۱]

بزمِ غنی کے زیرِ اہتمام منعقدہ تقریبات:

ا. بزمِ غنی کے زیرِ اہتمام ماسٹر عبدالغنی کی یاد تازہ کرنے لئے یک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد ۱۸/ جون ۲۰۱۰ء کو کیا گیا۔اس موقع پر ماسٹر عبدالغنی کی کلاسکی اردو مسدس ''دارالخیر اجمیر شریف'' کا اجراء مہمانِ خصوصی خداداد موتس کے دستِ مبارک سے کیا گیا

۲. ماسٹر عبدالغنی کا ہندی اور راجستھانی کلام ''چیتنا کا سور'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا جس کا اجراء کا شاندار جلسہ بتاریخ ۱۵/ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو عبدالغنی کی یومِ پیدائش کے موقع پر منعقد کیا گیا۔

۳. بزِمِ غنی کے زیرِ اہتمام عید ملن اور ادیبوں کا اعزاز کے سلسلے میں ایک شعری نشست کا انعقاد بتاریخ ۲/ ستمبر ۲۰۱۱ء کو کیا گیا۔

بزمِ غنی کی جانب سے شائع شدہ تخلیقات:

ا. ''دارالخیر اجمیر شریف'' (مسدس) نظم نگار، ماسٹر عبدالغنی ۲۰۱۰ء
اس کا دیوناگری رسم الخط میں بھی شائع ہو کر منظرِ عام پر آچکا ہے۔

۲. ''دارالخیرات اجمیر شریف'' (مسدس) دوسرا ایڈیشن ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔

۳. ''چیتنا کے سور'' (ہندی اور راجستھانی کلام کا مجموعہ) ماسٹر عبدالغنی ۲۰۱۰ء

۴. کلیاتِ غنی (ماسٹر عبدالغنی کا مکمل کلام)

۵. نگارِ چمن (مستری محمد عثمان بیاوری کا مجموعۂ کلام) ۲۰۱۳ء

٦. نورِ کائنات (مستری محمد عثمان بیاری کے حمد نعت منقبت و مناجات کا مجموعہ) ۲۰۱۴ء

بزمِ غنی بیاور

ادب کا سورج

ادب کا سورج چمکا ہے　　اب تمر گھنا چھپٹ جائے گا
جب شاعر غزل سنائے گا　　جب کوی ور کو تیار گائے گا

اب شیخ و برہمن گائیں گے — پریت کے نغمے مِل جُل کر
مے بھی تھی، مینا بھی تھی — ساغر بھی تھا ساقی نہ تھا
لو وہ ساقی آپہنچا اب — رندوں کی پیاس بُجھائے گا
پت جھڑ کا موسم ختم ہوا — اب بہار کا موسم آیا ہے
مہکے گا ادب کا اب گلشن — ہر شاخ پہ بُلبُل گائے گا
ہر اہلِ قلم اب لکھے گا — اتہاس نیا ایک مانوتا کا
اب اوپر اُٹھ کر ذات پات سے — سمتا کا آلکھ جگائے گا
تعریف کروں کیا بزم غنی کی — ادب کا یہ گُل دستہ ہے
ہر پھول مہک سے اپنی اپنی — باغ ادب مہکائے گا
یہ تربنی ہے یک جہتی کی — جو بزمِ غنی کہلاتی ہے
اے شمسؔ لگا لو تم ڈُبکی — من مَستک سب دُھل جائے گا

محمد شمس الدین شمسؔ

سابق پرنسپل، محمد علی میموریل ہائر سیکنڈری اسکول، بیاور

اودے پور

(ا) راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور:۔

۱۹۵۶ء میں حکومتِ راجستھان نے اودے پور میں راجستھان ساہتیہ اکیڈمی قائم کی گئی۔اس اکیڈمی کی جانب سے اردو کے لئے بھی کام کیا جاتا تھا۔ اوراس کے لئے ایک بورڈ قائم کیا گیا تھا جس کے ذریعہ راجستھان کے شعراء وادباء کو انعامات اور وظائف کے علاوہ اردو کی کتابوں کی اشاعت، سمیناروں اور مشاعروں کا انعقاد، ادبی تقریبات کے لئے مالی تعاون وغیرہ کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا نیز ایک سہ ماہی جریدہ ''نخلستان'' بھی جاری کیا گیا تھا۔اس کے بعد جب جے پور میں ۱۹۷۹ء کو راجستھان اردو اکادمی کے قیام عمل میں آیا تو ساہتیہ اکادمی اودے پور میں اردو سے متعلق تمام کارکردگی کا سلسلہ بند ہوگیا۔اور ساہتیہ اکیڈمی کی جانب سے شائع کی جانے والی اردو کتابیں راجستھان اردو اکادمی جے پور کو منتقل کردی گئیں۔اس کے ساتھ ساتھ اکیڈمی کی جانب سے شائع کیا

جانے والا سہ ماہی جریدہ ''نخلستان'' بھی اردو اکیڈمی کی جانب سے شائع کیا جانے لگا۔

راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور نے اردو کی کتابوں کو ہندی رسم الخط میں شائع کیں۔ جن میں چند اہم یہ ہیں: ''راجستھان کے موجودہ اردو شاعر'' ''قلم کی تلواریں'' اور منشی چاند بہاری لال صبا کی ''صبا گرنتھاولی'' وغیرہ شامل ہیں۔

اس کے علاوہ ۱۹۶۴ء میں عابد ادیب کی کوششوں سے اردو رسم الخط میں ایک رسالہ ''نخلستان' جاری کیا جس کے مدیر اعلیٰ پریم شنکر شریواستو اور مینجنگ ایڈیٹر خود عابد ادیب تھے [۴۲]

اس رسالہ میں راجستھان کے ادیبوں کے مضامین شائع ہو کر منظر عام پر آنے لگے۔ مضامین لکھنے والوں کا دائرہ بڑھا اور ایسے مضامین بھی شائع ہوئے جو تحقیق کے دائرہ میں آتے ہیں اور مزید تحقیق کے لیے مواد فراہم کرتے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

نمبر شمار	مضامین	مضمون نگار	مشمولہ شمارہ ماہ	سنہ
۱۔	ثابت لکھنوی کی ادبی ضیا پاشیاں	مفتوں کوٹوی	اپریل تا جولائی	۱۹۶۴ء
۲۔	راجستھان کے قدیم اخبارات	سید فضل المتین	اپریل تا جولائی	۱۹۶۴ء
۳۔	راجستھان کا مایہ ناز شاعر امام الشعراء کیف ٹونکی	سید منظور الحسن برکاتی	اپریل تا جون	۱۹۷۰ء
۴۔	راجستھان کا نامور شاعر جوہر ٹونکی	صاحبزادہ شوکت علی خاں	اپریل تا جون	۱۹۷۰ء
۵۔	رسالہ مسیحائے زمان	مفتوں کوٹوی	اکتوبر تا دسمبر	۱۹۷۰ء
۶۔	راجستھان سے مرزا غالب کا تعلق	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	اگست تا اکتوبر	۱۹۷۵ء
	سرزمین راجستھان کے پرستاران ادب			
۷۔	راجہ راجندر سنگھ مخمور	مفتوں کوٹوی	جولائی تا ستمبر	۱۹۷۴ء
۸۔	علامہ نجم الغنی	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	جولائی تا ستمبر	۱۹۷۴ء
۹۔	ٹونک سے متعلق مرزا غالب کا ایک اور قطعہ	مولانا محمد عمران خاں	اکتوبر	۱۹۷۴ء
۱۰۔	مولوی احمد علی سیماب	سید منظور الحسن برکاتی	اکتوبر	۱۹۷۴ء

۱۱۔ ہندی ادب میں راجستھان کے ادیبوں کا حصہ ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی اکتوبر تا دسمبر ۱۹۷۴ء

ساہتیہ اکادمی اودے پور کی جانب سے پروفیسر پریم شنکر سریواستو کا مرتبہ تذکرہ ''راجستھان کے موجودہ اردو شاعر'' (دیوناگری رسم الخط میں) بھی ۱۹۶۶ء میں شائع کیا گیا تھا جس میں راجستھان کے مختلف ضلعوں کے موجودہ شعراء کا تعارف اور نمونہ کلام شامل ہے۔

۱۹۷۹ء میں راجستھان اردو اکادمی جے پور کے قیام کے بعد راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور کا اردو سے متعلق کام اردو اکادمی کو منتقل کر دیا گیا اور سہ ماہی رسالہ ''نخلستان'' بھی اردو اکادمی کی جانب سے شائع کیا جانے لگا۔ نخلستان میں راجستھان کے ادیبوں کے مضامین اور شاعروں کی شعری تخلیقات کو خصوصی طور پر شامل کیا جاتا رہا اور اس طرح نخلستان میں راجستھان کے ادیبوں کے تحقیقی مضامین و مقالات شائع ہوتے رہے اور ان کے ذریعہ راجستھان کے شعری و ادبی تاریخ کی جھلکیاں بھی منظرِ عام آتی رہیں اور تحقیق کے لیے مواد بھی فراہم ہوتا رہا۔ نخلستان کی اشاعت بدستور جاری ہے۔

راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور کے زیرِ اہتمام منعقدہ اہم تقاریب میں ۱۹۶۶ء میں انجمن ترقی اردو ہند اور راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور کے اشتراک سے ایک سہ روزہ سمینار منعقد کیا گیا۔ جس میں راجستھان اور بیرونی راجستھان کے تقریباً ۶۰/۷۰ سے زیادہ شعراء ادباء اور ناقدین نے شرکت فرمائی ۴۳

اس کے علاوہ اس موقع پر ایک کل ہند مشاعرہ بھی منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت اعجاز صدیقی صاحب نے کی اور نظامت کے فرائض مشہور شاعر ندا فاضلی نے انجام دئے۔ ندا فاضلی کے علاوہ مشاعرے میں شہاب جعفری، نریش کمار شادؔ، شفا گوالیاری، ساحلؔ ٹونکی، حامد رشید، فضل المتین وغیرہ تشریف لائے۔

(۲) اُپشام

''اپشام'' اودے پور کے اردو اور ہندی شعراء کی مشترک طور پر بنائی گئی ایک بزم تھی جن کے اراکین میں ہندو مسلم ادباء، شعراء شامل تھے۔ جس کے زیرِ اہتمام متعدد ادبی تقریبات کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ جس میں سب سے اہم ۱۹۷۵ء میں جدید شعراء کا ایک مشاعرہ کا انعقاد ہے ۴۴ جس میں مخمور سعیدی، محمد علوی، ندا فاضلی، شین

۔کاف۔نظام اور جدید نثری نظموں کے شاعر حمید سہروردی نے شرکت فرمائی تھی۔اس کے علاوہ ۱۹۸۴ء میں ایک جشن ''ایک شام شاہد عزیز کے نام'' منعقد کیا گیا تھا۔جس میں اردو اور ہندی زبانوں کے نامور شعراء وادباء نے شرکت کی ۔اس جشن کی صدارت ہندی کے مشہور ادیب پرکاس آتوار اور نظامت اردو کے مشہور ادیب شین ۔کاف۔نظام نے کی۔اس موقع پر شاہد عزیز کی شاعری کے متعلق ایک مضمون شین۔کاف نظام نے پیش کیا تھا۔ اس کے علاوہ اس جشن میں شاہد عزیزی کی نظموں اور غزلوں پر تصویر بنائی گئی تھی۔اس طرح مصوری اور شاعری کو ملا کر آرٹ گیلری میں تصویریں آراستہ کی گئی تھی ان کو ناظرین نے خوب پسند کیا۔

(۳) تعمیر سوسائٹی:۔

اعلیٰ تعلیم یافتہ اقبال ساگر کی سرپرستی میں ادبی اور سماجی تنظیم ''تعمیر سوسائٹی'' کا قیام اودے پور میں ستمبر ۱۹۸۹ء کو عمل میں آیا۔اور اپنے قیام کے زمانے سے ہی یہ تنظیم ''اردو زبان وادب کے فروغ واحیا میں ہمیشہ سرگرم ہے اور مسلسل شعری نشستیں اور کل ہند سطح کے بڑے بڑے مشاعرے منعقد کرتی آرہی ہے۔گذشتہ تین دہائیوں میں ۲۷ رکل ہند مشاعرے اس انجمن کے زیرِ منعقد ہو چکے ہیں جن میں ملکی سطح کے نامور شعرا نے شرکت کی جن میں سردار جعفری، جاں نثار اختر، اور کیفی اعظمی سے لے کر منور رانا، بیکل اتساہی، وسیم بریلوی اور گلزار دہلوی تک عصری اردو شاعری کے سبھی آفتاب ومہتاب شرکت فرما چکے ہیں۔

مذکورہ تنظیم کی سب سے خاص بات یہ ہے کہ غیر اردو خواص وعوام میں اردو شاعری سننے کا ایسا شوق پیدا ہوا کہ سامعین میں مسلمانوں سے زیادہ ہندو برادرانِ وطن کا ہجوم شریک ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ انجمن ہر سال ملک کی نامور شخصیتوں کو ان کی نمایاں خدمات کے اعتراف میں ایوارڈ اور اعزازات سے نوازتی ہے۔یہ ایوارڈ مختلف حلقوں میں اپنی پہچان بنانے والی شخصیات کو دئے جاتے ہیں مثلاً۔مرزا غالب ایوارڈ (ادب)، ایکتا ایوارڈ (اخوت وبھائی چارگی)، خواجہ غریب نواز ایوارڈ (سماجی خدمات)، مولانا آزاد ایوارڈ (میرٹ حاصل کرنے والے طالباء وطالبات کے لئے) تعمیر آرٹ ایوارڈ (فن)، تعمیر اسپورٹس ایوارڈ (کھیل کود)۔خادمِ حجاج ایوارڈ (حج سے متعلق خدمات کے لئے) اور تعمیر اسپیشل ایوارڈ (عطیہ خون کے لئے) تعمیر سوسائٹی کی جانب سے متعدد کتابیں بھی شائع ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہیں جن میں اہم حسبِ ذیل ہیں۔

۱. اقراء(دیوانا گری رسم الخط) مجموعۂ کلام اقبال ساگر

۲. حیَّ علیٰ الفلاح

۳.ساحل ساحل بکھرے موتی، (مجموعۂ غزل)

۴. آبشارغزل (مجموعۂ غزل)

۵. کارواں ۔(مختلف شعراء کاانتخابِ کلام)

کوٹہ

(۱) بزمِ ادب کوٹہ:۔

''بزم ادب کوٹہ'' آزادی سے پہلے کی قائم شدہ انجمن ہے۔جس نے اپنے قیام کے زمانے سے ہی اردو زبان وادب کے فروغ میں معاون رہی اور آج بھی اس کے زیر سایہ کاروانِ شعروسخن کا سلسلہ جاری ہے۔ بزمِ ادب کے تحت منعقدہ ادبی سرگرمیاں اس بات کی مظہر ہے کہ اردو اپنے ماحول آفرینی میں کبھی غافل نہ رہی ۔اس کے قدردان اور عظمت، جاں نثاراور خدمت گزار آج بھی ہرجگہ کم وبیش ہروقت موجود ہیں۔

جب کوٹہ کی دیگرانجمن''بزمِ شعور'' کاانضمام''بزمِ کوٹہ'' میں ہوگیاتواس کی ادبی سرگرمیوں اورزیادہ اضافہ ہوگیااورشعروادب کا ایسا ماحول تخلیق ہوگیا کہ جس سے متاثر ہوکرمفتوںؔ کوٹوی، نے بزم ادب کوٹہ سے متعلق دورباعیات کہی۔

''یہ انجمن الفت وبزمِ شعراء
یہ محفل ہرعشرت وبزمِ شعراء
اس زیست کومفتوںؔ میں جہنم سمجھوں
چھن جائے جوشعریت وبزمِ شعراء

تسکین وہ دل ہے میری، بزمِ شعراء
ہےزیست یہ چھاتی ہوئی بزمِ شعراء
مفتوںؔ مجھے دی جائے گی جس وقت بہشت

مانگوں گا خدا سے، ہی بزمِ شعراء '' ۴۵؎

(۳) بزمِ شعور:۔

''بزمِ شعور کا قیام ۶۱-۱۹۶۰ء میں کوٹہ کے چند محبانِ اردو کے شعری مذاق کے سبب عمل میں آیا اور اس کے سرگرم اراکین میں لطفی کوٹوی اور بہار صدیقی بدایونی کی اہم خدمات رہی ہیں۔ بزم کے زیرِ اہتمام ماہانی طرحی مشاعروں کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ بعد میں یہ انجمن ''بزمِ ادب'' میں ضم ہوگئی۔ اور غالباً ۱۹۶۴ء میں ''بزمِ شعور'' پھر سے وجود پذیر ہوئی۔

اور اس کے زیرِ اہتمام اپریل ۱۹۶۵ء میں ''جشنِ قیس'' کا انعقاد کیا گیا اور اس موقع پر ایک مشاعرہ بھی منعقد ہوا۔ اس مشاعر کی خصوصیت تھی کہ یہ ہندی اور اردو سنگم مشاعرہ تھا جس میں اردو کے مایۂ ناز شعراء اور ہندی کے معروف کویوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ جن شعراء حضرات اور کویوں نے اس مشاعر میں شرکت کی۔ ان کے نام حسبِ ذیل ہیں۔

آنند نارائن ملاّ، مردار جعفری، نگار سلطانہ، شاداب لاہوری، ہریش نگم، بالکوی بیراگی وغیر خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ منعقدہ کرنے والے حضرات میں ناتھولعل جین، کیلش چند کیوالہ، سرتاج رحمانی، عقیل شادابؔ، کرشن گوپال دادھیچ، ظفرؔ غوری اور ظفر احمد پرواز وغیر تھے۔ یہ مشاعرہ کوٹہ کی ادبی تاریخ میں نئے باب میں اضافہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۴) بزمِ سخن:۔

میٹرک تک کے طالب علموں نے اپنے شعری ذوق کی تسکین کے لئے ''بزمِ سخن' قائم کی تھی۔ جس کی تشکیل ۱۹۵۷ء میں کی گئی۔ جس کے زیرِ اہتمام مختلف نوعیت کی ادبی تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔
ایک قطع میں اس کے شرکاء کے نام آئے ہیں ؎

''میری بزم کے شاعروں کے نام بتلاؤ ؟
سلیمؔ و مائلؔ، قاصد جملؔ، طاہرؔ، قمر اخترؔ

جناب شاکر و ساغر، جناب مہر و اندر بھی

رکھے ان سب کو عارف شاد و خرم حضرت''۴۶؎

سلیم کوٹوی نے اس بزم کے متعلق ایک مفصل مضمون لکھا ہے جس میں شعراء کا نمونۂ کلام بھی درج ہے۔ یہ مضمون ۱۹۵۸ء کے شمارہ مہاتما گاندھی اسکول میگزین میں بھی شائع ہو چکا ہے۔اس کے بعد ۱۹۵۹ء اور ۱۹۶۱ء کے شماروں میں اس انجمن سے وابستہ مشاعروں کے انتخابات شائع ہوتے رہے۔

(۴) ادبی سبھا:۔

ادبی سبھا کے زیرِ اہتمام ۱۹۷۶ء میں دوروزہ سمینار کا انعقاد کیا۔جس کا موضوع تھا ''جدید شعر و ادب''۔ اس کے علاوہ ایک عظیم الشان کل ہند مشاعرہ بھی منعقد ہوا۔جس میں ہندوستان کے ہر خطہ سے شعراء ادباء نے شرکت کی۔ان میں ایم محمد علوی، بشیر بدر، مخمور سعیدی، کمار باشی، باقی، بسمل سعیدی، انور مرزا پوری، خلیل تنویر، شاہد عزیز، فضل امام، ہلال، سید یاروی، باقر مہدی، ممتاز راشد، ندا فاضلی وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔اس پروگرام کے کنویز میں عقیل شاداب اور سرپرستوں میں اونکار لعل چوہان، کلدیپ شریواستو، نیز معاوین میں ظفر غوری، ظفر احمد پرواز وغیرہ تھے ۴۷؎

اس کے علاوہ ایک ضخیم سوونیر ''ادبی سبھا'' کے نام سے مرتب کیا گیا جو اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں شائع ہوا جس کے مرتب عقیل شاداب تھے۔

(۵) وکلپ:۔

کوٹہ شہر کے دلدادۂ اردو اور ادب نواز شخصیت پریم مشرا کی سرپرستی میں 'وکلپ' نام سے ایک ادبی انجمن کا قیام ۱۹۸۲ء میں عمل میں آیا۔اس انجمن کے زیر اہتمام ہندی، اردو اور یہاں کی مقامی بولی ہاڑوتی، تینوں زبانوں پر یکساں کام کیا جا رہا ہے۔کوٹہ کے علاوہ ملک کے دیگر شہرں اور صوبوں میں 'وکلپ' کی شاخیں قائم ہیں۔جن میں بہار، پنجاب اور ایم پی وغیرہ شامل ہیں۔

مزکورہ انجمن کے تحت باقاعدہ ماہانہ شعری وادبی نشست کا اہتمام کیا جاتا ہے۔جن میں اردو،

ہندی اور ہاڑوتی زبانوں کے شاعر اور کوی اپنا کلام پیش کرتے ہیں۔اس کے علاوہ ہر سال ۱۴ جنوری کو مکر سکرانتی کے موقع پر ایک خصوصی تقریب کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔اس طرح یہ انجمن قومی یک جہتی اور ہندو مسلم یکتا کی مثال ہے۔جس میں بلاتفریق قوم وملت ادبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

(۶) انجمنِ شعروادب:۔

’انجمنِ شعروادب‘ کا قیام کوٹہ میں ۱۹۸۵ء میں عمل میں آیا اوراس کے پہلے صدر جناب روشن کوٹوی منتخب ہوئے۔انجمنِ شعروادب کے اغراض ومقاصد میں اردو کے فروغ کے لئے منصوبہ بندی،عوام کو اردو کی طرف متوجہ کرنا،شعری نشستوں کا اہتمام،اردو رسائل اور اخبارات کو لوگوں تک پہنچانا،اور سہ ماہی نشستوں کا انعقاد کرنا وغیرہ شامل ہے۔

باراں

بزم احباب:۔

مفتوں کوٹوی صاحب جب ۱۹۵۲ء میں ملازمت کے سلسلے میں باراں تشریف لئے تو ان کی سرپرستی میں ۱۹۵۷ء کو بزمِ احباب کا قیام عمل میں آیا اوراس کے زیرِ اہتمام مشاعروں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ کچھ عرصہ تک بڑے زور وشور سے مشاعرے ہوتے رہے لیکن پھر اس کی کارکردگی سرد پڑگئی۔اس کے بعد ۱۹۶۳ء میں عتیق احمد اور محمد اشفاق جیسے چند نوجوانوں نے اس انجمن کی باگ ڈور سنبھالی۔ان نوجوانوں کے ہاتھوں میں یہ انجمن بڑی سرگرمی سے سرگرم کار رہی اور آخر کار ۱۹۶۳ء میں یومِ ظفر منایا گیا۔اس کے علاوہ ’’یومِ یک جہتی‘‘ کا انعقاد کیا گیا۔اس طرح اس انجمن کے زیر اثر باراں جیسے چھوٹے ضلع میں اردو زبان وادب اور مشاعرے کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اردو زبان وادب کے فروغ میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

سیکر

فتح پور شیخاواٹی

(۱) بزمِ شاہد:۔

فتح پور شیخاوٹی میں تقریباً ۱۹۹۰ء میں شاعر شاہدؔ رتلامی کے شاگردوں نے اپنے استاد کے نام پر 'بزمِ شاہد' قائم کی۔ جس کے زیرِ اہتمام ادبی تقاریب اور شعری نشستیں منعقد کی جاتی تھیں۔ جن میں سب سے اہم سالکؔ عزیزی کی ادبی خدمات کے سلسلہ 'مولانا سالکؔ کا جشنِ اعزاز' جو ۱۹۹۰ء میں منعقد کیا گیا ہے۔ اس موقع پر ایک سموزیم بھی منعقد ہوا۔ اس میں مولانا سالکؔ کی ادبی خدمات، ان کی تخلیقات اور ان کی شخصیت پر مقالہ پڑھے گئے تھے۔ مذکورہ تقریب کی مکمل روداد 'بزمِ شاہدؔ فتح پور' کی جانب سے شائع ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہے [۴۸]

اس روداد کے آغاز میں مولانا سالکؔ کے معاصرین کے بیانات کے بعد ۶ رستمبر ۱۹۹۰ء کو منعقد سمپوزیم کی تفصیلی روداد اور حسبِ ذیل حضرات کے مقالات کے اقتباسات شامل ہیں۔

نمبر شمار	مقالہ نگار کا نام	مقالہ کا موضوع
۱۔	جناب محمد حنیف صاحب ہوش جھنجھنوں	حضرت سالکؔ عزیزی کی ادبی خدمات
۲۔	خورشید حسین گوہر	حضرت ادیب الملک سالکؔ عزیزی کی قلمی کاوشات
۳۔	جعفر علی ظفر	حضرت ادیب الملک سالکؔ عزیزی کی اولیات
۴۔	چندر دت سینی	سالکؔ عزیزی جھنجھنوں کے آئینے مین
۵۔	جناب کے۔ڈی۔خاں صاحب	سالکؔ عزیزی کی شخصیت
۶۔	جناب گوئل	سالکؔ عزیزی دیش کا ایک مہمان قومی شاعر
۷۔	خورشید حسین خورشید	سالکؔ عزیزی کا علمی سفر اور اس کی منزل ادب جھنجھنوں
۸۔	احمد علی خاں منصور	سالکؔ عزیزی فن اور شخصیت (تقریر)
۹۔	صاحبزادہ شوکت علی خاں	موصوف نے وقت کی کمی کے باعث اپنا مقالہ پیش نہیں

کیا تھا خطبۂ صدارت کے بعد اپنا تحریری مقالہ سالکؔ عزیزی کی خدمت میں پیش کیا۔

جلسۂ اعزاز کی دوسری نشست میں مولانا سالکؔ کے اعزاز کی تفصیلات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور تیسری نشست میں منعقدہ مشاعرے کی روداد اور شعراء کا انتخاب کلام شامل ہے اور آکر میں جشن سالکؔ (تاثرات) سے

متعلق موصولہ تاثرات شائع کیے گئے ہیں۔اس روداد میں جشن سے متعلق درجنوں تصاویر کا ایک بڑا حصہ بھی شامل ہے۔اس جشن کی روداد اردو کے علاوہ ہندی میں بھی چھپی ہوئی ہے۔

روداد کے مطالعہ سے جہاں ایک طرف مولانا سالکؔ عزیزی کی علمی وادبی شخصی ابھر کر سامنے آتی ہے وہیں دوسری جانب انہوں نے راجستھان کے ریگستانی علاقے شیخاوٹی میں اردو شعروادب کی جو آبیاری کی اور وہاں دیکھتے دیکھتے شاعراور ادیب ابھر کر سامنے آئے اور اردو کی تعلیم و تدریس کو فروغ حاصل ہوا اس کی ایک تصویر نظر آتی ہے۔

(۲) بزمِ احساس ادب:۔

بزمِ احساسِ ادب کا قیام فتح پور شیخاواٹی میں اردو زبان وادب کی ترقی و ترویج کے سلسلے میں **۲۰۰۰ء** کو عمل میں آیا۔جس کے صدر جناب حسن فرازؔ اور سکریٹری جناب لیاقت علی خاں منتخب کئے گئے۔

اس انجمن نے اپنے قیام کے زمانے سے ہی مختلف نوعیت کی ادبی سرگرمیاں منعقد کرتی آرہی ہے۔اس کے اس کے علاوہ متعدد شعراء وادباء کی تخلیقات کی اشاعت اس انجمن کی جانب سے کی گئیں۔ **جن میں اہم حسبِ ذیل ہیں۔**

جناب ڈاکٹر نذیر فتح پوری صاحب کی حالاتِ زندگی پر مشتمل کتاب ''نذیر فتح پوری ایک دوست ایک شاعر'۔مصنف عادل فتح پوری، ''جگناتھ آزاد ایک مستقل ادارہ'' مصنف ڈاکٹر فتح پوری۔

اس کے علاوہ بزم کے زیرِ اہتمام کم وبیش پانچ بڑے مشاعرے منعقد کئے گئے۔جس میں ایک عظیم الشان مشاعر کا انعقاد اس وقت کیا گیا جب ڈاکٹر نذیر فتح پوری صاحب ڈاکٹریٹ کی سند لے کر فتح پور شیخاواٹی میں تشریف لائے تو ان کے اعزاز واحترام میں اس مشاعرے کے انعقاد کیا گیا۔جس میں نامور شعراء نے شرکت فرمائی۔جو بقول ڈاکٹر محبوب راہی صاحب ان کے ساٹھ سالہ ادبی زندگی میں انہوں نے ایسے مشاعرے میں شرکت نہیں کی۔

جودھپور

(ا) انجمن ترقی اردو (ہند) جودھپور:۔

انجمن ترقی اردو راجستھان جے پور کے سکریٹری کی ایماء پر اور وحیدالدین وحیدؔ کی نگرانی میں ۱۹۵۶ء کو جودھپور میں انجمن ترقی اردو ہند کی شاخ کا قیام عمل میں آیا۔جس کے زیرِ اہتمام حسبِ ذیل ادبی سرگرمیاں منعقد کی گئیں۔

غیر طرح مشاعرہ:۔

بتاریخ ۲۶/دسمبر ۱۹۵۶ء کو میوزک کالج جودھپور میں انجمن ترقی اردو جودھپور کے زیرِ اہتمام ایک مشاعرہ منعقد کیا گیا تھا۔اس مشاعرے کی صدارت ساہ گورون لال کابرا نے کی۔اور شرکت کرنے والوں میں خورشید احمد سحرؔ، نعمتؔ، رفیقؔ، پارساؔ کوثری، نظرؔ اجمیری، خورشیدؔ، الفتؔ جلال آبادی، اوم پرکاش، اقبالؔ، امجد علی چودھری۔ضیاءؔ ٹونکی، ابرؔ جودھپوری، بیکسؔ جودھپوری، وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۴۹

انتخابِ کلام

بارساؔ رومانی:

دل ہے اس کے پاس اور ذوقِ شہادت دل میں ہے
ہائے اپنی موت بھی اب قبضۂ قاتل میں ہے

اخترؔ صدیقی:

آج اقوام کے اقدام سے ڈر لگتا ہے
ترے اٹھتے ہوئے ہر گام سے ڈر لگتا ہے

افتخار علی شمیمؔ:

ہے مرا نام رندوں میں نہ مے خواروں میں
یہ تو کہتا ہوں کہ ان کے گنہگاروں میں

پارساؔ کوثری:

قفس میں کوئی دنا یسا بھی اے پروردگار آئے
کہ گلشن سے مجھے لینے کو خود فصلِ بہار آئے

ابرؔ جودھپوری:

بدتر از مرگ ہجر کا غم ہے
آتشِ ہجر ایک جہنم ہے

بیکس جودھپوری:

تصور میں جدھر دیکھا تو بس معصوم نظروں سے قسم مریم کی عصمت کی قسم یوسف کے داماں کی

کل راجستھان اردو سمپوزیم اور کل ہند مشاعرہ:۔

انجمن ترقی اردو جودھپور کے زیر اہتمام ۱۳/تا ۱۵/نومبر ۱۹۶۴ء کو بمقام جودھپور میں سہ روزہ کل راجستھان اردو سمپوزیم بموضوع ''راجستھان میں اردو ادب کے سو سال'' منعقد کیا گیا۔اس موضوع پر راجستھان کے حسب ذیل ادیبوں نے اپنے گراں قدر مقالات پیش کیے تھے۔

حامد رشید خاں (ٹونک)، شوکت علی خاں (ٹونک)، محمد عمر سیفی (ٹونک)، حفیظ اللہ بیکس (جودھپور)، لیاقت اللہ خاں (جودھپور)، مولانا احترام الدین شاغلؔ (جے پور) محمد علی زیدی (جے پور)، سراج الحق (جے پور)، ابوالفیض عثمانی (سیکر)، غلام معین الدین مفتوںؔ (کوٹہ) مختارؔ ٹونکی (مکرانہ)، سالک عزیزی۔نوا (جھنجھنوں)۔

سمپوزیم کی کامیابی سے متعلق راجستھان اور راجستھان کے باہر کے ارباب علم نے اپنے جو تاثرات پیش کیے تھے ان کے اقتباسات کے علاوہ نامور شخصیات کے پیامات بھی اور سمپوزیم کا خطبۂ صدارت اس ضخیم روداد میں شامل ہے۔ان تقریبات کے انعقاد میں راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور نے بھی مالی تعاون کیا تھا۔تقریبات کے اس روداد میں اراکین انجمن ترقی اردو (ہند) اور اراکین انجمن ترقی اردو راجستھان اور راجستھان انجمن ترقی اردو جودھپور کے اراکین گرامی کی فہرست بھی شامل ہے۔

اس موقع پر ایک کل ہند مشاعرۂ طرح کا بھی انعقاد کیا گیا جس میں راجستھان کے مختلف مقامات کے علاوہ ملک کے دیگر شہروں کے شعراء نے شرکت کی تھی۔اس مشاعرے کا طرحی مصرعہ یہ تھا۔

''مجھ سے دیکھا نہ گیا حسن رسوا ہونا''

اس مشاعرہ کے متعلق شین کاف نظامؔ لکھتے ہیں۔

''زبردست سردی کے باوجود ٹھٹھ کے ٹھٹھ لوگ جمع ہوتے اور

اسٹیڈیم میدان میں مشاعرہ سنتے۔عوام نے آزادی کے بعد

اتنا بڑا مشاعرہ مشاعرہ پہلی بار دیکھا تھا‘‘ ۵۰؎

مذکورہ سمپوزیم اور مشاعرے کی تمام تفصیلات کو کتابی شکل میں روداد کے نام سے شائع کیا گیا ۵۱؎

انتخابِ کلام جودھپور سمپوزیم (۱۹۶۴ء)

شعراء بیرونِ راجستھان

آگرہ: جناب صہبا اکبر آبادی

ان کے ہونٹوں سے تبسم کی کرن پھوٹی ہے — اے جنوں تجھ کو مبارک ہو سویرا ہونا

بمبئی: جناب محمد علی شاہ صاحب میکش اکبر آبادی:

تم نے دیکھا کبھی صبح کی بے نوری کو — تم پہ گزرا ہے کبھی شام کا تنہا ہونا

سہارنپور: جناب انجم سہارنپوری:

زندگی جنتِ فردا کا تصور انجم — اور مرا منتظرِ وعدۂ فردا ہونا

جاؤرا: جناب نور شادانی صاحب گلشن آبادی:

ایک دھوکہ تھا مگر عشق بقید ہستی — ہم کو آیا ہی نہیں آپ پہ شیدا ہونا

دہلی: جناب فرقت احمد کاکوروی:

ہے گرانی کا کرم ورنہ کہاں ممکن تھا — ایک حمام میں کل قوم کا ننگا ہونا

رامپور: جناب رئیس الرحمٰن خاں صاحب رئیس:

جب میں ناکامی قسمت کا گلہ کرتا ہوں — سب یہ کہتے ہیں کہ ناکامِ تمنا ہونا

رامپور: جناب سعادت علی خاں صاحب نازش نیازی:

عشق کو ضبط کا یارا نہ دیا قدرت نے — ورنہ خود حسن صدا دیتا ہے مجھے چاہو

رتلام: جناب شباب صاحب رتلامی:

دھجیاں اس لیے دامن کی اُڑاتا ہوں شباب — موسمِ گل کے لیے کوئی تو تحفہ ہونا

رتلام: جناب عبداللطیف صاحب ندرت

غیرتِ یوسف کنعاں ترے جلوؤں کی قسم — مجھ سے دیکھا نہ گیا حسن کا رُسوا ہونا

گوالیار: جناب قاضی محمد ریاض الدین صاحب انصاری ریاضؔ

وہ کسی کا لبِ خاموش سے گویا ہونا — آنکھوں آنکھوں میں مرے دل کا تقاضہ ہونا

شعرائے راجستھان

آبوروڈ: جناب سجّاد حسین، جذبیؔ

چھن لیا ان کو گلستاں کے نگہبانوں نے — آہ کیا جرم ہے پھولوں کا شگفتہ ہونا

آبوروڈ: جناب عبدالکریم صاحب قدسیؔ

تیرے ہاتھوں سے کسی درد کا درماں نہ ہوا — میرے کس کام کا پھر تیرا مسیحا ہونا

اجمیرؔ: جناب عشرت الٰہ آبادی

آشیاں خاک ہوا کٹ گئے پر، قید ہوئے — اور قسمت میں ابھی باقی ہے کیا کیا ہونا

الورؔ: جناب دیس راج صاحب، یکتاؔ

ہم نے دیکھا ہے ترے حسن کا وہ بھی عالم — ایک انگڑائی پہ سو حشر کا برپا ہونا

اُودے پور: جناب رحیم بخش صاحب، برقؔ

پردۂ ابر میں مہتاب ہوا جلوہ فروز — ہائے زلفوں میں ترے رُخ کا ہویدا ہونا

اُودے پور: جناب خلیل تنویر صاحب، تنویرؔ

اپنے ہر زخم کو خورشیدِ درخشاں کرلیں — مرگِ احساس ہے راہوں میں اندھیرا ہونا

ٹونک: جناب حافظ عبدالرحیم خاں صاحب، حافظؔ

چاک کردیں گے ابھی بندِ قبا غنچہ و گل — نگہِ ناز کا کافی ہے اشارہ ہونا

ٹونک: حافظ مبارک علی صاحب، دلؔ ایوبی

دل میں روشن ہوئے ایسے تری یادوں کے چراغ — بن گیا غیرتِ محفل مرا تنہا ہونا

ٹونک: جناب نظام الدین صاحب شادؔ

دیکھتے اہلِ تماشا کا تماشا ہونا　　　تم کو آیا ہی نہیں انجمن آرا ہونا

ٹونک: جناب صاحبزادہ عبدالقوی صاحب قوی

پھونک کر میرے نشیمن کو چراغاں کر دو　　　صحنِ گلشن میں مقدم ہے اُجالا ہونا

ٹونک: جناب صاحبزادہ یٰسین علی خاں نشاط

پستیوں ہی میں سدا رفعتِ ہستی دیکھی　　　گر کے قطرے کو میسّر ہوا دریا ہونا

جودھپور: جناب عبدالصمد، انوری آزاد

زہرِ غم میری رگ و پے میں اُتر آیا ہے　　　میرے کس کام کا یہ تیرے مسیحا ہونا

جودھپور: جناب منشی کالے خاں، ابر

برق وش ابر سے روپوش رہے گا کب تک　　　برق کا ابر سے دُشوار ہے پردہ ہونا

جودھپور: جناب مولانا عبدالصمد صاحب اختر

جس جگہ اُردو زبانوں کے ہوں مرکز قائم　　　اس جگہ چاہیے اُردو کا بھی چرچا ہونا

بیکانیر: جناب خلیق احمد خلیق

بارہا گزرا ہوں میں راہِ وفا سے لیکن　　　ڈھا گیا حشر، مرے ساتھ، تمھارا ہونا

بیکانیر: جناب خلیل احمد صاحب ہمدانی خلیل

اتنا سمجھے ہیں فقط فلسفۂ دار و رسن　　　کہ گوارہ نہ ہوا راز کا افشا ہونا

بیکانیر: جناب ملاپ چند صاحب راہی

کیا عجب حسن کی فطرت ہو تماشا ہونا　　　کبھی عذرا کبھی سلمیٰ کبھی لیلیٰ ہونا

بیکانیر: جناب غلام رسول صاحب جامی شاد

دل میں تصویرِ صنم اور قدم سوئے حرم　　　شاد دیکھے کوئی کعبہ کا کلیسا ہونا

بیکانیر: جناب طفیل احمد صاحب ہمدانی طفیل

جن سویروں کے لیے ہم نے جلائے تھے چراغ　　　ہے غضب اُن ہی سویروں میں اندھیرا ہونا

بیکانیر: جناب محمد عثمان عارف صاحب نقشبندی عارف (از خود غزل نہیں پڑھی)

زلفیں بھیگی ہوئی رُخسار پہ ہے موجِ شبنم ہم نے دیکھا ہے ترا آئینہ آرا ہونا

بیکانیر: جناب محمد یوسف صاحب عزیزؔ

پرِ توحسن سے ہے آپ کی ہستی روشن ہے دلیل آپ کے ہونے کی ہمارا ہونا

بیکانیر: جناب دین محمد صاحب مستانؔ بیکانیری

اے غم ورنج والم درد کے دینے والے یاد بھی ہے تجھے غمخوار کسی کا ہونا

پالی: جناب الٰہی بخش فیضؔ

آنکھیں جب روضۂ انور پہ ملوں گا اے فیضؔ دل میں ارماں مرے ہوگا کہ ہے کیا کیا ہونا

ٹونک: عزیز الدولہ وزیر الملک نواب سر محمد اسمٰعیل علی خاں صاحب بہادر، صولت جنگ ہز ہائنس، ٹونک، المتخلص بہ تاجؔ۔ (غزل از خود نہیں پڑھی)

چاہتے ہیں جو چمکنا مہ وانجم بن کر ان کو کافی ہے تری خاکِ کفِ پا ہونا

اودے پور: جناب سردار علی خاں شوہرؔ (غزل از خود نہیں پڑھی)

ہاں وہی رہتے ہیں دن رات خسارے میں یہاں جن کو آتا نہیں ہر دیگ کا چمچہ ہونا

اودے پور: جناب عابد حسین صاحب عابدؔ

فکر احساس وعمل ہو تو نہیں ہے مشکل تلخیِ گردشِ دوراں کا مداوا ہونا

اودے پور: جناب عبداللطیف صاحب لطیفؔ

درد بھی کاش ستمگر ترے دل میں ہوتا کون کہتا ہے بُرا درد کسی کا ہونا

باڑمیر: جناب وکیل غیور احمد خاں صاحب ایوبی غیورؔ

کیوں ترا تذکرہ کرتی ہے خدائی ساری کیا ضروری تھا تجھے دہر میں رُسوا ہونا

بوراواڑہ: جناب عبدالرشید صاحب صمصامی شادؔ

حاصلِ عشق ہے بربادِ تمنّا ہونا باعثِ غم ہے غمِ دل کا مداوا ہونا

بھیلواڑہ: جناب سیّد محمد علی عادل ادیبؔ

درس دیتا ہے محبت کا زمانے کو ادیبؔ کب گوارہ ہے اسے حسن کا رُسوا ہونا

بیاور: جناب ایس نورالدین صاحب بھوپالی انورؔ

لاؤ پھر درد کو مضراب رگ جاں کرلوں — ورنہ دُشوار ہے اظہارِ تمنّا ہونا

بیاور: جناب عبدالکریم صاحب کریمؔ

اس کی بخشی ہوئی دوزخ بھی ہے، جنّت مجھ کو — میں نے سیکھا نہیں شرمندۂ شکوہ ہونا

بیکانیر: قاضی امین الدین صاحب عثمانی جے پوری اثرؔ

مے بھی ہے جام بھی ہے باغ بھی ہے چاند بھی ہے — محفلِ عیش میں اب شرط ہے تیرا ہونا

بیکانیر: جناب محمد عبداللہ صاحب بیدلؔ

عارضِ گل پہ ٹھہر جائے تو شبنم موتی — آبرو قطرے کی ہے داخلِ دریا ہونا

جودھپور: جناب محمد اقبال خاں صاحب اقبالؔ

یا نہ دو زحمتِ اندوہِ محبت مجھ کو — یا سکھا دو مجھے بیگانۂ دنیا ہونا

جودھپور: جناب امجد علی صاحب

ٹوٹا پھوٹا ہوا گر دل ہے، پرکھ لو پہلے — یہ بُری بات ہے پھر بعد میں جھگڑا ہونا

جودھپور: جناب محمد امین صاحب، امینؔ

کلیاں خاموش ہیں گویا کہ ہے صوم مریم — پھول کا کھلنا ہے گویا ترا گویا ہونا

جودھپور: جناب عبدالجید صاحب فیروز آبادی

میرے احساسِ مسرّت پہ فنا طاری ہے — زندہ رہنے کی سزا ہے غمِ فردا ہونا

جودھپور: جناب پروفیسر پی این سریواستو صاحب حضرتؔ

عشق برباد و بدنام ہوا، ہونا تھا — مجھ سے دیکھا نہ گیا حسن کا رُسوا ہونا

جودھپور: جناب ایم اے غفّار صاحب رازؔ

کس لیے تم سے میں اُمّید کرم کی رکھّوں — تم ستم ہی تو کرو گے ستم آرا ہونا

جودھپور: جناب الہ دین صاحب راہیؔ

ان کو جلووں کی نمائش ابھی منظور نہیں — شامِ غم کا ابھی مشکل ہے سویرا ہونا

جودھپور: رشید اللہ خاں صاحب رشیدؔ

داغِ دل کس کو دکھائیں گے بھلا آپ رشیدؔ — سخت مشکل ہے جہاں میں کوئی اپنا ہونا

جودھپور: جناب ظہور احمد صاحب ابوالاسرار رمزیؔ

میں گلوں کا ہوں محافظ مجھے کانٹا نہ سمجھ — میرا منصب ہے چمن میں چمن آرا ہونا

جودھپور: جناب قاری رئیس احمد صاحب اشرفی رئیسؔ

ان کا بیمار ہوں کوئی مجھے چھیڑے نہ رئیسؔ — میں کسی اور سے ممکن نہیں اچھا ہونا

جودھپور: جناب سیّد مشکور حسین صاحب سیّدؔ

اپنی روداد پہ آنسو نکل آئے ہیں مرے — جب سنا ہے کسی غنچے کا شگفتہ ہونا

جودھپور: جناب عبدالستار صاحب ستّارؔ:

تو مجھے آنکھوں ہی آنکھوں سے پلا دے ساقی — کچھ ضروری تو نہیں ساغر و مینا ہونا

جودھپور: جناب ہدایت اللہ صاحب شبنمؔ:

حوصلے دل کے یہ کہتے ہیں کہ مایوس نہ ہو — ہم نے سیکھا نہیں محرومِ تمنّا ہونا

جودھپور: جناب شجاعت علی صاحب شجاعتؔ:

اپنے مرکز پہ زمانے کو ٹھہر جانے دو — ابھی قطرے کو نہیں آیا ہے دریا ہونا

جودھپور: جناب شمس الدین صاحب انور شمسؔ:

ہم نے جس کے لئے دنیا کو بنایا دشمن — اس کو آیا نہ کبھی ہائے ہمارا ہونا

جودھپور: جناب صداقت اللہ خاں صاحب صداقتؔ:

درد کو خود ہی تھا اِک روز مداوا ہونا — میں نے کب تم سے کہا تھا کہ مسیحا ہونا

جودھپور: جناب محمد عثمان صاحب، عثمانؔ:

خاک پروانہ ہے کیا مظہرِ حسنِ دنیا — سیکھ لے سیکھ لے مر کر کوئی زندہ ہوتا

جودھپور: محمد صمصام الحق صاحب عرشیؔ:

تھی لنگوٹی تو کمر پر، یہ گلے میں آئی — ارتھ ٹائی کا ہوا، کنٹھ لنگوٹا، ہونا

جودھپور: جناب عبدالعلیم صاحب، علیمؔ:

وہ وجنوں ہی تھا جو پھرتا تھا مارا مارا — آج کے مجنوں کی ہوس جیب میں کنگا ہونا

جودھپور: سیّد غازی الدین حیدرؔ:

میں وہ ذرّہ ہوں جسے ہے ابھی اعلیٰ ہونا — میں وہ قطرہ ہوں جسے بڑھ کے ہے دریا ہونا

جودھپور: جناب عبدالوحید صاحب قاتلؔ بھوپالی:

ایک تو زلف بلا دوسرے ابرو موذی — کیا قیامت نہیں ان دونوں کو یکجا ہونا

جودھپور: جناب محمد حنیف صاحب قمرؔ:

دردِ دل اب حدِ درماں سے بہت آگے ہے — مجھ کو تسلیم تو ہے ان کا مسیحا ہونا

جودھپور: جناب موہن لال صاحب، کولؔ: (از خود کلام نہیں پڑھا)

آپ کے غم کی تو دنیا نے پرستش کی ہے — میرے اشکوں کو میسر نہیں گنگا ہونا

جودھپور: جناب سید محمد نظرؔ، نظرؔ اجمیری

ہر گلی کوچے میں عاشق کا تماشا ہونا — اور در پردہ ترے حسن کا چرچا ہوگا

جھنجھنوں: جناب خورشید حسن صاحب خورشیدؔ:

سب کو آتا ہے زمانے میں تمہارا ہونا — تم نے بھی سیکھا ہے بتلاؤ کسی کا ہونا

جے پور: جناب عبدالصمد خاں صاحب چودھریؔ:

حشر سے پہلے ہے اِک حشر کا برپا ہونا — خونِ دل خونِ جگر تمنّا ہونا

جے پور: جناب راؤ بہادر پنڈت اوتار نرائن صاحب، آر. اے. ایس. بہادر:

ایک آنسو سے میں طوفان اٹھا سکتا ہوں — کس نے دیکھا ہے مری آنکھ کا دربار ہونا

جے پور: جناب قاضی کلیم الدین صاحب عثمانیؔ:

لوٹ کر بھی ورقِ شام وسحر دیکھ لئے — کہیں لکھا ہوا پایا نہ اُجالا ہونا

جے پور: جناب کالے خاں صاحب جانبازؔ ٹونکی:

چشم مے گوں سے پلا دے مئے الفت ساقی — میں نے سیکھا نہیں منّت کشِ صہبا ہونا

جے پور: جناب نور الدین صاحب جگرؔ اجمیری:

آج دنیا میں بہت ہو گئے فرعون صفت — اے خدا چاہیے پیدا کوئی موسیٰ ہونا

جے پور: جناب حسین صاحب، حسینؔ:

رنج وغم، دردالم، سوز وخلش یاس وہراس — اتنے ہمدردوں میں ممکن نہیں تنہا ہونا

جے پور: جناب نفاست علی خاں صاحب راہیؔ شہابی:

اِک مئے دور کا آغاز بھی کرسکتا ہے — چند بکھرے ہوئے اوراق کا یکجا ہونا

جے پور: جناب مولوی احترام الدین احمد عثمان، شاغلؔ:

رشکِ یوسف تو بنے سارے حسینانِ جہاں — ایک کو بھی مگر آیا نہ زلیخا ہونا

جے پور: جناب بہاری لال صباؔ:

کوئی مانے کہ نہ مانے یہ کہے دیتا ہوں — وہ کسی کا نہ ہوا ہے نہ کسی کا ہونا

جے پور: جناب صلاح الدین صاحب فاروقی عشقیؔ:

یہ 'دیا' تند ہواؤں میں بھی جلتا ہی رہا — ہم دیکھا نہ کبھی دل میں اندھیرا ہونا

جے پور: جناب محمد فرید صاحب فریدؔ ایوبی:

اس کے رخسار پہ لٹکی ہوئی زلفوں کی قسم — میں نے دیکھا سحر وشام کا یکجا ہونا

جے پور: جناب احمد علی شاہ جعفری، آئی. اے. ایس قمرؔ:

اس کا بھی کوئی زمانے میں نہیں ہوسکتا — جس کو آتا نہیں دُنیا میں کسی کا ہونا

جے پور: جناب حافظ محمد ایوّب صاحب قمرؔ واحدی:

میں بھی کیا چیز ہوں دنیا میں کہ ہوں اور نہیں — میرا ہونا ہی نہ ہونا ہے نہ ہونا ہونا

جے پور: جناب فضل الرحمٰن صاحب کیفی ایوّبی:

بے حجابانہ ترا انجمن آرا ہونا — اور حیرت ہے مرا محوِ تماشا ہونا

سیکر: جناب عبداللہ صاحب آزاد:

آتش گل کہاں، تیرے لب ورخسار کہاں — سرد کو کب ہے میسر قدِ رعنا ہونا

کشن گڑھ: جناب عبدالغنی صاحب خلوتؔ

یہ تو مانا کہ برائی کا نتیجہ ہے بُرا — لیکن اس دور میں اچھا نہیں اچھا ہونا

کوٹہ: جناب محمد امین نشاطی صاحب، امینؔ:

خود میں تھوڑی سی ضرورت ہے رواداری کی — کیا بری بات ہے بیگانوں کا اپنا ہونا

کوئٹہ: الحاج محمد بخش صاحب ڈمؔڈم

چوستے خوب مزے لے کے حسیناں چھاں	کاش ہوتا مری تقدیر میں گنّا ہونا

کوئٹہ: جناب محمد حسین صاحب راہیؔ ٹونکی:

خوب ہنس ہنس کے مرے حال پہ فرماتے ہیں طنز	آپ کو حق ہے زمانے کے مسیحا ہونا

کوئٹہ: جناب محمد عمر صاحب عمرؔ:

بالمقابل ہے مہ مہر کا یکجا ہونا	آئینہ خانے میں عکسِ رُخ زیبا ہونا

کوئٹہ: جناب غلام معین الدین صاحب مفتوںؔ:

یوں تو جینے کو سبھی جیتے ہیں لیکن مفتوںؔ	اِک بڑی چیز ہے جینے کا سلیقہ ہونا

کوئٹہ: جناب قوم الظفر رحمانی صاحب وفاؔ:

عشق کا تجھ سے سرِ بزم اشارہ ہونا	دل میں اِک حشر تمناؤں کا برپا ہونا

مکرانہ: جناب م.ع، خوشترؔ

ساری دنیا کے مقدر کو بدل سکتا ہے	ایک انسان سے انسان کا رشتہ ہونا

مکرانہ: جناب مرزا حامدی فرازؔ ٹونکی:

اشک پیہم کے مقدر میں تھا کیا کیا ہونا	کبھی گوہر، کبھی شبنم، کبھی شعلہ ہونا

مکرانہ: جباﷲ بخش صاحب نشترؔ:

میں فقط آیا ہوں تکمیل محبت کے لئے	نہیں بے وجہ مراد ہر میں پیدا ہونا

ناگور: جناب قاضی نظر محمد صاحب اخترؔ

خود چلی آئے گی منزل بھی ترے قدموں میں	جذبۂ شوق تو دل میں ترے پورا ہونا

ناگور: جناب پیر رحمت اللہ صاحب عثمانیؔ:

بے تکلف ہیں وہ مجھ سے کہ یہ سودائی ہے	راس آیا مجھے محروم تمنا ہونا

ناگور: جناب رحیم بخش صاحب فوقؔ:

میں تو مجنوں کی طرح ہو گیا مجنوں تم پر	تم بھی لیلیٰ کی طرح خلق میں رُسوا ہونا

نیماہڑہ: جناب ساغرؔ اجمیری:

آئینے سارے ہیں معکوس، نگاہیں حیراں	ایسے عالم میں ترا حسن سراپا ہونا

نیماہیڑہ: جناب عبدالحکیم صاحب سہاؔ:

اے خرد اہلِ جنوں نے یہ کہاں سیکھا　　　جوششِ عشق میں اندیشۂ فردا ہونا

نیماہیڑہ: جناب محمد یونس صاحب میکشؔ اجمیری:

غیرت ساقی میخانہ کی توہین ہے یہ　　　دست مےنوش میں ٹوٹا ہوا کاسہ ہونا

نیماہیڑہ: جناب نظام الحق سعیدیؔ ٹونکی:

تم نے آباد کیا ہے مرا ویرانۂ دل　　　تم مرے دردِ محبت کا مداوا ہونا

نوا: جناب حافظ عبدالرحیم خاں صاحب سالکؔ عزیزی:

تم اسے جلوہ گہ ناز بناؤ تو سہی　　　دل کو منظور ہے بربادِ تمنا ہونا

نوا: جناب غلام سرور خاں صاحب فائقؔ:

تم ہی آئے تھے مری عمر کا حاصل بن کر　　　وہی ہونا وہی ہونا وہی ہونا ہونا

اس طرح اس روداد میں سمینار اور مشاعرے کے کوائف تحریر کیے گئے ہیں۔ مشاعرہ طرحی منعقد کیا گیا تھا جس میں راجستھان کے مختلف مقامات کے علاوہ ملک کے مختلف شہروں کو شعراء نے شرکت کی تھی۔ ان سب کی غزلیں اس روداد میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ سمپوزیم کی کامیابی سے متعلق راجستھان اور بیرونی راجستھان کے اربابِ علم نے اپنے جو تاثرات پیش کئے گئے تھے۔ ان کے اقتباسات کے علاوہ نامور شخصیات کے بیانات بھی اور سمپوزیم کا خطبہ افتتاحیہ اور خطبہ صدارت اس ضخیم روداد میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ اراکین انجمن ترقی اردو (ہند) اور انجمن ترقی اردو راجستھان اور انجمن ترقی اردو جودھپور کے اراکینِ گرامی کی فہرست بھی شامل ہے۔ مذکورہ تقریبات کے انعقاد میں راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور نے بھی مالی تعاون کیا تھا۔

(۲) بزمِ اردو:۔

اردو ادب کے مشہور و معروف شاعر شین کاف نظامؔ اور اے ڈی راہیؔ کی سرپرستی میں جودھپور میں **۱۹۸۰ء** کو بزمِ اردو جودھپور کا قیام عمل میں آیا۔ اور اس کے زیر اہتمام ادبی سرگرمیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس کے تحت کئی آل

انڈیا مشاعرے، سمینار، واحد مشاعرے پروگرام اور اردو ٹیچنگ سینٹر وغیرہ کا اہتمام کیا۔ جن میں ملک کے ہندی اور اردو کے ادیبوں اور شاعروں نے شرکت فرمائی۔ جن میں کمار پاشی، ندا فاضلی، شہریار، مخمور سعیدی، بلراج کومل، شمس الرحمان فاروقی، وارث علوی، ممتاز راشد، خلش بڑودی، پروفیسر قاسمی، منافع قدوائی، غضنفر، خوشتر مکرانوی، شمیم بیانیری، فاروق انجینئر وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

اس کے علاوہ بزم کے جانب سے دو شعری مجموعے ''روشنی کے دروازے'' ۲۰۰۷ء اور آسمانِ احساس ۲۰۱۳ء شائع ہو کر منظرِ عام پر آچکے ہیں۔

(۳) خوش دلانِ جودھپور:۔

راجستھان میں طنز و مزاح کی ایک واحد انجمن خوش دلانِ جودھپور کا قیام ۱۹۵۸ء میں اردو کے مشہور و معروف شاعر و ادیب پروفیسر پریم شنکر شریوستو کی سرپرستی میں عمل میں آیا اور جس کا مقصدِ خاص طنز و مزاح کے ذریعہ زندگی خوشگوار بنانا ہے۔ اردو زبان و ادب کے متعلق اس تنظیم کے زیرِ اہتمام ماہانہ نشستیں، مشاعرے وغیرہ باقاعدہ منعقد ہوتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ انجمن کے قیام کے زمانے سے جاری ہے۔

انجمن کی جانب سے دیوناگری رسم الخط میں ایک جریدہ 'ہاسہ لوک' بھی شاعر کیا جاتا ہے۔ اس کے علاو اراکین کے تخلیقات کی ایک کتاب زیرِ اشاعت ہے۔ انجمن کے سابق بانی جناب ڈاکٹر سمپت سنگھ بھانڈاوت کی یاد سے میں ہر سال ایک ادیب کو اعزاد سے نوازا جاتا ہے جس کی رقم گیارہ ہزار مقرر ہے۔

(۴) تہذیب:۔

تہذیب ادبی و ثقافتی تنظیم کا قیام ۲۰۰۷ء میں عمل میں آیا اور جس نے اپنے قیام کے زمانے ہی مختلف نوعیت کی ادبی سرگرمیوں کا انعقاد مسلسل جاری ہے۔ جیسے سمینارر، مشاعرے ادبی گفتگو، شعری نشستیں، بزمِ سلام، مذاکرت، تہینی و تعزیتی اجلاس وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔

مذکورہ تمام تقریبات میں مقامی اور بیرونی شعرو ادباء نے شرکت کی۔ ہر پروگرام کو کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے میں بزمِ اراکین کا ایک اہم کردار رہا ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کا شعرو ادب سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر بھی

ان کے دلوں میں ادب کی خدمت کا جذبہ سرشار ہے۔اس جذبہ کے تحت اس بزم نے متعدد ادبی تقریبات منعقد کیں جن میں اہم حسبِ ذیل ہیں۔

١. بتاریخ ۳؍مارچ ۲۰۱۲ءکواردو زبان وادب کے اہم وعظیم فنکار مخمور سعیدی کے یومِ وصال پر ایک روزہ سمینار منعقد ہوا جس کی صورت شن۔کاف۔نظام نے فرمائی اور شین۔میم۔حنیف، ڈاکٹر نثار راہی، اشراق الاسلام ماہر اور ایم۔اے۔ظاہر نے مخمور سعیدی کی شخصیت وحیات اور انکے ادبی کارناموں پر مقالات پیش کئے۔

۲. بتاریخ ۱۸؍فروری ۲۰۱۲ءکو اردو ادب کے عظیم شاعر کندر اخلاق محمود خاں شہر یار کی وفات مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کی غرض سے ایک شعری نشست کا انعقاد کیا گیا۔جس میں شریک تمام شعراء حضرات نے شہر یار کی غزل اور اپنی پسند سے شہر یار کی زمیں میں اپنی ایک غزل پیش کی۔

۳. بتاریخ ۳؍جنوری ۲۰۰۸ءکو امام عالی مقام حضرت حسینؓ اور تمام شہدائے کربلا کی یاد میں ایک مقالمہ کا انعقاد کیا گیا۔جس میں شعراء نے اپنے کلام وسلام سے محبت عقیدت کا نذرانہ پیش کیا۔

۴. بتاریخ ۲۷؍دسمبر ۲۰۱۲ءکو مرزا غالبؔ کے ۲۱۵ویں سال گرہ پر جشنِ غالب کے موقع پر ایک محفلِ مشاعر منعقد کیا گیا۔جس کی صدارت اے۔ڈی۔راہ نے فرمائی اور مہمانِ خصوصی عظیم شاعر شین۔کاف۔نظام مدعو کئے گئے۔

۵. تہذیب اور جودھپور کی دیگر انجمنوں بزمِ اردو، امکانِ ادب، بزمِ تعمیر اردو کی جانب سے ''کھڑکی میں خواب'' (ہندوپاک کے نمائندہ نوجواں شعرا کا شعری مجموعہ) مرتبہ عادل رضا منصوری پر اک مذاکرہ منعقد کیا۔جس کی صدارت کے فرائض اے۔ڈی۔راہی صاحب نے ادا کئے اور مہمانِ خصوصی پروفیسر فاروق بخشی مدعو کئے گئے۔

مذکورہ ادبی سرگرمیوں کے علاوہ اس بزم کے زیرِ اہتمام راجستھان اردو اکادمی جے پور کی مالی تعاون سے اردو ٹیچنگ سینٹر چلایا جاتا ہے۔جس میں مسلم اور غیر مسلم طلباء وطالبات اور ہر عمر کے لوگوں کو مفت اردو پڑھنا لکھنا سکھایا جاتا ہے

(۵) بزمِ چکبستؔ :۔

بزمِ چکبستؔ کا قیام جودھپور کے ایک غیر مسلم شاعر روی بھاردواج نے اردو کے عظیم شاعر پنڈت برج

نرائن چکبستؔ کے نام سے جودھپور میں عمل میں آیا۔اس تنظیم کے اہم اراکین میں بشیر جودھپوری خاص حیثیت رکھتے ہیں۔اپنے قیام کے زمانے سے ہی اس کے زیرِ اہتمام کئی آل انڈیا مشاعرے بڑی ہی کامیابی کے ساتھ منعقد کئے گئے۔اس کے علاوہ ادبی نشستیں اور سمینار کا بھی انعقاد ہوا۔جن میں مقامی اور بیرونی شعراء وادباء نے شرکت کی۔

بزمِ چکبستؔ کے زیرِ اہتمام ایک تقریب ۱۹۷۱ء میں منعقد ہوئی جسے ''جشنِ روی'' کا نام دیا گیا اس موقع پر ایک کل ہند مشاعرہ منعقد ہوا''جشنِ روی کا انعقاد بزمِ چکبستؔ کے بانی رویؔ بھاردواج کے مجموعۂ کلام ''روی کی کرنیں' کی رسمِ اجراء کے موقع پر کیا گیا ۵۲؎

مذکورہ مشاعرہ میں بسملؔ سعیدی، کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ، رام کشن مضطرؔ اور مخمورؔ سعیدی جیسے نامی گرامی شعرائے کرام نے شرکت کی۔دو دن تک مسلسل چلنے والے اس مشاعرے سے مقالات پڑھے گئے۔ اس موقع پر ایک سوئنیر بھی جاری کیا گیا۔

بیکانیر

(۱) حلقہ ادب:۔

شہر بیکانیر کا محلّہ چون گران جو ابتدا سے ہی شعر وادب کا گہوارہ رہا ہے۔ یہاں تین ادبی تنظیمیں اردو شعروادب کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ان میں انجمن ادب، محفلِ ادب اور حلقۂ ادب۔

''حلقۂ ادب'' حاجی خورشید احمد مرحوم نے قائم کی تھی جس کے زیرِ اہتمام مختلف مواقع پر ادبی وشعری تقاریب منعقد ہوتی رہیں۔اور اس کے جانب سے کئی کتابیں بھی شائع ہوئیں۔لیکن اس کے بانی جناب خورشید صاحب کی وفات کے بعد یہ تنظیم خاموش ہوگئی۔

حلقۂ ادب کی جانب سے بیکانیر کے شعراء وادباء پر ایک درجن سے زیادہ کتابیں شائع کی گئی جو ایک رکارڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔بیکانیر کی کسی بھی انجمن رسالہ رانہ صحراء'' کے عنوان سے جاری کیا۔حلقۂ ادب کے بانی خورشید احمد مرحوم نے اپنی حیات میں اپنے دولت کدے پر کئی یادگار نشستیں منعقد کیں۔جن میں بیکلؔ اتساہی، ملک زادہ منظورؔ، خداداد مونسؔ وغیرہ نے شرکت کی۔

(۲) جامی اردو اکادمی:۔

شاؔد جامی نے اپنے استادِ محترم جناب جاؔم ٹونکی مرحوم کی یاد کو تازہ رکھنے کی غرض سے بیکانیر میں جامی اردو اکادمی کی بنیاد رکھی۔ جس کے زیرِ اہتمام متعدد مشاعرے اور ادبی نشستیں منعقد ہوئیں۔

ان میں سب سے اہم مشاعروں میں ۱۹۹۷ء میں منعقدہ ایک طرحی مشاعرہ جس کا مصرعۂ طرح ''تخلیق کائنات ہے احسان مصطفیٰ'' تھا۔ اس مشاعرہ میں مخمؔور سعیدی، بسمؔل نقشبندی، مختار ٹونکی وغیرہ نے شرکت کی ۵۳؎

اس کے علاوہ ۲۰۰۷ء میں شاؔد کے مشاعرکا اہتمام کیا گیا۔ جس کا مصرعۂ طرح تھا ؎

''لطف آیا ہے محمد کی ثناء خوانی میں''

(۳) انجمن ادب:۔

بیکانیر میں واقع درگاہ نوغزا پیر ایک تاریخی مقام ہے جس کا ذکر مولوی عبدالحق صاحب نے اپنی تصنیف ''جائزہ زبانِ اردو'' میں کیا ہے۔

یہ مقام علم و ادب اور روحانیت کا مرکز رہا ہے ''انجمن دب'' بھی یہیں قائم ہوئی۔ یہ ۳۰/ نومبر ۱۹۹۶ء کا واقع ہے۔ ڈاکٹر ضیا الحسن قادری نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر اسے قائم کیا۔ انجمن کے تمام مشاعرے درگاہ نوغزا پیر میں ہی منعقد ہوتے ہیں۔ ان میں یومِ غالبؔ، یومِ اقبالؔ کے علاوہ کرگل کی حمایت میں منعقدہ مشاعرے اہم ہیں۔

ان تقاریب کے علاوہ نعت، سلام اور منقبت کے طرحی مشاعرے بے حد کامیاب رہے۔ ان میں ''تمہاری زندگی سے روشنی ہی روشنی خواجہ''، ''ہے نور کا وہ پیکر آدمی ہے''، دنیا کو آج بھی ہے ضرورت حسین کی''، ''ہماری سمت بھی کیجیے عنایت یا خواجہ'' طرح کے مشاعرے نا اہم ہیں۔ جن میں مقامی اور بیرونی شعراء نے شرکت فرمائی۔ اسی کے ساتھ اعزازی نشستوں میں شاؔد صاحب کے اعزاز میں منعقد جشنِ شاؔد، خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔ ۱۹۹۸ء میں منعقد سہ روزہ غالبؔ فسٹول کا بھی انعقاد کیا گیا جو بے حد کامیاب رہا۔ جسے اس انجمن کی سب سے یادگار تقریب کہی جاسکتی ہے۔

(۴) محفلِ ادب:۔

ڈاکٹر ضیاءالحسن قادری اوران کی رفیقِ عزیز اسد علی اسدؔ نے محفلِ ادب کے عنوان سے ایک ادبی ادارہ قائم کیا۔ محفلِ ادب کے صدر جناب اسد علی اسدؔ مقرر کیئے گئے جو ایک شاعر، نثر نگار، ڈرامہ نگار اور ترجمہ نگار ہیں۔ ان کی کئی کتابیں اردو اور ہندی میں شائع ہوکر داد وتحسین حاصل کر چکی ہیں جن میں اہم حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ مگر دیکھ رہا ہو (شعری مجموعہ)

۲۔ مکمل ہوئی تلاش (ڈراموں کا مجموعہ)

۳۔ کیشر کی مہک (کہانیوں کا مجموعہ)

۴۔ نواں پربھات (اردو کی خواتین افسانہ کا راجستھان میں ترجمہ)

اسدؔ صاحب کے علاوہ محفلِ ادب کے دیگر اراکین میں ضیاءالحسن قادری صاحب کا نام بھی خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں جو اس انجمن کے جنرل سیکریٹری ہیں۔ نثر اور شعری دونوں میدان میں آپ نے خدمات انجام دی ہیں۔ حمد، نعت، منقبت، غزل ونظم کے علاوہ انشائیہ مختصر افسانہ اور ہندی اور راجستھانی نے اردو میں ترجمے کیئے۔

اس کے علاوہ آپ تحقیق کے میدان میں بھی پیش پیش ہیں۔ آپ نے راجستھان کے علاقہ مارواڑ میں اردو زبان وادب کی تاریخ پر تحقیق کی ہے۔ جو ناروازمیں اردو، کے نام سے شائع ہوکر منظرِ عام پر آچکی ہے۔

ان کی دیگر تصانیف میں اہم حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ شوکت عثمانی ۲۰۰۱ء

۲۔ ہزار حویلیوں کا شہر بیکانیر ۲۰۱۲ء

۳۔ حویلیوں کا شہر بیکانیر ۲۰۱۲ء

۴۔ مجاہد آزادی شوکت عثمانی کی اردو خدمات

۵۔ دل کا درد (شعری مجموعہ)

محفلِ ادب نے باشتراک پریٹن لیکھک سنگھ بیکانیر میں ہفتہ وار ''کلامِ بزبانِ شاعر'' پروگرام ۲۰۱۲ء سے انعقاد کر رہی ہے۔ جس میں اردو کے علاوہ ہندی اور راجستھانی زبانوں کے شاعر اپنا کلام سناتے ہیں۔ اب تک اس سلسلہ کی ۳۰۰/ سے زائد نشستیں منعقد ہوچکی ہیں[۵۴]

اس کے علاوہ ۲۰۰۷ء یادگارِ فنکار کے تحت اردو کے استاد شعراء امیر خسروؔ، مرزا غالبؔ، بہادر شاہ ظفرؔ، علامہ

اقبالؔ کے حوالے سے تقریبات منعقد کی گئی جس میں ان کے حالات زندگی اور ان کی شعری وادبی خدمات کے متعلق مقالات پیش کئے گئے۔اس نوعیت کی تقریب کا مقصد عام لوگوں کی ان کے متعلق بنیادی معلومات حاصل ہوسکے۔

(۵) رفیقؔ اکیڈمی:۔

اردو زبان وادب کوفروغ دینے کے مقصد سے جولائی ۲۰۰۱ء میں بیکانیر کے معزز شاعر رفیق احمد رفیقؔ کی یاد میں ان ہی کے نام سے موسوم رفیقؔ اکیڈمی قیام عمل میں آیا۔لیکن کچھ عرصہ بعد ہی اردو وادب سے وابستہ حضرات کے عدم تعاون کی وجہ سے اکیڈمی کی کارکردگی بند ہوگئیں لیکن رفیق احمد رفیقؔ کا ایک مجموعۂ کلام بعنوان ''حرفِ ہنر'' اکیڈمی کے بنیاد گزار سیکریٹری ذاکر ادیبؔ کی کوششوں اور راجستھان اردو اکادمی جے پور کے جزوی مالی تعاون سے منظرِ عام پر آیا۔

رفیقؔ کیڈمی کے اہم اراکین وسر پرست

۱۔ جناب سید انور علی	: صدر	سر پرست
۲۔ اللہ بخش ساحلؔ	: نائب صدر	(مرحوم) احمد علی خاں
۳۔ ذاکر ادیبؔ	: نائب صدر	منصور چودھری
۴۔ سرتاج حسین	: سیکریٹری	جناب محمد حنیف،سلیم بیکانیری

رفیق اکیڈمی کے زیرِ اہتمام منعقدہ اہم تقریبات

۱۔ اکیڈمی کے قیام کے بعد از سنہ ۲۰۰۱ء تا ۲۰۰۳ء متواتر تین سال تک مرحوم رفیقؔ صاحب کی برسی کے موقع پر مشاعرہ اور کوی سمّیلن کا اہتمام کیا گیا۔

۲۔ رفیقؔ اکیڈمی کے سر پرست (مرحوم) احمد علی خاں منصور چودھری کی چوتھی برسی ۱۵ر ستمبر ۲۰۱۵ء کے موقع پر ایک طرحی مشاعرہ منعقد کیا گیا جس کا مصرعہ طرح ؎

''ادب کی جان نہیں ہے تو اور کیا ہے غزل''

۳۔ مرحوم احمد علی خاں منصورؔ چودھری کا پانچویں برسی ۱۵ر ستمبر ۲۰۱۶ء کے موقع پر طرحی مشاعرے کا انعقاد کیا گیا جس کا مصرعۂ طرح ؎

''عمر بھر جا گتا رہا ہوں میں''

۴۔ عالمی یومِ اردو ۹/نومبر ۲۰۱۶ء کے موقع پر ایک طرحی مشاعرے کا اہتمام کیا گیا جس کا مصرعۂ طرح ہے

''نہ ہو پائے گی بے نشاں اردو''

(۶) کمیٹی جشنِ عید میلا دالنبی ﷺ:۔

آزادی کے زمانے سے ہی بیکانیر کے محلّہ بھشتیان میں کمیٹی جشنِ عید میلا دالنبی نعت کے طرحی مشاعروں کا انعقاد کرتی آتی رہی ہے اور ہر سال عید میلا دالنبی کے موقع پر منعقد ہونے والے یہ طرحی مشاعرے زیاتر آل راجستھان پیمانے کے ہوا کرتے ہیں اس کے علاوہ کل ہند طرح مشاعرے بھی منعقد ہوئے ہیں جن میں کئی نامور شعرا نے شرکت کی۔ان میں بیکلؔ اتساہی، کیف بھوپالی، راہی شہابی، رندؔ مکرانوی وغیرہ وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

کمیٹی جشنِ عید میلا دالنبی کا قیام نعتیہ مشاعروں کے انعقاد عوام میں اردو زبان وادب کے تئیں دلچسپی پیدا کرنے اور مشاعروں کا ماحول پیدا کرنے کے لئے کیا گیا۔ کمیٹی کی باقاعدہ تشکیل کبھی نہیں کی گئی پھر بھی کمیٹی ء نے بیکانیر شہر کے کامیاب ترین طرحی مشاعروں کا انعقاد کیا۔

(۶) بزمِ مسالمہ:۔

بیکانیر میں پہلی طرحی بزمِ مسالمہ ۱۹۴۸ء میں شیخ محمد ابراہیم آزاد کے در دولت پر منعقد کی گئی جو کمیٹی ''بزمِ مسالمہ کے زیرِ اہتمام کی گئی تھی۔ کئی بار بزمِ مسالمہ شیخ نثار احمد نثارؔ ایڈوکیٹ کے دولت خانے پر بھی منعقد ہوئی۔طرحی نعتیہ مشاعر کی طرح ،طرحی بزمِ مسالمہ کا بھی بڑے پیمانے پر اہتمام کیا جاتا رہا ہے۔جس میں اہم ۱۹۶۳ء میں جناب دین محمد مستانؔ نے مدینہ مسجد کے زیرِ سایہ میں منعقد کی جس میں مرحوم خلیل احمد خلیلؔ صدانی، امین الدین امینؔ، سلیم الدین، مستری سمیع الدین وغیرہ کا خوب تعاون رہا اس بزم مسالمہ میں کثیر تعداد میں مقامی اور بیرونی شعرائے کرام نے شرکت کی ،جن میں قاضی امین الدین حسین آثرؔ،عثمانی جے پوری،سالک عزیزیؔ،احمد علی خاں منصور چودھری کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ یہ طرحی بزمِ مسالمہ آج بھی یومِ عاشورہ کے موقع پر بلا ناغہ منعقد مشاعروں میں راجستھان کے مشاہیر شعراء اپنے طرحی کلام سے سامعین کو محفوظ فرما چکے ہیں۔

اس کے علاوہ بزمِ مسالمہ کے تحت منعقد ہونے والے طرحی مشاعر سلام کی گولڈن جبلی ۱۹۹۵ء میں منائی جا چکی ہے جن میں بیکانیر کے مقامی شعراء کے علاوہ بیرونی شعراء نے بھی شرکت فرمائی۔

جھالاواڑ

بزمِ نیرنگ:۔

تشکیل راجستھان کے بعد جھالاواڑ میں قائم ہونے والی انجمنوں میں ''بزمِ نیرنگؔ'' کا نام خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ جھالاواڑ کے معزز شاعر نیرنگؔ کا کوروی کی یاد کو تازہ رکھنے کی غرض سے ان کے شاگردوں نے اپنے استاد کے نام پر 'بزمِ نیرنگ' قائم کی۔ جس کے زیر اہتمام جھالاواڑ میں مشاعروں کی تقریبات بدستور جاری رہیں۔ مشاعروں کی نوعیت بیشتر نعتیہ ہوتی تھی۔ یہ مشاعرے ماہانہ یا ہفتہ وار ہوا کرتے تھے ۵۵؎

بزمِ نیرنگؔ کے زیر اہتمام منعقدہ اہم مشاعرے:۔

(۱) ۸/ اپریل ۱۹۷۱ء کو طرحی اور غیر طرحی مشاعرہ منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت مولوی سید حبیب اللہ شاہ حبیب اکبر آبادی نے کی تھی۔ اس کے علاوہ اس مشاعرے کی روداد ''بزمِ نیرنگؔ جھالاواڑ'' کے تحت 'مشاعرہ یومِ نیرنگؔ' کے نام سے مفتوںؔ کوٹوینے مرتب کی۔ اور یہ روداد اگست ۱۹۷۴ء 'رہنمائے تعلیم' دہلی سے شائع ہوئی تھی۔ اس مشاعرے میں جن شعراء نے کلام پیش کیا۔ ان کے مختصر حالات مع نمونہ کلام (چند اشعار) مضمون درج ہے ۵۶؎

(۲) ۱۹/ اپریل ۱۹۸۱ء کو بزمِ نیرنگ کے زیر اہتمام پہلا کل ہند مشاعرہ منعقد کیا گیا۔ اور موقع تھا مولانا عبدالسلام بیگ شفیقؔ جھالاواڑی کی کتاب ''انتخابِ کلامِ شفیقؔ'' کی رسمِ اجراء کا۔ حالانکہ اس کتاب کا اجراء جے پور میں پروفیسر گوپی چند نارنگ اور جگناتھ آزاد کی موجودگی میں ۸/ جنوری ۱۹۸۱ء کو ہو چکا تھا۔ لیکن تلامذہ شفیقؔ نے بڑے پیمانے پر جھالاواڑ میں بھی اس کا اجراء اور کل ہند مشاعرہ منعقد کیا ۵۷؎

اس کے علاوہ اس خوشی و مسرت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ 'انتخابِ کلامِ شفیقؔ' راجستھان اردو اکادمی جے پور کی جانب سے شائع ہونے والی پہلی کتاب تھی ۵۸؎

مذکورہ مشاعرے میں ملک کے مشہور و معروف شعراء نے شرکت کی۔ اور اپنے مقالات و مضامین اور کلام

کے ذریعہ شفیقؔ صاحب کی شخصیت اور شعری و ادبی خدمات کا اعتراف کیا۔ اور اس موقع پر خداداد مونسؔ صاحب نے غزل پیش کی تھی جس کے آخری تین اشعار ملاحظہ فرمائیں ۔

''آفریں اے اہلِ جھالاواڑ بر جشن شفیقؔ
تم نے جی خوش کر دیا اس بزم کے اعلان سے
اس زمین پر آئیں ہیں پیہم ادیبوں کے سلام
سندھ سے، پنجاب سے، یوپی سے، راجستھان سے،
مونسؔ ہر چند ہر آید درست آید دے
آ رہی ہے یہ صدا اس بزمِ عالی شان سے''

(۳) شفیقؔ صاحب کی وفات (۲؍فروری ۱۹۸۷ء) کے بعد ان کی یاد میں قومی یک جہتی کے تحت ۲۵؍اپریل ۱۹۸۷ء کو آل انڈیا مشاعرہ اور کوی سمیلن کا پروگرام ''یادگارِ شفیقؔ'' کے نام سے منعقد کیا۔ جس میں ملک کے نامور شعراء ہوشؔ نعمانی، بسملؔ نقشبندی، امینؔ نشاطی، عشرتؔ دھولپوری وغیرہ نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ شفیقؔ صاحب کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے اس موقع پر 'بزمِ شفیقؔ' کا قیام عمل میں آیا۔

(۴) ۲؍فروری ۱۹۸۸ء کو شفیقؔ صاحب کی پہلی برسی کے موقع پر کلا ہند مشاعرہ، بزمِ نیرنگؔ کی تشکیلِ نو جسے ''بزمِ ادب جھالاواڑ' کا نام دیا گیا تھا، کے زیر اہتمام منعقد کیا گیا۔ جس میں بیکلؔ اتساہی، ہوشؔ نعمانی، آفتاب لکھنوی، خداداد مونسؔ اور امتیازؔ جے پوری نے شرکت کی۔

اس طرح بزمِ نیرنگ اور بزمِ شفیقؔ کے زیر اہتمام منعقدہ مشاعروں، ادبی نشستوں نے تشکیل راجستھان کے بعد جھالاواڑ میں شعر و ادب کو تقویت پہنچائی۔

☆☆☆

حوالاجات: باب۔ پنجم

نمبر شمارہ	نام کتاب/رسالہ	مصنف/مرتب	سنِ اشاعت	صفحہ نمبر
۱	روداد کل راجستھان اردو کنونیشن جے پور	مولانا احترام الدین شاغلؔ	۱۹۵۶ء	
۲	تذکرۂ شعرائے اردو مرتبہ	مولانا احترالدین شاغلؔ		
۳	روداد کل راجستھان اردو کنونیشن جے پور	مولانا احترام الدین شاغلؔ	۱۹۵۶ء	
۴	راجستھان میں اردو نثر کی ایک صدی ۱۸۵۷ء تا ۱۹۵۷ء	ڈاکٹر قمر جہاں بیگم	۲۰۰۹ء	۲۱۹
۵	راجستھان میں اردو نثر آزادی کے بعد	ڈاکٹر محمد فاضل		۱۴۸
۶	روداد۔	مولانا احترام الدین شاغلؔ	۱۹۶۳ء	
۷	روداد	مولانا احترام الدین شاعل		
۸	جانِ غالبؔ		جون ۲۰۱۰ء	
۹	جانِ غالبؔ		جون ۲۰۱۰ء	
۱۰	بابائے اردو راجستھان ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی کی علمی و ادبی خدمات۔	مرزا حبیب بیگ پارس	۲۰۱۲ء	
۱۱	رپورٹ سہ روزہ جشنِ عثمانی (۲۵ تا ۲۷/دسمبر ۲۰۱۲ء)	مرزا حبیب بیگ پارس		
۱۲	روداد سمینار منعقدہ ۲۸/۲۹/مارچ ۱۹۸۷ء	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	۱۹۸۷ء	۵
۱۳	راجستھان اردو اکادمی جے پور کی ادبی خدمات کا تنقیدی جائزہ تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی راجستھان یونیورسٹی	ساریہ خان		
۱۴	گلدستہ دبستانِ قمر	فرید العصر نظر اوابی	۲۰۱۲ء	

۱۵ ایضاً

نمبر شمارہ	نام کتاب/رسالہ	مصنف/مرتب	سنِ اشاعت	صفحہ نمبر
۱۶	ایضاً			
۱۷	ایضاً			
۱۸	ہمارت طاقت جے پور پندرہ روزہ اخبار		۱۵جنوری ۲۰۱۷ء	
۱۹	ٹونک میں اردو کا فروغ	سید ساجد ٹونکی		۱۰۵
۲۰	راجستھان میں شعری گلدستوں کی روایت اور ان کی اہمیت (تحقیقی مقالہ)	ڈاکٹر نادرہ خاتون	۲۰۱۰ء	۹۰
۲۱	راجستھان میں شعری گلدستوں کی روایت اور ان کی اہمیت (تحقیقی مقالہ)	ڈاکٹر نادرہ خاتون	۲۰۱۰ء	۹۱
۲۲	ٹونک میں اردو کا فروغ	سید ساجد ٹونکی		
۲۳	ماہنامہ 'جام' بیکانیر عید نمبر		۱۹۵۳ء	۳۶
۲۴	راجستھان میں شعری گلدستوں کی روایت اور ان کی اہمیت (تحقیقی مقالہ)	ڈاکٹر نادرہ خاتون	۲۰۱۰ء	۸۴
۲۵	ادبیاتِ راجستھان	ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی		
۲۶	ایضاً			
۲۷	ایضاً			
۲۸	ٹونک میں اردو کا فروغ	سید ساجد ٹونکی		
۲۹	ایضاً			
۳۰	ادراکِ ادب	ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی اور مسعود اختر	۱۹۹۴ء	
۳۱	ایضاً			
۳۲	ادبیاتِ راجستھان	ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی		
۳۳	راجستھان میں شعری گلدستوں کی	ڈاکٹر نادرہ خاتون		۱۴۷

	روایت اور ان کی اہمیت			
نمبر شمارہ	نام کتاب/رسالہ	مصنف/مرتب	سنِ اشاعت	صفحہ نمبر
۳۴	ایضاً			۱۴۸
۳۵	ٹونک میں اردو کا فروغ	سید ساجد ٹونکی		
۳۶	تحقیقی مقالہ بعنوان ''شعبہ اردو گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ٹونک کی ادبی خدمات''		۲۰۰۶ء	
۳۷	راجستھان کے شعر سخن پر ایک نظر	ڈاکٹر سعید روشن	۲۰۱۵ء	۴۸
۳۸	ایضاً			۶۱
۳۹	ایضاً			۶۱
۴۰	ایضاً			۶۱
۴۱	کلیاتِ غنی۔	ماسٹر عبدالغنی	مارچ ۲۰۱۲ء	۲۰۳،۲۰۴
۴۲	تذکرۂ شعرائے اودے پور	شاہد عزیز	۲۰۰۰ء	۱۳
۴۳	ایضاً			
۴۴	ایضاً			
۴۵	نظارے (مضامین کا مجموعہ)	مفتوں کوٹوی		
۴۶	ایضاً			
۴۷	تذکرۂ شعرائے کوٹہ	عقیل شاداب	۲۰۰۰ء	
۴۸	روداد جشن اعزاز مولانا سالک عزیزی	ناشر: بزم شاہد فتح پور شیخاوٹی (ضلع سیکر)	مطبوعہ ۱۹۹۱ء	
۴۹	شانِ دہلی 'راجستھان نمبر'		جون ۱۹۸۷ء	
۵۰	تذکرۂ معاصر شعرائے جودھپور			۴۹
۵۱	روداد کل راجستھان اردو سمپوزیم جودھپور	محمد وحید اللہ خاں	۱۹۶۶ء	
۵۲	مارواڑ میں اردو	ڈاکٹر ضیاء الحسن قادری	۲۰۱۶ء	۲۲۹
۵۳	ایضاً			۳۹۷
۵۴	ایضاً			۳۹۷
۵۵	مولانا عبدالسلام بیگ شفیق جھالاواڑی حیات اور شعری و ادبی خدمات	ڈاکٹر سیدہ انجم تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی یونیورسٹی کوٹہ	۲۰۱۵ء	۳۷

نمبر شمارہ	نام کتاب/رسالہ	مصنف/مرتب	سن اشاعت	صفحہ نمبر
۵۶	’بزمِ نیرنگؔ جھالاواڑ کے تحت مشاعرہ یومِ نیرنگؔ‘	مضمون نگار مفتوںؔ کوٹوی (قسط اول)	۱۹۷۴ء	ص-۱۳ ۱۴
۵۷	دینک نوجیوتی ہندی اخبار	روزانہ کوٹہ راجستھان	۹/جنوری ۱۹۸۱ء	
۵۸	مولانا عبدالسلام بیگ شفیقؔ جھالاواڑی حیات اور شعری و ادبی خدمات	ڈاکٹر سیدہ انجم تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، یونیورسٹی کوٹہ	۲۰۱۵ء	۳۸

☆☆☆

باب ششم

ماحصل

''راجستھان میں چند اہم ادبی انجمنوں کی خدمات''

باب ششم
ماحصل
''راجستھان میں چند اہم ادبی انجمنوں کی خدمات''

فراہم شدہ مواد اور اس مقالے کی روشنی میں یہ نتائج برآمد ہوتے ہیں کہ راجستھان میں اردو شعروادب کے نقوش انیسویں صدی کے تقریباً نصف آخری زمانے سے ابھرنے لگے تھے اور ۱۸۵۷ء آتے آتے واضح طور پر نظر آنے لگے تھے خصوصاً ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد جب دہلی اور دوسرے مقامات کے پریشان حال اربابِ علم وکمال اور اصحابِ شعر وسخن فکر معاش، حفظ جان اور تلاش سکون کے لئے اس خطہ میں جو کبھی راجپوتانہ کہلاتا تھا۔مختلف قدیم ریاستوں میں پہنچنے لگے تو جہاں جہاں انہوں نے سکونت اختیار کی وہ مقامات شعروسخن کے گہوارے اور علم وادب کے مرکز بنتے گئے۔خاص طور پر ان ریاستوں میں جہاں کے حکمرانوں نے خود اردو شعر وسخن اور علم وادب سے دلچسپی لی۔ وہاں اردو ادب کو فروغ حاصل ہوا۔اور دیکھتے دیکھتے راجپوتانہ کا ریگستان علم وادب کا نخلستان بن گیا۔نو وارد شعراء وادباء کے ساتھ مل کر مقامی باشندوں نے علم وادب کی محفلیں قائم کیں۔ بزمِ ادب کو رونق بخشی۔فضائیں شعروسخن کے نغموں سے گونج اٹھی اور مشاعروں کا سلسلہ شروع ہو گیا جس کے زیرِ اثر ادبی انجمنیں قائم ہونے لگی۔ **۱۸۷۲ء میں راجستھان کی پہلی ادبی انجمن 'بزمِ ادب' مولانا سلیم الدین تسلیم کی صدارت میں جے پور میں قائم ہوئی۔** اس کے علاوہ راجپوتانہ کی قدیم ریاستوں جیسے کوٹہ،ٹونک، بیکانیر، جودھپور، الور اور اجمیر کمشنری وغیرہ سے وابستہ مختلف مقامات وقصبات میں انجمنیں قائم ہوتی رہیں۔ جھالاواڑ جیسی جھوٹی ریاست میں تو اردو کو اتنا فروغ حاصل ہو چکا تھا کہ وہاں کے حکمراں کی سرپرستی میں **انجمنِ سخن شعراء اور بزمِ راجندر،** جیسی انجمنیں قائم ہوئیں۔ کچھ انجمنیں اپنے فعل اراکین کی وجہ سے سرگرم رہیں تو کچھ وقتی طور پر اپنی ایک جھلک دکھا کر گمنام ہوگئیں۔ یہ سلسلہ آزادی کے بعد تک چلتا رہا۔

۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے بعد بے شمار اربابِ علم وادب ترکِ وطن کر گئے۔جن میں ادبی انجمنوں کے اراکین بھی شامل تھے۔اس کا اثر یہاں کی ادبی فضا پر بھی پڑاا ورادبی انجمنیں خاموش سی ہوگئیں۔خاص طور پر راجستھان کی تشکیل کے بعدتواردو کی سرکاری حیثیت ختم کر دی گئی۔اور یہ اردو زبان جس نے اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ جنگِ آزادی میں حصہ لیا تھااورایسا ریکارڈ پیش کیا تھا کہ جس کا مقابلہ ہندوستان کی کوئی اور زبان نہیں کر سکتی تھی۔اسی زبان کواس کے حقوق سے محرم کر دیا۔سرکاری دفتروں ،عدالتوں ،اور کالجوں ،اور یونیورسٹیوں تک سے اردوکونکال دیا گیا۔اوراس طرح ۳-۴؍سال تک یہاں کی ادبی فضاء پرایک جمود طاری رہا۔محبانِ اردو کے لئے یہ نازک وقت امتحانِ کی گھڑی ثابت ہوا۔لیکن آفرین ان ہستیوں کوجنہوں نے ادبی مشاغل کے ذریعہ اردوکو سینہ سے لگائے رکھا۔ماحول ناساز ہونے کے باوجودان حضرات کے صدق خلوص اور خاموش خدمات نے اردو کے چراغ کو بجھنے نہیں دیا۔فروغِ اردو کے لئے کی گئی کوششوں میں ادبی انجمنوں نے بھی اہم کردارادا کیا۔اور مخالفین اردوکو یہ سوچنے پر مجبورکر دیا کہ ؎

''آندھیوں کے ارادے تواچھے نہ تھے
یہ دیا کیسے جلتا ہوا رہ گیا''

کاروانِ شعروادب آگے بڑھتا رہا۔بالآخر ۱۹۵۳ء میں انجمن ترقی اردوراجستھان کے قیام کے بعداس خطہ میں اردوشعروادب کی تاریخ کا ایک نیاباب شروع ہوا۔جابجا مشاعرے ادبی نشستیں منعقد ہوتی ہیں۔ان کے علاوہ دیگرادبی تقریبات،سیمنار،سمپوزیم،کنوینشن وغیرہ منعقد کئے گئے۔

پورے راجستھان میں انجمن ترقی اردو کی ساٹھ سے زائد شاخیں مختلف مقامات میں قائم ہو چکی تھی۔ خاص طور پرسرکاری ادارہ راجستھان اردو اکادمی جے پورقائم ہونے سے اردوشاعروادب کی فروغ کی راہیں کھلنے لگیں۔اورجس کے زیراثراس صوبہ میں اردوزبان اورشعروادب کےفروغ کے لئے کئی ادارے سرگرم ہیں۔اس طرح انجمن ترقی اردوراجستھان اوراس کی مختلف شاخوں اورراجستھان اردواکادمی جے پور کے علاوہ اس صوبہ کی دیگرانجمنوں نے جہاں ایک طرف مقامی طور پرشعروادب کے ماحول کوگرماکرادبی فضا قائم کی تو دوسری طرف ادبی تقریبان اور خاص طور پر مشاعروں وغیرہ کی رودادوں اورشعراء کی تخلیقات کا تحفظ کرکے راجستھان میں شعروادب کی تاریخ کے لئے موادفراہم کرایااوران سے وابستہ شعراء کے کلام کوقارئین تک پہنچانے میں مدد

کی۔اس کے علاوہ ادبی انجمنوں نے باذوق حضرات کے ذوقِ سخن کی تکمیل کا سامان فراہم کیا اور شعراء کی ہمّت افزائی بھی کی۔ان ادبی انجمنوں کی تاریخی اہمیت مسلم ہے۔جن سے راجستھان میں اردو زبان وادب کے فروغ میں ان کے زیرِ اہتمام منعقدہ مختلف ادبی تقریبات کے علاوہ ان کی جانب سے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ روداددوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔جب بھی راجستھان میں اردو زبان وادب کی تاریخ کے موضوع پر قلم اٹھائی جائے گی تو اس میں یقیناً راجستھان کی ادبی انجمنوں کی خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

مجموعی طور پر راجستھان کے ادبی انجمنیں جو آزادی سے پہلے بھی قائم ہوئی اور تشکیلِ راجستھان کے بعد بھی قائم ہیں۔یا جن کے قیام کی سلسلہ آج بھی جاری ہے۔یہ تمام انجمنیں اہمیت کی حامل ہیں۔ہمارا دعویٰ یہ نہیں کہ ہم نے راجستھان کی تمام انجمنوں کا احاطہ کرلیا ہے۔کیونکہ ایسی صورت میں ہر انجمن کو اس مقالے میں شامل کرنا ممکن نہ تھا۔پھر بھی منتخب انجمنوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کی ادبی خدمات کو منظرِ عام پر لانے کی کوشش کی گئی ہے۔یہ بھی ممکن ہے کہ عدم حصول کہ باعث بعض انجمنوں کا ذکر اس مقالہ میں شامل نہ ہو سکا۔اس لئے بعض اراکینِ بزم نے براہِ راست یا ذریعۂ ٹیلی فون رابطہ کے باوجود راقم الحروف ان کی توجہ اور التفات سے محروم رہا۔ لیکن اکثر حضرات نے مواد کی فراہمی کے علاوہ اپنے گراں قدر مشوروں سے نوازا۔اس کے لئے میں آپ سبھی حضرات کا ممنون ومشکور ہوں۔

محمد اشفاق منصوری

خلاصہ

آج راجستھان میں اردو تحقیق کے فروغ نے اس خطہ کی ادبی تاریخ کے بند دریچے کھول کر ماضی کی ادبی روایت کو اہلِ ادب کے سامنے پیش کر دیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ راجستھان میں شعروادب کے فروغ میں یہاں کی ادبی انجمنوں نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور یہ سلسلہ انیسویں صدی کے آخری ربع سے شروع ہو چکا تھا۔ جب ۱۸۷۲ء میں راجستھان کی پہلی ادبی انجمن ''بزمِ ادب'' کے نام سے جے پور میں قائم ہوتی تھی۔ اس زمانے سے اب تک راجستھان کے مختلف حصوں میں ادبی انجمنیں شعروادب کی تربیت واشاعت کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ ایک طرف ان انجمنوں نے مقامی طور پر شعروادب کے ماحول کو گرما کر ادبی فضا قائم کی تو دوسری طرف ادبی تقریبات اور خاص طور پر مشاعروں وغیرہ کی رودادوں اور شعراء کی مختلف تخلیقات کا تحفظ کر کے راجستھان میں شعروادب کی تاریخ کے لئے مواد فراہم کرایا۔ ایسی انجمنیں راجستھان کے مختلف خطوں میں قائم ہوتی رہیں۔ بعض انجمنیں وقتی طور پر اپنی ایک جھلک دکھا کر گمنامی کے پردے میں چھپ گئیں تو کچھ انجمنیں ماہانہ مشاعرے منعقد کرتی رہیں اور جب تک انجمنوں کے اراکین فعل رہے انجمنوں کا وجود بھی قائم رہا۔ یہ سلسلہ ہندوستان کی آزادی کے زمانے تک چلتا رہا۔

اردو ادب کی تاریخ شاہد ہے کہ اردو شعروادب کے فروغ میں مختلف انجمنوں، اداروں اور تنظیموں نے صرف تحریکات کو ہی جنم نہیں دیا بلکہ علمی وادبی اور تحقیقی حیثیت سے بھی اردو ادب اور فروغِ زبانِ اردو میں معاون ثابت ہوئیں۔ آج بھی ہمارے ملک میں بے شمار انجمنیں، اکاڈمیاں، تنظیمیں اور ادبی ادارے سرگرم ہیں اور یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اردو کے فروغ میں شخصیات ہی نہیں بلکہ اجتماعی کوشش بھی شامل رہی ہیں اور وہ اجتماعی کوشش انجمنوں کے ذریعہ ہوتی رہیں جو آزادی سے پہلے بھی ہوتی رہی اور آزادی کے بعد بھی جاری ہیں۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ راجستھان میں آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد ادبی انجمنوں نے اردو شعروادب کے فروغ کے لئے جو خدمات انجام دیں ہیں ان کو منظرِ عام لانا اور اس کا تجزیہ کرنا ہماری اس تحقیق کا بنیادی مقصد ہے۔ اس لئے راجستھان میں اردو شعروادب کی تاریخ اس صوبہ کی بعض ریاستوں میں قائم ادبی انجمنوں سے

وابستہ رہی ہیں اور راجستھان کی تشکیل کے بعد ضلع سطح کی انجمنوں کی خدمات اس صوبہ کی ادبی تاریخ کی ضامن ہیں۔اس کے علاوہ بعض انجمنوں کی جانب سے مطبوعہ رودادوں میں متعلقہ انجمنوں کی ادبی خدمات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ یہ سب کلام بکھرا ہوا ہے اور چند انجمنوں سے تعلق رکھتا ہے۔انجمنوں کے اس بکھرے ہوئے کام کے علاوہ بہت سی انجمنوں کے زیرِ اہتمام منعقدہ مشاعروں کی غزلیات بھی کہیں کہیں تحفظ ہیں۔ان کو اس مقالہ میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس مقالے کوحسبِ ذیل ابواب پر منقسم کیا ہے۔

باب اوّل: راجستھان کا ادبی پس منظر

باب دوم: حصہ (الف)۔آزادی سے قبل ریاستوار ادبی انجمنوں کا تعارف

حصہ (ب)۔ تشکیلِ راجستھان کے بعد ضلعدار ادبی انجمنوں کا تعارف

باب سوم: ادبی انجمنوں کی اہمیت اور افادیت

باب چہارم: آزادی سے پہلے انجمنوں کی ادبی وعلمی خدمات

باب پنجم: تشکیل راجستھان کے بعد اانجمنوں کی ادبی وعلمی خدمات

باب ششم: ماحصل

مقالے کے باب اول میں راجستھان کی ادبی تاریخ اور اردو شعروادب کے پس منظر پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔راجستھان کی ادبی تاریخ کے پس منظر میں فارسی زبان وادب کے اثرات کونظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔اس باب میں راجپوتانہ کی ادبی تاریخ اور اروشعروادب کے پس منظر پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے جس میں راجستھان کی ادبی تاریخ کے پس منظر میں فارسی زبان وادب کے اثرات کونظرانداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اس خط میں جہاں ایک طرف حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی ۱۱۹۱ء میں تشریف آوری کے بعد صوفیائے کرام کی تبلیغ اور تعلیم کے ساتھ ساتھ فارسی زبان کے اثرات پہنچنے لگے وہیں دوسری طرف سلاطینِ وقت کی فتوحات نے اس خطہ میں فارسی زبان کے اثرات کوتقویت پہنچائی۔اس کے علاوہ فارسی بولنے والے تاجروں کے ذریعہ بھی اس خطہ میں فارسی زبان کے اثرات پہنچتے رہے۔یہاں کی دیسی ریاستوں کے عہد مغلیہ کے حکمرانوں کے ساتھ قرابتی تعلقات قائم ہونے اور فارسی زبان میں خط وکتابت ہونے سے اس خطے میں فارسی اثرات اتنے بڑھ گئے کہ باہر سے آنے والے فارسی کے شعراء اور ادباء کے علاوہ مقامی طور پر بھی

غیر مسلم حضرات فارسی شعر و ادب کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ چنانچہ اکبر اعظم کے دور حکومت میں ریاست آمیر کے حکمراں خاندان سے تعلق رکھنے والے سانبھر کے رئیس لون کرن کا بیٹا منوہر داس توسنؔی ہندوستان کا سب سے پہلا غیر مسلم فارسی گو شاعر تسلیم کیا گیا۔ اوراسی زمانے میں راجستھان کے قصبہ ناگور میں شیخ مبارک جیسا عالم اور شاعر جس کے دو بیٹے فیضی اور ابوالفضل دربار اکبری کے نورتنوں میں شامل تھے اور اسی زمانے میں عہد اکبری کا نام ور مورّخ ملا عبدالقادر بدایونی مصنف ''منتخب التواریخ'' ریاست آمیر کے قصبہ ٹوڈا بھیم میں پیدا ہوا تھا۔ اٹھارویں صدی کے وسط میں ہمیں اس خطے میں فرقۂ مہدویہ کے ایک بزرگ محمد میاں غریب کی منظوم تصنیف 'تاریخ غریبی' جس کی زبان اس عہد کی بول چال کی زبان ہے کا سراغ ملتا ہے۔ اس کتاب کو ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی نے اپنی تصنیف ''راجستھان میں اردو زبان وادب ۱۸۵۷ء تک'' میں راجستھان کی قدیم ترین اردو تصنیف قرار دیا ہے۔ اس کے بعد ریاست جے پور کے راجہ پرتاب سنگھ (۱۷۷۸ء تا ۱۸۰۵ء) کے عہد میں اردو کے دھندلے ادبی نقوش نظر آتے ہیں۔ راجہ پرتاب سنگھ بنیادی طور پر برج بھاشا کا کوی تھا اور ریختہ بھی کہتا تھا اس کی تصنیف ''برج ندھی گرنتھاولی'' ہے۔ اس کے ریختوں کے ذریعہ راجستھان کے شعری ادب میں اردو کے استعمال کا سُراغ ملتا ہے اور تاریخ غریبی کے بعد مہاراجا پرتاب سنگھ کے ریختہ اس خطہ میں فروغِ زبان اردو کے لئے سنگِ میل کا درجہ رکھتے ہیں۔

راجستھان میں اردو شعر و ادب کے نقوش انیسویں صدی کے تقریباً نصف آخر زمانے سے ابھرنے لگے تھے اور ۱۸۵۷ء آتے آتے واضح طور پر نظر آنے لگے۔ خصوصاً ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد جب دہلی اور دوسرے مقامات کے پریشان حال اربابِ علم و کمال اور اصحابِ شعر و سخن فکر معاش، حفظ جان اور تلاشِ سکون کے لئے اس خطہ میں پہنچنے لگے تو جہاں جہاں انہوں نے سکونت اختیار کی وہ مقامات شعر و سخن کے گہوارے اور علم و ادب کے مرکز بنتے گئے۔ خاص طور پر ان ریاستوں میں جہاں کے حکمرانوں نے خود اردو شعر و سخن اور علم و ادب سے دلچسپی لی اور وہاں اردو ادب کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے راجپوتانہ کا ریگستان علم و ادب کا نخلستان بن گیا جہاں دہلی ولکھنو اور دوسرے مقامات کے ارباب علم و ادب نے پہنچ کر وادب کے چراغ روشن کئے اور بعض دیسی ریاستوں میں ادبی گہوارے قائم ہوگئے۔ مثال کے طور پر ریاست ٹونک کے قطع نظر جہاں ایک مسلم ریاست تھی، جیپور میں

دہلی سے آئے ہوئے اربابِ علم وفن نے شعروادب کو اتنا فروغ دیا تھا کہ بقول مولوی عبدالحق ’’جے پور کو لوگ دوسری دہلی کہنے لگے تھے‘‘ حتیٰ کہ الور جیسی غیر مسلم ریاست میں بھی ۱۸۵۷ء کے بعد اردو زبان وادب کو اتنا فروغ حاصل ہوا چکا تھا کہ وہاں کے مہاراجا شیودان سنگھ (۱۸۵۷ء-۱۸۷۴ء) کے عہدِ حکومت میں مقامی شاعر ہیرالال شہرت نے کہا تھا کہ ؎

’’شور ہے شعروسخن کا ہر طرف

ان دنوں الور جہاں آباد ہے‘‘

اسی طرح دوسری ریاستوں میں بھی اردو شعروادب کو فروغ حاصل ہوتا رہا۔ ان میں خاص طور پر بھرت پور، جودھپور، بیکانیر، کوٹہ، اور جھالاواڑ جیسی چھوٹی ریاست میں تو اردو کو اتنا فروغ حاصل ہو چکا تھا کہ وہاں کے حکمراں کی سرپرستی میں شاہی محل میں ماہانہ مشاعرے منعقد ہوئے۔ اسی سلسلہ میں اجمیر کا نام بھی قابلِ ذکر ہے۔ جہاں انگریزی حکومت کی علمداری تھی۔ اس طرح اس باب میں راجپوتانہ کے مختلف علاقوں میں ۱۸۵۷ء سے قبل و بعد اردو زبان وادب کے ارتقاء اور اس کے فروغ کا جائزہ لیا گیا ہے۔ جس سے اندازہ ہو سکے کہ راجستھان کی اہم ریاستوں میں ادب نواز والیان کی سرپرستی میں اردو زبان وادب نے کس طرح ترویج کا سلسلہ قائم ہوا۔

مقالے کے باب دوم کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جس کے پہلے حصہ میں آزادی سے قبل راجستھان میں قائم ہونے والی انجمنوں کا ریاست وار تعارف پیش کیا گیا ہے۔ راجستھان کی پہلی ادبی انجمن ’بزمِ ادب‘ کے نام سے ۱۸۷۲ء میں مولانا سلیم الدین تسلیمؔ کی صدارت میں ریاستِ جے پور میں قائم ہوئی تھی۔ راجپوتانہ کی واحد مسلم ریاست ٹونک میں نواب ابراہیم خاں خلیلؔ کی سرپرستی میں ۱۸۹۴ء میں بزمِ خلیلؔ کے نام سے قائم ہوئی۔ اس کے علاوہ دیگر ریاستوں جیسے کوٹہ، بیکانیر، جودھپور، الور اور اجمیر کمشنری وغیرہ سے وابستہ مختلف مقامات و قصبات میں انجمنیں قائم ہوتی رہیں۔ جھالاواڑ جیسی چھوٹی ریاست میں تو اردو کو اتنا فروغ حاصل ہو چکا تھا کہ وہاں کے حکمراں کی سرپرستی میں **انجمنِ سخن شعراء** اور **بزمِ راجندر**، جیسی انجمنیں قائم ہوئیں۔

اور دوسرے حصہ میں آزادی کے بعد اور خاص طور پر تشکیلِ راجستھان کے بعد قائم ہونے والی انجمنون کا ضلع وار

تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ہندوستان کی آزادی اور خاص طور پر تشکیل راجستھان کے بعد اردو کی بقاء وتحفظ ترقی وترویج اور اردو تعلیم کے فروغ کے لئے جو اقدام اٹھائے گئے ان میں سب سے اہم اور پہلا قدم جے پور میں انجمن اردو ہند کی شاخ کا قیام ہے جو ۱۹۵۳ء میں عمل میں آیا۔ اوراس کے بعد ۱۹۵۶ء میں انجمن ترقی اردو راجستھان کی ریاستی شاخ کی تشکیل عمل میں آئی۔ اس طرح راجستھان کے دیگر ضلعوں میں بھی انجمن ترقی اردو کی شاخیں قائم ہونے لگیں۔ اس کے علاوہ حکومتِ راجستھان کی جانب سے قائم ادبی ادارے راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور اور راجستھان اردو اکادمی کے ذریعہ اس خطہ میں اردو زبان وادب کو فروغ حاصل ہوا۔ اسی طرح راجستھان کے ضلعوں اوران سے وابستہ قصبات میں وہاں کے مقامی استاد شعراء کی یاد میں ان کے نام سے منسوب انجمنیں قائم ہوئیں۔ جن میں چند اہم بزمِ قمر جے پور، محمود خاں شیرانی اکادمی ٹونک، بزمِ نیرنگ جھالاواڑ، بزمِ راہی اجمیر، بزمِ چکبست جودھپور، مستان اکادی بیکانیر، بزمِ شاہد فتحپور سیکر، بزمِ غنی بیاور، اور بزمِ ساغر نمباہیڑہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔

اس مقالے باب سوم میں ادبی انجمنوں کی اہمیت اوران کی افادیت پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ اردو شعروادب کے ابتدائی دور میں انجمنوں کا کوئی تصور نہیں تھا۔ حلقہ اربابِ ذوق یا چند ادبی افراد کی جماعت اپنے ذوقِ شاعری کی تسکین کے لئے مشاعرے منعقد کرتے تھے۔ اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ جہاں ایک طرف ہمارے مشاعرے اردو رسم الخط سے ناواقف باذوق حضرات میں بھی اردو شعروادب سے دلچسپی کا باعث بنتے ہیں۔ عوام میں ذوقِ سخن کو پروان چڑھاتے ہیں اور زبان وادب کی ترویج واشاعت میں مدد کرتے ہیں اور دوسری طرف جن انجمنوں کے زیرِ اہتمام یہ مشاعرے منعقد ہوتے ہیں۔ ان انجمنوں کے ذریعہ ہم آہنگی، سماجی شعور بیدار کر کے اسے پختگی بخشنے میں ادبی ذوق کے سامان فراہم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مشاعروں میں پڑھا جانے والا کلام روداد کی شکل میں مرتب ہوکر منظرِ عام پر آتا ہے۔ انہیں رودادوں کے ذریعہ ادبی انجمنوں کی کارکردگی ظاہر ہوتی ہیں۔ اس طرح ادبی انجمنوں کی سرگرمیوں سے نہ صرف اربابِ شعروادب کے زوقِ سخن کی تسکین کے مواقع فراہم ہوتے ہیں، بلکہ مقامی طور پر شعری وادبی فضا بھی گرماتی ہے اور شعروادب کی ترویج کو ان سے تقویت بھی ملتی ہے۔ اس کے اعلاوہ ان کے ذریعہ مقامی تاریخ ،شعروادب کی تربیت اور تدوین کے لئے عصرادب بھی جمع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ادبی انجمنوں کی اہمیت

وافادیت اس بات سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ انجمنوں نے تحریکِ آزادی میں بھی حصہ لیا اور غیر منظّم طریقے پر ہی سہی لیکن ان انجمنوں نے جدّ وجہدِ آزادی میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔

باب چہارم کے تحت آزادی سے قبل راجستھان کی مختلف ریاستوں میں قائم ہونے والی انجمنوں کی شعری وادبی خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ جے پور میں قائم راجستھام کی پہلی ادبی انجمن 'بزمِ ادب' اوراس کے زیر اہتمام ماہانہ مشاعروں کے انعقاد کا سلسلہ ۱۸۷۲ء میں شروع ہو چکا تھا اوراس کے زیر اہتمام منعقدہ مشاعروں کی غزلیات کا مجموعہ ''**فرحت الشعراء**'' ۱۸۷۴ء میں مرتب کیا گیا۔اسی سلسلہ میں ریاست ٹونک کی ادبی انجمن ''بزمِ خلیل'' کے زیرِ اہتمام منعقدہ طرحی اور غیر طرحی مشاعروں کی روداد ''**حدیقہ راجستھان**'' کے نام سے مرتب کی۔ اسی طرح دیگر ریاستوں میں بھی انجمنیں قائم ہوتی رہیں اور جن کے زیر اہتمام منعقدہ مشاعروں کی غزلیات کے مجموعہ مرتب کئے جاتے رہے اور شائع بھی ہوتے رہے۔ جھالاواڑ جیسی چھوٹی ریاست میں قائم انجمن سخنِ شعراء کے تحت پندرہ روزہ مشاعروں کی بنیاد ڈالی گئی اوراس کی نگرانی میں ''شاعری کی کایاپلٹ'' کے نام سے ایک سہ ماہی رسالہ بھی جاری کیا گیا تھا جس میں انجمن کے اراکین اس رسالے میں اشاعت کے لئے شعراء کے کلام کا انتخاب اس کے علاوہ مہاراجا راجندر سنگھ مخمورؔ کی سرپرستی میں قائم بزمِ راجندر کے زیرِ اہتمام ماہانہ طرحی مشاعرے منعقد کئے جاتے تھے۔مہاراجا کو اس بزم سے اس قدر دلچسپی تھی کہ جب آپ اپنی اہلیہ کے علاج کے لئے ولایت گئے تو وہاں سے بھی طرحی غزل بھیجتے رہے۔

باب پنجم کے تحت آزادی کے بعد راجستھان میں قائم شدہ انجمنوں کی علمی وادبی خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

آزادی کے بعد مارچ ۱۹۴۹ء میں راجستھان بنا تو یہ ایک ایسا ہنگامی دور تھا جب ایک طرف بہت سی انجمنوں کے اراکین ترکِ وطن کر کے پاکستان چلے گئے اور ادبی انجمنیں سونی ہوگئیں۔ مگر پھر بھی شعروسخن کے فروغ ٹمٹماتے رہے اور آہستہ آہستہ ایک نئی توانائی کے ساتھ شعروسخن کی انجمنیں منظرِ عام پر آنے لگیں۔ خاص طور پر مقامی انجمنوں کے علاقہ صوبائی سطح پر انجمن ترقی اردو راجستھان جے پور میں قیام کے بعد اس خطے میں اردو زبان وادب کو فروغ حاصل ہوا اور اردو تعلیم کا سلسلہ از سرِ نو شروع ہوا تو اس کا نتیجہ ہے کہ آج سرکاری اور غیر سرکاری کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اردو کی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق کو فروغ حاصل ہورہا ہے۔ انجمن ترقی اردو

راجستھان نے اپنے قیام کے زمانے سے ہی مختلف ادبی تقریبات منعقد کرنے میں سرگرم رہی۔خاص طور پر ادبی سمینار اور سمپوزم کا انعقاد کیا گیا۔اس کے علاوہ انجمن کے زیرِ اہتمام منعقدہ مختلف ادبی تقریبات کی تفصیلات اور اس کی کارکردگی پر روشنی ڈالی گئی جو کتابی شکل میں شائع بھی کی گئیں۔جنھیں روداد کا نام دیا گیا

انجمن ترقی اردو کی ساٹھ سے زائد شاخیں راجستھان کے مختلف شہروں اور قصبوں میں قائم ہو چکی تھیں جن کا وجود آہستہ آہستہ ختم ہوتا رہا اور انجمنوں کی کارکردگی تاریخ کا حصہ بن گئیں۔ان انجمنوں سے قطع نظر ۱۹۶۵ء میں راجستھان ساہتیہ اکادمی اودے پور کے قیام کے زمانے سے راجستھان میں اردو شعر و ادب کے فروغ کی راہیں بھی کھلنے لگیں تھیں اور خاص طور پر ۱۹۷۹ء میں راجستھان اردو اکادمی جے پور کے قیام کے بعد راجستھان میں اردو کے فروغ کے لئے جو کام کئے گئے یا جو کئے جا رہے ہیں وہ قابلِ ستائش ہیں۔

راجستھان اردو اکادمی کی جانب سے منعقدہ سمیناروں وغیرہ کے انعقاد کا سلسلہ اس کے قیام کے زمانے سے تاحال مسلسل جاری ہے۔اس کے علاوہ اردو زبان ادب کے شعر و ادباء کی تخلیقات کی اشاعت میں یہ ادارہ سرگرم ہے۔اس کے زیرِ اہتمام منعقدہ سمیناروں کی رودادیں بھی شائع ہو کر منظرِ عام پر آ چکی ہیں

اسی طرح بین الاقوامی شہرت یافتہ تحقیقی ادارہ ’’مولانا ابوالکلام آزاد عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک‘‘ (المعروف اے۔پی۔آر۔آئی ٹونک) کی علمی، ادبی اور تحقیقی خدمات کا ذکر اس باب کا اہم جزو ہے جس کے بغیر یہ مقالہ مکمل نہیں ہوسکتا۔مولانا ابوالکلام آزاد پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک قیام کے زمانے سے ہی اس ادارے کے جانب سے ہر سال ایک کل ہند سیمینار منعقد کیا جاتا ہے۔

راجستھان اردو اکادمی کے علاوہ راجستھان کے مختلف ضلعوں اور ان سے وابستہ قصبوں میں جو ادبی انجمنیں قائم ہیں ان کی خدمات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جنھوں نے آزادی کے بعد اردو شعر و ادب کے فروغ کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ان انجمنوں کے زیرِ اہتمام منعقد ادبی تقاریب اور خاص طور سے مشاعروں کی رودادوں سے ان انجمنوں کی کارکردگی ظاہر ہوتی ہے۔یہ رودادیں نہ صرف ان ادبی تقاریب کے انعقاد کی عکاسی ہے بلکہ عملی و ادبی تحقیق کے لئے بھی مشعل راہ ہے۔ان کے علاوہ تعلیمی اداروں کی انجمنیں بھی شامل ہیں جو عام طور پر سے ’بزمِ ادب‘ کے نام سے ادبی خدمات دیتی رہیں۔مثلاً ’بزمِ ادب‘ گورنمنٹ کالج ٹونک بزمِ شعبۂ اردو، فارسی راجستھان یونیورسٹی جے پور، بزمِ ادب شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج اجمیر وغیرہ۔

اسی طرح مقالے کے آخری باب ششم میں ماحصل بھی پیش کیا گیا ہے کہ راجستھان کے ادبی انجمنیں جو آزادی سے پہلے بھی قائم ہوئی اور تشکیلِ راجستھان کے بعد بھی قائم ہیں۔ یا جن کے قیام کی سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ یہ تمام انجمنیں اہمیت کی حامل ہیں اوران ادبی انجمنوں کی تاریخی اہمیت مسلم ہے۔جن سے راجستھان میں اردو زبان وادب کے فروغ میں ان کے زیرِ اہتمام منعقدہ مختلف ادبی تقریبات کے علاوہ ان کی جانب سے مطبوعہ اورغیر مطبوعہ رودادوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔جب بھی راجستھان میں اردو زبان وادب کی تاریخ کے موضوع پرقلم اٹھائی جائے گی تو اس میں یقیناً راجستھان کی ادبی انجمنوں کی خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

☆☆☆

کتابیات

(سنہ وار فہرست)

نمبر	نام کتاب	نام مصنف/مرتب	مطبوعہ	موضوع/فن	سنہ مطبع
۱۔	تاریخ غریبی	محمد جی میاں غریب	----	مثنوی	۱۷۵۰ء
۲۔	قصہ رنگین گفتار	عظمت اللہ خاں نیاز دہلوی	----	داستان	۱۸۱۱ء
۳۔	محاصرہ رنتھمبور	گردھاری لال	----	تاریخ	۱۸۴۶ء
۴۔	فرحتِ شعراء	کندن لال منشی		روداد	۱۸۷۴ء
۵۔	وقائع راجپوتانہ	منشی جوالا سہائے	سرچشمہ فیض دہلی	تاریخ	۱۸۷۹ء
۶۔	دیوانِ گلؔ	اکبر علی خاں تلمذ میر تقی میر		شاعری	۱۸۸۳ء
۷۔	ارمغان راجہ	دیوان ہیرا لال شہرتؔ	نظامی پریس آگرہ	تاریخ	۱۸۸۸ء
۸۔	تاریخ بیکانیر	سوہن لال بھٹناگر	جیل پریس بیکانیر	تاریخ	۱۸۹۰ء
۹۔	افتخار التواریخ	دیبی پرشاد بشاشؔ	انجمن پریس جھالاواڑ	تاریخ	۱۹۰۹ء
۱۰۔	تاریخ راجہ کوٹہ	چودھری مول چند	ابو العلائی پریس آگرہ	تاریخ	۱۹۱۹ء
۱۱۔	آثارِ مالوہ	احمد مرتضیٰ نظر	برقی پریس دہلی	تاریخ	۱۹۲۶ء
۱۲۔	وقائع راجستھان	مولوی نجم الغنی	ہمدم پریس دہلی	تاریخ	۱۹۲۶ء
۱۳۔	شاہد غم	سید انور علی شاد	ہیرا لال پریس جے پور	شاعری	۱۹۲۶ء
۱۴۔	خیابانِ خلیلؔ (انتخابِ کلام)	نواب ابراہیم علی خاں خلیلؔ	عزیز پریس آگرہ	تاریخ	۱۹۲۶ء
۱۵۔	کلیات دانشؔ	شمبھو دیال دانشؔ	انجمن پریس جھالاواڑ	تاریخ	۱۹۲۹ء
۱۶۔	سرمایہ افتخار نیرنگ	عبدالوحید نیرنگ کاکوروی	نیر پریس لکھنؤ	تاریخ	۱۹۲۹ء

نمبر	نام کتاب	نام مصنف /مرتب	مطبوعہ	موضوع /فن	سنہ مطبع
۱۷	ممتاز مشاعرہ	احمر جے پوری	صوفی پریس اجمیر	شاعری	۱۹۳۵ء
۱۸	سرنوشت مائل	مولانا احترام الدین شاغلؔ	خواجہ پریس اجمیر	شاعری	۱۹۳۶ء
۱۹	بہترین تذکرہ	کارکنان بزمِ ادب جے پور	مسلم یونیوسٹی علی گڑھ	تذکرہ	۱۹۳۷ء
۲۰	تواریخ راج الور	پنڈت پنا کی لال	شرما الیکٹرک پریس الور	تاریخ	۱۹۳۸ء
۲۱	جائزہ زبان اردو	عبدالحق	انجمن ترقی اردو ہند	تاریخ	۱۹۳۸ء
۲۲	حدیقۂ راجستھان	اصغر علی آبروؔ	ستارۂ ہند پریس دہلی	تاریخ	۱۹۴۶ء
۲۳	جام شاغلؔ	مولانا احترالدین شاغلؔ عثمانی	۔	تذکرہ	۱۹۵۵ء
۲۴	تذکرۂ شعرائے جے پور	مولانا احترام الدین شاغلؔ	یونین پرنٹنگ پریس دہلی	تذکرہ	۱۹۵۸ء
۲۵	غیر طرحی مشاعرہ کا مجموعہ	حافظ محمد ایاب خاں قمرؔ	اردو پریس جے پو	شاعر	۱۹۵۸ء
۲۶	سلطان التارکین	احسان الحق فاروقی	مشہور آفسیٹ پرنٹنگ	تاریخ	۱۹۶۳ء
۲۷	بہارِ سخن (تذکرۂ شعرائے جودھپور)	محمد شرف الدین یکتاؔ	محبوب پریس حیدر آباد	تاریخ	۱۹۶۴ء
۲۸	وقائع راجستھان	نجم الغنی	محمد پریس لکھنو	تاریخ	۱۹۶۷ء
۲۹	انوار وتجلیات	قمرؔ واحدی	الجمعۃ پریس دہلی	شاعری	۱۹۷۶ء
۳۰	تاریخِ ٹونک	محمد اعجاز خاں جمال	پرینٹنگ پریس کراچی	تاریخ	۱۹۸۳ء
۳۱	موجودہ اور نمائندہ شعرائے اجمیر	سید فضل المتین	راجستھان اردو اکادمی	تذکرہ	۱۹۸۷ء
۳۲	تذکرۂ معاصر شعرائے جودھپور	شین۔ کاف۔ نظام۔	راجستھان اردو اکادمی	تذکرہ	۱۹۹۱ء
۳۳	تعارف وکلام:۔ 'مولانا احترام الدین شاغلؔ'	خداداد مونسؔ	راجستھان اردو اکادمی	تذکرہ	۱۹۹۳ء

نمبر	نام کتاب	نام مصنف/مرتب	مطبوعہ	موضوع/فن	سنہ مطبع
۳۴۔	تعارف وکلام:۔				
	'منشی محمد ایوب خاں صاحب فضاؔ'	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	راجستھان اردو اکادمی	تذکرہ	۱۹۹۳ء
۳۵۔	راجستھان میں اردو زبان وادب ۱۸۵۸ء تک				
		ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	راجستھان اردو اکادمی	تاریخ	۱۹۹۶ء
۳۶۔	تذکرۂ شعرائے اودے پور	شاہد عزیز	راجستھان اردو اکادمی	تذکرہ	۲۰۰۰ء
۳۷۔	تذکرۂ شعرائے کوٹہ	عقیل شاداب	راجستھان اردو اکادمی	تذکرہ	۲۰۰۰ء
۳۸۔	تذکرۂ شعرائے بیکانیر	عبدالعزیز آزاد	راجستھان اردو اکادمی	تذکرہ	۲۰۰۰ء
۳۹۔	تاریخ وتذکرۂ فتح پور شیخاواٹی	نذیر فتح پوری	پربھات پرنٹنگ پریس پونے	تاریخ	۲۰۰۳ء
۴۰۔	مشرقی راجپوتانہ کے قدیم مراکز الور، بھرت پور اور دھولپور				
		ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	اے۔پی۔آر۔آئی۔ٹونک	تحقیق	۲۰۰۶ء
۴۱۔	راجستھان میں اردو کی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق (آزادی کے بعد ایک جائزہ)				
		ڈاکٹر حبیب اللہ نیازی	----	تحقیق	۲۰۰۸ء
۴۲۔	اردو شاعری کا تنقیدی مطالعہ	سنبل نگار	ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ	تنقید	۲۰۱۰ء
۴۳۔	سابق ریاست جے پور میں اردو شعر وادب کا ارتقاء				
		ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	راجستھان اردو اکادمی	تاریخ	۲۰۱۰ء
۴۴۔	گلدستۂ دبستانِ قمرؔ	فریدالعصر نظر ایوبی	راجستھان اردو اکادمی	شاعری	۲۰۱۲ء
۴۵۔	ٹونک میں اردو کا فروغ	سید ساجد علی ٹونکی	علی پبلیکیشنز ٹونک	تاریخ	۲۰۱۳ء
۴۶۔	راجستھان میں خواتین کی اردو خدمات	ڈاکٹر قمر جہاں بیگم	گلوبل کمپیوٹرس جے پور	تحقیق	۲۰۱۶ء

ادبی اجتماعات کی رودادیں

(سنہ وار فہرست)

نمبر شمارہ عنوان	مصنف/مرتب	مطبع/ناشر	سنہ طباعت
۱۔ گلدستۂ مشاعرہ نیشنل فرنٹ اجمیر	مولانا فضائی	کلیمی پریس اجمیر	۱۹۹۴ء
۲۔ گلدستۂ بلاغت روداد مشاعرہ جے پور	مولانا شاغل	شیام لیتھو پریس جے پور	۱۹۵۲ء
۳۔ خزانہ سخن روداد مشاعرہ جے پور	قاضی امین الدین آثر عثمانی	نیشنل آرٹ پریس سیکر	۱۹۵۳ء
۴۔ ضیائے قمر روداد مشاعرہ جھنجھنوں	سید علی نقوی	نیشل آرٹ پریس سیکر	۱۹۵۶ء
۵۔ روداد کل راجستھان اردو کنونیشن جے پور	مولونا شاغل	الجمعۃ پریس دہلی	۱۹۵۶ء
۶۔ روداد کل راجستھان اردو سمپوزیم جے پور	مولانا شاغل	مسلم ایجوکیشنل پریس علی گڑھ	۱۹۶۳ء
۷۔ روداد راجستھان اردو کانفرنس جے پور	مولانا شاغل	محبوب المطالع پریس دہلی	۱۹۵۴ء
۸۔ روداد کل راجستھان اردو سمپوزیم اور اردو کل ہند اردو مشاعرہ	محمد وحید اللہ خاں	دہلی پرنٹنگ پریس رامپور	۱۹۶۶ء
۹۔ روداد جشنِ اعزاز مولانا سالک عزیزی	۔	بزمِ شاہد فتح پور، شیخاوٹی (ضلع سیکر)	۱۹۹۱ء
۱۰۔ ادراکِ ادب	ڈاکٹر عزیز اللہ شرانی مسعود اختر	خواجہ پریس دہلی	۱۹۹۴ء
۱۱۔ روداد آل انڈیا اردو سیمینار گورنمنٹ کالج ٹونک	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	۔	۱۹۷۲ء
۱۲۔ روداد آٹھویں سالانہ کانفرنس انجمن اساتذہ اردو جامعات ہند دہلی	ڈاکٹر عزیز شیرانی	۔	۱۹۷۸ء
۱۳۔ پہلی آواز حصہ اوّل	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	راجستھان اردو اکادمی جے پور	۱۹۸۷ء
۱۴۔ پہلی آواز حصہ اوّل	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی	راجستھان اردو اکادمی جے پور	۱۹۸۷ء
۱۵۔ تخلیقات	ڈاکٹر ابوالیض عثمانی	نمبر آفسیٹ پریس دہلی	۱۹۸۷ء
۱۶۔ سمن زار سخن اردو کل ہند اردو مشاعرہ	راہی شہابی	راجستھان اردو اکادمی جے پور	۱۹۹۴ء

نمبر شمارہ عنوان	مصنف/مرتب	مطبع/ناشر	سنہ طباعت
۱۷۔ اردو ہندوستانی مشترکہ ثقافت کی امین	عبدالغنی رہبر ڈاکٹر ناصرہ بصری ڈاکٹر جمیلہ	راجستھان اردو اکادمی جے پور	۱۹۹۴ء
۱۸۔ مولانا آزاد ہمہ جہت نظریات کے آئینہ میں	ڈاکٹر ثاقب رضوی	راجستھان اردو اکادمی جے پور	۱۹۹۴ء

پی۔ایچ۔ڈی کے مقالے:

۱۔ راجستھان میں اردو زبان و ادب کے لئے غیر مسلم حضرات کی خدمات

مرتبہ۔ ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی ۱۹۷۰ء

۲۔ مولانا سلیم الدین تسلیم حیات اور ادبی کارنامے

مرتبہ۔ ڈاکٹر حسن آرا ۱۹۸۷ء

۳۔ راجستھان میں مختلف زبانوں کی کتاب کے اردو تراجم

مرتبہ۔ ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی ۱۹۸۹ء

۴۔ راجستھان میں شعری گلدستوں کی روایت اور ان کی اہمیت

مرتبہ۔ ڈاکٹر نادرہ خاتون ۱۹۹۲ء

۵۔ راجستھان میں اردو نثر کی ایک صدی ۱۸۵۷ء تا ۱۹۵۷ء

مرتبہ۔ ڈاکٹر قمر جہاں بیگم ۲۰۰۲ء

۶۔ راجستھان میں اردو مرثیہ اور سلام گوئی کی روایت

مرتبہ۔ ڈاکٹر نصرت فاطمہ ۲۰۰۲ء

۷۔ راجستھان میں اردو نثر آزادی کے بعد

مرتبہ۔ ڈاکٹر محمد فاضل ۲۰۰۷ء

۸۔ مارواڑ میں اردو

مرتبہ۔ڈاکٹر ضیاء الحسن قادری ۲۰۱۲ء

۹۔ راجپوتانہ کی قدیم ریاستوں کے قوانین اردو ایک جائزہ

مرتبہ۔ صدر النساء ۲۰۱۴ء

۱۰۔ راجستھان اردو اکادمی کی ادبی خدمات کا تنقیدی جائزہ

مرتبہ۔ ساریہ خان ۲۰۱۴ء

۱۱۔ مولوی عبدالسلام بیگ شفیق جھالاواڑی حیات اور شعری و ادبی خدمات

مرتبہ۔ سیدہ انجم ۲۰۱۵ء

۱۲۔ عقیل شاداب شخصیت اور فن

مرتبہ۔ بے بی شبانہ ۲۰۱۷ء

رسائل واخبارات

نمبر شمارہ عنوان	قسم	مطبع رناشر	سنہ طباعت
۱. شاعری کی کایا پلٹ	سہ ماہی	زیر ادارات انجمن سخنِ شعراء جھالاواڑ	۱۹۰۵ء
۲. آفتاب	ماہانہ	پرشوتم لال ایڈیٹر جیل پریس جھالاواڑ	اپریل ۱۹۰۶ء
۳.جنگِ یورپ	ماہانہ	شمبھودیال ایڈیٹر جیل پریس جھالاواڑ	اگست، ستمبر ۱۹۲۰ء
۴۔تراش	ماہانہ	کوٹہ	مارچ ۱۹۶۸ء
۵۔ٹونک گورنمنٹ گزٹ	ہفتہ روزہ	ٹونک	۲۱رجنوری ۱۹۴۸ء
۶۔بشارت	پندرہ روزہ	جے پور	جولائی، اگست ۱۹۶۷ء مئی ۱۹۶۸ء
۷۔پیامِ مشرق	ہفتہ روزہ	دہلی	۷راگست ۱۹۶۷ء

نمبر شمارہ عنوان	قسم	مطبع / ناشر	سنہ طباعت
۸۔ پیامِ رام	ماہانہ	لکھنؤ	فروری تا دسمبر ۱۸۸۵ء
			فروری تا مارچ ۱۸۸۶ء
			جنوری و جولائی ۱۸۸۷ء
۹۔ جوہرِ سخن	ماہانہ	جے پور	جنوری تا اگست ۱۹۱۴ء
۱۰۔ شاداں	ماہانہ	جے پور	مکمل سیٹ ۱۹۶۴ء اور ۱۹۳۱ء
۱۱۔ شت دھارا	سالانہ	شعبۂ اردو گورنمنٹ کالج ٹونک (اردو سیکشن)	خصوصی شمارے
۱۲۔ نخلستان	سہ ماہی	راجستھان اردو اکادمی جے پور (نمبر ا، شمارہ نمبر ا تا ۴)	مارچ ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۸ء
۱۳۔ جانِ غالبؔ	مجلّہ	مرزا غالبؔ سوسائٹی جے پور	۲۰۱۲ء
۱۴۔ جرنل	سالانہ	APRI ٹونک	مختلف شمارے
۱۵۔ نخلستان	سہ ماہی	راجستھان اردو اکادمی جے پور (کل ہند اردو کنوینشن جلد نمبر ۱۳)	جولائی ۱۹۹۲ء تا ستمبر ۱۹۹۴ء
۱۶۔ ہماری طاقت	پندرہ روزہ	جے پور	۲ / جون ۲۰۱۶ء
			۱۷ جنوری ۲۰۱۷ء
۱۷۔ ہمارا اردو ڈائجسٹ (اردو نمبر)	ماہانہ	دہلی	اپریل ۱۹۷۳ء
۱۸۔ رہنمائے تعلیم	ماہانہ	دہلی	مارچ ۱۹۶۷ء
۱۹۔ ہربرٹ کالج میگزین	سالانہ	کوٹہ	۱۹۳۶ء
۲۰۔ راجستھان پتریکا	روزانہ	جے پور	
۲۱۔ گلابی کرن	ماہنامہ	دہلی	جنوری ۲۰۰۳ء

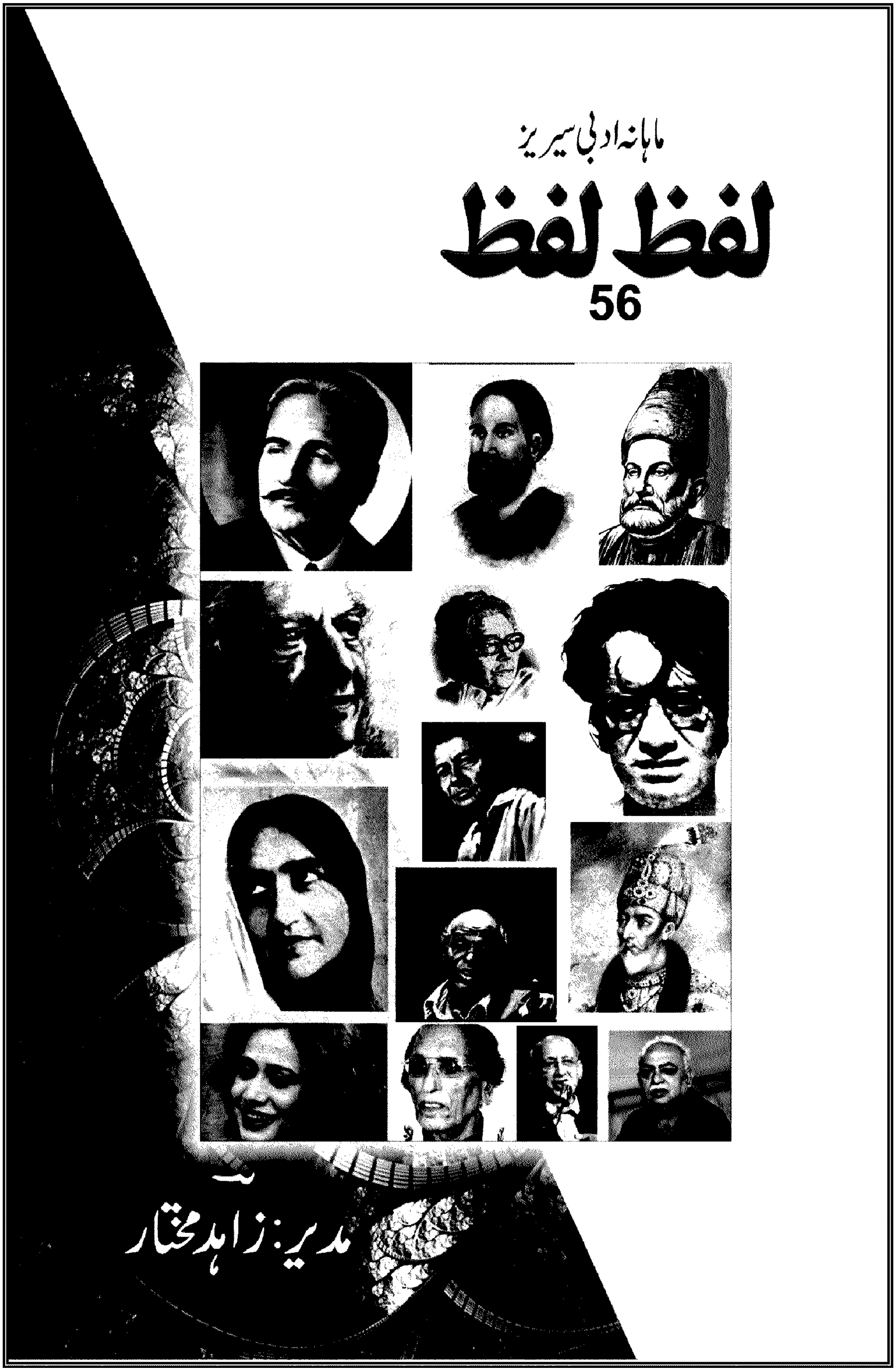
ماہانہ ادبی سیریز
لفظ لفظ
56
مدیر: زاہد مختار

اردو زبان وادب کے فروغ میں راجستھان کی قدیم ادبی انجمنوں کا کردار

محمد اشفاق منصوری:
ریسرچ اسکالر: یونیورسٹی آف کوٹہ (راجستھان)

موجودہ راجستھان کی تشکیل سے قبل یہ صوبہ ''راجپوتانہ'' کہلاتا تھا جو مختلف دیسی ریاستوں اور اجمیر کمشنری پر مشتمل تھا۔ اس خطہ میں اردو زبان بول چال کی زبان کی حیثیت سے تقریباً اس دور میں استعمال کی جانے لگی جب شمالی ہند میں یہ اپنے ارتقائی دور سے گزر رہی تھی اور اس کا نام ''اردو'' بھی منظرِ عام پر نہیں آیا تھا۔ اس زبان کو فروغ دینے والوں میں فارسی بولنے والے صوفیوں، درویشوں، تاجروں اور سپاہیوں کے علاوہ شمالی ہند کی رائج بولیاں بولنے والے افراد شامل تھے۔ جن کے باہمی روابط کے باعث فارسی اور مقامی زبان شیر وشکر ہوکر اس زبان کا خمیرہ تیار ہوا اور آگے چل کر یہ زبان اردو کے نام سے دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں میں شمار کی جانے لگی۔

راجستھان میں اردو شعر وادب کے نقوش انیسویں صدی کے تقریباً نصف آخر زمانے سے ابھرنے لگے تھے۔ اور ۱۸۵۷ء آتے آتے واضح طور پر نظر آنے لگے۔ خصوصاً ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد جب دہلی اور دوسرے مقامات کے پریشان حال اربابِ علم وکمال او راصحابِ شعر وسخن فکر معاش، حفظ جان اور تلاشِ سکون کے لئے اس خطہ میں پہنچنے لگے تو جہاں

جہاں انہوں نے سکونت اختیار کی وہ مقامات شعر وسخن کے گہوارے اور علم وادب کے مرکز بنتے گئے۔ خاص طور پر ان ریاستوں میں جہاں کے حکمرانوں نے خود اردو شعر وسخن اور علم وادب سے دلچسپی لی، وہاں اردو ادب کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے راجپوتانہ کا ریگستان علم وادب کا نخلستان بن گیا جہاں دہلی اور لکھنو اور دوسرے مقامات کے ارباب علم وادب نے پہنچ کر شعر وادب کے چراغ روشن کئے اور بعض دیسی ریاستوں میں ادبی گہوارے قائم ہوئے۔ مثال کے طور پر ریاست ٹونک کے قطع نظر جہاں ایک مسلم ریاست تھی۔ جے پور میں دہلی سے آئے ہوئے اربابِ علم وفن نے شعر وادب کو اتنا فروغ دیا تھا کہ بقول مولوی عبدالحق ''جے پور کو لوگ دوسری دہلی کہنے لگے تھے'' حتیٰ کہ الور جیسی غیر مسلم ریاست میں بھی ۱۸۵۷ء کے بعد اردو زبان وادب کو اتنا فروغ حاصل ہو چکا تھا کہ وہاں کے مہاراجا شیودان سنگھ (۱۸۷۴ء - ۱۹۵۷ء) کے عہدِ حکومت میں مقامی شاعر ہیرالال شہرت نے کہا تھا کہ ؎

''شور ہے شعر وسخن کا ہر طرف
ان دنوں الور جہاں آباد ہے''

اسی طرح دوسری ریاستوں میں بھی اردو شعر وادب کو فروغ حاصل ہوتا رہا۔ ان میں خاص طور پر بھرت پور، جودھپور، بیکانیر، کوٹہ، جھالاواڑ وغیرہ کے علاوہ اجمیر کا نام بھی قابلِ ذکر ہے۔ جہاں انگریزی حکومت کی عملداری تھی۔ اس کے علاوہ جھالاواڑ جیسی چھوٹی ریاست میں تو اردو کو اتنا فروغ حاصل ہو چکا تھا کہ وہاں کے حکمراں کی سرپرستی میں شاہی محل میں ماہانہ مشاعرے منعقد ہونے لگے تھے۔ اور وہاں مہاراجا بھوانی سنگھ (۱۹۲۹ء - ۱۸۸۸ء) نے اپنے دربار کے نامور شاعر شمبھو دیال دانش کو ''ملک الشعراء'' کے خطاب سے نوازا تھا۔

ان تمام ریاستوں کا ذکر ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی نے اپنے پی۔ایچ۔ڈی۔ کے مقالے بعنوان ''راجستھان میں اردو زبان وادب کے لئے غیر مسلم حضرات کی خدمات'' میں کیا ہے۔ ایسے صوبہ میں جہاں مختلف ریاستیں قائم ہوں، جہاں ایک طرف ریاستوں کے حکمرانوں کو انتظام ریاستوں کے حقوق حاصل ہوں اور دوسری جانب انگریزی حکومت کا ان پر اقتدار قائم ہو۔ وہاں

اردو زبان وادب کو فروغ ہو۔ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اردو کے فروغ میں شخصیات ہی نہیں بلکہ اجتماعی کوششیں بھی شامل رہی ہیں اور وہ کوششیں انجمنوں کے ذریعہ ہوتی رہی اور آزادی کے بعد بھی جاری رہیں۔ مگر اردو کے مورخین اور محققین کی لاعلمی یا ادبی التفات کے باعث وہ گمنامی کے پردے میں پوشیدہ ہوتی رہیں۔

آج راجستھان میں اردو تحقیق کے فروغ نے اس خطہ کی ادبی تاریخ کے بند دریچے کھول کر ماضی کی ادبی روایت کو اہلِ ادب کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ جس سے پتا چلتا ہے کہ راجستھان میں شعر وادب کے فروغ میں یہاں کی ادبی انجمنوں نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور یہ سلسلہ انیسویں صدی کے آخر سے فروغ پا چکا تھا۔ جب ۱۸۷۲ء میں راجستھان کی پہلی انجمن ''بزم ادب'' کے نام سے جے پور میں قائم ہوئی تھی۔ اسی زمانے سے اب تک مختلف حصوں میں ادبی انجمنیں شعر وادب کی تربیت واشاعت کی خدمات انجام دیتی رہی ہیں۔ ایک طرف ان انجمنوں نے مقامی طور پر شعر وادب کے ماحول کو گرما کر ادبی فضا قائم کی تو دوسری طرف ادبی تقریبات اور خاص طور پر مشاعرے وغیرہ کی روداد اور شعراء کی تخلیقات کا تحفظ کر کے راجستھان میں شعر وادب کی تاریخ کے لئے مواد فراہم کر دیا۔ ایسی انجمنیں راجستھان کے مختلف خطوں میں قائم ہوتی رہیں۔ کچھ وقتی طور پر اپنی ایک جھلک دکھا کر گمنامی کے پردے میں چھپ گئیں تو کچھ انجمنیں ماہانہ مشاعرے منعقد کرتی رہیں اور جب تک انجمنوں کے اراکین فعل رہے انجمنوں کا وجود قائم رہا۔ جیسا کہ سطورِ بالا تحریر کیا گیا ہے کہ راجستھان کی اولین ادبی انجمن کا شرف 'بزم ادب جے پور' کو حاصل ہے۔ لہٰذا ریاستی سطح پر ہمارے سامنے ادبی نقطۂ نظر سے سب سے پہلے ریاست جے پور کا نام آتا ہے۔

ریاست جے پور:

راجستھان کی اولین انجمن بزم ادب کے نام سے مولانا سلیم الدین تسلیم کی صدارت میں ۱۸۷۲ء میں جے پور میں قائم ہوئی تھی لیکن اس سے پہلے بھی ایک اور انجمن کا قیام عمل میں آیا تھا جو شوشل سائینی کانگریس کے نام سے ۱۸۶۹ء میں تشکیل کی گئی تھی۔ یہ ایک

ثقافتی اور سماجی انجمن تھی جس کے مقاصد میں علوم وفنون کی ترویج بھی شامل تھی اور ان مقاصد کے حصول کے لئے ادبی تقریبات اور مشاعرے وغیرہ کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ حالانکہ یہ ایک خالص ادبی سوسائٹی نہیں تھی پھر بھی اس زمانے میں اس سوسائٹی نے ریاست جے پور میں شعرو ادب کی سرگرمیوں کو فروغ دینے میں ایک اہم رول ادا کیا ہے اور جس کے زیر اثر ۱۸۷۲ء میں مولانا سلیم الدین تسلیم عثمانی کی صدارت میں ایک خالص ادبی انجمن ''بزم ادب جے پور'' کا قیام عمل میں آیا جس کے زیرِ اہتمام ماہانہ طرحی مشاعرے منعقد کئے گئے۔ اس کے علاوہ ۱۸۷۲ء تا ۱۸۷۴ء کے مشاعروں کا ایک مجموعہ ''فرحت الشعراء'' کے نام سے کندل لال منشی نے مرتب کیا جو بزمِ ادب کے زیر اہتمام منعقدہ مشاعروں میں شرکت کیا کرتے تھے۔ ''فرحت الشعراء'' بزم ادب جے پور کے زیرِ اہتمام ہونے والے مشاعروں کی روداد ہے جس میں شعراء کا مختصر تعارف اور انتخاب کلام کے علاوہ شرکائے مشاعرہ کا ذکر موجود ہے۔ اس روداد کی ایک ادبی اور تاریخی اہمیت ہے۔

بزم ادب کے قیام کے بعد جے پور میں کئی ادبی انجمنیں قائم ہوئیں جن کے زیرِ اثر جے پور کی ادبی فضا کو تقویت ملتی رہی ان میں مرزا غالب سوسائٹی کا نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔ مرزا غالب کی ایک سو چالیسویں یومِ پیدائش کے موقع پر دسمبر ۱۹۴۶ء میں مرزا نصیر بیگ رعنا نے مرزا غالب کے نام سے ادبی تنظیم کی تشکیل کی۔ ابتدا میں اس سوسائٹی کے زیر اہتمام ہر سال مشاعرے کی شکل میں ماہ دسمبر میں جشنِ غالب اور ماہ جون میں مرزا غالب کے پسندیدہ پھل آم کی نسبت سے تقریب آم منعقد کئے جاتے تھے۔ مرزا غالب سوسائٹی ایک ایسی واحد سوسائٹی ہے جو اپنے قیام کے زمانے سے لے کر آج بھی قائم ہے اور ادبی تقاریب کے انعقاد میں سرگرم ہے۔

ریاست ٹونک

ہندوستان میں اردو زبان وادب کے دو اہم ادبی مراکز دہلی اور لکھنؤ کی طرح جے پور اور ٹونک کو راجستھان میں ادبی اعتبار سے خصوصی مقام حاصل رہا ہے۔ راجپوتانہ کی واحد مسلم

ریاست ٹونک میں نوابوں کی سر پرستی میں اردو زبان وادب کو بلندی حاصل ہوئی اور ادبی انجمنوں کے قیام کے زیرِ اثر اردو شعر وادب کو خوب فروغ حاصل ہوا۔

ریاست ٹونک میں پہلی انجمن نواب ابراہیم خاں خلیلؔ کی سر پرستی میں ۱۸۹۶ء میں بزمِ خلیل کے نام قائم ہوئی۔ جس کے زیرِ اہتمام طرحی اور غیر طرحی مشاعرے منعقد کئے جاتے تھے۔ ان مشاعروں کی روداد ''حدیقہ راجستھان'' (تاریخِ ٹونک) کے نام سے اصغر علی آبروؔ نے مرتب کی جس میں شرکت کرنے والے شعراء کی مختصر حالاتِ زندگی، طرحی اور غیر طرحی کلام اور دیگر شرکاء کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔

ریاست ٹونک کی دوسری اہم انجمن نواب ابراہیم خاں خلیلؔ کے فرزند نواب سعادت علی خاں سعدؔ کی سر پرستی میں ۱۹۳۸ء میں 'سعادت لٹریری سوسائٹی' کے نام سے قائم ہوئی اور جس کے زیرِ اہتمام ماہانہ مشاعرے اور شعری نشستیں منعقد کئے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ نواب صاحب خود ایک اچھے شاعر اور ڈرامہ نگار تھے، اور ڈرامہ نگاری میں راجؔ تخلص کرتے تھے آپ کی کوششوں سے ٹونک میں ایک تھیٹریکل کمپنی قائم ہوئی۔ اس طرح ریاست ٹونک میں کئی انجمنیں قائم ہوئی اور اپنے اپنے عہد کے ادب نواز نوابوں کی سر پرستی میں خوب پروان چڑھیں۔

ریاست جھالاواڑ

ریاست جے پور اور ٹونک کے علاوہ جھالاواڑ جیسی چھوٹی ریاست میں اردو شعر وادب کو فروغ دینے میں یہاں کے حکمرانوں کی سر پرستی میں کئی انجمنیں قائم ہوئیں جن کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ریاست جھالاواڑ کی ''انجمنِ سخنِ شعراء'' خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ والیِ ریاست جھالاواڑ مہاراجا بھوانی سنگھ (۱۹۲۹ء-۱۸۸۸ء) کے دورِ حکومت میں اردو شعر وادب کو خوب فروغ حاصل ہوا جس کے زیرِ اثر ۱۹۰۵ء میں ''انجمنِ سخنِ شعراء'' کے نام سے ایک انجمن کی بنیاد ڈالی گئیں۔ جس کے زیرِ اہتمام مہاراجا کی ایماء پر ہفتہ وار اور ماہانہ ادبی جلسوں کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ یہ دور جھالاواڑ میں شعر وادب کی تاریخ کا 'عہدِ زریں' تسلیم کیا جاتا ہے۔

مہاراجا بھوانی سنگھ کے بعد مہاراجا راجندر سنگھ مخمور (۱۹۲۹ء۔۱۹۴۴ء) جھالاواڑ کے رئیس بنے جو خود شاعر تھے اوران کی سرپرستی میں 'بزم راجندر' کے نام سے ایک انجمن کا قیام عمل میں آیا۔ جس کے زیر اہتمام ماہانہ طرحی مشاعرے منعقد ہوتے تھے۔ مہاراجا کو اس انجمن سے اس قدر دلچسپی تھی کہ جب آپ اپنی اہلیہ کے علاج کے لئے ولایت گئے تو وہاں سے بھی طرحی غزلیں بھیجتے رہے۔ اسی تہذیب سے متاثر ہوکر پریم شنکر شریوستو نے جھالاواڑ کو ''راجستھان کا لکھنؤ'' کہا تھا۔

ریاست کوٹہ

ادبی انجمنوں کے ذریعہ اردو زبان وادب کو فروغ دینے میں ریاست کوٹہ کا نام بھی خاص اہمیت کا حامل ہے۔ یہاں قائم ہونے ولی اہم ادبی انجمنوں میں 'بھارت بندو سمیتی' کا نام خاص طور سے لیا جاسکتا ہے۔ جس کی تشکیل ۱۹۶۳ء میں کی گئی۔ اس انجمن کے قیام کا مقصد ہندی کی ترویج وترقی تھا۔ لیکن اپنی سالانہ تقریبوں میں جو بسنت کے موقع پر ہوتی تھیں، اردو مشاعرے بھی اس پروگرام کا جزء ہوا کرتے تھے۔ اس سمیتی کے ممتاز کارکن ماسٹر ہند مان پرشاد اردو کے دلدادہ تھے۔ مولوی ثابت لکھنوی کے مشورے سے طرحی مصرع مقرر ہوتا تھا۔

اس کے علاوہ ''بزم ادب کوٹہ'' کے نام سے بھی ایک انجمن ۱۹۲۳ء میں مولوی افضل حسین ثابت لکھنوی کی سرپرستی میں قائم ہوئی تھی۔ ابتدا میں یہ انجمن ''بزمِ خیال''، ''بزمِ سخن'' اورانجام کار ''بزمِ ادب' کے نام سے قائم ہوئی۔ اپنے قیام کے زمانے سے ہی اس کے زیرِ اہتمام ماہانہ، مشاعروں، شعری نشستوں اور دیگر ادبی تقریبات کا انعقاد کیا جاتا رہا۔

ریاست جودھپور

ریاستِ جودھپور جو ابتداء میں ریاست مارواڑ کے نام سے مشہور تھی۔ راجپوتانہ کی قدیم ریاستوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ یہاں بھی اردو زبان وادب کو فروغ حاصل ہوا۔ قادر الکلام شاعر اورنثر نگار شرف الدین یکتا نے جودھپور میں ''بزم ادب'' کے نام سے ایک ادبی انجمن قائم کی۔ جس کے زیرِ اثر ریاست میں شعر وادب کا ماحول قائم ہوا۔ بزمِ ادب کے تحت ادبی نشستوں کا

اہتمام کیا جاتا تھا۔ یہ اپنی نوعیت کی ایک ایسی انجمن تھی۔ جو مشاعروں کے ساتھ ساتھ نثری خدمات بھی انجام دے رہی تھی۔

ریاستِ بیکانیر

ریاست بیکانیر راجستھان کی ایسی دور اُفتادہ ریاست تھی جو عرصہ دراز تک شمالی ہند کی ادبی سرگرمیوں سے دور تھی۔ مولوی بادشاہ حسین خاں رضاؔ کی آمد سے اس ریاست میں شعر وادب کو فروغ حاصل ہوا۔ جس کے زیرِ اثر یہاں ایک ادبی انجمن ''بزم ادب' کے نام سے ۱۹۳۵ء میں قائم کی گئی جس کے زیرِ اہتمام شعری نشستوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔لیکن آہستہ آہستہ بزمِ ادب کی کارکردگی ختم ہوگئی۔ اور کچھ عرصہ تک یہاں شعروادب پر سکوت طاری رہا لیکن جب وحیدالدین خاں بیخودؔ دہلی سے بیکانیر تشریف لائے تو یہاں شعروادب کی سونی محفل میں چہل پہل شروع ہوگئی اور شعروادب کا نیا ماحول قائم ہوگیا۔ بزمِ ادب کے نام سے کئی انجمنیں قائم ہوتی رہیں اور آج بھی یہ انجمن کسی نہ کسی شکل میں بیکانیر میں اردو شعروادب کو فروغ دے رہی ہیں۔

اجمیر کمشنری:۔

سطورِ بالاتحریر ریاستوں کے علاوہ اجمیر کمشنری جو اجمیر میرواڑہ کے نام سے منسوب تھی اور جہاں انگریزی حکومت کی عمل داری تھی۔ یہاں بھی اردو زبان وادب کو فروغ حاصل ہوا۔ اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتیؒ کی تشریف آوری کے زمانے سے اس خطہ میں فارسی کے اثرات ظاہر ہونے لگے تھے ان کی آمد سے یہاں مسلمانوں ،صوفیوں ،تاجروں اور فوجیوں کی آمد ورفت کا سلسلہ بھی بڑھنے لگا۔ جس کا اثر لازمی طور پر یہاں کی بول چال پر بھی ہوا اور ایک نئی زبان جو آگے چل کر اردو کہلائی، آہستہ آہستہ وجود میں آنے لگیں۔ اس کے علاوہ غدر کے متاثر شعراء نے اجمیر کا رُخ کیا۔ ان نووارد شعراء وادباء کے ساتھ مل کر مقامی باشندوں نے علم وادب کی محفلیں قائم کیں۔ اور مشاعروں کا سلسلہ شروع ہوگیا جس کے زیرِ اثر ادبی انجمنیں قائم ہونے لگیں۔ اجمیر میں قائم ہونے والی انجمنوں میں ''انجمن معین الدین''، ''بزم مشتاق'' اور اجمیر کے قادرالکلام شاعر مولانا عبدالباری معنیؔ کے یاد میں قائم انجمن ''بزمِ معنی'' خاص طور سے قابلِ ذکر

ہے۔جن کے زیرِ اہتمام منعقدہ مشاعروں اور دیگر ادبی تقاریب نے اجمیر میں شعر وادب کے ماحول کو گرما کر ادبی فضا قائم کی۔

مذکورہ بالا ریاستوں میں قائم شدہ ادبی انجمنوں نے اپنے اپنے عہد میں اردو زبان وادب کے فروغ میں گرراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔اس مضمون کے تحت راجپوتانہ کی تمام ریاستوں سے وابستہ ادبی انجمنوں کو شامل کرنا ناممکن ہے۔لہٰذا ان ریاستوں کا ذکر کیا گیا ہے جو اس وقت اردو شعر وادب کے اہم دبستان بنے ہوئے تھے اور جن سے وابستہ ادبی انجمنوں نے اردو زبان اور خاص طور اردو شعر وادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔

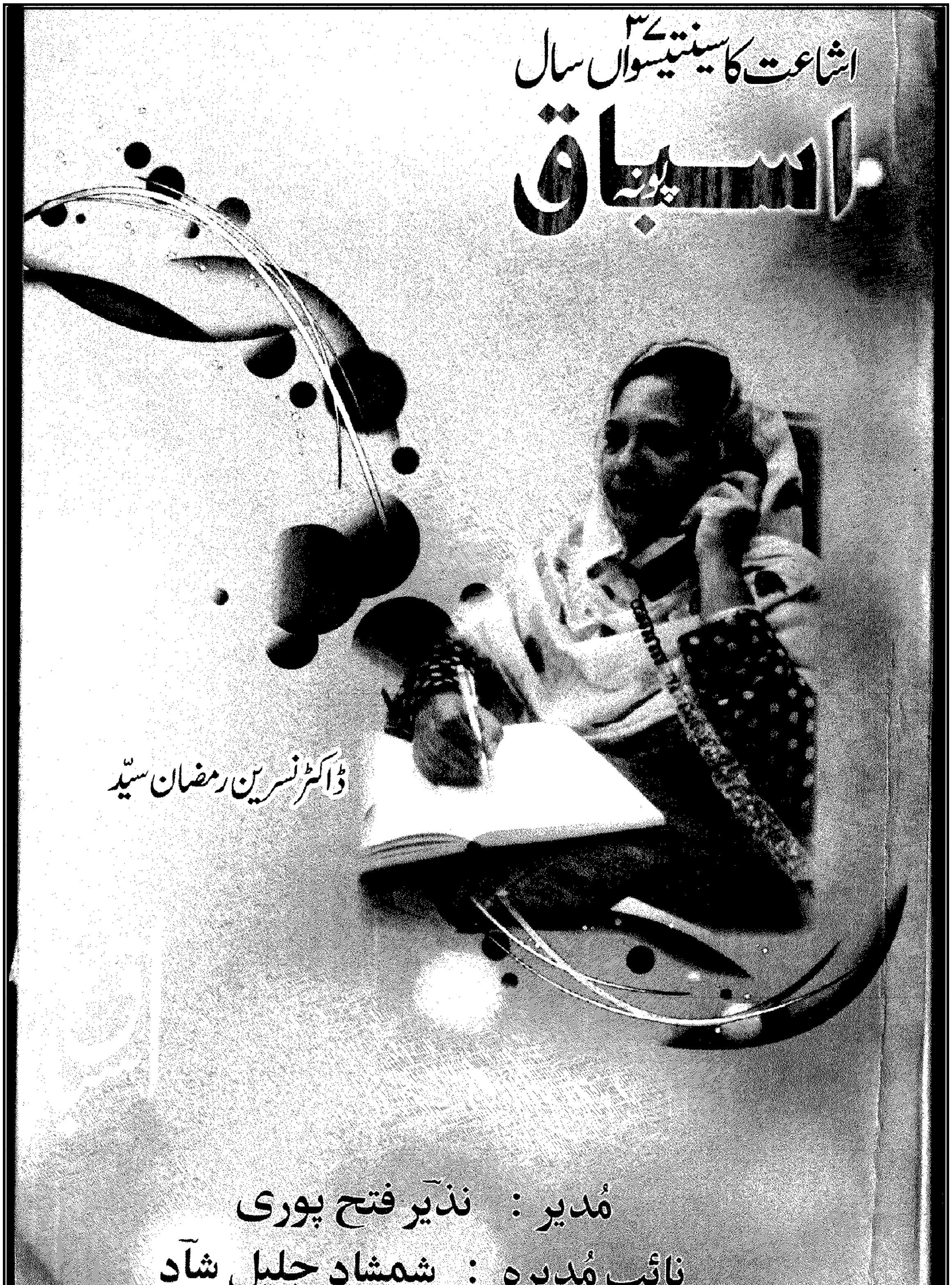
اشاعت کا سینتیسواں سال ۳۷
اسباق
پونہ
ڈاکٹر نسرین رمضان سیّد
مُدیر : نذیر فتح پوری
نائب مُدیرہ : شمشاد جلیل شاد

راجستھان میں اردو زبان و ادب کے فروغ میں جے پور اور ٹونک کی ادبی انجمنوں کی خدمات۔

(آزادی کے بعد)

از۔ محمد اشفاق منصوری (ریسرچ اسکالر) یونیورسٹی آف کوٹہ، کوٹہ (راج)

آج راجستھان میں اردو تحقیق کے فروغ نے اس خطہ کی ادبی تاریخ کے بند دریچے کھول کر ماضی کی ادبی روایت کو اہل ادب کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ راجستھان میں شعروادب کے فروغ میں یہاں کی ادبی انجمنوں نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں اور یہ سلسلہ انیسویں صدی کے آخری سے شروع ہو چکا تھا۔ جب ۱۸۷۲ء میں راجستھان کی پہلی انجمن ''بزم ادب'' کے نام سے جے پور میں قائم ہوئی تھی اس زمانے سے اب تک مختلف حصوں میں ادبی انجمنیں شعروادب کی تربیت و اشاعت کی خدمات انجام دیتی رہی ہیں۔ ایک طرف ان انجمنوں نے مقامی طور پر شعرائے ادب کے ماحول کو گرما کر ادبی فضا قائم کی تو دوسری طرف ادبی تقریبات اور خاص طور پر مشاعرے وغیرہ کی روداد اور شعراء کی تخلیقات کا تحفظ کر کے راجستھان میں شعر وادب کی تاریخ کے لئے مواد فراہم کر دیا۔ ایسی انجمنیں راجستھان کے مختلف خطوں میں قائم ہوتی رہیں۔ کچھ وقتی طور پر اپنی ایک جھلک دکھا کر گمنامی کے پردے میں چھپ گئیں تو کچھ انجمنیں ماہانہ مشاعرے منعقد کرتی رہیں اور جب تک انجمنوں کے اراکین فعال رہے انجمنوں کا وجود قائم رہا۔ یہ سلسلہ ہندوستان کی آزادی کے زمانے تک چلتا رہا۔ آزادی کے بعد مارچ ۱۹۴۹ء میں راجستھان بنا تو ایک ایسا ہنگامی دور تھا۔ جب ایک طرف بہت انجمنوں کے اراکین ترک وطن کر کے پاکستان چلے گئے اور ادبی انجمنیں سونی ہو گئیں مگر پھر بھی شعروادب کے چراغ ٹمٹماتے رہے اور آہستہ آہستہ ایک نئی توانائی کے ساتھ شعروادب کی انجمنیں منظرِ عام پر آنے لگیں۔ خاص طور پر مقامی انجمنوں کے علاوہ صوبائی سطح پر انجمن ترقی اردو قائم کی اور راجستھان کے قیام کے بعد اس خطہ میں اردو زبان وادب فروغ حاصل ہوا اور اردو تعلیم کا جو سلسلہ از سرِ نو شروع ہوا تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج سرکاری اور غیر سرکاری کالجوں اور یونیوسٹیوں میں اردو کی اعلیٰ تعلیم اور اردو تحقیق کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔

انجمن ترقی اردو کی زیادہ شاخیں راجستھان کے مختلف شہروں اور قصبوں میں قائم ہو چکی تھیں جن کا وجود آہستہ آہستہ ختم ہوتا رہا اور انجمن کی کارکردگی تاریخ کا حصہ بن کر رہ گئیں۔ اس انجمن کے قطعی نظر ۱۹۶۵ء میں راجستھان ساہتیہ اکاڈمی اودے پور کے قیام کے زمانے سے راجستھان میں اردو شعروادب کی راہیں بھی کھلنے لگیں اور خاص طور ۱۹۷۹ء میں راجستھان اردو اکاڈمی کے قیام کے بعد اس صوبہ میں اردو کے فروغ کے لئے جو کام کئے گئے یا جو کئے جا رہے ہیں وہ قابلِ ستائش ہیں۔

راجستھان کی تشکیل کے بعد ضلعی سطح کی انجمنوں کے علاوہ انجمن ترقی اردو راجستھان اکاڈمی جے پور کی خدمات اس صوبہ کی ادبی تاریخ کی ضامن ہے۔

ہندوستان کی آزادی اور خاص طور سے تشکیلِ راجستھان کی بقاء و تحفظ، ترقی و ترویج اور اردو تعلیم کے فروغ کے لئے ۱۹۵۳ء کو جے پور میں انجمن ترقی اردو ہند کی شاخ کا قیام عمل میں آیا جس کے زیر اثر ۱۹۵۶ء میں انجمن ترقی اردو ہند کے زیرِ اہتمام پہلا کل ہند اردو کنونیشن منعقد کیا گیا اور اس موقع پر انجمن ترقی اردو کی ریاستیں شاخ انجمن ترقی اردو راجستھان کی تشکیل عمل میں آئی جس کے صدر خاں بہادر الطاف اور سکریٹری مولانا احترام الدین شاغل منتخب ہوئے۔ اس کے علاوہ اردو کے حقوق تحفظ و ترقی اور اردو تعلیم کے لئے حکومت سے ریزرویشن بھی منظور کئے گئے۔

آزادی کے بعد جے پور میں قائم ہونے والی یہ پہلی انجمن تھی جو اردو زبان و ادب اور تعلیم کے فروغ کے لئے سرگرم عمل رہی لیکن مولانا شاغل کے بعد آہستہ آہستہ اس کی کارکردگی سرد پڑنے لگی۔ انجمن کے نام پر صرف صدر و سکریٹری کے ناموں کے علاوہ اسکا کوئی وجود نہیں۔ اسی طرح جے پور کی دوسری انجمن راجستھان اردو اکیڈمی جو گورنمنٹ کی جانب سے قائم شدہ ادارہ ہے۔ جس کا قیام ۱۹۷۹ء میں عمل میں آیا۔ اکادمی اپنے قیام کے زمانے سے ہی مختلف نوعیت کی ادبی تقاریب اعلیٰ پیمانے پر منعقد کر رہی ہے۔ چنانچہ ۱۹۸۰ء میں ہندوستان کی تمام ریاستی اردو اکادمی کا ایک کنویشن راجستھان اردو اکادمی کے ذریعہ جے پور میں منعقد ہوا تھا۔ جس میں مہاراشٹر مدھیہ پردیس، اتر پردیس اور بہار اردو اکادمی کے سکریٹریوں کے علاوہ ترقی اردو بورڈ کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اکادمی کی جانب سے کل راجستھان اور آل انڈیا سیمینار راجستھان کے مختلف شہروں میں منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ اور مشاعروں کے انعقاد کے لئے مختلف ادبی انجمنوں کو اکادمی کی جانب سے مالی تعاون فراہم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ راجستھان کے ادیبوں اور شاعروں کو انعامات و اعزازات اور وظائف کے علاوہ کتابوں کی طباعت کے لئے مالی امداد فراہم کراتی ہے۔ راجستھان اردو اکادمی کی طرف سے ایک سہ ماہی رسالہ ''نخلستان'' جاری کیا جاتا ہے جس میں عام طور پر راجستھان کے ادیبوں اور شاعروں کی تخلیقات کو خصوصی طور شائع کیا جاتا ہے۔ اور راجستھان کی ادبی تاریخ سے متعلق مضامین بھی شائع ہوتے ہیں۔

مذکورہ دونوں انجمنوں ک علاوہ جے پور میں ادبی انجمنوں کے نام سے بہت سی انجمنیں قائم ہیں۔ لیکن چند ہی ایسی انجمنیں ہیں جن کے زیرِ اہتمام وقتاً فوقتاً ادبی تقریبات منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ مثلاً بزمِ ادب جے پور کے زیر اہتمام ماہانہ ادبی نشستوں کا سلسلہ جاری ہے۔ بزم ادب جے پور مولانا محمد ایوب خاں صاحب قمر واحدی اولین صدر راجستھان اردو اکادمی جے پور کے شاگردوں نے مولانا موصوف کی صدارت میں اگست ۱۹۷۲ء میں قائم کی اور اسی زمانے میں بزم کے زیر اہتمام طرحی ماہانہ مشاعروں کے انعقاد کا سلسلہ شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔ قمر واحدی صاحب کی وفات کے بعد ان کے فرزند و جانشین فرید العصر صاب اپنے والد کی اس وراثت کو قائم رکھے ہوئے ہیں اور مسلسل ماہانہ طرحی مشاعرے منعقد کرتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے بزم کے زیرِ اہتمام منعقدہ مشاعروں میں پڑھے گئے اشعار کا مجموعہ ''گلدستۂ دبستان قمر'' کے نام سے ترتیب دیا ہے جس میں تقریباً ۵۷ رشعراء کا انتخابِ کلام مع تعارف درج ہے۔ یہ گلدستہ راجستھان اردو کادمی جے پور کی جانب سے شائع

ہو منظرِ عام پر آ چکا ہے۔

اس کے بعد جے پور میں قائم ہونے والی ادبی انجمنوں میں مرزا غالب سوسائٹی کا نام خاص طور پر لیا جا سکتا ہے جس کا قیام آزادی سے پہلے ہی ہو چکا تھا اور آج بھی یہ اسی طرح قائم ہے۔ مرزا غالب کی ایک سو چالیسویں یومِ پیدائش کے موقع پر دسمبر ۱۹۳۶ء میں مرزا نصیر بیگ رعنا نے ء غالب کے نام سے ادبی تنظیم کی تشکیل کی۔ ابتدا میں اس سوسائٹی کے زیرِ اہتمام ہر سال مشاعرے کی شکل میں ماہ دسمبر میں جشنِ غالب اور ماہ جون میں مرزا غالب کے پسندیدہ پھل آم کی نسبت سے تقریبِ آم منعقد کی جاتی تھی۔ موجودہ وقت میں مرزا نصیر بیگ رعنا مرحوم کے صاحبزادے حبیب بیگ پارس اس سوسائٹی کے سکریٹری کی حیثیت سے مختلف ادبی تقریبات منعقد کرواتے رہتے ہیں۔ ان میں سے اہم ۲۶ تا ۲۸ر جون ۲۰۱۰ء میں سہ روزہ تقریب مرزا غالب سے متعلق منعقد کی گئی جس میں ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی صاحب کو بابائے اردو راجستھان کے خطاب سے نوازہ گیا۔ اس کے علاوہ ۲۵ تا ۲۷ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو سہ روزہ جشنِ عثمانی منعقد کیا گیا۔ اس موقع پر بابائے اردو ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی صاحب کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں مرزا غالب سوسائٹی کی خصوصی پیشکش ''بابائے اردو راجستھان ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی کی علمی و ادبی خدمات'' کی رسمِ اجراء کی گئی۔

اسی طرح انجمن اردو جے پور کے زیرِ اہتمام بھی ادبی تقریبات کے انعقاد کے علاوہ اردو شعر و ادب اور تاریخ سے متعلق کتابیں شائع ہوتی ہیں۔ انجمن فروغ اردو کا قیام ۱۹۸۷ء کو عمل میں آیا اور اسی زمانے سے اردو زبان و ادب اور اردو تعلیم کے فروغ کے لئے متعدد تقاریب اور خاص طور سے ادبی سیمنار کا انعقاد کرتی ہے۔ جن میں اہم ۶ر اور ۷ر فروری ۲۰۱۳ء کو دو روزہ سیمنار را موضوع ''راجستھان کے مرحوم اور برگزیدہ شعراء و ادباء ۱۹۵۰ء تا حال''، ۱۹ر اور ۲۰ر فروری ۲۰۱۴ء کو دو روزہ سیمنار موضوع ''راجستھان میں اردو زبان و ادب کا ماضی، حال اور مستقبل'' اور ۱۷ر اور ۱۸ر فروری ۲۰۱۵ء کو دو روزہ سیمنار کو موضوع ''اردو صحافت کے مختلف جہات'' کا انعقاد کیا گیا۔

اس سلسلہ میں جے پور کی موجودہ ادبی انجمنوں میں راجپوتانہ اردو ریسرچ اکیڈمی کا قیام بھی خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔ اس اکیڈمی کا قیام ۲۰۱۱ء میں عمل میں آیا۔ مگر قلیل عرصہ میں اس اکیڈمی نے جے پور میں اپنی ایک الگ پہچان بنالی ہے۔ مشاعروں اور نشستوں سے قطع نظر اس اکیڈمی کے زیرِ اہتمام نثری تقاریب خاص طور سے جے پور میں اردو شعر و ادب سے متعلق باب پر اس اکیڈمی کی توجہ ہے بلکہ اس اکیڈمی کی جانب سے متعدد تحقیقی کتابیں شائع کی جا چکی ہیں۔

ان کے علاوہ جے پور میں اور بھی انجمنیں قائم ہوتی رہیں۔ ان میں چند انجمنیں ہیں۔ جن کے زیرِ اہتمام ادبی تقریبات مشاعرہ شعری نشستیں اور سیمنار وغیرہ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جس کے زیرِ اثر جے پور کی ادبی فضا کو تقویت ملتی رہی۔ چند انجمنیں تقریبات کا انعقاد کرتی ہیں جن کی تفصیل اس مضمون کے تحت تحریر کرنا ناممکن ہے۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی صاحب کی کتاب ''سابق ریاست جے پور میں ادو شعر و ادب کا ارتقاء'' میں جے پور کی قدیم انجمنوں کے علاوہ جدید اور موجودہ انجمنوں کا ذکر موجود ہے۔ ہندوستان میں اردو زبان و ادب

کے حوالے سے دہلی اور لکھنؤ کی طرح جے پور اور ٹونک کو راجستھان میں ادبی امتیاز حاصل رہا ہے۔ آزادی سے قبل وبعد جس طرح جے پور کی ادبی انجمنیں اور زبان وادب کے فروغ کے لئے کوشاں رہی ہیں۔ اسی طرح تشکیل راجستھان سے پہلے راجپوتانہ کی واحد مسلم ریاست ٹونک میں بھی نوابوں کی سرپرستی میں اردو شعروادب نے بلندی حاصل کی اور ادبی انجمنوں کے قیام کے زیرِ اثر یہاں اردو زبان وادب کو فروغ حاصل ہوا۔

آزادی کے بعد ٹونک میں بے شمار ادبی انجمنیں وجود میں آئیں۔ جن میں سب سے پہلے انجمن تاج اکیڈمی ہے۔ جس کے زیرِ اہتمام متعدد ادبی تقریبات اور مشاعرے منعقد ہوتے رہے۔ اس کے بعد ٹونک میں انجمن ترقی اردو ہند کی ضلع کی شاخ کی بنیاد آزادی سے پہلے ہی ڈالی جا چکی تھی۔ لیکن اس کے زیرِ اہتمام منعقدہ تقریبات کا سلسلہ آزادی کے بعد زیادہ بڑھ گیا۔ اور مسلسل ادبی تقریبات جیسے مشاعرے، مباحثہ اور سیمناروں کا انعقاد کیا جانے لگا اور آج بھی یہ انجمن سرگرم عمل ہے۔ اس کے زیرِ اہتمام اہم سیمناروں میں ۲۱/۲۲ مارچ ۲۰۱۰ء کو دو روزہ سیمنار بعنوان ''راجستھان میں اردو وتحقیق آزادی کے بعد'' اور ۳۰/۳۱ جنوری ۲۰۱۱ء دو روزہ سیمنار راجستھان میں آزادی کے بعد شعر وادب کے رجحانات اور ۲۴-۲۵/ مارچ ۲۰۱۲ء کو دو روزہ سیمنار بعنوان ''راجستھان میں علاقائی اردو ادب کی تحقیق اور تعلیم کی صورت'' وغیرہ نئے اور تحقیقی وتاریخی موضوعات سے متعلق سیمناروں کا انعقاد کیا گیا۔

آزادی کے بعد ٹونک کی دیگر ادبی انجمنوں میں ''آزاد ادبی سوسائٹی، بزم تاریخ وتحقیق اور ٹونک ادبی سوسائٹی'' کے نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ آزاد ادبی سوسائٹی مولانا ابوالکلام آزاد کی ادبی خدمات کو مدنظر رکھکر بنائی گئی تھی۔ جس کی تشکیل ۱۹۵۹ء میں کی گئی۔ اس کے تحت کئی مشاعروں کا انعقاد کیا گیا اور ان مشاعروں کی روداد یں بھی شائع ہوئیں۔

اس کے بعد بزم تاریخ وتحقیق ٹونک کی ادبی انجمنوں میں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ اس کا بنیادی مقصد ادب وتحقیق کو فروغ دینا ہے۔ یہ محققین کی انجمن ہے جس کی بنیاد ۱۹۷۴ء میں ڈالی گئی تھی۔ اس کے زیرِ اہتمام کئی سیمنار منعقد کئے گئے۔ جن میں اہم ۲۸ رفروری ۱۹۷۹ء کو ایک تاریخی سمپوزیم ویوم شیرانی کے موضوع پر منعقد کیا گیا۔ اس کے علاوہ راجستھان اردو اکیڈمی جے پور کے مالی تعاون سے ۲۴-۲۵ ردسمبر ۲۰۰۰ء کو دو روزہ کل راجستھان اردو سیمنار موضوع ''ٹونک میں اردو آزادی کے بعد'' منعقد کیا گیا۔

بزم تاریخ وتحقیق کی تشکیل نو اور سلور جبلی کے موقع پر بزم کے صدر ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی صاحب کے مشورے پر مولانا آزاد عربی وفارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک کے تعاون واشتراک سے دو روزہ کل راجستھان سیمنار ۲۷، ۲۸ رفروری ۲۰۰۸ء کو بعنوان ''راجستھان میں اردو تحقیق آزادی کے بعد (عربی وفارسی کے ضمنی حوالے سے) منعقد کیا گیا۔

اس سلسلے میں ٹونک ادبی سوسائٹی کی ادبی خدمات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ادبی انجمنوں کو شعر وشاعری کے محدود دائرے سے باہر نکال کر اسے تخلیق، تحقیق اور تنقید کے جدید رجحانات پر گامزن کرنے کی غرض سے ۱۹۹۱ء میں ٹونک ادبی سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا۔ جس میں اولاً پندرہ روزہ ادبی نشستوں کا انعقاد کیا گیا جن میں

نثر و نظم سے متعلق متعدد مضامین پڑھے گئے۔اس کے علاوہ انجمن کے زیر اہتمام مشاعرے سمینار اور ادبی نشستوں کی مفصل روداد بھی ٹونک ادبی سوسائٹی کی جانب سے ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی اور مسعود اختر کی مرتبہ ''ادراکِ ادب'' کے نام سے کتابی شکل میں منظرِ عام پر آچکی ہے۔اس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ٹونک ادبی سوسائٹی نے اپنے قیام کے زمانے سے ہی مختلف ادبی سرگرمیاں انجام دیں۔

مذکورہ بالا ادبی انجمنوں کے علاوہ آزادی کے بعد ٹونک میں بہت سی انجمنیں ہیں جن کا ماضی تو بہت روشن رہا لیکن فی الحال وہ انجمنیں تاریخ کا حصہ بن کر رہ گئیں۔اس قسم کی انجمنوں میں انجمن تعمیر اردو، بزم سخن، بزم احباب، محمود خاں شیرانی اکیڈمی کے علاوہ ٹونک کی قدیم و جدید انجمنوں کا ذکر سید ساجد علی ٹونکی نے اپنی کتاب ''ٹونک میں اردو کا فروغ'' میں تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔

اس طرح اردو شعر و ادب کے فروغ میں مختلف انجمنوں، اداروں اور تنظیموں نے نہ صرف تحریکات کو جنم دیا بلکہ علمی، ادبی تخلیقی اور تحقیقی نیز تنقیدی و تدریسی حیثیت سے بھی اردو زبان و ادب کو فروغ دیا۔لہٰذا اردو ادب کی تاریخ میں ان ادبی انجمنوں کی خدمات خصوصی اہمیت کی حامل ہیں اور آئندہ بھی ان کی افادیت مسلّم رہے گی۔

☆☆☆

قومی ساہتیہ اکیڈمی، نئی دہلی کی جانب سے وجے واڑہ میں منعقدہ کل ہند سیمینار میں
ڈاکٹر نذیرؔ فتح پوری کو ادبِ اطفال ایوارڈ برائے ۲۰۱۷ء بدست وشوناتھ پرساد تیواری
(پریسیڈنٹ، ساہتیہ اکیڈمی) تفویض کیا گیا۔

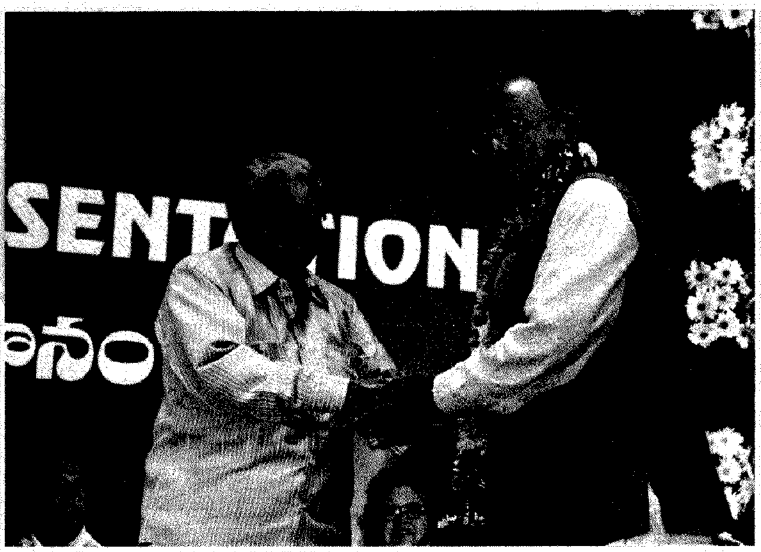

Asbaque Estd.: 1981

Editor: NAZEER FATEHPURI

**1) Saira Manzil, 230/B/102, Viman Darshan, Sanjay Park,
Logaon Road, Pune - 411 032 M.S. (India)
M.: 9822516338, 8055755623 Email: nazir_fatehpuri2000@yahoo.com**

RAJASTHAN MEIN CHAND AHAM ADABI ANJUMANO KI KHIDMAAT

A Thesis
Submitted for the
Award of Ph. D. degree of
UNIVERSITY OF KOTA

in the
Faculty of Arts

By

Mo. Ashafaque Mansuri

Under the supervision of
Dr. Quamar Jahan Begum
Retired Vice Principal
Govt. P.G. Girls College Jhalawar
(Rajasthan)

Department. of Urdu

Govt. of Arts College, Kota

University Of Kota (Raj.)

2018